فہرست مضامین عزیز الفتاوی قسم ۱۳

تمت بالخیر

فہرست مضامین امداد المفتین سنہ ۱۳ھ

تمت

کتاب الایمان والعقائد

سجدہ لغیر اللہ کے متعلق ایک مکمل بحث

سوال ۳۰۹۔ لغت میں معنے سجدہ فروتنی وسر برزمین نہادن لکھا ہے اور جواہر غلی میں اقسام سجدہ اور کون سجدہ کس کس کو درست ہے۔ بادلائل لکھتے ہیں یہ کہ در فتاوی تیسیریہ گویدا السجدۃ اثنان سجدۃ العبارۃ وسجدۃ التحیۃ۔ سجدۃ العبادۃ للہ تعالیٰ خاصۃ وسجدۃ التحیہ بدون اللہ تعالیٰ لوجہ التکریم فی خمسۃ حال جاز للقوم ان یسجدہ للنبی والمرید للشیخ والرعیۃ للملک والولد للوالدین والعبد للولی فی کل حال یرخص۔ فتاوی سراجی اذا سجد الانسان سجدۃ تحیۃ لایکفر۔ فتاوی خانی وان سجد الرجل للسلطان وکان قصدہ التعظیم والتحیۃ دون الصلوٰۃ لایکفر۔ فتاوی کافی۔ قال صدر الشہید من سجد لغیر اللہ تعالیٰ ویزید التحیۃ دون للعبادۃ لایکفر۔ قول ابن عباسؓ سجدۃ التحیہ بمنزلۃ السلام ودر مرصاد العباد است کہ ملائکہ علیہم السلام حضرت آدم علیہ السلام را سجدہ نمودن سبب آں بود کہ حق تعالیٰ جل شانہ حضرت آدم علیہ السلام را بنورذات متجلی کرد؛ سجدہ درحقیقت آدم علیہ السلام را بنود بل نوروذات صفات حق تعالیٰ شانہ را بود چنانچہ امروز سجدہ قبلہ وکعبہ را است این مررب الکعبۃ وقبلہ راست وپیش بزرگاں کہ سر برزمین می نہند سجدہ نیست آں تعظیم وتکریم نورذات وصفات معبود حقیقی است کہ مشائخ واولیائے کرام بدون نورذات متجلی اند مولانا رومؒ فرمایند

چونکہ ذات پیر را کردی قبول ∴ ہم خدا درذاتش آمد ہم رسول

اور حدیث ترمذی شریف سے قلب مومن بوجہ تجلی گاہ رب العزۃ کعبہ شریف سے افضل ہے عن ابن عمرؓ انہ نظر یوماً الی الکعبۃ فقال ما اعظمک وما اعظم حرمتک والمومن اعظم حرمۃ عند اللہ تعالیٰ منک۔ اور ایسے ہی قول مولانا روم سے مفہوم ہوتا ہے ع از ہزاراں کعبہ یکدل بہتر است اور نیز فتاوی قاضی خان میں ہے ولو قیل للمسلم اسجد للملک والا لاقتلنک لاباس ان یسجد للملک سجدۃ التحیۃ والتعظیم لاسجود العبادۃ لان سجود التعظیم لایکون کفراً عرف ذالک لامر اللہ تعالیٰ للملائکۃ بسجود آدم علیہ السلام واللہ لایأمر احداً بالعبادۃ وغیرہ وکذالک اخوۃ یوسف علیہ السلام سجدوا لیوسف علیہ السلام۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سجدہ تعبد تو بلاشک وبالاتفاق مخصوص بذات پروردگار عالم ہی ہے اور سجدہ تحیۃ وتعظیم کا موافق مضمون کتب مذکورۃ الصدر جائز ودرست ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ماں باپ پیرومرشد وغیرہ کے لئے اس واسطے کہ سجدہ تحیۃ وتعظیم درحقیقت سجدہ نہیں ہے بلکہ بمنزلہ سلام ہے بقول ابن عباسؓ اور سجدہ تعبد مشروط ہے مقام دیدن پاک واستقبال

قبلہ کی ساتھ اور سجدہ تحیہ میں یہ شروط نہیں ہیں اسی واسطے فقہاء و متوصفین نے جائز رکھا ہے اور
حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جو زوجہ کو سجدہ زوج سے اور اپنی ذاتِ پاک قدسی صفات کو سجدہ سے منع
فرمایا ہے اس امر پاک سے سجدۂ تعبدی ہی مراد لیا جاوے گا ورنہ جواز و عدم جواز میں تناقض و تخالف
واقع ہو گا۔ حالانکہ دونوں جانب دلائل ہیں تو معلوم ہوا کہ اس سجدہ سے تعبد ہی مراد ہے اور
س۔ اور غیر مجوزین سجدہ تحیہ کو سجدہ حضرت آدم علیہ السلام و یوسف علیہ السلام کو یہ کہدینا
یہ ادیان سابقہ منسوخہ ہمارے لئے دلیل نہیں ہیں یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا اس واسطے کہ ادیا
منسوخ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جمیع احکام یا اوصاف منسوخ ہوں ہو سکتا ہے کہ
بعض بعض احکام و اوصاف باقی رہیں ایسے بہت سے احکام ہیں چنانچہ دین حضرت ابراہیم
علیہ السلام منسوخ ہوا لیکن ... بعض بعض احکام بصفت وجوب یا سنن باقی رہ گئے مثل ختنہ
و قربانی و سعی صفا و مروہ وغیرہ۔
تو اسی طرح حکم سجدہ کا بھی سمجھنا چاہیئے کہ وجوب ساقط اور اباحت باقی رہ گئی ہے اور
بالکل ہی منسوخ کہدینا یہ تو بعید معلوم ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ کتابیں غلط ہیں یا صحیح اور
فرمان نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی یہ تاویل ہو سکتی ہے یا نہیں اور سجدہ آدم علیہ السلام کی یہ تاویل
درست ہے یا نہیں؟
دلائل واضحہ سے بیان فرمایا جاوے تاکہ بالکل تشفی ہو جاوے اور یہ سب شکوک جاتے رہیں
بینوا توجروا۔

الجواب۔ وباللہ التوفیق واضح ہو کہ سجدہ غایۃ تذلل و نہایت تواضع و عبودیت ہے
ہی سے وارد ہوا لاتسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقہن ان کنتم ایاہ تعبدون
سجدہ کرو آفتاب کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان کو پیدا کیا اگر تم اسی کی
عبادت کرتے ہو۔ اور اسی کی بندگی کرنے والوں میں شمار ہونا چاہتے ہو۔ ایک حدیث
شریف میں ہے کہ صحابہؓ نے بعیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے
دیکھکر یہ عرض کیا یا رسول اللہ تسجد لک البہائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال اعبدوا ربکم
اکرموا اخاکم ولو کنت امرا احداً ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا الحدیث اس
صاحب مرقاۃ تحریر فرماتے ہیں قولہ فقال اعبدوا ربکم ای بتخصیص السجدۃ لہ فانہا
غایۃ العبودیۃ ونہایۃ العبادۃ۔ اکرموا اخاکم ای عظموہ تعظیماً یلیق لہ بالمحبۃ القلبیۃ والاکرام
المشتمل علی الاطاعۃ الظاہریۃ والباطنیۃ وفیہ اشارۃ الی قولہ تعالیٰ وماکان لبشر ان یوتیہ
الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عباداً لی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین وایاکم

الی قولہ ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وانما سجدۃ البعیر فخرق العادۃ واقع بتسخیر اللہ تعالے وامرہ فلا مدخل لہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فعلہ والبعیر معذور حیث انہ مامور من ربہ کامر اللہ تعالی ملائکۃ ان یسجدوا لآدم پس واضح ہوا کہ سجدہ غیر اللہ کے لئے کسی طرح جائز نہیں ہے اور سجدہ تحیہ پہلی شریعتوں میں جائز تھا جو اس شریعت غرا میں مطلقاً منسوخ ہوگیا اور ظاہر ہے کہ جب جواز اور اباحت منسوخ ہوگئی تو سجدۂ تحیہ حرام ہوگیا۔ اور سجدہ بعیر کے قصہ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو سجدہ سے منع فرمایا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدۂ تحیہ کو بھی حرام فرمادیا اور شریعت اسلام میں سجدۂ تحیہ کی حرمت متفق علیہ ہے کسی کو اس میں خلاف نہیں ہے جملہ کتب تفاسیر وفقہ سے یہ واضح ہے البتہ فقہاء یہ تحریر فرماتے ہیں کہ سجدہ بہ نیت تحیہ سے کافر نہیں ہوتا اور سجدۂ عبادت سے کافر ہوجاتا ہے۔ پس فتاوی سراجی وفتاوی غمانی اور کافی سے جو یہ نقل کیا گیا ہے لا یکفر اس سے اس قدر معلوم ہوا کہ کافر نہ ہوگا مگر اس سے جواز سجدۂ تحیہ کا کسی طرح ثابت نہیں ہوتا بلکہ وہی فقہاء جو لا یکفر لکھتے ہیں یہ تصریح فرماتے ہیں کہ وہ شخص فاسق مرتکب کبیرہ ہے عالمگیریہ ہے والتواضع لغیر اللہ حرام کذا فی الملتقط من سجد للسلطان علیٰ وجہ التحیۃ او قبل الارض لا یکفر ولکن یاثم لارتکابہ الکبیرۃ ھو المختار قال الفقیہ ابو جعفرؒ وان سجد السلطان بنیۃ العبادۃ اولم تحضرہ النیۃ فقد کفر کذا فی جواہر الاخلاطی وفی جامع الصغیر تقبیل الارض بین یدی العظماء حرام وان الفاعل والراضی آثمان کذا فی التاتارخانیہ وتقبیل الارض بین یدی العلماء والزہاد فعل الجہال والفاعل والراضی آثمان کذا فی الغرائب الانحناء للسلطان اولغیرہ یکرہ لانہ یشبہ فعل المجوس کذا فی جواہر الاخلاطی ویکرہ الانحناء عند التحیۃ وبہ ورد النہی کذا فی التمرتاشی عالمگیریہ

درمختار میں ہے وکذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن وھل یکفران علی وجہ العبادۃ التعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لا وصار آثما مرتکبا للکبیرۃ وفی الملتقط التواضع لغیر اللہ حرام۔

ردالمختار معروف بہ شامی ہے قال القہستانی وفی الظہیریۃ یکفر بالسجدۃ مطلقاً وفی الزاہدی الایماء فی السلام الی قریب الرکوع کالسجود وفی المحیط انہ یکرہ الانحناء للسلطان وغیرہ وظاہر کلامہم اطلاق السجود علی ہذا التقبیل تتمہ۔ اختلفوا فی سجود الملائکۃ قیل کان للہ تعالےٰ والتوجہ الی آدم للتشریف کاستقبال الکعبۃ وقیل بل لآدم علی وجہ التحیۃ والاکرام ثم نسخ بقولہ علیہ السلام لو امرت احداً ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا تاتارخانیہ قال فی تبیین المحارم والصحیح الثانی ولم یکن عبادۃ لہ بل تحیۃ واکراما ولذا امتنع عنہ ابلیس وکان جائزا فیما مضی کما فی قصۃ یوسف

علیہ السلام قال ابومنصور الماتریدی وفیہ علی دلیل نسخ الکتاب بالسنۃ انتھی شامی جلد خامس کتاب الحظر والاباحۃ۔

تفسیر مدارک میں ہے وکان سجود التحیۃ جائزاً فیما مضی ثم نسخ بقولہ علیہ السلام لسلمان حین اراد ان یسجد لہ لاینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا اللہ تعالےٰ۔

معالم التنزیل میں ہے۔ وکان ذلک سجود تعظیم وتحیۃ لاسجود عبادۃ کسجود اخوۃ یوسف لہ فی قولہ عزوجل وخروا لہ سجداً ولم یکن فیہ وضع الوجہ علی الارض انما کان انحناء فلما جاء الاسلام ابطل ذلک بالسلام۔

عبارت منقولہ سے واضح ہو کہ سجدہ تحیہ حرام وکبیرہ ہو اس کے کفر ہونے میں خلاف ہے گناہ کبیرہ اور معصیت وحرام ہونے میں کچھ خلاف نہیں ہے۔ کتب معتبرہ کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ صاحب جواہر غیبی کا بحوالہ فتاوی تیسیر وغیرہ سجدہ تحیہ کے جواز کا بالکل غلط اور محض افترا ہو۔ جن کتابوں سے اس نے لایکفر نقل کیا ہے اس کا حال اوپر معلوم ہوا کہ عدم کفر کی ساتھ گناہ کبیرہ اور حرام ومعصیۃ ہونا وہ فقہا تصریح فرمارہے ہیں اور فتاوی تیسیری سے جو فی کل حال یرخص نقل کیا ہے یہ بالکل غلط اور فقہاء معتبرین کے اقوال اور نصوص قطعیہ کی رو سے مردود وغیر معتبر ہے اور تفاسیر معتبرہ کی عبارات سے محقق ہوا کہ سجود تحیہ پہلی امم میں جائز تھا۔ اب منسوخ وباطل ہوگیا اور بعد نسخ اباحت حرمت کے سوا کوئی مرتبہ نہیں ہے پس یہ کہنا مجوز کا کہ وجوب منسوخ اور اباحتہ باقی رہ گئی بالکل غلط ہوگیا اور یہ قول مشائخ واولیائے کرام چونکہ متجلی بنور ذات ہیں اور یہ کہ مومن عند اللہ مکرم ومحترم ہے اس وجہ سے ان کو سجدہ تحیہ درست ہونا چاہیئے کلام بیہودہ باطل ولغو ہے اس سے پوچھا جاوے کہ یہ کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی بوجہ اتم موجود تھی پھر آپ نے صحابہ کو کس تشدد سے سجدہ کرنے سے منع فرمایا اور ہرگز کسی طرح اجازت نہ دی پس مولانا روم کے کلام سے سجدہ کی اجازت نکالنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ باقی فتاوی قاضی خاں میں جو یہ مسئلہ نقل کیا ہے ولو قیل اسجد للملک والا لا قتلنک لابأس ان یسجد للملک سجدۃ التحیۃ الخ۔ یہ حالت اکراہ کا مسئلہ ہے حالت اکراہ واضطرار میں حرام حلال ہوجاتا ہے اس سے حالت اختیار سجدہ تحیہ کرنے کی اجازت کہاں سے معلوم ہوئی۔

الغرض نصوص قطعیہ واحادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم وروایات فقہیہ معتبرہ وتفاسیر مستندہ سے حرمت سجدۂ تحیہ وسجدۂ عبادت کی ظاہر وباہر ہو اور علمائے محققین اور فقہائے عظام میں سے کوئی بھی اس کے جواز کا قائل نہیں صرف یہ فرق ان ہر دو سجدہ میں ہو کہ سجدۂ عبادت باتفاق کفر

وارتداد ہی اور سجدۂ تحیہ کو فقہائے محققین کفر نہیں فرماتے گناہ کبیرہ اور فسق لکھتے ہیں پس لفظ لایکفر کتب فقہ میں دیکھکر اور آگے کی عبارت وصار آثماً مرتکباً للکبیرۃ حذف کرکے مجوز مذکور کا حکم جواز سجدہ تحیہ کا لگانا سخت جہالت اور غوائت او بد دینی ہی مجوز مذکور مصداق اس حدیث صحیح متفق علیہ کا ہی حتی اذا لم یبق عالماً اتخذ الناس رؤساً جہالاً فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا الحدیث۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

انبیاء و اولیاء کو حاضر و ناظر سمجھنا کفر ہے اور چند دوسرے عقائد کا حکم

سوال ۳۱۰ انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام کو حاضر و ناظر سمجھنا اور بوقتِ مصیبت ان کو پکارنا اور یہ اعتقاد کرنا کہ جس وقت ان کو پکارا جاتا ہی فوراً اکار برآری کر دیتے ہیں ایسا اعتقاد کفر ہی یا نہیں؟ (۲) انبیاء عظام و اولیائے کرام کو ہمارے افعال کا غائبانہ طور پر علم ہی یا نہیں؟ (۳) اولیائے کرام کی نظر سے ہدایت ہوتی ہی؟ (۴) تقبیل ید عالم اور انحناء بوقت ملاقات درست ہی یا نہیں (۵) آستانہ و خانقاہ اولیاء کی تقبیل درست ہی یا نہیں (۶) بعض بدعتی قصہ بیان کرتے ہیں کہ رابعہ بصریہ کا بیت اللہ نے استقبال کیا تھا اور طواف بھی رابعہ بصریہ کو بیت اللہ نے کیا تھا یہ درست ہی یا نہیں؟ (۷) بعض بدعتی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل مبارک ملیح تھی کیونکہ جیسا نمک دوسری چیز میں ملکر یک لخت ہو جاتا ہی ایسی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات باری تعالیٰ کی ساتھ ایک ہو گئے ہیں۔ نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد یہ اعتقاد رکھنا کیسا ہی؟ (۸) جو شخص بر سر اجلاس متبع شریعت یعنی متبع قرآن و حدیث یعنی حنفی المذہب کی اہانت کرے اور علماء کی توہین کی وعظ کہے اس کے لئے کیا حکم ہی۔ (۹) جو شخص ان سب باتوں کو جائز کہتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہی یا نہیں اور اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب یہ اعتقاد کفر ہے نصوص صریحہ کے خلاف ہی۔ کلام پاک میں ہے ھو اللہ فی السمٰوات وفی الارض یعلم سرکم و جہرکم و یعلم ما تکسبون۔ اس سی صاف معلوم ہوتا ہے کہ سوائے خدا کے تمام جگہ کوئی حاضر ناظر نہیں ہی اور مصیبت کے وقت اور ہر وقت خدا تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہیئے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا استعنت فاستعن باللہ جب مدد کی ضرورت ہو خدا سے مانگو غیر کی طرف توجہ نہ کرو۔

(۲) علم غیب باری تعالیٰ کا خاصہ ہے غیر کا دخل نہیں ہی اولیائے کرام اور انبیائے عظام کو عالم بجمیع الاشیاء سمجھنا اور اس کا اعتقاد رکھنا کفر ہی اس سے توبہ کرے۔ لا یعلم الغیب الا ھو۔ قل لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللہ۔ (۳) ہدایت اور ضلالت خدا کے قبضہ میں ہی انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے غیر کا کیا ٹھکانا۔ (۴) تقبیل ید عالم یا صوفی پابند شریعت کی جائز ہے انحناء نہ چاہیئے کیونکہ انحنا

مشابہ سجدہ کے ہے اور سنت یہ ہے کہ سلام کرے اور دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرے حدیث شریف میں ہے فسلم علیہ واخذ بیدہ (۵) خانقاہ و آستانہ کی تقبیل جائز نہیں ہے. کما فی الدر المختار وکذا ما یفعلون من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام ۔ (۶) اس خاص قصہ کا کوئی ثبوت نہیں ہے باقی کرامات اولیاء اللہ کا اعتقاد کرنا اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے ممکن ہے کہ حق تعالیٰ کسی ولی کے لئے خلاف عادت ایسا ظاہر فرما دیوے شامی میں ہے والانصاف ما ذکرہ الامام البیہقی حین سئل عما یحکی ان الکعبۃ تزور واحدا من الاولیاء بل یجوز القول بہ فقال نقض العادۃ علی سبیل الکرامۃ لاھل الولایۃ جائز عند اھل السنۃ شامی جلد ثانی صفحہ ۳

(۷) یہ بالکل غلط ہے اور اس کا اعتقاد کفر ہے اس میں حلول ذات باری تعالیٰ میں لازم آتا ہے اور یہ عقیدہ باطلہ اہل اسلام کا نہیں ہے۔ (۸) ایسا شخص جو کہ علمائے محمدیہ کی توہین کرے وہ فاسق ہے اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اگر اس کے پیچھے نماز پڑھی تو اس کا اعادہ واجب ہے ایسے شخص کی نماز عند اللہ ذخیرۂ ثواب نہیں ہے (۹) جو شخص ان عقیدوں کا مثبت ہو اور معتقد ہو وہ کافر ہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اور نہ خود اس کی نماز جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ؛

امکان کذب اور امکان نظیر کی تحقیق | سوال ۱۱ ۳ (۱) کذب باری تعالیٰ ممکن ہے یا ممتنع اگر ممکن ہے تو اسکے سہل معنی کیا ہیں۔ (۲) رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر ہو سکتا ہے یا نہیں اگر آپ معدوم النظیر نہ ہوں تو لا نبی بعدی کے کیا معنے ہیں۔؟

الجواب اس کی مثال ایسی سمجھو کہ حق تعالیٰ مشرکین کی مغفرت نہ فرماوے گا جیسا کہ وعدہ ہو چکا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ لیکن اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ کافر کی مغفرت فرما دیوے مگر وہ ایسا نہ کرے گا پس یہ معنی ہیں امکان کذب کے کہ خلاف وعدہ تحت القدرۃ داخل ہے مگر ایسا نہ ہوگا (۲) اسی طرح امکان نظیر کے معنے سمجھو کہ حق تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ آپ کی مثل کوئی نہیں اور نہ کوئی ہوگا لیکن حق تعالیٰ کو قدرت ہے آپکے مثل پیدا کرنے پر حق تعالیٰ عاجز نہیں ہے اور علم کلام کا مسئلہ ہے مثل لکن ممکن اسی طرح آپکے بعد کوئی نبی نہ ہوگا آپ خاتم النبیین ہیں لیکن حق تعالیٰ قادر ہے آپ کے بعد نبی پیدا کرنے پر مگر بسبب وعدہ صادقہ پیدا نہ فرماوے گا الغرض امکان ذاتی ہے اور امتناع بالغیر ہے فلا اشکال. فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ؛

گاؤں میں جمعہ جائز ہونے کی شرط | سوال ۱۲ ۳ گاؤں میں جمعہ کی ادائیگی کے لئے تین چار ہزار آدمی کی آبادی شرط ہے اس کی کیا وجہ ہے

الجواب یہ اس بناء پر ہے کہ جمعہ کے لئے قریہ کبیرہ کی شرط ہے اور عرفاً قریہ کبیرہ وہی کہلاتا ہے جس میں تین چار ہزار آدمی آباد ہوں جس سے وہ مثل قصبہ کے ہو جاوے؛

فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ؛

اللہ تعالیٰ کو جوہر یا عرض کہنے والا اہل سنت والجماعت سے خارج ہے	سوال ۳۱۳- ایک شخص نے جو اپنے آپ کو عالم حنفی کہتا ہے آیۃ کریمہ اللہ نور السموات والارض کے تحت میں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ واجب الو

جود ہے اور ہر موجود کے لئے جوہر یا عرض ہونا لازم ہے اس لئے اللہ تعالیٰ جوہر اور نور لطیف ہے اس شخص کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں

الجواب - ایسا شخص اہل سنت وجماعت کے عقیدے کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے اس کو امام نہ بنایا جاوے اور جبکہ وہ شخص اہل سنت سے خارج ہے تو حنفی ہونے سے بھی خارج ہے یہ جو وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اگر موجود مانا جاوے گا تو جوہر یا عرض ہونا لازم ہے یہ قول اس کا غلط ہے یہ انحصار عالم میں ہے اور حق تعالیٰ شانہ اس سے برتر ہے اس کو نہ جوہر کہہ سکتے ہیں نہ عرض بلکہ وہ ذات پاک ہے لیس کمثلہ شئی ہے شرح فقہ اکبر میں ہے وھو شئی لاکالاشیاء الخ ومعنی الشئ ای معنے کونہ شیاً لاکالاشیاء اثباتہ ای اثبات وجودہ بلا جسم ولا جوہر ولا عرض - ای فی اعتبار صفاتہ لان الجسم مترکب ومتمیز وذلک امارۃ الحدوث والجوہر متمیز وجزء لایتجزی من الجسم والعرض کل موجود یحدث فی الجواہر والاجسام وھو قائم بغیرہ لابذاتہ الی ان قال وحاصلہ ان العالم احیان واعواض فالاعیان مالہ قیام بذاتہ وھوامامرکب وھوالجسم اوغیر مرکب کالجوہر وھو الذی لایتجزی واللہ منزہ عن ذالک کلہ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مرد صالح کو ڈانٹنے اور کلمہ توحید کے کہنے سے انسان فاسق اور بددین ہو جاتا ہے	سوال ۳۱۴- چند لوگ آپس میں مقدمہ فیصل کر رہے تھے غوث محمد نہایت صالح پابند صوم وصلوۃ ہے اس نے کہا کہ کلمہ توحید پڑھو جو لوگ مقدمہ

فیصل کر رہے تھے انہوں نے مسمی غوث محمد کو خوب ڈانٹا اور ذلیل کیا ان لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب جن لوگوں نے غوث محمد کو ڈانٹا اور اس کی تذلیل کی اور ایک مسلمان صالح کو ایذا دی اور کلمہ حق کہنے پر اس کے امر کرنے اس کو ڈانٹا وہ فاسق اور بددین ہیں توبہ کریں فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

میں قرآن کو نہیں مانتا کے الفاظ سے انسان کافر ہو جاتا ہے	سوال ۳۱۵- زید اور بکر میں باہم جھگڑا تھا زید نے بکر سے کہا کہ آؤ بھائی موافق قرآن شریف کے فیصلہ کریں بکر نے کہا کہ میں تمہارے قرآن کو نہیں مانتا ہوں

بکر کا یہ کہنا کیسا ہے اور اس کے لئے کیا حکم ہے اور قرآن شریف ایک ہی ہے یا مختلف؟

الجواب قرآن شریف ایک ہی ہے مختلف نہیں ہیں اور کسی شہر اور کسی قوم کا قرآن شریف جدا جدا نہیں ہے بس بکر کا قرآن شریف کی نسبت ایسا کہنا کلمہ کفر ہے بکر کو توبہ کرنی چاہیئے اور تجدید اسلام کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ توفیق توبہ کی اس کو دیوے اس کے سوا زیادہ کیا لکھا جاوے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

قراۃ متواترہ سے انکار یا اسے اچھا سمجھنا گناہ کبیرہ اور کفر ہے	**سوال ۳۱۶** تمام قرآن شریف میں لفظ علیہم کو حضرت امام حمزہ کوفی نے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے حالانکہ یہ قاعدہ لغوی کے خلاف ہے بعض لوگ اس پر

اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت امام حمزہ نے غلط پڑھا ہے کسرہ پڑھنا چاہئے اسکی حقیقت کیا ہے

الجواب تمام قرآن شریف میں لفظ علیہم کو بیشک حضرت امام حمزہ کوفی نے بضم ہا، روایت کیا ہے اور یہ قراۃ متواترہ میں سے ہے جیساکہ امام شاطبیؒ نے قصیدہ شاطبیہ میں جو قراۃ کی مسلم و مروج و مشہور کتاب ہے اس میں فرماتے ہیں علیہم الیہم حمزۃ ولدیہم جمیعاً بضم الھاء وقفا وموصلا مطلب اس سطر کا یہ ہے کہ یہ تین الفاظ وقفا اور وصلاً حضرت حمزہ اس کو مضموم الہاء روایت کرتے ہیں غرض ان قراءات کا انکار یا استخفاف گناہ کبیرہ ہے اور کفر ہے زید کی یہ ناواقفی ہے حضرت حفصؒ کی روایت جس کو ہم لوگ سب پڑھتے ہیں اور بوجہ چھپ جانے کے تمام دنیا میں مروج ہے اس میں بھی کئی لفظ بظاہر کے کچھ خلاف پائے جاتے ہیں جیسے سورۂ فتح کے شروع میں لفظ علیہ اللہ بضم الہاء ہے اور سورۂ کہف میں کے اخیر میں وما انسانیہ الا الشیطان میں ہا کو نحو کے قاعدہ سے کسرہ ہونا چاہئے مگر حفصؒ دونوں کو بضم ہا روایت کرتے ہیں اصل ضمائر میں ضمہ ہی ہے بوجہ عروض عارض کے کسرہ دیدیا جاتا ہے ان مواقع پر عارض کا لحاظ نہیں کیا گیا بوجہ اتباع اثر کے کیونکہ اولی مرتبہ اثر کا ہے بعد کو صرف نحو اور رسم خط عثمانی وغیرہ کا توافق دیکھا جاتا ہے فقط

حدیث معراج کے متعلق ایک سوال	**سوال ۳۱۷** دو فریق میں اختلاف ہوا در بارۂ وضع قدم شریف حضرت

محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں کندھے مبارک پر حضرت محبوب سبحانی شیخ سید عبد القادر جیلانیؒ کے فریق اول کہتا ہے کہ حدیث معراج میں کہیں یہ قصہ مذکور نہیں لہٰذا یہ قصہ خلاف ہے فریق ثانی کا بیان ہے کہ یہ قصہ واقع ہوا ہے اور صحیح ہے اور فریق ثانی بعض کتب سے نقول پیش کرتا ہے ہر دو فریق میں سے کون حق پر ہے اور یہ واقعہ صحیح ہے یا نہیں!

الجواب۔ فریق اول حق پر ہے در حقیقت حدیث معراج میں اور کسی حدیث صحیح میں یہ قصہ مذکور نہیں ہے اور در صورت صحت نقل اس قصہ کے حضرت محبوب سبحانیؒ سے مؤول ہے ایسی تاویلات کے ساتھ جو لائق حالات اولیاء اللہ کے ہیں جیسے حضرت بایزید بسطامیؒ کی معراج کی تاویلات ہیں اس قصہ کی بھی تاویل کی جاوے گی بہرحال نقل کرنا ایسے امور کا خصوصاً عوام جہال کے سامنے موجب گمراہی اور فتنہ کا ہے

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ
مفتی دار العلوم دیوبند

کتاب الرد علی البدعات

بکرا چڑھاوہ کا اور نذر ماننے کے بارہ میں

سوال ۳۱۹ عوام قبروں پر بکرا چڑھاتے ہیں اور نذریں مانتے ہیں یا یہ کہتے ہیں کہ یہ بکرا فلاں پیر کا ہے پھر اس کو بسم اللہ پڑھکر ذبح کرتے ہیں ایسے جانور کا کھانا حلال ہے یا حرام اگر حرام ہے تو بعض تفاسیر میں اہل بہ عند الذبح کی قید کا کیا مطلب ہے جو شخص اس جانور کی حلت کا قائل ہو اس کو امام بنانا کیسا ہے؟

الجواب جس جانور کو تعظیماً اور تقرباً الی غیر اللہ ذبح کیا جاوے اگرچہ بوقت ذبح اللہ کا نام اس پر لیا جاوے اس کا کھانا حلال نہیں کہ وہ اہل بہ لغیر اللہ میں داخل ہے اور مفسرین جو ماذبح لغیر اللہ کی ساتھ تفسیر کرتے ہیں انکا منشاء یہ ہے کہ یہ بھی ایک فرد ہے ما اہل بہ لغیر اللہ کا اور نیز اس وقت میں جس کو غیر اللہ کے نام پر پکارتے تھے اس کو غیر اللہ کے نام پر ہی ذبح بھی کرتے تھے ورنہ دراصل محرم اہلال لغیر اللہ ہے جو بمعنے رفع الصورت ہے کتب حنفیہ میں ایسے جانور کے حرام ہونے کی تصریح ہے پھر حقیقہ کے لئے کوئی محل ریب باقی نہیں در مختار میں ہے۔ ذبح لقدوم الامیر و نحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ الخ۔

پس جو شخص اس جانور کی حلت کا قائل ہو اس کی امامت درست نہیں ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں فقط

نماز کے بعد التزام لا الہ الا اللہ وغیرہ کرنا بدعت ہے

سوال ۳۲۰۔ ہر فرض نماز کے بعد زور سے لا الہ الا اللہ تین بار پڑھنا اور ایک بار محمد رسول اللہ پڑھنا اور بعد اس کے اللّٰھم انت السلام پڑھنا جائز ہے یا نہیں اگر نا جائز ہے تو فرض نماز کے بعد کیا پڑھنا چاہیئے زور سے کلمہ پڑھنے سے مسبوق کی نماز میں خطرہ واقع ہوتا ہے

الجواب۔ ہر فرض نماز کے بعد التزام اس کا بدعت و مکروہ ہے در مختار میں مسجد کے مکروہات میں رفع صوت بذکر کو بھی ذکر کیا ہے اور ہر چند کہ ذکر جہر جائز و مستحب ہے لیکن اس ہیئت خاص والتزام خاص کی ساتھ خصوصاً جبکہ تشویش مصلیان کا بھی اندیشہ ہے لاریب غیر ثابت بلکہ مکروہ و بدعت ہے فرض نماز کے بعد اللّٰھم الخ

قدم بوسی و قبر بوسی حرام ہے

سوال ۳۲۱۔ قدم بوسی۔ قبر بوسی کے بارے میں فتویٰ مفصل ارقام فرمایا جاوے؟

الجواب۔ اقول و باللہ التوفیق و فی جامع الصغیر تقبیل الارض بین یدی العظماء حرام وان الفاعل والراضی آثمان کذا فی التتارخانیہ و تقبیل الارض بین یدی العلماء و الزہاد فعل الجہال والفاعل والراضی آثمان کذا فی الغرائب الانحناء للسلطان او لغیرہ مکروہ لانہ یشبہ فعل المجوس کذا فی جواہر الاخلاطی ویکرہ الانحناء عند التحیۃ و بہ ورد النہی کذا فی التمرتاشی۔ عالمگیریہ۔ وعن انس رضؓ قال رجل یا رسول اللہ الرجل یلقی اخاہ او صدیقہ اینحنی لہ قال لا قال افیلتزمہ و یقبلہ قال لا قال افیاخذ بیدہ و یصافحہ قال نعم رواہ الترمذی؛

پس معلوم ہوا کہ جھک کر کسی کی قدمبوسی کرنا اور قبر بوسی کرنا نہیں چاہیئے جبکہ جھک کر سلام کرنا بھی درست نہیں ہے تو جھک کر قدمبوسی کرنا جو مشابہ بالسجود ہے کیسے درست ہو سکتا ہے اور قبر بوسی اس وجہ سے بھی حرام ہے کہ تقبیل ارض ہے اور اس وجہ سے بھی حرام ہے کہ اس میں تشبہ بالسجود ہے اور اس وجہ سے بھی حرام ہو

کہ اس میں تعظیم غیر اللہ ہے وکل منہا حرام فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ؛

بروز عرفہ غیر عرفات میں جمع ہو کر نماز پڑھنا بدعت ہے

سوال ۳۲۲ ۔ موضع ننگل علاقہ بہلور میں ہمارے جد امجد نماز دوگانہ حج بروز عرفہ قبل نماز عصر ادا کیا کرتے تھے اور اس نماز میں ثواب حج حاصل کرنے کی نیت سے دیگر دیہات قرب و جوار کے لوگ اکثر شامل ہوا کرتے تھے اب بعض علماء منع کرتے ہیں کیا حکم ہے

الجواب بروز عرفہ جمع ہونا لوگوں کا تشبہاً بالواقفین اور نفل با جماعت کثیرہ پڑھنا بخیال حصول ثواب حج لاریب بے اصل اور بدعت و مکروہ ہے فی رد المحتار والحاصل ان الصحیح الکراھۃ کما فی الدرر بل فی البحران ظاہر ما فی غایۃ البیان انہا تحریمیۃ الخ وفی شرح المنیہ وانما مفاتیح ہذہ الاشیاء البدع الخ ومالم یکن من امرہم فہو بدعۃ والبدعۃ اذا لم تستلزم سنۃ فہی ضلالۃ انتہی فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن۔

مسجد میں تعزیہ داری کرنا گناہ اور بدعت ہے کفر نہیں

سوال ۳۲۳ بعض لوگ مسجد میں تعزیہ رکھتے ہیں اور مجلس کرتے ہیں جس میں مرثیہ پڑھے جاتے ہیں ان امور کا مسجد میں کرنا کیسا ہے اور انکا اصرار کفر ہے یا نہیں!

الجواب ۔ تعزیہ داری اور مجالس مرثیہ خوانی وغیرہ ہر جگہ اور ہر وقت حرام اور گناہ کبیرہ ہے بالخصوص مساجد میں یہ کام کرنا سخت ظلم اور معصیت اور موجب عتاب الٰہی ہے مسلمانوں کو ایسی حرکات سے توبہ کرنی چاہیئے یہ امور حرام اور گناہ کبیرہ ہیں کفر نہیں ہیں اصرار کرنے والا ان امور پر فاسق ہے اور تعزیر کا مستحق ہے۔

فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن

چند ضروری مسائل

سوال ۳۲۴ (۱) بروز جمعہ بعد ادائے فریضہ چار رکعت نماز بہ نیت آخر ظہر پڑھنیکا کیا حکم ہے (۲) جمعہ کے روز بعد اذان ثانی مناجات کرنا کیسا ہے (۳) اکثر جگہ رواج ہے کہ بعد نماز عید سب لوگ آپس میں مصافحہ کرتے ہیں آیا یہ جائز ہے یا نہ اور نوشہ کو بعد عقد اسی مجلس میں مصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں

الجواب (۱) وفی البحر قد افتیت مراراً بعدم صلوٰۃ الاربع بعدھا بنیۃ آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ وھو الاحتیاط فی زماننا الخ درمختار پس نماز جمعہ کے بعد چار رکعت بہ نیۃ آخر ظہر نہ پڑھنی چاہیئے کما افتی بہ العلامۃ صاحب البحر (۲) مکروہ ہے اور ممنوع ہے درمختار میں ہے وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب باب الاذان وفی الشامی واجابۃ الاذان حینئذ مکروہ اور حدیث شریف میں ہے اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام الخ پس معلوم ہوا کہ بعد اذان ثانی جمعہ دعاء و مناجات زبان سے نہ کرے (۳) تخصیص مصافحہ کی کسی نماز کے بعد مکروہ ہے اسی طرح تخصیص بعد عقد کے مکروہ ہے فی الشامی ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انہ تکرہ المصافحۃ بعد اداء الصلوٰۃ بکل حال لان الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ما صافحوا بعد اداء الصلوٰۃ ولانہا من سنن الروافض الخ وفیہ عن المدخل وموضع المصافحۃ فی الشرع انما ھو عند لقاء المسلم لاخیہ لا فی ادبار الصلوٰۃ فحیث وضعہا الشرع یضعہا الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

بزرگ کے پیروں کو بوسہ نہیں دینا چاہیئے

سوال ۳۲۵ کسی بڑے اور بزرگ کے پیروں کو بوسہ دینا اور چومنا کیا حکم رکھتا ہے مفصل بالدلائل جواب مرحمت ہووے!

الجواب۔ احوط وارجح عدم تقبیل رجلین ہے کہ یہ تقبیل بعض صورتوں میں مشابہ سجدہ کے ہو جاتی ہے اور سجدہ اور تقبیل ارض بین یدی العلماء والمشائخ باتفاق حرام وکبیرہ گناہ ہے بلکہ بعض فقہاء نے اس میں حکم کفر کیا ہے کمافی الدر المختار وکذا مایفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن وھل یکفران علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر .... وان علی وجہ التحیۃ لا وصار آثما مرتکباً للکبیرۃ وفی الملتقط التواضع لغیر اللہ حرام در مختار۔

ترجمہ یہ ہے اور اسی طرح وہ جو کرتے ہیں زمین کا چومنا سامنے علماء اور بزرگوں کے سو یہ حرام ہے اور اس فعل کا کرنے والا اور جو اس سے راضی ہو دونوں گناہ گار ہیں کیونکہ یہ فعل مشابہ ہے بت پرستی کے اور کیا کافر ہو جاتا ہے یعنی کرنے والا اس فعل کا سو اگر از راہ عبادت و تعظیم اس نے علماء وعظماء کے سامنے سر جھکایا ہے اور زمین بوسی کی ہے تو کافر ہو جاتا ہے اور اگر بطریق سلام اور تحیۃ کے ایسا کیا ہے تو کافر نہیں ہوتا اور گنہگار مرتکب کبیرہ گناہ کا ہوتا ہے اور ملتقط میں ہے فروتنی یعنی زمین بوسی وغیرہ غیر اللہ کے لئے حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام آنے پر انگلیوں کو بوسہ دیکر آنکھوں پر ملنا اچھا نہیں۔

سوال ۳۲۶۔ اذان اور مجلس میلاد شریف میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا ہے تو انگلیوں کو بوسہ دیکر آنکھوں کو لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس سے آنکھوں میں روشنی رہتی ہے۔ اور دوسرے موقعوں پر ایسا نہیں کرتے اور جو ایسا نہیں کرتا اس کو ملامت کرتے ہیں؟

الجواب۔ علامہ شامی نے اذان کے اندر بعض روایات کی بناء پر ایسا لکھا ہے اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ خاص اذان کے اندر ہے اقامت میں ثابت نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجلس میلاد شریف میں بھی نہ کرنا چاہیئے۔ پھر یہ لکھا ہے کہ مرفوع حدیث سے اذان میں بھی ثابت نہیں ہے۔ پس احتیاط اس میں ہے کہ نہ کیا جاوے اور جب کہ اس فعل کے کرنے والوں کا غلو حد سے بڑھ گیا ہے کہ تارک پر ملامت کرتے ہیں تو ایسی حالت میں ترک اس کا ضروری ہے۔ احادیث اور فعل صحابہ سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

محفل میلاد مروجہ بدعت ہے

سوال ۳۲۷۔ محفل میلاد میں قیام کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب، زمانہ ہذا کی محفل میلاد مروجہ بھی شرعاً درست نہیں ہے اور قیام کا التزام بھی جائز نہیں ہے جو کچھ کہا جاتا ہے جو رسم ورواج خلاف شریعت ہے اور بدعت ہے اسکو ترک کرنا ضروری ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محض شرکت مجلس شیعہ سے رافضی نہیں بنتا | **سوال ۳۲۸**۔ زید مجلس شیعہ میں شریک ہوا جب اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میں شاعر ہوں اور خاندان انیس کے مراثی بحیثیت شاعری مجھے پسند ہیں لہذا چند بار شریک مجلس ضرور ہوا ہوں اور کوئی خرابی مجھ میں نہیں ہے اس صورت میں زید پر حکم مرتد ہونے کا کیا جاوے گا یا نہ اور نکاح قائم ہے یا فسخ ہو گیا؟

الجواب۔ جب تک زید کا رفض محقق نہ ہو حکم ارتداد کا اور فسخ نکاح کا نہ ہوگا مگر زید جو خود مقر مراثی انیس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھنے کا وہ متہم ضرور ہے اس کو آئندہ اس سے اور جملہ خیالات وعقائد فاسدہ سے توبہ کرنی چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مذہب روافض کی قیام اور اس کی بطالت | **سوال ۳۲۹**۔ مذہب روافض کب سے قائم ہوا۔ اور اس کی ناجائز ہونے کی کیا دلیل ہے؟

الجواب۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زمانہ صحابہ میں سے اس قسم کے مذاہب باطلہ روافض وخوارج خذلہم اللہ تعالیٰ ظاہر ہونے لگے تھے پھر زیادہ شیوع ہوتا رہا اور ان کی بطلان کی دلیل حدیث مشہور ہے کہ آپ نے فرقہ ناجیہ کی تفسیر ما انا علیہ واصحابی فرمایا اور ان کا نام بھی فرمایا کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

پیر کی تصویر کو سجدہ کرنے والے کافر ہیں | **سوال ۳۳۰**۔ ایک احرام پوش فرقہ اپنے پیر کی تصویر کو مسند پر اس صورت سے سجاتا ہے کہ گویا صاحب تصویر بحالت زندگی آرام کر رہے ہیں پھر اس کے سامنے سجدہ کرتے ہیں یا قدم بوس ہوتے ہیں یہ لوگ تارک صلوٰۃ ہیں اور بغیر توبہ کرائے طوائف کو مرید کرتے ہیں اور ان کی ناجائز آمدنی سے اپنی ہر قسم کی ضروریات پوری کرتے ہیں انکا تمام وقت طوائفوں کے یہاں گذر جاتا ہے کیا یہ لوگ دائرۂ اسلام میں ہیں اور کیا ان کے ساتھ مسلمانوں کی طرح رسم وملت اور اتحاد رکھنا درست ہے یا نہ؟

الجواب۔ حدیث شریف میں ہے لعن الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءہم مساجد اور در مختار میں ہے وکذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن وھل یکفران علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لا وصار آثما مرتکبا للکبیرۃ در مختار وفی الشامی قال الزیلعی وذکر الصدر الشہید انہ یکفر بھذا السجود لانہ یرید بہ التحیۃ وقال شمس الائمۃ السرخسی ان کان لغیر اللہ تعالیٰ علی وجہ التعظیم قال القہستانی فی الظہیریۃ یکفر بالسجدۃ مطلقاً وفی الزاہدی الایماء فی السلام الی قریب الرکوع کالسجود الخ شامی جلد

ظاہر ہے کہ یہ خلاف علماء وصلحاء کے سامنے تقبیل ارض وغیرہ میں ہے اور سجدۂ تعظیمی کو مطلقاً سب علماء کفر فرماتے ہیں کہ یہ سجدہ خاص باری تعالیٰ شانہٗ کی ساتھ مخصوص ہے اور تصاویر کی ساتھ معاملہ کرنا ایسا ہے جیسا کہ قبور کی ساتھ اور اس پر لعنت وارد ہے پس وہ لوگ جو تصاویر کی ساتھ یہ معاملہ

کرتے ہیں ملعون و مردود ہیں اور ان کے کفر میں اور مرتکب افعال شرک و کفر ہونے میں کچھ تردد معلوم نہیں ہوتا اور بہرحال ان کی ساتھ اختلاط و ارتباط و محبت و وداد قطعاً حرام و ناجائز ہے

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

صدقہ و خیرات کیلئے کوئی خاص دن مقرر نہ کرنا چاہیئے

سوال ۳۳۱- جمعرات کے دن کھانا پکا کر واسطے ایصال ثواب موتیٰ کے دینا اور جمعرات کو اس کام کے لئے اس وجہ سے مقرر کرنا کہ یہ کام ایک وقت پر ہوتا رہے۔ اور جمعرات کی تعیین و تخصیص ضروری نہیں سمجھتے ہیں جیسا کہ بدعتی لوگ سمجھتے ہیں۔ آیا جمعرات کے روز محض ایصالِ ثواب کے لئے معین کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگرچہ عقیدہ میں کچھ تخصیص ایصال ثواب موتیٰ کے لئے کسی دن اور تاریخ کی نہیں ہے تو دراصل اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور جبکہ زید اور اس کے بزرگوں کا عقیدہ تخصیص کا نہ تھا صرف مصلحت مذکورہ جمعرات کو اس کام کے لئے معین کیا گیا تھا تو ان کے حق میں یہ فعل دراصل جائز تھا مگر چونکہ جیسا خود عقیدہ کی خرابی سے بچنا چاہیئے ایسا ہی دوسروں کو بھی بچانا چاہیئے عوام کے خیال میں جمعرات کی تخصیص کچھ ایسی راسخ ہو گئی ہے کہ اس کام کا التزام ان کے نزدیک مثل لازم کے ہو گیا ہے پس بچنا اس تخصیص و تعیین سے سب کو ضروری ہو گیا کہ عوام کا عقیدہ درست ہو۔ اور ان کے خیالات راسخہ نکل جاویں دوسرے ان لوگوں کے ساتھ مشابہت بھی نہ ہو جو عقیدہ تخصیص کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں، الغرض اب حکم یہ ہے کہ اگرچہ زید کا عقیدہ صحیح ہو مگر اس کو یہ تعیین اور تخصیص اٹھا دینی چاہیئے اگر دوام نہ ہو اور کبھی ناغہ ہو جاوے یہ اس سے اچھا ہے کہ ایک بدعت لوگوں کے قلوب میں راسخ ہو شامی ص۴۲۲ جلد اول میں ہے وما یفعل عقیب الصلوٰۃ فمکروہ لان الجہال یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ وکل مباح یؤدی الیہ فمکروہ الخ،

اس روایت سے معلوم ہوا کہ کوئی فعل دراصل مباح بھی ہو مگر عوام جہال اس کو اس کی حد سے متجاوز کر دیں اور معاملہ واجب کا سا کرنے لگیں تو چھوڑ دینا اس کا سب کو چاہیئے اور ارتکاب اس فعل کا سب کے حق میں مکروہ ہے اگر ارتکاب کرنے والوں کا عقیدہ خراب نہ ہو فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

یا رسول اللہ کہنا علاوہ درود کے نہیں چاہیئے

سوال ۳۳۲- یا رسول اللہ کہنا کیسا ہے اور صلوٰۃ و سلام نبی کریم پر جائز ہے یا کیا بعد نماز دعاء آہستہ مانگی جاوے۔ یا کیونکر اور سماع موتیٰ ابوحنیفہ کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں اور قبور پر پھول چڑھانا جائز ہے یا نہیں اور قبل اقامت درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب۔ یا رسول اللہ کہنا سوائے درود شریف کے دوسرے موقع پر نہیں چاہیئے اور صلوٰۃ و سلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اگر بدون کسی آمیزش بدعات کے ہے تو اُس کے افضل ہونے میں اور موجب ثواب ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا اور دعا بعد نماز آہستہ مانگنا افضل ہے اور سماع موتیٰ ابوحنیفہ

کے نزدیک ثابت نہیں ہے اور قبر پر پھول چڑھانا بدعت ہے اور قبل اقامت درود شریف پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ فقط

دفن میت کے وقت اذان کہنا بدعت ہے

سوال ۳۳۳- میت کو دفن کرتے وقت اذان کہنا کیسا ہے؟

الجواب- وقت دفن میت کے اذان کہنا بدعت ہے اور سلف سے منقول نہیں ہے۔ شامی میں ہے فی الاقتصار علی ماذکر اشارۃ الی انہ لاباس بلا اذان عند ادخال المیت فی قبرہ الخ وقد صرح ابن حجر فی فتاواہ انہ بدعۃ الی آخرہ ماحققہ رحمہ اللہ وفی الدر المختار وھو سنۃ للفرائض الخمس الخ لاباس بغیرھا کعید الخ وفی الشامی قولہ لاباس بغیرھا من الصلوٰۃ والافیندب للمولود والمھموم والمصروع الخ شامی نے اذان وقت دفن کا اس موقع پر بھی انکار کیا ہے۔ فقط

حدیث قدسی کی تعریف

سوال ۳۳۴- حدیث قدسی کس کو کہتے ہیں؟

الجواب جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اللہ تبارک وتعالیٰ روایت فرماویں فقط

بوقت ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھے چومنا

سوال ۳۳۵- ہندوستان کی زمین عشری ہے یا خراجی۔ شامی میں ہے تتمہ یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشہادۃ صلی اللہ علیک یارسول اللہ وعند الثانیۃ منہا قرت عینی بک یارسول اللہ الخ۔ اس عبارت سے تقبیل ظفرین اگرچہ بطریق مرفوع ثابت نہ ہو۔ مگر اس کی اصلیت ضرور معلوم ہوتی ہے جس سے اس کو بدعت کی حد میں لانا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ پھر ہمارے بزرگوں کا اس پر عمل نہ ہونا تعجب ہے اور وجہ متروک ہونے کی کیا ہے؟

الجواب- ہندوستان میں اراضی مملوکہ مسلمین کو عشری سمجھنا چاہئے۔ وجہ ممانعت اور متروک ہونے کی یہ ہوئی کہ عمل درحقیقت بطریق اعمال کے تھا نہ بطریق سنیت کے۔ پس جبکہ عوام اس کو سنت سمجھنے لگے اور تارک پر طعن وملامت ہونے لگا تو ایسا امر اگر مستحب بھی ہو تو قابل ترک ہے۔ اور صحابہ وتابعین کا اس پر عمل درآمد نہ ہونا دلیل ہے عدم ثبوت کی فاتباع السنۃ خیر من احداث بدعۃ۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مزار پر چادر چڑھانا شرک نہیں

سوال ۳۳۶- ہندہ نے شاہ نظام الدین رحمۃ اللہ کے مزار پر جاکر یہ منت مانی کہ فلاں مدعا میرا پورا ہو جائے گا تو نظام الدین کے مزار پر چادر چڑھاؤں گی اور اثنائے گفتگو میں باصرار یہ بھی کہا کہ چاہے شرک ہو یا کچھ سنت ضرور بالضرور پوری کروں گی چنانچہ ایسا ہی کیا یعنی چادر باصرار چڑھائی۔ آیا اس صورت متذکرہ بالا میں ہندہ مشرکہ ہوئی یا نہیں اور نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟

الجواب چادر چڑھانے کی منت ماننا گناہ ہے شرک نہیں ہے۔ پس یہ قول اس کا لغو ہے کہ شرک ہو یا کچھ اور تاویل اسمیں ممکن ہے پس چادر چڑھانے سے ہندہ گنہگار ہوئی مشرکہ نہیں ہوئی اور اسکا نکاح فسخ نہیں ہوا فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

بدون ختنہ نکاح جائز ہے اور عرس میں شامل ہونا بدعت ہے

سوال ۳۳۷- سنا ہے کہ بدون ختنہ کے اگر لڑکے کا نکاح کر دیا جاوے تو نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ یہ بات صحیح ہے یا غلط؟

(۲) عرس میں شریک ہونا اور عورتوں کو لیجانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ یہ غلط ہے کہ بدون ختنہ کے نکاح درست نہیں ہے یہ جاہلوں کی باتیں ہیں بدون ختنہ ہوئے نکاح صحیح ہے کما ھو مقتضی اطلاق النصوص قال فی الدر المختار وللولی الاتی بیانہ النکاح الصغیرۃ جبرًا ولو ثیبًا الخ فقط۔

(۲) عرس میں جانا اور شریک بدعات ہونا بدعت اور حرام ہے اور عورتوں کو لیجانا بھی وہاں حرام ہے وعن ابی ہریرۃ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن زوارات القبور رواہ احمد والترمذی الخ مشکوۃ شریف وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام کل بدعۃ ضلالۃ الحدیث۔ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام من احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فھو رد الحدیث۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

بعض بدعات کی تردید | **سوال ۳۳۸**۔ ربیع الاول میں کونڈا اور محرم میں کھچڑا اور صحنک گیارہویں وغیرہ بزرگوں کے نام پر اور قبروں پر چادریں چڑھانا کیسا ہے اور ایسا کرنے والا بدعتی وضال ہے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔ اور میل جول رکھنا کیسا ہے اور ایسے عقائد والے کے ساتھ مومنہ حنفیہ عورت کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ یہ سب رسوم بدعت وضلالت ہیں مرتکب ان رسوم کا بدعتی ہے اُس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور اگر وہ ان رسوم کو نہ چھوڑے تو اس سے متارکت لازم ہے اور اگر عقائد ان کے حد کفر کو نہیں پہنچے تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن اچھا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

اولیاء اللہ سے دعائیں مانگنا بدعت اور شرک ہے | **سوال ۳۳۹**۔ اولیاء اللہ کو حقیقۃً قادر اور متصرف جاننا اور ان سے مراد یں مانگنا اور مزاروں پر جاکر حاجتیں چاہنا کہ اے پیر صاحب مجھے ایک بیٹا دیدو اور میرا مقدمہ جتادو فلاں مقصود حاصل کردو۔ یہ شرعًا جائز ہے یا نہیں اور مولانا روم قدس سرہٗ کا قول اولیاء راہست قدرت از الٰہ اس قول کا کیا مطلب

الجواب۔ قادر متصرف علی الاطلاق حقیقۃً حق تعالیٰ ہے کسی کے لئے اولیاء اللہ میں سے یہ صفت ثابت کرنا عین شرک ہے۔ آیات واحادیث اس معنی میں بکثرت ہیں بندوں کا یہ فرض ہے کہ وہ جو کچھ مانگیں اللہ سے مانگیں اور مدد چاہیں تو اللہ سے چاہیں اگر دعا کریں تو اللہ سے کریں حدیث شریف میں ہے واذا استعنت فاستعن باللہ اور سورۂ فاتحہ میں خود ارشاد ہے ایاک نعبد وایاک نستعین اور فرمایا ادعونی استجب لکم پس اولیاء اللہ سے مرادیں مانگنا اور ان کو متصرف جاننا سب دام شیطان ہے اور بدعت ہے اور شرک ہے اور شعر مولانا روم کا مطلب یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی دعا حق تعالیٰ قبول فرماتا ہے جو کچھ وہ اللہ تعالیٰ سے چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرماتا ہے اگر مقتضائے حکمت ہو جیسا کہ لفظ از الٰہ خود اس پر شاہد ہے اور قدرت کہنا اسکو مجاز ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوم، دہم، چہلم وغیرہ بدعات میں داخل ہیں | **سوال ۳۴۰**۔ زید کا قول ہے کہ اہل میت کو پہلے اور تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد کھانا طیار کرنا اور قبر پر کھانا اور شیرینی لیجانا اور قاریوں کو کلام اللہ پڑھوانے کو جمع کرنا مکروہ ہے اور اہل

میت سے ضیافت لینا بھی مکروہ ہے اور دہم وچہلم وغیرہ کا کھانا فقہاء وصلحاء کو مکروہ ہے۔ بکر کو تاہے کہ زید کا قول غلط ہے۔ بہر صورت اہل میت کا کھانا درست ہو ہر دو میں کس کا قول صحیح اور کس کا قول غلط ہے؟

الجواب۔ زید کا قول صحیح ہے۔ بکر خلاف حکم شریعت کہتا ہے در المختار میں فتح القدیر سے منقول ہے ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیت لانہ شرع فی السرور لافی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ روی الامام احمد وابن ماجہ باسناد صحیح عن جریر بن عبد اللہ قال کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ وفی البزازیہ ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الاعدۃ لقرأۃ القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم او لقرأۃ سورۃ الانعام والاخلاص۔ الغرض زید کا قول اس بارہ میں صحیح ہے سوم دہم چہلم سب ممنوع وبدعت ہے اور کھانا کھانا میت کا موافق تفصیل فقہاء مکروہ ہے بکر کا قول بلا دلیل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

کتاب الصلوٰۃ

سوال ۱۱۳۴۔ جو اپنے والدین کا نافرمان ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور اپنے ہاتھ کی کمائی ہیں والدین کو کچھ دے سکتا ہے یا نہیں۔ اگر والدین فقیر ہوں تو اولاد	والدین کی نافرمانی کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

مقدم ہے یا والدین۔؟

الجواب۔ امامت اس کی مکروہ ہے بسبب فاسق ہونے کے نکاح خوانی وذبیحہ اس کا درست ہے کہ وہ مسلمان ہے اور والدین اس کے اگر محتاج ہیں تو ان کا خرچ اور نفقہ بیٹے پر واجب ہے اپنے عیال واطفال کو بھی اور والدین کو بھی دیوے سب کا نفقہ اس پر لازم ہے وتجب علی موسر النفقۃ لاصولہ الفقراء ولو قادرین علی الکسب الخ درمختار فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

سوال ۲۴۳۔ مغرب کا وقت کب تک ہوتا ہے اور عشاء کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے	تحقیق متعلقہ وقت عشاء

الجواب۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا مذہب دربارہ وقت عشاء کے یہ ہے کہ سفیدی غائب ہونے کے بعد عشاء کا وقت ہوتا ہے اور سفیدی بعد سرخی کے ہوتی ہے سفیدی کا غائب ہونا آج کل قریب نو بجے کے ہے پس جبکہ مغرب کا وقت ساڑھے سات بجے ہو تو عشاء کا وقت نو بجے کے قریب ہوگا کیونکہ آجکل فصل سرما میں وقت مغرب وعشاء قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے ہے پس جو صاحب کہتے ہیں کہ وقت عشاء کا نو بجے ہوتا ہے وہ صحیح ہے ساڑھے آٹھ بجے آجکل وقت عشاء کا موافق مذہب صحیح امام ابو حنیفہ کے نہیں ہوتا۔ البتہ صاحبین جو سرخی کو شفق فرماتے ہیں ان کے مذہب کے موافق ساڑھے آٹھ بجے ہوتا ہے مگر امام صاحب کے اصل مذہب کے موافق نہیں ہوتا گو روایات امام صاحب سے یہ بھی ہے جو صاحبین کا قول ہے مگر صحیح قول یہ ہے کہ امام صاحب کو

نزدیک شفق سفیدی ہے جو بعد سرخی کے ہے اس کے موافق وقت عشار کا اس وقت ہوتا ہے کہ سفیدی غائب ہو جاوے اور وہ قریب نو بجے کے یعنی نو بجے سے چار پانچ منٹ پہلے ہے یہ صحیح ہے کہ مغرب اور عشار کے وقت درمیان کوئی دوسرا وقت نہیں ہے مگر جبکہ مغرب کا وقت سفیدی غائب ہونے تک رہتا ہے اور عشار کا وقت بعد سفیدی کے ہوتا ہے تو پھر کچھ اشکال نہیں رہا اور اس تحریر میں تینوں سوالات کا جواب پورا ہو گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

قعدہ اولیٰ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا پھر بیٹھ گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہو گئی

سوال ۳۴۳ - امام قعدہ اولیٰ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا پھر متنبہ کرنے پر بیٹھ گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب۔ اگر امام نے سہواً قعدہ اولیٰ نہ کیا کھڑا ہو گیا بعد متنبہ کرنے بیٹھ گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو صحیح قول کے موافق اس کی نماز صحیح ہو گئی لیکن اس کو لوٹنا نہ چاہیئے تھا یہ اس نے برا کیا بعض فقہار نے اس صورت میں فساد نماز کا حکم کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ نماز ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ،

جھوٹی احادیث بنانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال ۳۴۴ - ایک شخص احادیث جھوٹی بنا کر بیان کرتا ہے اور خلاف عقائد کے بہت باتیں بیان کرتا ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور اس شخص کو کیا حکم ہے؟

الجواب۔ وہ شخص کذاب و مفتری یا دیوانہ ہے جھوٹی روایات بیان کرتا ہے اور حق تعالیٰ اور اس کے رسول برحق پر بہتان لگاتا ہے۔ اور مصداق اس وعید کا ہوتا ہے من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنی جو شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بناوے وہ شخص مبتدع و فاسق ہے اس کو امام بنانا درست نہیں ہے اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ فقط کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ؛

جو شخص مریدین کی مستورات سے پردہ نہ کرے وہ بیعت کے قابل نہیں

سوال ۳۴۵ ایک شخص لوگوں کو مرید کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مریدین کی مستورات کو پیر سے پردہ کرنا نہیں چاہیئے اور بجائے تلاوت قرآن مجید کے اللہ اللہ کرنا چاہیئے ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟

الجواب۔ ایسا شخص بیعت کے قابل نہیں اور اس کے قول و فعل کا اعتبار نہیں ہے مقتدا ہونے کے لائق نہیں اور امام بنانے کے قابل نہیں ایسے مریدین فساق و مبتدعین میں نماز انکے پیچھے مکروہ تحریمی ہوتی ہے

غیر مقلد کی امامت احتیاط الظہر کا حکم زندہ جانور کا صدقہ

سوال ۳۴۶ (۱) غیر مقلد امام کے پیچھے مقلد مقتدی کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟
(۲) جمعہ پڑھنا بہتر ہے یا احتیاط الظہر اور خطبہ شروع ہو گیا کے بعد سنتیں پڑھنا ہے

(۳) زندہ جانور کو خدا کے نام پر صدقہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) جو غیر مقلد حنفیوں کو مشرک کہے اس کے لئے کیا حکم ہے

(۵) حنفی کو حنفی کس وجہ سے کہتے ہیں (۶) امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ غیر مقلد امام اگر رعایت اس امر کی کرتا ہے کہ وہ امر نماز میں نہ کرے جس سے مقلد حنفی

ی نماز فاسد یا مکروہ ہو اور وہ متعصب نہ ہو تو اقتدا اس کی درست ہے کتب فقہ حنفیہ میں اس کی تفصیل درج
ہے (۲) شہروں اور قصبات وغیرہ میں جہاں جمعہ بے تردد ہو جاتا ہے وہاں احتیاط الظہر نہ پڑھیں کہ اس سے
عوام میں شبہ ہوگا صاحب درمختار نے صاحب بحر الرائق کا فتویٰ عدم جواز احتیاط الظہر کا نقل فرمایا ہے فلیراجع
اور خطبہ شروع ہونے کے بعد سنتیں نہ پڑھیں نہ اول خطبہ کے وقت نہ دوسرے خطبہ کے وقت کما
ہے فی الروایات اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام ؛

(۳) درست ہے (۴) ایسا غیر مقلد سخت گناہ گار اور فاسق و مبتدع ہے۔ ایسے غیر مقلد کے پیچھے نماز بھی
درست نہیں (۵) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقلید اور انتساب کی وجہ سے حنفی کہتے ہیں (۶) امام
کے پیچھے الحمد اور سورۃ کچھ نہ پڑھنی چاہیئے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے واذا قرأ القرآن فانصتوا اور دوسری
حدیث میں ہے من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃٌ۔ فقط کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ؛

فدیہ نماز | سوال ۳۴۷ میت کی نماز کے فدیہ میں ایک نماز کے بدلے دو مسکینوں کو ایک وقت شکم سیر
کر کے کھلانا کافی ہے یا نہیں اور تمام نمازوں کا حساب کر کے فی نماز دو دو آدمی ایک ہی وقت میں کھلا سکتا ہے یا نہیں

الجواب فدیہ ایک نماز کا نصف صاع گندم یا اس کی قیمت ہے فدیہ میں تملیک اور اباحت دونوں
درست ہیں لیکن اباحت میں یہ شرط ہے کہ ایک مسکین کو دو وقت کھانا کھلا دے اگر دو مسکینوں کو ایک وقت شکم
سیر کھانا کھلایا فدیہ ادا نہ ہوگا جب تک کہ ان میں سے ایک کو دوسرے وقت کھانا نہ کھلا دے اسی طرح تمام
نمازوں کا حساب کر کے فی نماز دو دو آدمیوں کو ایک وقت شکم سیر کھلانے سے فدیہ ادا ہوگا وفدیۃ کل
صلوٰۃ ولو وتراکصوم یوم وکذا الفطرۃ درمختار۔ وھل یکفی الاباحۃ فی الفدیۃ قولان المشہور نعم واعتمد
التملیک قولہ المشہور فان ما ورد بلفظ الاطعام جاز فیہ الاباحۃ والتملیک بخلاف ما بلفظ الاداء والا
یتاء فانہ لتملیک الخ۔ شامی کتاب الصوم۔ وان اراد الاباحۃ فغداھم وعشاھم او غداھم واعطاھم
قیمۃ العشاء او الغداء او اطعمھم غدائین او عشائین او عشاء او سحورًا واشبعھم جاز درمختار اطعم واحدًا
ستین یومًا اجزأہ ولو اطعم مائۃ وعشرین مسکینًا غداءً
آخرین لم تجز الا عن نصف الاطعام فیعید علی ستین منھم غداءً او عشاءً او فی یوم آخر الخ درمختار
ھکذا فی الشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ؛

پرانی مسجد کو درست اور آباد کرنا بہت ضروری اور کار ثواب ہے | سوال ۳۴۸ ایک مسجد ایک رئیس صاحب کی ہے اس میں وقت پر نماز
نہیں ہوتی اور یہاں کے نمازی اس وقت کی وجہ سے ایک دوسری مسجد کو جو
ویران پڑی ہے آباد کرنا چاہتے ہیں رئیس صاحب پرانی مسجد کی تعمیر و مرمت کو روکتے ہیں جائز ہے یا نہیں

الجواب پرانی مسجد کو درست اور آباد کرنا بہت ضروری اور کار ثواب ہے پرانی مسجد کی تعمیر و مرمت
کو روکنا جائز نہیں ہے فریق غالب کا روکنا مسجد ویران کی تعمیر و آبادی کو بالکل ظلم اور جہالت ہے ویران
مسجد کو آباد کرنا اور اس کی حفاظت اور تعمیر و مرمت کرنا عین ثواب ہے قال اللہ تعالیٰ انما یعمر مساجد اللہ

من آمن باللہ والیوم الآخر الآیۃ۔ اور فرمایا ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعیٰ فی خرابہا

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

مسجد محلہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب میں دوسری جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے

سوال ۳۴۹ جماعت ثانیہ مسجد محلہ میں کرنا کیسا ہے ثواب ہے یا نہیں

الجواب مسجد محلہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب میں دوسری جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ قولہ ویکرہ ای تحریماً شامی۔ پس شرکت اس میں درست نہیں اور مقتدی مستحق ثواب نہیں جماعت ثانیہ کی عادت موجب تقلیل جماعت اولیٰ ہے۔ یہ بھی ایک وجہ فقہاء نے ممانعت جماعتِ ثانیہ کی تحریر فرمائی ہے۔ اور فعل مکروہ میں شرکت واعانت ظاہر ہے کہ موجب ثواب نہیں ہو سکتا والتفصیل فی کتب الفقہ اگر زیادہ تر اس مسئلہ کی تحقیق و تفصیل دیکھنا منظور ہے تو حضرت مولانا رشید احمد صاحب کا رسالہ کراہۃ جماعۃ ثانیہ ملاحظہ فرماویں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

معذور غیر معذور کا امام نہیں بن سکتا

سوال ۳۵۰۔ ایک شخص کو عارضۂ ناسور ہے اور قطرہ قطرہ رطوبت خارج ہو کر کپڑے میں جذب ہو جایا کرتی ہے اور یہ مرض دائمی ہے تو یہ شخص عصر کی وضو سے مغرب کی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں اسی کپڑے کو پہنے ہوئے نماز پڑھنا اور امام ہونا درست ہے یا نہیں۔!

الجواب۔ وہ شخص معذور ہے اور معذور غیر معذورین کا امام نہیں بن سکتا کما فی الدر المختار دالمٰ ہر معذور، اور معذور وقت کے اندر نماز اس عذر کے ساتھ پڑھ سکتا ہے اور کپڑے کے دھونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ اندیشہ ہے کہ کپڑے کو دھویا جاوے گا تو پھر نماز سے پہلے ناپاک ہو جاوے گا تو نہ دھونا درست ہے اور اگر یہ سمجھتا ہے کہ نماز سے فارغ ہونے تک درہم سے زیادہ ناپاک نہ ہو گا تو دھونا چاہئے

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

غیر مقلدین متعصبین اور قادیانیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے

سوال ۳۵۱ غیر مقلدین کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں!

(۲) قادیانیوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے!

الجواب غیر مقلدین متعصبین کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیئے؛ (۲) قادیانیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں فقط

امام کا بین السواری میں کھڑا ہونا مکروہ ہے

سوال ۳۵۲ مسجد کی بیرونی محراب میں امام کے کھڑے ہونے کی کراہت میں کوئی حدیث یا روایت فقہی ہے تو تحریر فرمائیے۔!

الجواب۔ شامی جلد ۱ ص ۴۳۲ میں ہے الاصح ما روی عن ابی حنیفۃ انہ قال اکرہ للامام ان یقوم بین الساریتین الخ اس روایت سے امام کے در میں کھڑا ہونے کی کراہۃ معلوم ہوتی ہے فقط،

قرآن غلط پڑھنے والے امام کا حکم

سوال ۳۵۳ ایسے شخص کو امام بنانا کیسا ہے جو شین کی جگہ سین پڑھے اور سین کی جگہ شین پڑھے۔ اور جو نمازیں ان غلطیوں کی ساتھ پڑھی گئی وہ ہو گئی یا نہیں؟

الجواب۔ امام ایسے شخص کو بنانا چاہیئے جو قرآن شریف صحیح پڑھے اُس کو امام نہ بناویں جو

غلطیاں مذکورہ کرتا ہے جو نمازیں ان غلطیوں کی ساتھ پڑھی وہ ہو گئی مگر آئندہ کو اسے امام نہ بناویں جب تک کہ وہ قرآن شریف کو صحیح ادا نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

بحالت نماز پنکھا کھینچنا

سوال ۳۵۴ کسی خادم کو مقرر کر دے کہ جب ہم نماز پڑھیں اس وقت پنکھا کیا کرے یہ صحیح ہے یا نہیں۔ الجواب یہ امر آداب مسجد و نماز و نمازیوں کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ حالت نماز میں کسی سے پنکھا کھنچوایا جاوے خواہ باجرت ہو یا بلا اجرت۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

تراویح میں ختم قرآن شریف مسنون ہے

سوال ۳۵۵ تراویح میں قرآن شریف پڑھنا افضل ہے یا سورہ الم ترکیف سے پڑھنا افضل ہے؟

الجواب۔ درمختار میں ہے۔ والختم مرۃ سنۃ الخ ولا یترک الختم لکسل القوم درمختار اس کا حاصل یہ ہے کہ ختم قرآن تراویح میں ایک بار سنت ہے اور سستی قوم کی وجہ سے اس کو ترک نہ کریں اسی پر عمل ہے اور یہی معمول بہ ہے۔ باقی تفصیل شروح میں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

شبینہ کا حکم

سوال ۳۵۶ شبینہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ شبینہ میں کچھ حرج نہیں ہے مگر یہ ضروری ہے کہ حفاظ جلدی نہ پڑھیں ایسی جلدی کرنا کہ جس سے حروف سمجھ میں نہ آویں ممنوع ہے بجائے ثواب کے الٹا گناہ ہوتا ہے۔ فقط عزیز الرحمٰن عفی عنہ

اس نیت سے شریک جماعت ہوا کہ امام کو لقمہ دیکر الگ ہوجاؤں گا تو لقمہ دینا صحیح ہوگا

سوال ۳۵۷ جو شخص تراویح میں اس نیت سے شریک ہوا کہ امام غلطی کر رہا ہے اس کو بتلا کر علیحدہ ہو جاوں گا تو اس نیت سے وہ مقتدی ہو گیا یا نہیں اگر امام کو لقمہ دیکر علیحدہ ہو گیا تو امام کی نماز ہوئی یا نہیں۔؟

الجواب۔ مقتدی ہو گیا اور نماز پوری کرنی اس کے ذمہ لازم ہو گئی امام تو لقمہ لے لے گا اسے کیا خبر کہ یہ بتلا کر علیحدہ ہو جاوے گا نماز امام کی ہو گئی اس نیت سے شریک ہونا برا ہے وہ نماز اس کے ذمہ پوری کرنی لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ایک مسئلہ متعلقہ قرأت

سوال ۳۵۸ ایک شخص سمع اللہ لمن حمدہ کو اس طرح پڑھتا ہے کہ ہو لمن مسموع ہوتا ہے آیا صحیح ہے یا غلط؟

الجواب اس طرح پڑھنا اس شخص کا باعتبار قرأت کے غلط ہے صحیح نہیں ہے قرأۃ کے قاعدہ میں یہ ہے کہ ضمہ اور کسرہ میں صرف کچھ بو واؤ اور یا کی آجاوے نہ یہ کہ صریح واؤ اور یا، یعنی ہو لمن پڑھا جاوے بالکل غلط ہے چاہیئے کہ وہ امام سمع اللہ لمن حمدہ پڑھیں اور ایسی قرأۃ سے معاف رکھیں۔

فقط عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

رکعات تراویح و وتر کی تعداد کی تحقیق

سوال ۳۵۹ تراویح کی آٹھ رکعت پڑھنی چاہیئے یا بیس رکعت مشرح و مدلل تحریر فرمایئے اور فاتحہ خلف الامام و آمین بالجہر میں کیا حکم ہے صاف صاف

تحریر فرماویں۔ **الجواب**۔ فتح القدیر میں ہے ثم تثبت العشرون من زمن عمرؓ فی الموطا عن یزید بن رومان قال کان الناس یقولون فی زمن عمر بن الخطاب بثلاث وعشرین رکعۃ وروی البیہقی فی المعرفۃ عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب بعشرین رکعۃ والوتر قال النووی فی الخلاصۃ اسنادہ صحیح وفی الموطا روایۃ باحدی عشرۃ رکعۃ وجمع بینہما بانہ وقع اولاً ثم استقر الامر علی العشرین فانہ متوارث فتحصل من ہذا کلہ ان قیام رمضان سنۃ احدی عشرۃ رکعۃ بالوتر فی جماعۃ فعلہ علیہ الصلوۃ والسلام ثم ترکہ لعذر الخ فیکون سنۃ وکونہا سنۃ الخلفاء الراشدین وقولہ علیہ الصلوۃ والسلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین الی سنتہم الی ان قال فتکون العشرون مستحبا الخ اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ سنت خلفائے راشدین بیس رکعت تراویح ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت خلفائے راشدین کے اتباع کا حکم فرمایا ہے۔ پس کہنا غیر مقلدین کا کہ بیس رکعت بدعت عمری ہے جہالت ہے۔ حدیث سے اور شامی میں ہے۔ قولہ وہی عشرون رکعۃ ہو قول الجمہور وعلیہ عمل الناس شرقاً وغرباً

الغرض اس میں کچھ تامل نہیں ہے کہ زمانہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیس رکعت کا ہونا صحیح طریق سے ثابت ہے کما مر عن فتح القدیر۔ پس حنفیہ کے لئے یہ دلیل کافی ہے پس اگر بالفرض یہ ثابت ہو اکہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیس رکعۃ تراویح کا ہونا صحیح حدیث سے ثابت نہیں تو حضرت عمرؓ کے زمانہ سے بالاتفاق صحیح طریق سے ثابت ہے اور سنت خلفائے راشدین خود واجب الاتباع ہے پھر بیس رکعت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ الرای النجیح والحق الصریح نیز ایضاح الادلہ مولوی سید اصغر حسین صاحب دیوبندی سے بذریعہ ویلو طلب فرمالیں پہلے دونوں رسالوں میں تراویح کی پوری تحقیق ہے اور حق الامر ظاہر فرمادیا ہے اور ایضاح الادلہ مصنفہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب میں مسائل اختلاف رفع الیدین وفاتحہ خلف الامام وآمین بالجہر وغیرہ خوب تشریح کے ساتھ مذکور ہیں حدیث صحیحہ سے مسائل امام صاحبؒ ثابت کئے ہیں۔ غیر مقلدین ان کے جوابات سے عاجز ہیں کتب مذکورہ ضرور منگا کر مطالعہ فرماویں۔ بندہ کو فرصت اُن دلائل کے نقل کرنے کی نہیں اور کچھ لکھنا تحصیل حاصل ہے بدون مطالعہ کتب مذکورہ غیر مقلدین سے دھوکہ دہی سے بچا ایسے مقلدین نجات نہ پاویں گے۔ تین وتر میں درمیانی قعدہ کا ثبوت ایسا بدیہی ہے کہ اس کا انکار اہل عقل واہل دین کا کام نہیں یہ جرأت غیر مقلدین کو ہی ہے صلوۃ اللیل ۔۔۔ مثنیٰ فاذا خشی ان یصبح صلی واحدۃ فاوترت لہ ما قد صلی حدیث شریف صحیح ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ بعد دو رکعت کے تشہد ہے فتح القدیر میں ہے واخرج الحاکم قیل للحسن ان ابن عمرؓ کان یسلم فی الرکعتین من الوتر فقال کان عمرؓ افقہ منہ ینہض فی الثانیۃ بالتکبیر۔ اس میں دو رکعت کے بعد نہوض مصرح ہے اور نہوض بعد بیٹھنے کے ہوتا ہے نیز فتح القدیر

ہیں سے قال الطحاوی حدثنا ابو بکرہ حدثنا ابو داؤد حدثنا ابو خالد قال سألت ابا العالیۃ عن الوتر فقال علمنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الوتر مثل صلوۃ المغرب ہذا وتر اللیل وہذا وتر النہار اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وتر مثل صلوۃ مغرب ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اذان خطبہ کا جواب اریل میں استقبالِ قبلہ وغیرہ

سوال ۳۶۰ خطبہ کی اذان کا جواب دینا کیسا ہے (۲) ریل میں قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہا ہو اثنائے نماز میں معلوم ہو جاوے کہ قبلہ سے رخ پھر گیا اس کو قبلہ کی طرف رخ کرنا چاہیئے یا نہ ؟

الجواب۔ خطبہ کی اذان کا جواب دینا نہ چاہیئے درمختار میں اس کی تصریح ہے۔ یہ اذان اس حکم سے مستثنیٰ ہے بسبب حدیث اذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام انتہی۔ فقط،

(۲) قبلہ کی طرف رُخ کرنا ممکن ہو تو کرے اور اس طرف کو پھر جاوے۔ اگر اس طرف کو نہ پھر سکے نماز کا اعادہ کرے

عیدین میں تکبیرات زوائد ترک ہو گئی تو اعادہ نماز واجب نہیں

سوال ۳۶۱ عیدین میں تکبیرات عید زوائد ترک ہو گئی تو نماز ہوئی یا نہیں !

الجواب رفع یدین تکبیرات زوائد عیدین میں سنت ہے۔ اگر رفع یدین نہ کیا نماز ہو گئی لیکن آئندہ کو ایسا نہ چاہیئے اس سنت کو ادا کرنا چاہیئے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

امامت ولد الزنا، فاتحہ مروجہ پیشہ قصاب وغیرہ کے احکام

سوال ۳۶۲ ما قولکم رحمکم اللہ فی الفاتحۃ المروجۃ (۲) حرفۃ الذبح جائزۃ ام لا (۳) وامامت ولد الزنا اہل ہی جائزۃ ام لا۔ (۴) امامت صبی لم یبلغ الحلم فی الفرائض والنوافل بجوز ام لا۔ (۵)، وفی الافعال الاختیاریۃ للعباد اختیار اولا ؟

الجواب۔ تخصیص الفاتحۃ باحضار الطعام والشراب والتراہما وظن العدام انہا لازمۃ لایصال الثواب الی الاموات مخترعۃ مبتدعۃ یلزم ترکہا والاجتناب منہا فان کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار وقال علیہ الصلوۃ والسلام من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد الحدیث فما ہو مردود عند اللہ وعند رسولہ یجب ردہ والا ثم اثمہ (۲) ہذہ الحرفۃ جائزۃ ماثورۃ ومروجۃ فی زمن الصحابۃ رضی معمول بلا نکیر (۳) ان کان صالحاً عالماً ورعاً بجوز امامتہ بل ہو اولیٰ من غیرہ اذا لم یکن احد غیرہ موصوفاً بالاوصاف المذکورۃ کذا حققہ فی الشامی وغیرہ (۴) لا یجوز امامۃ الصبی الذی لم یبلغ الحلم مطلقاً لا فی الفرائض ولا فی النوافل ولا فی التراویح وغیرہ علی الصحیح من المذہب۔ (۵) للعبد کسب واختیار فی افعالہ الاختیاریۃ وعلیہ مدار الثواب والعقاب۔ فقط،

نماز جنازہ جوتہ پہنکر درست ہے یا نہیں

سوال ۳۶۳ جوتہ پہنکر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ جو حکم اور نمازوں کا ہے وہی دربارہ طہارت مکان ولباس جوتہ وغیرہ جنازہ کی نماز کا حکم ہے اگر جوتہ مستعمل ناپاک ہے کوئی نماز اس سے جائز نہیں نہ نماز پنجگانہ، نہ نماز جنازہ اور اگر جوتہ پاک ہے تو ہر ایک نماز درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ ؛

جماعتِ صبح کھڑی ہونے کے بعد سنت فجر کس جگہ پڑھے

سوال ۳۶۴ اقامت کے بعد سنتیں فجر کی کب تک پڑھ سکتا ہے اگر سنت نہ پڑھی اور شریک جماعت ہوگیا تو پھر کس وقت سنت پڑھنا چاہیئے اور بعد اقامت کے کس جگہ سنت پڑھے۔!

الجواب۔ صبح کے فرضوں کی تکبیر ہونے کے بعد بھی سنتیں صبح کی پڑھنی چاہیئے لیکن اُس جگہ نہ پڑھے جس جگہ فرض ہو رہے ہوں بلکہ اگر جماعت اندر مسجد کے ہے تو باہر فرش پر بلکہ علیحدہ فرش سے اگر کوئی جگہ ہو تو وہاں سنتیں پڑھکر شامل جماعت فرض میں ہو جاوے اگر ایک رکعت فرض کے ملنے کی بھی امید ہے تب بھی سنتیں پڑھے اور بعض نے فرمایا کہ التحیات ملجاوے تب بھی پڑھے بہر حال چونکہ تاکید صبح کی سنتوں کی زیادہ ہے اس لئے انکو نہ چھوڑے لیکن اُسی جگہ نہ پڑھے جس جگہ جماعت فرض کی ہو رہی ہے اور اس بارہ میں آثار صحابہؓ موجود ہیں اور تحقیق اس کی شرح منیہ میں ہے اور اگر سنتیں نہ پڑھے اور امام کی ساتھ شریک ہوگیا تو بعد فرض کے قبل طلوع شمس سنتیں نہ پڑھے بعد آفتاب نکلنے کے اور بلند ہونے کے اگر پڑھے اختیار ہے کیونکہ اب وہ نفل ہیں چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔!

نماز مسافر، مسلمہ زانیہ کے بچہ پر نماز جنازہ وغیرہ

سوال ۳۶۵ مسافر امام نے سہواً پوری نماز پڑھ لی تو مقتدیوں کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں؛ (۲) ایک مسافر نے منت مانی کہ سفر میں دو چار روز تک پوری نماز پڑھا کرونگا تو منت کے دنوں کی نماز پوری پڑھے یا قصر کرے یا اور پوری پڑھنے میں گناہگار ہوگا یا نہیں اور مقیم کی نماز اس کے پیچھے صحیح ہوگی یا نہیں۔! (۳) مسلمان عورت زانیہ ہندو کے پاس ہے اس عورت سے جو اولاد ہو اور مر جاوے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا چاہیئے یا نہیں؛ (۴) تارک الصلوٰۃ کے جنازہ کی نماز تنبیہاً ترک کرنا کیسا ہے اور پڑھنا منع ہے یا کیا؛ (۵) ایک شخص التحیات پڑھکر بیٹھا بیٹھا سو گیا پانچ چھ منٹ میں ہوش آیا سجدۂ سہو کرے یا نہیں اور نماز ہوئی یا اعادہ کرے؟

الجواب مقتدیوں کی نماز فاسد ہوئی شامی ص۳۹۱ ج اول لو اقتدا مقیمون بمسافر و اتم بہم بلا نیۃ اقامۃ وتابعوہ فسدت صلاتہم لکونہ متنفلاً فی الاخریین؛ (۲) قصر کرنا چاہیئے یہ منت اس کی لغو ہے کہ معصیت ہے اور خلاف شرع ہے قصداً پوری نماز پڑھنے میں گناہگار ہوگا اور مقیم کی نماز اس کے پیچھے نہ ہوگی کما مر فلو اتم مسافر ان قعد فی الاولیٰ تم فرضہ واساء الخ در مختار؛ (۳) پڑھنی چاہیئے لکون الاولاد مسلمین تبعاً لامہم۔ (۴) تارک الصلوٰۃ کے جنازہ کی ممانعت کہیں نظر سے نہیں گذری بلکہ فقہاء کے اقوال اور حدیث شریف صلوا علیٰ کل بر و فاجر سے یہی ثابت ہے کہ نماز پڑھنی چاہیئے (۵) سجدۂ سہو کر لیوے نماز ہو گئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔!

چارپائی پر نماز بعذر و بلا عذر جائز ہے

سوال ۳۶۶ حالت عذر میں یا بلا عذر فرض نماز چارپائی پر پڑھنا درست ہے یا نہیں

الجواب۔ ہر دو حالت میں درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ!

گاؤں میں جمعہ جائز ہونے کی شرط

سوال ۳۶۷ گاؤں میں جمعہ کی ادائیگی کے لئے تین چار ہزار آدمی کی آبادی شرط ہے اس کی کیا وجہ ہے،

الجواب۔ یہ اس بنا پر ہے کہ جمعہ کے لئے قریہ کبیرہ کی شرط ہے اور عرفاً قریہ کبیرہ وہی کہلاتا ہے جس میں تین چار ہزار آدمی آباد ہوں جس سے وہ مثل قصبہ کے ہو جاوے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

نماز میں خلافِ ترتیب سورتیں پڑھنا

سوال ۳۶۸ فرضوں کی پہلی رکعت میں قل ھو اللہ اور دوسری میں قل اعوذ برب الفلق پڑھی جاوے تو جائز ہے یا مکروہ اور تراویح کی پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس اور دوسری میں سورۂ بقرہ کی چند آیات پڑھا گیا ہے اور پہلی رکعت میں غلطی سے سولھویں پارہ کا رکوع پڑھا اور دوسری میں پندرھویں پارہ کا رکوع پڑھا یہ صورت مکروہ ہے یا کیا۔!

الجواب پہلی رکعت فرض میں قل ھو اللہ اور دوسری رکعت میں قل اعوذ برب الفلق پڑھنا جائز ہے مکروہ نہیں ہے اسی طرح تراویح میں پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس اور دوسری رکعت میں اوّل سورۂ بقرہ سے چند آیات پڑھنا جائز ہے اور سہواً اگر پہلی رکعت میں سولھویں پارہ کا رکوع اور دوسری رکعت میں پندرھویں پارہ کا رکوع پڑھا گیا تو اُس میں بھی کچھ کراہت نہیں ہے۔ البتہ فرضوں میں قصداً ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ کہ مکروہ ہے۔ بھول کر ہوا تو حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ!

لنگڑے اور پست قامت کی امامت

سوال ۳۶۹۔ اعرج اور قصیر کی امامت کا کیا حکم ہے!

الجواب۔ اگر اعرج ایسا ہے کہ پورا کھڑا نہیں ہو سکتا تو اسکی امامت کو مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ لکھا ہے اور قصیر کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ وکذا اعرج یقوم ببعض قدمہ فالاقتداء بغیرہ اولیٰ الخ شامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔!

امام کو قرات میں سہو ہو جاوے تو امام کیا کرے اور مقتدی کیا

سوال ۳۷۰ امام کو بعد قرأۃ ما تجوز بہ الصلوٰۃ کے قرأۃ بھول گئی اور اس انتظار میں کہ کوئی مقتدی لقمہ دے گا اُس آیت کو مکرر پڑھتا رہا اسی حالت میں ایک مقتدی نے اللہ اکبر کہا تاکہ امام رکوع میں چلا جاوے چنانچہ امام بھی فوراً رکوع میں چلا گیا اس صورت میں ادا کیا کرتا تھا

الجواب۔ اقول وباللہ التوفیق یہ تو صحیح ہے کہ امام کو بصورت مسئولہ بار بار پڑھنا اور مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرنا چاہیئے تھا کہ یہ مکروہ ہے جیسا کہ مقتدی کو فوراً لقمہ دینا مکروہ ہے فی الشامی یکرہ ان یفتح من ساعتہ کما یکرہ للامام ان یلجیہ الیہ بل ینتقل الی آیۃ اخریٰ الخ۔ لیکن حکم فساد صلوٰۃ کرنا اور بدعت سیئہ اس کو کہنا صحیح نہیں ہے امام کے متنبہ کرنے کو سبحان اللہ کہنا مقتدی کا نص میں وارد ہے اور فقہاء نے اس کے جواز کی تصریح کی ہے پس اس وجہ سے نماز کو فاسد کہنا صحیح نہیں ہے شامی میں ہے والحاصل بقصد الجواب علم و بحر عن استاذنہ فی الدخول علی قصد اعلامہ انہ فی الصلوٰۃ کما اتی

او سبح لتنبہ امامہ فانہ وان لزم تغییرہ بالنیۃ عندھما الا انہ خارج عن القیاس الحدیث الصحیح اذا نا

بت احدکم نائبۃ ھو فی الصلوٰۃ فلیسبح الخ شامی جلد اول۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

نجس چیز کا خارجی استعمال جائز ہے یا نہیں

سوال ۱ ؍ ۳ نجس چیز کا استعمال خارجاً درست ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیا میتہ اور شراب بھی اس میں داخل ہے اگر داخل نہیں تو مابہ الفرق کیا ہے اس کو استصباح دہن نجس پر کیوں قیاس نہیں کر سکتے

الجواب شامی جلد اول ستر عورت کے بیان میں در مختار کے اس قول ولہ لبس ثوب نجس فی غیر صلوٰۃ کی توضیح میں مذکور ہے قال ط ولم یتعرض لحکم تلویثہ بالنجاسۃ والظاہر انہ مکروہ لانہ اشتغال بمالا یفید الخ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلا ضرورت نجس چیز کا استعمال خارجاً بھی مکروہ ہے اور شراب ومیتہ کا بھی یہی حکم ہے بضرورت تداوی درست ہونا چاہیئے کیونکہ اس میں علتِ اشتغال بمالا یفید موجود نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ،

صدف کا کھانا جائز ہے یا نہیں

سوال ۲ ؍ ۳ صدف کا کھانا جائز ہے یا نہیں شبہ کی وجہ یہ ہے کہ صدف ایک کیڑے کی پشت کی ہڈی ہے جس کو حلزون کہتے ہیں۔ یہ اس کیڑے کا جزو ہے جیسے کچھوے کی کھوپری کہ اندر گوشت کے ساتھ متصل ہوتی ہے ایسے ہی حلزون کے گوشت کے ساتھ صدف متصل اور اس کا جزو ہوتا ہے بخلاف ابریشم کے حلزون کا گوشت حنفیہ کے نزدیک حرام ہے ایسے ہی جملہ اجزاء ہونی چاہیئں

الجواب صدف کا کھانا جائز ہے جیسا کہ موتی اور جواہرات کا اور اس قسم کے ابحاث جیسا کہ جناب نے تحریر فرمائی ہیں بظاہر اس کی حلت میں قادح نہیں معلوم ہوئی قاموس صدف کو غشاء الدر سے تعبیر کیا ہے اور یہی معروف ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ،

ناپاک چربی سے بنا ہوا صابن استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں

سوال ۳ ؍ ۳ صابون شحم نجس سے بنایا ہوا پاک ہے از روئے کتاب وجہ اس کی تبدیلی ماہیت بیان کی ہے اگر یہ تبدیلی ماہیت ہے تو جملہ معجونات اور تریاق الافاعی میں بھی تبدیل ہو جاتی ہے کیونکہ صورت وخاصیت ہر دو جداگانہ پیدا ہو جاتی ہیں؟

الجواب یہ تو کتب فقہ میں تصریح ہے کہ علت طہارۃ صابون میں تغیر وانقلاب عین ہے جس جگہ یہ علت پائی جاوے گی حکم طہارۃ دیا جاوے گا مگر معجونات اور تریاق الافاعی میں یہ انقلاب بظاہر حاصل نہیں ہے اور غایۃ یہ کہ معجونات وغیرہ میں اگر یہ انقلاب مسلم ہوگا تو یہ ایسا ہے جیسا کہ دبس مطبوخ اذا کان زبیبہ متنجساً میں بعض کا خیال ہوا مگر شامی نے اس میں بحث کر کے اس کو حکم انقلاب عین سے خارج ٹھیرایا ہے یوں تو ہر ایک مرکب میں خاصیت واثر جدا پیدا ہوتا ہے مگر اس کو انقلاب عین نہ کہا جاوے گا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن،

دریائی جانور کا پیشاب پاک ہے یا نہیں

سوال ۴ ؍ ۳ دریائی جانور کا پیشاب پاک ہے یا نہیں ہے؟

الجواب۔ دریائی جانور کا پیشاب پاک ہے جیسا کہ مائی المولد کی تشریح میں کتب فقہ در مختار وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے فلو نفتت فیہ نحو ضفدع جاز الوضوء بہ لاشربہ اور اس سے پہلے ہی و مائی سولد ولو کلب الماء و خنزیرہ کسمک و سرطان و ضفدع الخ در مختار۔ فقط

غیر ماکول جانور کو ذبح کرنے سے اسکے پیٹ سے نکلا ہوا انڈا پاک ہو جاتا ہے یا نہیں

سوال ۵ ۳۷ غیر ماکول کو ذبح کرنے سے اس کے پیٹ میں سے نکلا ہوا انڈا بھی پاک ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ بیضہ کا حکم اس جانور کے گوشت کا سا ہے پس ذبح سے جو علماء طہارۃ لحم کے قائل ہیں وہ بیضہ کی طہارۃ کے بھی قائل ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

صف میں باعتبار جوانب ثواب میں کمی زیادتی ہے یا برابر اور جاہل آدمی کو امام کے پیچھے کھڑا ہونا کیسا ہے ؟

سوال ۶ ۳۷ صف میں باعتبار جوانب ثواب میں کمی زیادتی ہے یا برابر ثواب ملتا ہے اور جو امام کے مقابل کھڑا ہو اس کو زیادہ ثواب ملتا ہے یا کیا اور امام کے قریب علماء کو کھڑا ہونا چاہیئے یا جاہل بھی کھڑا ہو سکتا ہے جاہل کو امام کے قریب سے اٹھا سکتے ہیں یا نہیں ؟

الجواب۔ شامی میں ہے قولہ و خیر صفوف الرجال اولہا الخ لانہ روی فی الاخبار ان اللہ تعالیٰ اذا انزل الرحمۃ علی الجماعۃ ینزلہا اولاً علی الامام ثم تجاوز عنہ الی من بحذائہ فی الصف الاول ثم الی المیامن ثم ان المیاسر ثم الی الصف الثانی الخ۔ پھر اس کے بعد فرمایا قال فی المعراج ان الافضل ان یقف فی الصف الاٰخر اذا خاف ایذاء احدٍ الخ ۱۔ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ صف اول میں بھی باعتبار جوانب ثواب میں کمی بیشی ہے جو شخص امام کے محاذی ہے اس پر رحمت کا نزول زیادہ ہے مگر دوسرے نمازیوں کو تکلیف ہو تو پھر افضل یہ ہے کہ اس جگہ کو چھوڑ دے اور بہتر یہ ہے کہ امام کے قریب علماء و صلحاء کھڑے ہوں لیکن جاہل کو بھی اٹھانا نہ چاہیئے اور اسکو ایذاء نہ دینا چاہیئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مسجد میں پہلے سے کپڑا رومال وغیرہ بچھانے کا حکم

سوال ۷ ۳۷ مسجد میں پیشتر سے کپڑا رومال وغیرہ رکھکر قبضہ کرنا درست ہے یا نہیں اور اگر کوئی شخص مسجد سے اٹھکر حوائج ضروریہ کے لئے مسجد سے باہر آوے اور رومال اپنی جگہ چھوڑ آوے تو یہ اس جگہ کا مستحق ہوگا یا نہیں اگر کوئی اس جگہ بیٹھ گیا تو وہ شخص اسکو اٹھا سکتا ہے یا نہیں

الجواب شامی میں ہے و ینبغی تقییدہ بما اذا لم یقم عنہ علی نیۃ العود بلا مہلۃ کما لو قام للوضوء مثلاً ولا سیما اذا وضع فیہ ثوبہ لتحقق سبق یدہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص پہلے سے آکر مسجد میں کسی جگہ بیٹھا اور پھر بضرورت وضوء وغیرہ وہاں سے اٹھا اور اس جگہ اپنا کپڑا رکھ گیا تو وہ زیادہ مستحق ہی اس جگہ کے ساتھ پس اگر کوئی دوسرا اس جگہ بیٹھ گیا تو وہ اس کو اٹھا سکتا ہے اور بدون اس حالت مذکورہ کسی جگہ رومال رکھنا اور قبضہ کرنا اچھا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد میں پہلے آنے کا حکم

سوال ۸ ۳۷ جو مسجد میں پہلے آوے گا اس کو ثواب زیادہ ملے گا یا کس کو ؟

الجواب جو پہلے آوے گا اس کو ثواب زیادہ ملے گا فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مخالف جوائج سے واپس آنے کے بعد اپنی اپنی جگہ بیٹھے یا دوسری جگہ

سوال ۳۷۹ اگر کوئی مخالف حوائج ضروریہ کے لئے مسجد سے باہر جاوے واپس آنے پر مقررہ جگہ بیٹھے یا جس جگہ چاہے بیٹھ سکتا ہے؟۔

الجواب مسجد میں جس جگہ چاہے بیٹھ سکتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مسجد کی دائیں طرف اذان اور بائیں طرف اقامت کا کچھ ثبوت ہے یا نہیں؟

سوال ۳۸۰ دائیں طرف اذان اور بائیں طرف اقامت ہونیکا ثبوت شرعی ہے یا نہیں؟

الجواب اس کا کچھ ثبوت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

غیر مقلد اگر اچھے عقائد والا ہو تو اس کے پیچھے نماز درست ہے

سوال ۳۸۱ غیر مقلد امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔!

الجواب غیر مقلد امام اگر عقیدے کا اچھا ہے تو نماز اس کے پیچھے درست ہے مگر بہتر نہیں ہے اور اگر اس کا عقیدہ خراب ہے اور مقلدین کو مشرک جانتا ہے اور سب سلف کرتا ہے تو اسکے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی یعنی حرام ہے بہرحال احتیاط لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

ذبح کرنے کی اجرت لینے والے امام کے پیچھے نماز درست ہے

سوال ۳۸۲ جو پیش امام ذبح کرنے کی اجرت لیتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں!

الجواب اس کے پیچھے نماز درست ہے۔ کچھ کراہت نہیں ہے اول تو حدیث شریف میں وارد ہے صلوا خلف کل بر و فاجر الحدیث اور ثانیاً ذبح کرنے پر اجرت لینا شرعاً ممنوع نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتے کے چمڑے کو دباغت دیکر اس پر نماز پڑھنا جائز ہے

سوال ۳۸۳ زید نے جلد کلب کو دباغت دیکر جانماز بنالی اور مسجد میں بچھا کر اس پر نماز پڑھتے ہیں اور قرآن شریف اس پر رکھتے ہیں یہ امر جائز ہے یا نہیں؟

الجواب جلد کلب وغیرہ کے بارہ میں مذکور ہے۔ واعلم ان الکلب لیس نجس العین عند الامام وعلیہ الفتوی وان رجح بعضہم النجاسۃ کما بسطہ ابن الشحنۃ فیباع ویوجر ویضمن ویتخذ جلدہ مصلے ودلوا الخ شامی میں ہے۔ قولہ وعلیہ الفتوی وھو الصحیح والاقرب الی الصواب بدائع وھو ظاہر المتون بحر و مقتضی عموم الادلۃ فتح۔ پس درمختار شامی و بدائع و بحر الرائق و فتح القدیر سے ترجیح جواز کی معلوم ہوئی۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو محل اعتراض نہیں ہے اور احتیاطاً نہ کرنا دوسری بات ہے جواز میں کلام نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جماعت ثانیہ کا حکم

سوال ۳۸۴ جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب جماعت ثانیہ مسجد محلہ میں جس میں امام و مؤذن مقرر ہو مکروہ ہے اور جو مسجد ایسی نہیں اس میں درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

اثناء صلوۃ فجر میں طلوع شمس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اسکی دلیل

سوال ۳۸۵ روی ابن حبان موقوفاً بسند صحیح عن ابی ہریرۃ من ادرک رکعۃ قبل ان تطلع الشمس ثم طلعت فلیصل الیہا اخری کذا فی کنز العمال ج ۴ ص ۹

اس حدیث کے مختلف الفاظ فتح الباری، مصری ج ۲ صفحہ میں باسانید متعددہ اور صحیحین میں بھی موجود ہیں حنفیہ کا جو مسلک ہے کہ اثنائے صلوٰۃ فجر میں طلوع آفتاب سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور حدیث من ادرک الخ میں امام طحاوی نے تاویلیں کی ہیں حدیث کے مختلف الفاظ کو اگر دیکھا جاوے تو وہ تاویلیں ہرگز جاری نہیں ہو سکتی۔

الجواب کتب میں جو تاویلات ہیں وہ آپ کی پیش نظر ہیں ان کے لکھنے کی نہ فرصت نہ ضرورت حضرت مولانا سلمہ نے جو کچھ مختصر اس بارہ میں فرمایا ہے عرض کئے دیتا ہوں۔

اوّل سوال کے متعلق یہ فرمایا کہ اصل روایت وہی معلوم ہوتی ہے من ادرک رکعۃ من الصبح قبل ان تطلع الشمس فقد ادرک الصبح اور روایت ابن حبان اور فتح الباری کو محمول اس پر کیا جاوے کہ راوی نے موافق اپنی فہم کے الفاظ کی زیادتی فرمائی۔ پس اس صورت میں ان روایات کے علیحدہ جواب دینے کی ضرورت باقی نہ رہی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

اقامت کے بعد عمل کثیر کرنے سے اقامت کا اعادہ کیا جائے

سوال ۳۸۶ اقامت کے بعد امام نے کھانا کھایا زیادہ دیر تک باتیں کی تو نماز کے واسطے اعادہ اقامت کی حاجت ہے یا نہیں۔؟

الجواب عبارت شامی کی لان تکرارھا غیر مشروع اذا لم یقطعھا قاطع من کلام کثیر او عمل کثیر سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں اعادہ اقامت کی جاوے اور اس میں امام کا نہیں اقامت کہنے والے کا جو موجب تاخیر صلوٰۃ ہوا برابر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

عمامہ وغیرہ ضروریات نماز میں سے نہیں ہیں

سوال ۳۸۷ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یا علماء سے بدون عمامہ کے نماز پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب اولکلکم ثوبین وغیرہ احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ عمامہ ضروریات صلوٰۃ یا امامت سے نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

شرعی مسافت سفر انگریزی میل کے حساب سے ۴۵ میل ہے

سوال ۳۸۸ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ شرعی مسافت سفر انگریزی میل کے حساب سے جس کی مقدار سترہ سو ساٹھ گز ہے کتنی ہے اور میرٹھ سے دہلی کا سفر کرنے والا قصر نماز پڑھے گا یا پوری جبکہ دونوں کے درمیان مسافت چھاؤنی سے ۴۵ میل ہے اور شہر سے ۴۲ میل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

الجواب جن مشائخ نے اعتبار فراسخ کا کیا ہے ان کے نزدیک ادنیٰ مقدار قصر کی ۴۵ میل ہے کیونکہ پندرہ فرسخ کے سفر کو سفر شرعی ان حضرات نے دیا ہے بعض اقوال میں اس مقدار سے زیادہ بھی ہے مگر کم از کم ۴۵ میل کی مقدار کو لیا ہے بناءً علیہ اگر چھاؤنی سے سفر دہلی کیا جاوے گا مسافر ہو جاوے گا اور قصر لازم ہوگا اور شہر سے نہ ہوگا شرح منیۃ الکبیر میں ہے وصحح صاحب الہدایۃ

انہ لا یعتبر التقدیر بالفراسخ لکن قال المرغینانی و عامۃ المشائخ قدروھا بالفراسخ فقیل احد و عشرون فرسخا و قیل ثمانیۃ عشر و قیل خمسۃ عشر فرسخا اور درمختار و شامی میں ہے ولا اعتبار للفراسخ علی المذہب الخ الفرسخ ثلثۃ میل والمیل اربعۃ الاف ذراع ای ذراع شرعی. قولہ علی المذہب لان المذکور فی ظاہر الروایۃ اعتبار ثلثۃ ایام کما فی الحلیۃ قال فی الہدایۃ ھو الصحیح احترازا عن قول عامۃ المشائخ من تقدیرھا بالفراسخ ثم اختلفوا فقیل احد و عشرون و قیل ثمانیۃ عشر و قیل خمسۃ عشر والفتوی علی الثانی لانہ الاوسط و فی المجتبیٰ فتوی ائمۃ خوارزم علی الثالث

اس عبارت سے واضح ہوا کہ اصل مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ تین دن کا سفر ہو اور وہ جگہ جس کی طرف سفر کا ارادہ ہے تین منزل ہو لیکن بہت سے مشائخ نے فراسخ کا اعتبار کیا ہے اور اس میں فتوی ائمہ خوارزم کا پندرہ فرسخ یعنی ۴۵ میل پر ہے مکرر آنکہ عبارات مذکورہ سے واضح ہے کہ اصل مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ تین منزل کا سفر ہو پس اگر حساب منازل کا سہل ہو تو اس کو دیکھا جاوے مگر چونکہ ہر ایک کو اعتبار منازل میں دشواری ہوتی ہے اس وجہ سے مشائخ نے ان منازل کی تحدید میلوں سے کر دی ہے جس میں تین قول ہیں جو اوپر معلوم ہوئے میل کی مقدار شرعی ذراع سے چار ہزار ذراع لکھی ہے اور ذراع شرعی اس زمانہ کے گز کے حساب سے قریب دس گرہ کے ہوتا ہے پس اسکے موافق میلوں کا حساب کر لیا جاوے اور ۴۵ میل کا اندازہ کر لیا جاوے کہ اس زمانہ کے میل سے اس میں کسقدر فرق ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

سائل اور غسال کی امامت کا حکم | **سوال ۳۸۹** جو شخص سوال کرتا ہے اور مردہ کو غسل دیتا ہے اس کے پیچھے نماز درست صحیح اور جائز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب. حدیث شریف میں ہے صلوا خلف کل بر و فاجر یعنی ہر ایک نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لو اس سے معلوم ہوا کہ سائل اور مردہ شو وغیرہ کے پیچھے نماز صحیح ہے. البتہ اولیٰ بالامامۃ وہ ہے جو مسائل نماز سے واقف ہو اور صالح ہو خلاف شرع امور نہ کرتا ہو فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

نماز عصر دو مثل کے بعد ہی پڑھنی چاہیے | **سوال ۳۹۰** کچھ لوگ یہاں پر نماز عصر ایک مثل پر پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اول وقت یہی ہے دوسرے وہ لوگ ہیں جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے اور بیٹھے رہتے ہیں اور دیر کر علیحدہ جماعت کرتے ہیں اس صورت میں صحیح کیا بات ہے؟

الجواب احتیاط اس میں ہے کہ نماز عصر دو مثل سے پہلے نہ پڑھیں حضرت امام ابو حنیفہؒ کا یہی مذہب ہے اور احادیث سے ثابت ہے چنانچہ شرح منیہ میں احادیث صحیحہ امام صاحب کے مذہب کی دلیل میں نقل فرمائی ہے. شامی میں ہے فیہ ان الادلۃ تکافأت و لم یظہر ضعف دلیل الامام بل ادلتہ قویۃ ایضا کما یعلم من مراجعۃ المطولات و شرح المنیۃ الخ. پس اچھا وہی ہے جو لوگ کرتے ہیں جو ایک مثل پر عصر نہیں پڑھتے بلکہ دو مثل کا انتظار کرتے ہیں کیونکہ عبادات میں احتیاط لازم ہے ایک مثل پر پڑھنے میں شبہ

وقت سے پہلے پڑھنے کا ہے اور دو مثل پر پڑھنے میں بے شبہ نماز جاتی ہے پس شبہ میں پڑھنا احتیاط کے خلاف ہے خصوصاً امر عبادت میں اور تاخیر عصر میں متعدد احادیث وارد ہیں ایک مثل پر پڑھنے میں یہ فضیلت بھی ترک ہوتی ہے لہٰذا جو لوگ ایک مثل پر جماعت کرتے ہیں ان کو فہمائش کرنی چاہئے بعد دو مثل کے نماز پڑھا کریں تاکہ اس وقت سب شریک ہو جاویں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

تراویح کی نماز بیس رکعت کی ہے | **سوال ۳۹۱** فریق اول کہتا ہے کہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعت تھی جیسا کہ حدیث حضرت عائشہؓ سے ثابت ہے تراویح وغیرہ سب اس میں داخل ہے فریق ثانی کہتا ہے کہ تراویح علیحدہ نماز ہے وتر و تہجد نہیں اسی لئے تراویح بیس رکعت پڑھنا چاہیئے اس میں حق بات کیا ہے

الجواب گیارہ رکعت جو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث میں آئی ہے وہ تہجد اور وتر کی نماز ہے جیسا غیر رمضان کا لفظ اس کا قرینہ صاف موجود ہے کیونکہ غیر رمضان میں تراویح نہیں ہوتی تراویح بیس رکعت ہیں اور اجماع صحابہ اس پر ہے قال فی رد المختار قولہ وہی عشرون رکعۃ ھو قول الجمہور وعلیہ عمل الناس شرقاً وغرباً موطا امام مالکؒ میں یہ حدیث موجود ہے حدثنا مالک عن یزید بن رومان انہ قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضؓ فی رمضان بثلث وعشرین رکعۃً قولہ بثلث وعشرین رکعۃً قال البیہقی والثلث ھو الوتر والاینافیہ الروایۃ السابقۃ فانہ وقع اولاً ثم استقر الامر علی العشرین فروی البیہقی باسناد صحیح انہم یقومون فی عہد عمر بعشرین رکعۃ وفی عہد عثمان وعلی مثلہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ؛

امام کا مقتدیوں سے علیحدہ رہنا مکروہ ہے | **سوال ۳۹۲** امام محراب کے اندر کھڑا ہو اور مقتدی باہر یہ مکروہ ہے یا نہیں اور درمیان کی دیوار کا در بھی یہی حکم رکھتا ہے یا کیا اگر امام بلندی پر ہو اور مقتدی نیچے ہوں تو یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ امام بالکل محراب کے اندر کھڑا ہو اس طرح کہ قدم بھی باہر محراب سے نہ ہوں یہ مکروہ ہے ایسا نہ کیا جاوے اور درمیان کی دیوار کا در بھی یہی حکم رکھتا ہے بالکل اس کے اندر کھڑا ہونا امام کا مکروہ ہے کذا فی الشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ؛

سفر میں قصر نماز پڑھنے کے وجوب کی دلیل | **سوال ۳۹۳** ہر سفر میں باوجود امن و امان کے بھی ضرور نماز قصر ہی پڑھنا واجب ثابت نہیں ہوتا دلیل وجوب تحریر فرمایئے؛

الجواب۔ دلیل وجوب یہ حدیث ہے وعن یعلی ابن امیۃ قال قلت لعمر بن الخطاب رضؓ قال اللہ تعالیٰ ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا فقد امن الناس قال عجبتُ مما عجبتَ منہ فسألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال صدقۃٌ تصدق اللہ بہا

علیکم فاقبلوا صدقتہ رواہ مسلم حاصل یہ کہ یعلی ابن امیۃ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ حق تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ نماز کو قصر کرو اگر تم کو خوف کفار کے فتنہ کا ہو پس اب لوگ مامون ہیں وہ نہیں ہے حضرت نے فرمایا مجھے یہ شبہ پیش آیا تھا سو میں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے فرمایا اللہ کا انعام ہے اسکو قبول کرو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

سوال ۳۹۴ نماز میں سورۃ مقدم مؤخر پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے یا نہیں	نماز میں سورتوں کے تقدیم و تاخیر سے سجدۂ سہو لازم نہیں

الجواب سجدۂ سہو لازم نہیں مگر عمداً ایسا کرنا مکروہ ہے ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وان یقرء منکوساً۔ درمختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ؎

سوال ۳۹۵ امام کو شک ہوا کہ میں نے ایک سجدہ کیا یا دو اس صورت میں سجدۂ سہو کرے یا نماز لوٹاوے؟	سجدہ میں شک ہو تو سجدہ سہو کرے

(۲) بلا ضرورت سجدۂ سہو کرنے سے نماز دوہراوے یا نہ؟

الجواب اگر ظن غالب کسی جانب نہیں تو ایک سجدہ اور کرکے سجدۂ سہو کرے وجب علیہ سجود السہو فی جمیع صور الشک سواء عمل بالتحری اوبنیٰ علی الاقل لکن فی السراج انہ یسجد للسہو فی اخذالاقل مطلقاً وفی غلبۃ الظن ان تفکر قدر رکن الخ درمختار فقط

(۲) دوہرانا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

سوال ۳۹۶ امام فرض نماز میں التحیات پڑھنے بیٹھ گیا بعد سہو کرنے کے آب نیا مقتدی آکر نماز میں ملا فرمایئے کہ مقتدی نماز میں مل گیا یا نہیں اور احسن المسائل کے باب سہو میں ہے کہ اگر سہو والے نے نماز کا سلام پھیرا اور کسی شخص نے اس خیال سے کہ اس پر سجدۂ سہو باقی ہے اقتدا کیا تو اگر یہ مقتدی امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے گا تو اس کا اقتدا صحیح ہے ورنہ درست نہ ہوگا اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟	سجدۂ سہو کے بعد اگر کوئی اسی سجدہ کرنے والے کی اقتدا کرے تو صحیح ہے

الجواب۔ درمختار میں ہے سلام من علیہ سجود السہو یخرجہ موقوفا ان سجد عاد الیہا والا لا وعلی ہذا فیصح الاقتداء بہ الخ ان سجد میں سجد کی ضمیر من علیہ سجود السہو کی طرف راجع ہے مطلب یہ ہے کہ اگر امام نے سلام کے بعد سجدۂ سہو کیا تو نماز سے خارج نہیں ہوا اقتداء اس کا درست ہے مقتدی کا امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور احسن المسائل کی عبارت میں بھی مراد من علیہ السہو کا سجدہ کرنا ہے یعنی اگر من علیہ السہو نے سجدۂ سہو کیا تو اقتداء اس کا درست ہے فقط

سوال ۳۹۷ نماز میں قہقہہ کرنا وضو اور نماز دونوں کو فاسد کر دیتا ہے یا صرف نماز کو؟	نماز میں قہقہہ سے نماز و وضو دونوں فاسد ہو جاتی ہیں

الجواب نماز میں قہقہہ کرنے سے وضو اور نماز دونوں فاسد ہوجاتی ہیں کما فی الدر المختار وقہقہۃ بالغ یقظان یصلی بطہارۃ صغریٰ مستقلۃ صلوٰۃ کاملۃ ولو عند السلام عمداً انتہی ملخصاً فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہٗ۔

امام شافعی کی متابعت کرنے سے نماز ہوجاتی ہے

سوال ۳۹۸ حنفی مقتدی نے بمتابعت امام شافعی المذہب قبل سلام سجدۂ سہو کرلیا اور سلام پھیر دیا بعد سجدۂ تشہد نہیں پڑھا اس کو تشہد پڑھنا ضروری تھا یا نہیں۔ اور نماز مقتدی حنفی کی ہوئی یا نہیں؟

الجواب علامہ شامی نے جن امور میں متابعت امام کی کرنی چاہیئے ان کی امثلہ میں یہ بیان کیا ہے ومثال ما تجب فیہ المتابعۃ مما یسوغ فیہ الاجتہاد ما ذکرہ القہستانی فی شرح الکید انیۃ عن الجلابی بقولہ کتکبیرات العید وسجدتی السہو قبل السلام والقنوت بعد الرکوع فی الوتر الخ ص۱۲۷ فہم فی تحقیق المتابعۃ۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی حنفی کو اس بارہ میں اتباع امام شافعی المذہب کا کرنا چاہیئے پس صورت مسئولہ میں نماز حنفی مقتدی کی ہوگئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز کی دو رکعتوں میں قرأت کا حکم

سوال ۳۹۹ نماز میں اول رکعت سے دوسری رکعت میں زیادہ قرأت مکروہ ہے یہ بحساب آیتوں کے ہے یا بحساب حروف یا بحساب کلمات کے؟

الجواب۔ اگر آیتیں برابر یا قریب برابر کے ہیں تو عدد آیات کا اعتبار ہے کہ دوسری رکعت کی قرأت تین آیات سے زیادہ نہ ہو اور اگر آیات متفاوت ہوں طول و قصر میں تو حروف و کلمات کا اعتبار ہے الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہٗ۔

قصر میں سنتیں پڑھنی چاہیئں

سوال ۴۰۰ قصر میں سنتیں و وتر پڑھنا چاہیئے یا نہیں۔ اگر کوئی شخص دورہ میں ہے کہ روزانہ کوچ و مقام ہوتے ہیں ایسی حالت میں قصر کرے یا نہیں اور وطن سے کس قدر فاصلہ پر ہووے تب قصر لازم ہے؟

الجواب۔ در مختار میں ہے ویاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن وقرار والا بان کان فی خوف وقرار لا یاتی بہا ھو المختار۔

حاصل یہ ہے کہ مسافر اگر کسی جگہ ٹھہرا ہوا ہے اور عجلت نہیں ہے تو سنتیں پڑھے اور اگر سفر کی جلدی ہے یا خوف ہے تو سنتیں چھوڑ دے پھر کہا کہ عند البعض سنت فجر پھر بھی نہ چھوڑے اگر جائے اقامت سے دورہ میں اتنی دور کا ارادہ کرکے چلا ہے جو تین منزل یعنی اڑتالیس میل ہے تو تمام دورہ میں قصر کرنا ہے پھر جب واپس جائے اقامت میں آوے اور کم از کم پندرہ دن کے قیام کی نیت ہو تو نماز پوری پڑھے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہٗ۔

امام سجدہ میں اگر پاؤں زمین سے اٹھے ہیں تو نماز فاسد ہوگی

سوال ۴۰۱ بعض اردو کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر

سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جاویں تو نماز نہ ہوگی کم از کم ایک انگلی پاؤں کی زمین پر ٹکی رہے؟

الجواب۔ یہ مسئلہ قدمین کے اٹھنے کا درمختار و شامی میں بھی ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر پاؤں تمام سجدہ میں دونوں قدم اٹھے رہیں تو سجدہ نہ ہوگا۔ اور جب سجدہ نہ ہوا نماز نہ ہوئی۔ کم از کم ایک انگشت کسی وقت سجدہ میں زمین پر ٹھیر جاوے۔ یہ نہیں کہ اگر قدمین زمین سے اٹھ گئے اور پھر رکھ لئے تو اس میں بھی نماز نہ ہوگی بلکہ مطلب یہ ہے کہ بالکل اٹھے رہے تو نماز نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمٰن

سنن میں سنت رسول اللہ کہنا ضروری نہیں کہے تو حرج نہیں۔

سوال ۲۰۴۲۔ سنن میں سنت رسول اللہ کہنا کیسا ہے۔؟

الجواب۔ ویکفی مطلق نیت الصلوٰۃ وان لم یقل للّٰہ لنفل وسنت راتبت الخ درمختار بعض سنت و نفل میں مطلق نیت نماز کی بھی کافی ہے اور تعین کرنا کہ سنت فجر ہے یا ظہر احوط ہے اگر سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

جمعہ کی اذان ثانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہے

سوال ۳۰۴۳۔ روز جمعہ اذان ثانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ثابت ہے یا بعد میں ہوئی اور اسکا پڑھنا کس جگہ ہے منبر کے برابر خطیب کو سامنے یا مسجد کے در میں کس جگہ افضل ہے یا دونوں جگہ کا حکم ایک ہی ہے؟

الجواب اذان ثانی جو خطیب اور منبر کے سامنے ہوتی ہے یہ اذان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہے اور ہمیشہ اسی طرح منبر کے سامنے ہوتی تھی اور یہی افضل اور متوارث ہے اذان اوّل جو منارہ پر ہوتی ہے یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے شروع ہوئی ہے اور اس پر اجماع ہو گیا والتفصیل یطلب من الکتب۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا خلاف اولیٰ ہے۔

سوال ۴۰۴۵۔ عشاء یا صبح کی نماز میں امام نے ایک رکعت میں دو سورۃ پڑھی تو کچھ کراہت تو نماز میں نہیں آئی۔؟

الجواب۔ ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا خلافِ اولیٰ ہے۔ نماز ہو جاتی ہے اور خلاف اولیٰ سے مراد کراہت تنزیہی ہے۔ قال فی الشامی وذکر شیخ الاسلام لاینبغی لہ ان یفعل علی ما ھو ظاہر الروایۃ وفی شرح المنیۃ الاولیٰ ان لایفعل فی الفروض ولو فعل لایکرہ ای لایکرہ تحریماً۔ فقط۔

مقیم مقتدی مسافر امام کے بعد نماز کس طرح پوری کرے

سوال ۶۰۴۶ امام مسافر ہے اور مقتدی مقیم ہے اگر مقتدی مذکور امام مذکور کے ساتھ چار رکعت والی نماز میں اوّل رکعت میں شریک ہوا ہو تو مقتدی اپنی نماز کس طرح پوری کرے (۲) اور جو دوسری رکعت میں شریک ہوا ہو تو کس طرح نماز کو پوری کرے (۳) اور جو التحیات میں ملا ہو تو مقتدی اپنی نماز کو کس طرح پڑھے؟

نوٹ۔ اس کا جواب مفتی عنایت الٰہی نے لکھا تھا کہ پہلی صورت میں مقتدی لاحق ہے امام کی ساتھ نماز تمام کرکے دو رکعتیں باقی ماندہ بلا قرأت پڑھے ۳۵۳ اخیر کی دونوں صورتوں میں مقتدی

مسبوق ہے دوسری صورت میں امام کے سلام کے بعد کھڑے ہوکر پہلی رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور سورۃ پڑھے اور باقی دو رکعت میں صرف فاتحۃ الکتاب پڑھے اور تیسری صورت میں مقتدی چاروں رکعت میں۔ لہذا بعد سلام امام کے اوّل کی دو رکعت میں الحمد اور سورۃ پڑھے اور دوسری رکعات کے آخر میں صرف الحمد پڑھے۔ فقط؟

حررہ عنایت الٰہی دولدہ خلیل احمد

الجواب کتب فقہ کی تفصیل کے موافق پہلا جواب صحیح ہے اور دوسرے اور تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں مقتدی لاحق و مسبوق ہے اور حکم ایسے مقتدی کا یہ ہے کہ پہلے وہ رکعت بلا قراۃ ادا کرے جس میں لاحق ہے اور پیچھے وہ رکعت ادا کرے جس میں مسبوق ہے پس دوسری صورت میں پہلی دو رکعت بلا قراۃ ادا کرے اور پھر تیسری رکعت قراۃ کی ساتھ ادا کرے اور تیسری صورت میں پہلی دو رکعت بلا قراۃ ادا کرے اور پھر دو رکعت مع قراۃ کے ادا کر دے۔ ومقیم ائتم بمسافر قولہ ومقیم ای فھو لاحق بالنظر للاخریین، وقد یکون مسبوقاً ایضاً کما اذا فاتہ اول صلوٰۃ امامہ المسافر شامی وحکمہ کمؤتم فلا یاتی بقراۃ الخ ویبدء بقضاء ما فاتہ عکس المسبوق الخ قولہ ثم ما سبق بہ بہا الخ ای ثم صلی اللاحق ما سبق بہ بقراۃ ان کان مسبوقاً ایضاً الخ شامی۔

پس دوسری اور تیسری صورت میں مقتدی مقیم کو محض مسبوق قرار دینا تصریحات فقہاء کے خلاف ہے اور جملہ رکعات کو بقراۃ ادا کرنا بھی خلاف ہے قاعدہ مقرر فقہاء کے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

> نمازیں اگر قضا ہوئیں تو ان کا قضا کرنا واجب ہے اور اگر مر گیا تو ورثہ فدیہ دیں

سوال ۷۰۴ کسی شخص سے چھ سال کی نمازیں قضا ہوئیں انہیں قضا کرے یا فدیہ دے۔

الجواب۔ اگر وہ عزیز جن کے ذمہ چھ برس کی نمازیں قضا ہیں زندہ ہیں تو ان کے ذمہ فرض ہے کہ خود اُن نمازوں کو قضا کریں سہل صورت یہ ہے کہ ہر ایک وقتیہ نماز کے ساتھ وہی نماز قضاء کر لیا کریں صرف فرض اور وتر کی قضاء لازم ہوتی ہے چھ برس تک ایسا کریں۔

اور اگر میت ہیں اور انھوں نے کچھ وصیت فدیہ دینے کی نہیں کی یا کی مگر مال اسقدر نہیں چھوڑا کہ فدیہ تمام نمازوں کا اُس سے ادا ہو جائے تو ورثہ کے ذمہ فدیہ دینا لازم نہیں اگر ادا کریں تو بہ احسان اور تبرع ہے مگر پورا فدیہ دینا ہوگا اس میں کچھ اختصار نہیں ہو سکتا ایک نماز کا فدیہ پونے دو سیر گندم بوزن انگریزی ہوتا ہے ایک دن کی نمازوں کا فدیہ مع وتر کے ساڑھے دس سیر گندم ہوئے اور ایک ماہ کا فدیہ تین سو پندرہ سیر یعنی سات من ۵ ۳ ثار۔ اور ایک برس کی نمازوں کا فدیہ چورانوے من ۲ ثار گندم اور چھ برس کا فدیہ پانسو چونسٹھ من ۲ ثار گندم ہوئے اس قدر گندم یا اسکی قیمت فقراء کو دینا چاہیئے اور اگر میت نے وصیت کی ہے اور مال بھی چھوڑا ہے تو پھر ادا کرنا فدیہ مذکورہ کا فرض و لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اگر قضا نمازوں کی تعداد معلوم نہ ہو تو ظن غالب پر عمل کرنا چاہیئے

سوال ۴۰۸ ایک شخص نے آغاز بلوغ سے مدۃ تک نماز نہیں پڑھی یا وقتِ بلوغ سے ایک زمانہ تک پڑھتا رہا پھر موقوف کر دی دونوں صورتوں میں پھر نادم ہو کر ہمیشہ مسلسل پڑھتا رہا ہر دو تقدیر میں یہ معلوم نہیں کہ ایک سال کی نمازیں فوت ہوئی یا دو سال یا تین سال کی ایک سال یقینی دو سال ظنی ہیں تین سال موہوم۔
اس صورت میں کتنی مدت کی نمازیں قضاء کی جاویں اور کس طرح قضاء کی جاویں۔؟

الجواب ظن غالب پر عمل کرنا چاہیئے پس جس کی مدت کی نمازیں بظن غالب فوت ہوئی ہیں انکی قضاء کرے اور جو موہوم ہیں انکی قضاء ضروری نہیں ہے احتیاط امر آخر ہے اور ہر ایک نماز کی قضاء اس طرح کرے کہ مثلاً پہلی ظہر کی نماز جو میرے ذمہ ہے وہ پڑھتا ہوں اسی طرح عصر وغیرہ میں نیت کرے پھر اگر وہ نمازیں اس کے ذمہ تھی تو ادا ہو جاویں گی ورنہ نفلیں ہو جاویں گی زیادہ قضاء کر لینے میں کچھ حرج نہیں جس قدر مدت کی نمازیں اس سے قضاء ہوئی ہیں یقیناً یا بظن غالب اگر اسی مدت تک ہر ایک نماز وقتیہ کی ساتھ ایک وہی نماز قضاء کی پڑھ لیا کرے اس طریق سے بھی ادا ہو جاویں گی اور حتی الوسع یقینی فوائت کی قضاء کرنے میں جلدی کرنا چاہیئے؟
فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مقتدی امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال ۴۰۹ فرض نمازمیں قراۃ کے اندر مقتدی اپنے امام کو لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب اپنے امام کو لقمہ دینا مطلقاً درست ہے یعنی اس سے کسی کی نماز فاسد نہیں ہوتی خواہ امام مقدار فرض پڑھ چکا ہو یا نہ پڑھ چکا ہو بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لفاتح واخذ ینتقل الخ الی آیۃ اخری یعنی مقتدی کو مکروہ ہے کہ فوراً لقمہ دے بلکہ کچھ انتظار کرے کہ امام خود نکال لے یا دوسری جگہ سے پڑھنے لگے اور اسی طرح امام کو یہ مکروہ ہے کہ وہ بار بار اس آیۃ کو لوٹا کر مقتدی کو لقمہ دینے پر مجبور کرے بلکہ اس کو چاہیئے کہ دوسری آیۃ کی طرف منتقل ہو جاوے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔؟

الحمد اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنی چاہیئے

سوال ۴۱۰ الحمد اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنی چاہیئے یا نہیں

الجواب شامی میں فرمایا کہ ابن ہمام وغیرہ نے مابین الحمد اور سورۃ کے بسم اللہ پڑھنے کو راجح کیا ہے اس وجہ سے کہ بسم اللہ کے جزو سورۃ ہونے میں اختلاف ہے الخ. فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔؟

اگر سورۃ پڑھنا بھول جائے تو رکوع سے لوٹ کر سورۃ پڑھے

سوال ۴۱۱ ایک شخص نمازمیں الحمد پڑھکر رکوع میں چلا گیا سورۃ پڑھنی بھول گیا رکوع میں یاد آیا تو اب وہ شخص کیا کرے قراۃ سورۃ کے لئے لوٹے یا کیا کرے اور نماز اس کی ہوئی یا نہیں۔؟

الجواب قراۃ سورۃ کے لئے لوٹے اور سورۃ پڑھکر پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے

اور اگر رکوع سے نہ لوٹے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے بہ سبب ترک سورۃ کے جو واجب ہے تب بھی نماز اس کی ہو جاتی ہے ھکذا فی الدر المختار والشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

قرآن مجید کی کسی آیت کا اگر نماز میں ترجمہ پڑھے تو نماز جائز نہیں

سوال (۱۲۱) ایک زبردست عالم کا بیان ہے کہ اگر قرآن شریف کی کسی آیت کا ترجمہ اردو میں پڑھ لیا جاوے تو نماز ادا ہو جاتی ہے کیونکہ قرآن شریف کلام اللہ نہیں ہے بلکہ اس کا ترجمہ ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عربی زبان میں کیا اور قرآن شریف کے نزول کا یہ ذریعہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈال دیا انہوں نے اپنی زبان مبارک سے ادا کیا یہ بیان اس مولوی صاحب کا صحیح ہے یا غلط؟

الجواب۔ اس زبردست عالم کے حوالہ سے جو مسئلہ آپ نے لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب دین کے عالم نہیں ہیں افسوس ہے کہ ایسے ایسے غلط مسئلے نام کے عالم بیان کر دیتے ہیں۔ الحمد یا کسی سورۃ کا ترجمہ نماز میں پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی کیونکہ قرآن شریف نام ہے اس عربی کلام اللہ کا جو ما بین الدفتین ہے یعنی دو پٹھوں کے درمیان میں جو کلام اللہ ہے یہی قرآن شریف ہے اور یہی کلام اللہ ہے۔ اہل سنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔

پس اس مولوی کا یہ کہنا کہ یہ عربی قرآن شریف کلام اللہ نہیں ہے بلکہ اس کا ترجمہ ہے الخ بالکل غلط اور افترا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے انا انزلناہ قرآناً عربیاً۔ اسی طرح بہت جگہ قرآن کو عربی فرماتا ہے اور ایک جگہ یہ بھی ارشاد ہے ولو جعلناہ قرآناً اعجمیاً لقالوا لولا فصلت آیاتہ ءاعجمی وعربی۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم قرآن قرآن کو عربی زبان میں نہ اتارتے اور اعجمی کرتے یعنی سوائے عربی کے دوسری زبان میں اتارتے تو کفار یہ اعتراض کرتے کہ عربی پیغمبر پر عجمی قرآن اتارا گیا یہ عجیب بات ہے اور فقہ کی کتابوں میں صاف یہ لکھا ہے کہ نماز میں قرآن شریف کا ترجمہ پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی البتہ جو شخص نو مسلم کوئی ایسی موٹی زبان کا ہے کہ اس سے عربی لفظ نہیں کہنے جاتے اس کو تاوقتیکہ وہ سیکھے اور قرآن پڑھ سکے یہ درست ہے کہ ترجمہ ہی پڑھے کیونکہ وہ معذور ہے قرآن کے پڑھنے سے اور یہ کہنا اس کا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈال دیا آپ نے اپنی زبان سے عربی الفاظ میں بیان کر دیا یہ عقیدہ بھی اس کا بالکل اہل سنت کے خلاف ہے یہ نیچریت اور مرزائیت کے خرابی معلوم ہوتی ہیں۔ اہل سنت اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت جبرئیل کے ذریعہ سے یہ قرآن شریف نازل ہوا ہے خود قرآن شریف میں آیا ہے نزل بہ الروح الامین کہ اس قرآن کو روح امین یعنی جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کے پاس سے اتارا ہے۔ الغرض ایسے بدعقیدہ والے کی بات نہ سننی اور نہ ماننی چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نماز عمداً چھوڑنے والے کی سزا

سوال (۱۲۲) جو شخص نماز پڑھنے سے انکار کرتا ہے اور اکثر تساہلی سے نماز

قضا کرے اور تارک الصلوٰۃ ہو اس کی سزائے شرعی کیا ہے؟

الجواب - درمختار میں ہے فرض عین علی کل مکلف الخ ویکفر جاحدھا لثبوتہا بدلیل قطعی وتارکھا عمداً مجانۃ ای تکاسلاً فاسق یحبس حتی یصلی لانہ یحبس لحق العبد فحق الحق احق وقیل یضرب حتی یسیل منہ الدم وعند الشافعی یقتل بصلوٰۃ واحدۃ الخ۔

یعنی نماز فرض عین ہے ہر ایک مسلمان عاقل بالغ پر اور اسکی فرضیت کا منکر کافر ہے کیونکہ فرض ہونا نماز کا دلیل قطعی سے ثابت ہے اور چھوڑنے والا اس کا قصداً سستی سے فاسق ہے اس کو قید رکھا جاوے یہاںتک کہ نماز پڑھے کیونکہ جب حقوق عباد کی وجہ سے قید ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حق میں کیسے نہ ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تارک نماز کو اتنا مارا جاوے کہ خون بہنے لگے اور امام شافعی رح کے مذہب میں ایک نماز کے ترک پر قتل کیا جاسکتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص نماز پڑھنے سے انکار کرے اور یا تساہلی سے کوئی نماز قصداً چھوڑ دے وہ فاسق واجب التعزیر ہے اور جو شخص نماز کو فرض ہی نہ جانے اور فرضیت سے انکار کرے وہ قطعاً کافر ہے وہ مسلمان نہیں رہا انکار فرضیت صلوٰۃ سے مرتد ہو جاتا ہے۔ فقط۔

نماز محلہ کی مسجد میں پڑھنی چاہیے

سوال ۱۴۱۴ مسجد محلہ کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز کے لئے جانا کیسا ہے جس سے مسجد محلہ میں جماعت کی قلت ہوتی ہے؟

الجواب - درمختار میں ہے ومسجد حیہ افضل من الجامع یعنی اپنے قبیلہ اور محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے اور زیادہ ثواب کا سبب ہے جامع مسجد میں نماز پڑھنے سے رد المحتار معروف شامی میں ہے کہ یہ ایک قول ہے اور دوسرا قول اس کا عکس ہے کہ مسجد جامع میں نماز پڑھنا افضل ہے ان دو قول کو قنیہ میں نقل کیا ہے لیکن شرح منیہ اور مصفے اور خانیہ میں اسی قول کو اختیار فرمایا جس کو درمختار میں لکھا ہے یعنی یہ کہ مسجد محلہ افضل ہے جامع مسجد سے پھر لکھا ہے کہ بلکہ خانیہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر مسجد محلہ میں کوئی مؤذن نہ ہو تو خود وہاں جاکر اذان کہے اور نماز پڑھے اگرچہ تنہا ہو کیونکہ اس پر مسجد محلہ کا حق ہے اس کو ادا کرنا چاہیے انتہی۔

پس ان روایات اور انکی سوا دوسری روایات سے ظاہر ہے کہ جب امام مسجد محلہ میں کوئی خرابی عقائد وغیرہا کی نہ ہو تو مسجد محلہ کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں جاکر نماز پڑھنا اچھا نہیں ہے زیادہ ثواب مسجد محلہ میں نماز پڑھنے میں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

علم دین کی وجہ سے جماعت ترک کرنا اچھا نہیں

سوال ۱۴۱۵ زید اگر علم دینی پڑھتا ہے تو جماعت عشاء کی ترک ہوتی ہے اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب درمختار میں منقول ہے کہ مشغول ہونا علم فقہ کی تحصیل اور مطالعہ میں بعض علماء نے

ترکِ جماعت کا عذر قرار دیا ہے یعنی منجملہ ان عذروں کے جن کی وجہ سے ترکِ جماعت احیاناً ہو جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے مشغول علم فقہ کی ہے لیکن اگر مواظبت ترکِ جماعت پر کرے تو معذور نہیں بلکہ واجب التعزیر ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

جمعہ کے بارہ میں احتیاط الظہر کا حکم

سوال ۱۶ ۱۴ھ بعض علمائے دین نماز جمعہ کو فرض سمجھ کر جماعت سے ادا کرتے ہیں اور اس کے بعد احتیاط الظہر بلا جماعت پڑھتے ہیں اور بعض علماء نماز جمعہ کو کئی وجوہات سے فرض نہ سمجھ کر صرف نماز ظہر جماعت سے ادا کرتے ہیں اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب : وہ جگہ جس میں جمعہ کا حکم دریافت کیا جاتا ہے دو حال سے خالی نہیں ہے یا شہر اور قصبہ یا بڑا قریہ ہے یا چھوٹا گاؤں ہے سو شہر اور قصبہ اور بڑے قریہ میں عند الحنفیہ بلا اختلاف جمعہ صحیح ہے وہاں احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے اور چھوٹے گاؤں میں عند الحنفیہ جمعہ صحیح نہیں ہے وہاں صرف ظہر باجماعت پڑھنی چاہیئے یہ بات کہ شہر میں جمعہ بھی ہو اور ظہر کی جماعت بھی ہو کسی طرح درست نہیں ہے بلکہ فقہائے اعلام نے ظہر بلا جماعت کو بھی اس جگہ میں منع فرمایا ہے جہاں جمعہ ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ جیسے شہر اور قصبہ۔ وفی البحر قد افتیت مرارا بعدم صلوٰۃ الاربع بعدھا بنیۃ آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ وھو الاحتیاط فی زماننا درمختار وفی الشامی وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ اللتی فیھا اسواق الخ وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ اللتی لیس فیھا قاض ومنبر وخطیب الخ شامی جلد اول ص۵۲۷ وفیہ ایضاً ولذا لومات الوالی او لم یحضر لفتنۃ ولم یوجد احد ممن لہ حق اقامۃ الجمعۃ نصب العامۃ خطیباً للضرورۃ الخ وبھذا ظہر جھل من یقول لا تصح الجمعۃ فی ایام الفتنۃ مع انہا تصح فی البلاد اللتی استولی علیہا الکفار کما سنذکرہ فلو الولاۃ کفاراً یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ الخ شامی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

بعد نماز عید اسی عیدگاہ میں نماز جمعہ پڑھنے کا حکم

سوال ۱۷ ۱۴ھ۔ بعد نماز عید اسی عیدگاہ میں نماز جمعہ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب۔ بعد نماز عید کے اسی عیدگاہ میں بعد زوال جمعہ ادا کرنا درست ہے اور نماز ہو جاتی ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ حسب معمول نماز جمعہ جامع مسجد میں ادا کیا جاوے کیونکہ عیدگاہ میں جاکر عیدین کی نماز پڑھنا اور اس کا مستحب ہونا خاص عیدین کے لئے ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

جمعہ میں جب امام خطبہ کیلئے نکلے اس وقت کلام مطلقاً حرام ہے؟

سوال ۱۸ ۱۴ھ حدیث اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام سے مراد مطلق کلام ہے یا کلام دنیاوی۔ فقہاء کی عبارات سے کلام دنیاوی مراد معلوم ہوتی ہے کہ خطبہ شروع کرنے سے پہلے کلام دنیاوی منع ہے تسبیح اذکار وغیرہ منع نہیں اب اس بنا پر خطبہ کی اذان کا جواب دینا، دعاء وسیلہ پڑھنا جائز ہوگا چنانچہ بعض عبارات سے صاف ظاہر ہے واما

لکلام فانما یکرہ منہ قبل شروع الخطبۃ الدنیوی لا الدینی کالاذکار والتسبیح وبعد الشروع فیہا یکرہ مطلقاً ھذا
ھو الاصح کما فی النہایہ وغیرہ فلا تکرہ اجابۃ الاذان الذی یؤذن بین یدی الخطیب وقد ثبت ذالک
من فعل معاویۃ رض فی صحیح البخاری ولا دعاء الوسیلۃ الماثورۃ بعد ذلک الاذان ہذا عند ابی حنیفۃ وعند
ھما لا باس بالکلام ای الدنیوی اذا خرج الامام قبل ان یشرع فی الخطبۃ واذا نزل قبل ان یکبر لان الکر
اھۃ للاخلال بالاستماع ولا استماع ہہنا بخلاف الصلوٰۃ فانہا قد تمتد کذا فی الہدایہ۔ اس میں قول مفتی
بہ اور صحیح کیا ہے۔ جائز ہے یا مکروہ؟

الجواب - اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام میں ہمارے حضرات کا مسلک کلام کو عام رکھنا ہے
جیساکہ اطلاق حدیث سے ظاہر ہے اور صلاۃ کی ساتھ اس کا منضم فرمانا اور بھی اس کا مؤید ہے اور
خلاف صاحبین کا قبل شروع فی الخطبہ میں مشہور ہے اور امام صاحب کے نزدیک بھی بعض فقہا
نے کلام دینی کو بعد خروج امام قبل خطبہ جائز نقل کیا ہے لیکن مذہب مشہور امام صاحب کا یہی ہے کہ بعد
خروج امام کلام مطلقاً ممنوع ہے خواہ دینی ہو یا دنیاوی اور نصوص فقہاء بہت سی اس پر دال ہیں کہ
امام صاحب کلام کو عام لیتے ہیں پس اگر بعض فقہاء نے قبل خطبہ کلام دینی کو جائز رکھا ہے اور اس کو اصح
فرمایا ہے جیساکہ عنایہ و نہایہ سے منقول ہے تو انہوں نے مذہب صاحبین رحمہما اللہ کو اختیار فرمایا ہے
باقی مذہب امام اعظم کا یہی ہے کہ کلام مطلقاً مکروہ ہے اور اجابت اذان بین یدی الخطیب مکروہ ہے
مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے جو تخطیہ صاحب درمختار کا کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے اور اپنے
جو عبارت مولانا موصوف کی نقل فرمائی ہے اور اس کے آخر میں کذا فی الہدایہ ہے ہدایہ کے دیکھنے
سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ حوالہ بخلبسہا صحیح نہیں ہے کما لا یخفی علی من طالع الہدایہ؛
اب احقر بعض وہ عبارات لکھتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کا خلاف مطلق
کلام میں ہے دنیاوی ہو یا دینی اور امام صاحب مطلق کلام کو بعد خروج امام منع فرماتے ہیں اور
نیز یہ کہ اجابت اذان ثانی جمعہ مکروہ ہے درمختار باب الجمعہ میں ہے وقالا لا باس بالکلام قبل
الخطبہ وبعدہا اذا جلس عند الثانی والخلاف فی کلام یتعلق بالآخرۃ اما غیرہ فیکرہ اجماعاً وعلی ہذا
فالترقیۃ المتعارفۃ فی زماننا تکرہ عندہ لا عندہما واما ما یفعلہ المؤذنون حال الخطبۃ من الترضی ونحوہ
فمکروہ اتفاقاً وتمامہ فی البحر والعجب ان المرقی ینہی عن الامر بالمعروف بمقتضی حدیثہ ثم یقول
انصتوا رحمکم اللہ قلت الا ان یحمل علی قولہما قہستانی درمختار قولہ الا ان یحمل علی قولہما لانہ یقول ذلک
قبل الخطبۃ وھما بحلاف قولہ صلی اللہ علیہ وسلم والامام یخطب علی الشروع فیہا حقیقۃ فحینئذ
لا یکون المرقی مخالفاً لحدیثہ لقولہ بعدہ انصتوا اما علی قولہ الامام من حمل قولہ یخطب علی الخروج
للخطبہ بقرینۃ ما روی اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام فیکون مخالفاً لحدیثہ الذی یرویہ ویجرہ الخ

ردالمحتار شامی ص؛

وفی الشامی ایضاً قبیلہ والظاہر ان مثل ذلک یقال ایضاً فی تلقین المرقی الاذان للمؤذن والظاہر ان الکراھة علی المؤذن دون المرقی لان سنة الاذان الذی بین یدی الخطیب تحصل باذان المرقی فیکون المؤذن مجیباً لاذان المرقی واجابة الاذان حینئذٍ مکروھة الخ ص؛

شامی کے اس قول واجابت الاذان حینئذ مکروہتہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کراہت حنفیہ کے نزدیک ایسی مسلّم . . اور معروف ہے کہ اس میں کسی کو کچھ تامل اور خلاف نہیں ہے پس اس سے صحت اس قول صاحب درمختار کی جو باب الاذان میں ہے واضح ہوتی ہے وینبغی ان لایجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب ص؛

البتہ اتفاقاً کے لفظ سے یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ یہ کراہتہ امام صاحب کے قاعدہ کے موافق ہے نہ صاحبین کے قول کے موافق مگر جواب اس کا اوّل تو یہ ہے کہ غرض صاحب درمختار کی یہ ہے کہ مشائخ نے بالاتفاق اس بارہ میں قول امام صاحب کو اختیار فرمایا ہے اور بالاتفاق فتویٰ کراہت اجابت اذان ثانی جمعہ کا دیا ہے ثانیاً یہ کہ اگرچہ قاعدہ صاحبین کا اس کے جواز کو مقتضی ہو مگر ان سے تصریح اس کے جواز کی منقول نہیں بلکہ ہوسکتا ہے کہ کراہت منقول ہے اور اسی قول صاحب درمختار کو اس بارہ میں حجت سمجھا جاوے کہ ظاہر ہے ہم اعلم بمذہب الاصحاب ص؛

اس صورت میں اتفاقاً کے معنے امام صاحب اور صاحبین کے اتفاق کے ہوں گے اور جبکہ ایسا بڑا شخص اس اتفاق کو نقل فرماتا ہے تو ہم کو محض اس بناء پر کہ صاحبین کا مذہب اسکو مقتضی نہیں انکار شایاں نہیں ہے۔ احقر کہتا ہے کہ مقتضیٰ قول صاحبین بھی اس اجابت کی کراہت کو ہے کیونکہ آخر کلمہ اذان کی اجابت بعد ختم اذان کے ہے جو وقت شروع فی الخطبہ کا ہے نیز اجابت کی ساتھ دعاء وسیلہ بھی ہوتی ہے جو بعد اذان اور اجابت اذان کے ہے اور وہ وقت شروع فی الخطبہ کا ہے اور وہ بالاتفاق وقت کراہت کلام دینی و دنیاوی کا ہے اور اس میں یہ بحث کرنا کہ امام بھی اجابت کریگا اور دعاء وسیلہ پڑھے گا تو شروع فی الخطبہ ہوا جو صاحبین کے نزدیک اجابت کو مکروہ کہا جاوے محل تامل ہے کیونکہ اذان کے ختم ہونے کے بعد خطبہ کا شروع ہونا متوارث ہے اور دعویٰ امام کی اجابت کا کرنا خود فرع ثبوت اجابت کی ہے۔ حالانکہ تصریح فقہاء کی اس کے خلاف ہے؛

الحاصل تخطیہ درمختار کے قول کا عجب در عجب ہے علامہ شامی کی تصریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کراہت اجابت اذان بین یدی الخطیب ایک مسلّم امر ہے جیسا کہ سیاق عبارہ سے واضح ہے اخیر میں یہ عرض ہے کہ بصورت اختلاف احوط بھی یہی ہے کہ اجابت کو ترک کیا جاوے۔ فقط واللہ اعلم ؎

وجوب جمعہ کے لئے مصر کی مقدار

سوال (۲۱۹) جس گاؤں میں جمعہ ... جائز ہے وہ کتنا بڑا ہونا چا

اور جس گاؤں میں جمعہ جائز نہیں اس کی کیا شناخت ہے ؟

(۳) جس گاؤں میں جمعہ جائز نہیں اسمیں ظہر نہ پڑھنے کی وجہ سے لوگ گناہگار ہونگے یا نہیں ؟

الجواب۔ کتب فقہ میں اسی قدر ہے کہ قریہ کبیرہ جس میں بازار و دکانیں ہوں جمعہ واجب ہے اور قریہ صغیرہ میں جمعہ درست نہیں باقی یہ امر عرف پر چھوڑا گیا ہے کہ بڑا گاؤں کونسا ہے اور چھوٹا کونسا پس جس کو اہل عرف بڑا گاؤں سمجھیں وہ بڑا ہے اور جس کو چھوٹا سمجھیں وہ چھوٹا ہے محققین کی تحقیق یہ ہے کہ جو قریہ مثل چھوٹے قصبہ کے ہو مثلاً تین چار ہزار آدمی اس میں آباد ہوں وہ قریہ کبیرہ ہے اور جو اس سے کم ہو وہ چھوٹا ہے ۔

(۲) اور جس گاؤں میں جمعہ درست نہیں اس میں جمعہ ادا کرنے سے ظہر ساقط نہیں ہوتی اگر ظہر نہ پڑھیں گے تارک فرض ہو کر گناہگار ہوں گے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۔

گاؤں میں جمعہ | **سوال ۲۰۴۰**۔ ایک موضع کی آبادی بارہ سو تیرہ سو کی ہے اور اکثر دکانیں بھی ہیں ۔ اور ضروریات بھی دستیاب ہوتی ہیں اور ہمیشہ سے یہاں جمعہ وعیدین ہوتے ہیں اس قریہ میں جمعہ وعیدین کا کیا حکم ہے ؟

الجواب۔ قریہ مذکورہ بڑا قریہ ہے اس میں جمعہ واجب وادا ہو جاتا ہے ۔ شامی میں ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیہا اسواق قال ابو القاسم ھذا بلا خلاف اذا اذن الوالی او القاضی ببناء المسجد الجامع واداء الجمعۃ الخ ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمٰن ۔

چند مسائل متعلق جمعہ | **سوال ۴۲۱**۔ جمعہ کے روز فرض وقت جمعہ ہے یا ظہر اور جمعہ قصر ظہر ہے یا کیا ؟

(۲) نماز جمعہ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً ہر جگہ فرض ہے یا مقید بالشرائط ۔ ؟

(۳) ایسی بستی میں جہاں کوئی تعریف مصر کی صادق نہ آتی ہو امام صاحبؒ کے نزدیک جمعہ پڑھنا مسقط ظہر ہے یا نہیں ؟ (۴) جمعہ کے لئے شرط سلطان جو اصحاب متون لکھتے ہیں ۔ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے یا نہیں ؟ (۵) امام صاحب سے کوئی تصریح ہے کہ جہاں شرط سلطان نہ ہو وہاں بھی جمعہ پڑھو اور ظہر چھوڑ دو ؟ (۶) متاخرین کے قول پر عمل کرنے والا ابو حنیفہ رح کا مقلد رہے گا یا نہیں (۷) نمبرداران دیہی کی داران و امامان مساجد کا ہونا شرط مصر یا سلطان کے پائے جانے میں کافی ہے یا نہیں یعنی امیر یا قاضی جو حدود مصر میں ملحوظ ہیں ان کی جا بجا نمبردار یا پیش امام ہو سکتے ہیں یا نہیں ؟

(۸) اگر کوئی شخص حنفی بوجہ تعدد جمعہ یا اشتباہ فی المصر کے بعد جمعہ ظہر پڑھ لے تو کیا وہ مذہب سے خارج ہو جاتا ہے ؟ (۹) کسی فقہ کی معتبر کتاب میں بوقت اشتباہ فی المصر بھی ظہر بعد جمعہ پڑھنا لکھا ہے ؟

الجواب صحیح یہ ہے کہ فرض وقت ظہر ہے اور جمعہ بدل ہے لان فرض الوقت عندنا الظہر لا الجمعۃ الخ شامی جلد اول بحث النیۃ جمعہ قصر ظہر نہیں ہے بلکہ اس اعتبار سے فرض مستقل ہے

کہ اس سے ظہر ساقط ہو جاتی ہے (۲) مقید بالشرائط ہے (۳) نہیں (۴) کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان ہو تو اس کا اذن ضروری ہے اور اگر نہ ہو تو جس کو امام مقرر کر لیا جاوے وہ امام جمعہ ہو سکتا ہے اور جمعہ صحیح ہے (۵) بعد اس کے کہ فقہاء کسی امر کو مفتی بہ مذہب میں قرار دیں تو ہمیں اس کے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ امام صاحب سے یہ قول صراحۃً منقول ہے یا نہیں انما نحن فعلینا اتباع مار جحوہ وصححوہ الخ درمختار قال فی الشامی قولہ واما نحن یعنی اہل الطبقۃ السابقۃ وہذا مع السوال والجواب ماخوذ من تصحیح الشیخ قاسم قولہ کما لو افتونا فی حیاتہم ای کما نتبعہم لو کانوا احیاء وافتونا بذلک فانہ لایسعنا مخالفتہم الخ اور معراج الدرایہ میں مبسوط سے منقول ہے فلولا الولاۃ کفاراً یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ و یصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین ویجب علیہم ان تلتمسوا والیاً مسلماً انتہی وفی الدر المختار ونصب العامۃ الخطیب غیر معتبر مع وجود من ذکر اما مع عدمہم فیجوز للضرورۃ درمختار (۶) ضرور رہے گا (۷) محض یہ امور کافی نہیں بلکہ یہ ضرور ہے کہ وہ بستی شہر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ مثل قصبہ کے ہو کہ اس میں بازار و دکانیں ہوں اور ضروریات سب ملتے ہوں کما صرح بہ فی الشامی وغیرہ۔

(۸) مذہب سے خارج نہیں ہوتا (۹) جب کوئی جگہ مفتی بہ قول کے موافق محل جمعہ قرار پا گئی تو پھر وہاں ظہر بعد جمعہ پڑھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ تعدد جمعہ کے خلاف کی وجہ سے کوئی شخص ظہر احتیاطی پڑھے اور جب یہ منع ہے تو وہ بھی منع ہوگا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نماز عیدین کے بعد دعاء مانگنا مستحب ہے

سوال ۲۲۴ بعد نماز عیدین کے دعاء مانگنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں، اور اگر کوئی شخص گلے ہے اس دعاء کو ترک کرے تو موجب ملامت ہوگا یا نہیں۔ اور بعد خطبہ کے دعاء مانگنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب نماز کے بعد عموماً و خصوصاً دعاء مانگنا احادیث سے ثابت ہے پس نماز عیدین بھی اس حکم میں داخل ہے وجہ خروج نماز عیدین کی اس حکم سے کچھ نہیں ہو سکتی اور جبکہ حکم عام نمازوں کے بعد دعاء کے استحباب کا معلوم ہو گیا تو اس کے بعد یہ کہنا کہ بالخصوص نماز عیدین کے بعد دعاء مانگنا منقول ہے یا نہیں بے موقع ہے اور اس سوال کا جواب یہی ہوگا کہ ثابت ہے عن ابی امامۃ قال قیل یا رسول اللہ ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الآخر ودبر الصلوٰت المکتوبات رواہ الترمذی وفی حدیث معاذ بن جبل قال صلی اللہ علیہ وسلم فلا تدع ان تقول فی دبر کل صلاۃ رب اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک الحدیث وعن سعد انہ کان یعلم بنیہ ہولاء الکلمات ویقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یتعوذ بہا دبر الصلوٰت الحدیث مشکوۃ وفی حصن الحصین فی اداب الدعاء والصلوٰت ای ذات الرکوع والسجود والمراد ان نعم

الدعاء المطلوب بعدها فهی من باب تعدم العمل الصالح والتوسل ؛

الحاصل استحباب دعاء بعد نماز عیدین احادیث مذکورہ وغیرہا سے ثابت ہے اور خطبہ کے بعد دعاء ثابت نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عیدین کے بعد دعاء کرنے میں ہے اس کے ترک میں نہیں اور خطبہ کے بعد اتباع سنت دعاء نہ کرنے میں ہے باقی ترک ایسے امور مستحبہ کا ظاہر ہے کہ لائق ملامت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ؛

نماز سنت وعیدین وغیرہ میں سجدۂ سہو کا حکم

سوال ۲۲۳ نفل اور سنت اور عیدین وغیرہ کی نماز میں سجدۂ سہو ہے یا نہیں

الجواب درمختار میں ہے والسہو فی صلاۃ العید والجمعۃ والمکتوبۃ والتطوع سواء والمختار عند المتاخرین عدمہ فی الاولین الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ صلوۃ عید وجمعہ وفرض ونفل سب میں ترک واجب سے سجدۂ سہو لازم ہے لیکن متاخرین نے کہا ہے کہ عید وجمعہ میں اگر مجمع زیادہ ہو تو سجدۂ سہو نہ کرے واسطے دفع فتنہ کے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

صلوۃ عیدین میں اذان وتکبیر وغیرہ کہنا درست نہیں ہے

سوال ۲۲۴ عیدین میں اذان وتکبیر یا الصلوۃ الصلوۃ کہنے کا کیا حکم ہے

الجواب عن ابن جریج قال اخبرنی عطاء عن ابن عباس وجابر بن عبد اللہ قالا لم یکن یوذن یوم الفطر ولا یوم الاضحی ثم سالتہ یعنی عطاءً بعد حین عن ذلک فاخبرنی قال اخبرنی جابر بن عبد اللہ ان لا اذان للصلاۃ یوم الفطر حین یخرج الامام ولا بعد ما یخرج ولا اقامۃ ولا نداء ولا شئ لا نداء یومئذ ولا اقامۃ رواہ مسلم وفی الدر المختار لا یسن لغیرہا کعید الخ۔

اس حدیث اور فقہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ عیدین میں اذان اور تکبیر اور نداء الصلوۃ الصلوۃ وغیرہ کچھ نہیں ہے مسنون طریقہ یہی ہے۔ فقط ؛

جنائز

میت کی روح مکان میں آتی ہے یا نہیں ؛

سوال ۲۲۵ میت کی روح مکان میں آتی ہے یا نہیں اگر نہیں آتی تو خواب میں کیوں آتی ہے ؛

الجواب خواب میں کسی میت کا نظر آنا اس کو مقتضی نہیں ہے کہ اس کی روح مکان میں آوے بلکہ خواب میں نظر آنا بسبب تعلق روحانیت کے ہے مکان سے اس کو کچھ تعلق آنے کا نہیں ہے بہت سے زندہ لوگوں کو جو دور دراز پر ہیں خواب میں دیکھا جاتا ہے پس خواب کا قصہ جدا ہے اجسام ظاہری کا اتصال اس کے لئے ضروری نہیں ہے عالم ارواح دوسرا عالم ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

جنازہ قبرستان میں کس طور سے لیجانا چاہیئے

سوال ۲۲۶ جنازہ کو بوقت لیجانے قبرستان کے کس طرح سے لیجانا چاہیئے یعنی مردے کے پاؤں کس جانب ہوں اور سر کس جانب ؛

الجواب - جس طرف کو جاویں آگے سرہانا چارپائی کا رکھیں فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔

بے نمازی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا مکروہ ہے | سوال ۴۲۷ عبرت کی غرض سے بے نمازی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا اور بغیر نماز کے اس کو دفن کر دینا کیسا ہے مستحسن ہے یا نہیں۔

الجواب - یہ فعل جائز مستحسن نہیں بلکہ حرام ہے اور ترک فرض ہے مسلمان بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنا مثل نمازی کے فرض ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل بر و فاجر الحدیث اور فقہاء نے جنازہ کی نماز سے جن لوگوں کو مستثنیٰ کیا ہے جیسے بغاۃ وغیرہم اُن میں فساق و بے نمازوں کو شمار نہیں کیا پس فرض شرعی کا ترک کرنا بخیال عبرت درست نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

کتاب الزکوٰۃ

غیر کی طرف سے ادائے زکوٰۃ کے بارے میں | سوال ۴۲۸ زید نے کچھ روپیہ اپنے باپ عمر کو اس طرح دیا کہ موضع ملازمت سے ہمیشہ بطور خرچ ماہوار کے اپنے باپ کو دیتا رہا اور اس کے پاس بھیجتا رہا عمر نے وہ تمام روپیہ خرچ نہیں کیا بلکہ تھوڑا خرچ کیا اور زیادہ باقی رکھا حتیٰ کہ اُس کی مقدار زیادہ ہو گئی اور یہ روپیہ عمر نے اس خیال سے بچایا کہ زید (پسر عمر) کے کام آوے گا۔ زید کو جب یہ معلوم ہوا اس نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ کو اس روپیہ کی زکوٰۃ دینی چاہیئے عمر نے کہا کہ یہ روپیہ تمہارا ہے میرا نہیں ہے میں زکوٰۃ اس کو نہ دوں گا۔ پس زید پر اس روپیہ کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟ اور اگر زید ادا کر دے تو زکوٰۃ ادا ہو گی یا نہیں بالتفصیل بیان فرمادیں؟ والاجر عند اللہ

الجواب - زید نے جو روپیہ خرچ ماہواری کے طور سے اپنے باپ کو عمر کو دیا اور اُس کی پاس بھیجا عمر اس کا مالک ہو گیا پھر جو کچھ روپیہ عمر نے بچایا اگرچہ اس خیال سے بچایا ہو کہ یہ روپیہ زید کے کام آویگا اس کا مالک عمر ہے اور بقدر نصاب ہو جانے پر بعد سال بھر کے زکوٰۃ اُس کی عمر پر واجب ہے لیکن اگر زید عمر کی اجازت سے زکوٰۃ گذشتہ زمانہ کی اور آئندہ کی ادا کرے تو درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاویگی زید کو چاہیئے کہ عمر کو اطلاع کر دے کہ میں زکوٰۃ اس روپیہ کی زمانہ گذشتہ کی ادا کرتا ہوں اور آئندہ بھی میں ادا کرتا رہوں گا آپ مجھکو اجازت دیدیجئے قال فی التتارخانیہ الا اذا وجد الاذن او اجاز المالک کما اجاز اقبل الدفع الی الفقیر۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

فطرہ و زکوٰۃ و گوشت قربانی بھنگی کو دینا جائز ہے یا نہیں | سوال ۴۲۹ گوشت قربانی کا اور اناج فطرہ کا اور مال زکوٰۃ کا بھنگی کو دینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب - زکوٰۃ دینا منع ہے فطرہ و گوشت قربانی دینا درست ہے فقط واللہ تعالےٰ اعلم
کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

حکم متعلق مختلف اموال صدقہ | سوال ۴۳۰۔ تجارت کا مال گوڑ ہے اس کی زکوٰۃ کس طرح دینا چاہیئے

(۲) دھان جو زمین میں پیدا ہوتا ہے اس کی زکوٰۃ کا کیا حساب ہے (۳) زیور میں ہر سال زکوٰۃ دینا جائز ہے یا ایک دفعہ (۴) جو روپیہ زمین میں مدفون ہے اور اس سے کسی قسم کا نفع نہیں ہے تو اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں (۵) بیل زراعت کے اور گھوڑا سواری کا اور گائے دودھ پینے کی ان جانوروں میں زکوٰۃ ہے یا کیا؟

الجواب۔ گڑ کی قیمت کر کے چالیسواں حصہ زکوٰۃ دی جاویگی یا گڑ ہی زکوٰۃ میں دیدیا جاوے (۲) وہاں کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہے جو کچھ پیداوار زمین کی ہو اس میں سے دسواں حصہ دیا جاوے (۳) زیور کی زکوٰۃ ہر سال دینا چاہیئے (۴) اس روپیہ کی زکوٰۃ ہر سال دینا چاہئے (۵) ان جانوروں کی زکوٰۃ نہیں ہے فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مال زکوٰۃ کو تجارت میں لگانے کا حکم

سوال ۱۳۱۴۔ ایسی انجمن قائم کرنا جس میں مال زکوٰۃ مساکین پر صرف ہوتا ہو جائز ہے یا نہیں۔؟ (۲) مہتمم کے حوالہ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جاویگی یا نہیں۔؟ (۳) مساکین پر صرف کرنے سے جو مال زکوٰۃ بچے اس کو مہتمم تجارت میں لگا سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ درست ہے (۲) مہتمم کے حوالہ کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی جس وقت مستحقین کو پہنچ گی اس وقت زکوٰۃ ادا ہو گی۔ (۳) تجارت میں لگانا اس کا درست نہیں اس مال زکوٰۃ کو بعینہ صدقہ کر دیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

دھان وغیرہ کی زکوٰۃ کا مسئلہ

سوال ۱۳۲۴۔ جو دھان تجارت وغیرہ کے لئے نہیں ہیں۔ اس میں زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں اور پانسو روپیہ میں زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ بھائی کا فطرہ دوسرے بھائی یا بھتیجے کو جو محتاج ہوں دینا کیسا ہے اور باپ کا فطرہ بیٹے کو دینا جائز ہے یا نہیں، قربانی کی کھال کسی کو دے سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ دھان جو تجارت کے لئے نہیں ہیں اس میں بیشک زکوٰۃ واجب نہیں۔ البتہ اگر زمین عشری کی پیداوار ہے تو عشر اس میں واجب ہے اور پانسو روپیہ میں زکوٰۃ واجب ہے۔ روپے اشرفی میں ثمنیت کو قائم مقام تحقیقی کے کر کے فقہاء نے ہر حال اس میں زکوٰۃ کا حکم فرمایا ہے۔ ہکذا فی عامۃ الکتب الفقہ۔ بھائی کا فطرہ دوسرے بھائی کو جو محتاج ہے دینا جائز ہے۔ اور بھتیجے کو بھی دینا جائز ہے۔ باپ کا فطرہ پسر کو جائز نہیں اور قربانی کی کھال قبل از فروخت ہر ایک کو دے سکتا ہے اور بعد فروخت مصرف اس کے قیمت کا فقراء وغیرہ ہیں۔ مانند مصرف زکوٰۃ کی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

سرکاری مال گذاری ادا کرنے سے عشر ساقط ہو جاتا ہے یا نہیں؟

سوال ۱۳۳۴۔ انگریز از ما یان خراج می گیرد۔ آیا دریں صورت عشر ساقط شود یا نہ (۲) ما یان پیر بزرگ مسلّم ہستیم مردمان بسیار مریدان ما یان ہستند نذر و صدقات وغیرہ می دہند دریں آمدنی عشر لازم است یا نہ۔؟

الجواب۔ احتیاط ایں است کہ عشر داده شود۔ (۲) دریں آمدنی عشر و خمس لازم نیست اگر از قسم نقدین است بعد مرور حول بشرط نصاب زکوٰۃ لازم خواہد شد زکوٰۃ از چہل درہم یک درہم یا چہل روپیہ یک روپیہ

وقدر نصاب دو صد درہم یعنی ۵۲½ تولہ نقرہ ہست۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

مصارف عشر وخراج وزکوٰۃ

سوال ۳۴۳ھ۔ مصرف عشر وخراج وزکوٰۃ وصدقات وغیرہ کدام کس اند۔؟

الجواب۔ مصارف زکوٰۃ در قرآن شریف موجود اند۔ فی قولہ تعالیٰ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ الآیۃ۔ ومصرف عشر ونصف عشر وصدقۂ فطر وکفارہ ونذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبۃ ہمان است کہ مصرفِ زکوٰۃ است ومصرف الجزیۃ والخراج الخ ومصالحنا کسد وبناء قنطرۃ وجسر وکفایۃ العلماء الخ درمختار فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

حکم صدقۂ فطر وزن صاع کی تحقیق

سوال ۳۴۵ھ۔ فطرۂ عید کا وزن کیا ہے۔ اور قاضی ثناء اللہ صاحب نے آٹھ رطل کا ایک صاع مقرر کیا ہے۔ اور ایک مولوی صاحب نے دو سیر چھ چھٹانک کا وزن صاع کا بیان فرمایا ہے صحیح کیا ہے۔؟

الجواب۔ وزن صاع وہی صحیح ہے جو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ اسی پر فتویٰ اور عملدرآمد ہے وزن انگریزی سے وزن صاع کا قریب آدھ پاؤ اور ساڑھے تین سیر کے ہوتا ہے۔ اور نصف صاع یعنے دو سیر ایک چھٹانک ہوتا ہے اسی کے موافق یہاں صدقۂ فطر ادا کیا جاتا ہے۔ اور اسی میں احتیاط ہے۔ اُن مولوی صاحب نے جو دو سیر چھٹانک وزن صاع کا بیان کیا ہے صحیح نہیں ہے جن لوگوں نے اُس کے موافق صدقۂ فطر ادا کیا اُن کو چاہیئے کہ جو کچھ باقی رہا اُس کو بھی ادا کریں۔ فقط واللہ اعلم۔

سید کی زوجہ غیر سید کو زکوٰۃ لینا درست ہے

سوال ۳۴۶ھ۔ سید کی زوجہ پٹھانی اگر محتاج ہو تو اُسے زکوٰۃ لینا درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ سید کی زوجہ جو پٹھانی ہے اور مصرف زکوٰۃ صدقۃ الفطر ہے یعنی غریب ہے۔ تو اُسکو صدقۃ الفطر وزکوٰۃ لینا درست ہے۔ اُس سید پر کچھ گناہ نہیں۔ اور دینے والوں کا صدقۂ فطر ادا ہوجائیگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

سو روپیہ کی زکوٰۃ اڑھائی تولہ چاندی ہے اگرچہ اُس کی قیمت ایک روپیہ ہو لیکن اگر روپیہ سے زکوٰۃ دیگا تو اڑھائی روپیہ دینا ہوگا

سوال ۳۴۷ھ۔ سو روپیہ بھر چاندی کے زیور کو اگر فروخت کرنا چاہیں تو پچاس روپیہ کو فروخت ہوگا اُس کی زکوٰۃ کس طرح دی جاوے

الجواب۔ چاندی کے وزن کے موافق زکوٰۃ دینی چاہیئے۔ قیمت کا لحاظ نہ ہوگا۔ پس سو روپیہ بھر چاندی کے زیور وغیرہ میں اڑھائی تولہ چاندی دینا چاہیئے۔ خواہ روپیہ سے دیوے یا چاندی کی ڈلی وزیور وغیرہ سے مثلاً زکوٰۃ میں اگر روپیہ دے گا تو ۲½ دینا ہوگا البتہ یہ اختیار ہے کہ اڑھائی تولہ چاندی ہی دیدے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ہندوستان کی زمینوں میں عشر نکالنا احوط ہے

سوال ۳۴۸ھ۔ ہندوستان کی زمینوں میں عشر واجب ہے یا نہیں (۲) اگر واجب ہے تو کاشتکار کے ذمہ ہے یا زمیندار کے۔؟ (۳) انگریزی گورنمنٹ کو جو مالگذاری دی

جاتی ہے اس سے عشر ساقط ہو جاتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ ہندوستان میں جو اراضی مملوکہ مسلمین ہیں وہ عشری ہیں۔ کیونکہ اصل وظیفہ مسلمان کی زمین کا عشر ہے۔ پس بحالتِ اشتباہ احوط عشر نکالنا ہے۔ (۲) کاشتکار و زمیندار پر بحصہ رسد عشر لازم ہے۔ (۳) عشری زمین کی اگر مالگذاری دی جاوے تو عشر ساقط نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خویش واقارب کو زکوٰۃ دینا باعث مزید اجر و ثواب کا ہے

سوال ۴۳۹۔ زید چونکہ غنی ہے اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔ لہٰذا اگر زید اپنے چچازاد بھائی بہن کو جو کہ مفلس اور محتاج ہیں زکوٰۃ دے۔ اور اُن کو نہ بتلا دے۔ کیونکہ اگر اُن کو یہ خبر ہوگی کہ یہ زکوٰۃ ہے تو وہ ناراض ہوں گے۔ ایسی صورت میں اگر زید اُن کو زکوٰۃ دے اور نہ بتلائے کہ یہ زکوٰۃ ہے تو زکوٰۃ کے ادا ہونے میں کوئی کلام تو نہیں۔؟ (۲) اور اس زکوٰۃ کے دینے میں علاوہ ادائے فرض زید کو صلہ رحمی کا بھی ثواب ملے گا یا نہیں۔؟ (۳) چونکہ زید نے زکوٰۃ زید نے زکوٰۃ کی خبر انہیں نہیں دی اور قرینہ سے جانتا ہے کہ اگر انھیں معلوم ہوتا تو نہ لیتے۔ یا ناراضی ظاہر کرتے۔ اس لئے زید پر کوئی مواخذہ تو نہیں۔؟ (۴) زید چونکہ اسی زکوٰۃ دینے میں رواجاً شرماً شرمی صلہ سے گریز کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے زید پر مواخذہ شرعی یا کم از کم ملامت تو نہیں۔

الجواب۔ زکوٰۃ کے ادا ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ دینے والے کی نیت زکوٰۃ کی ہو۔ اور جسکو دی جائے وہ محل اور مصرف زکوٰۃ کا ہو۔ یہ شرط نہیں ہے کہ اُس کو اطلاع زکوٰۃ کی بھی کی جاوے۔ پس اگر زید اپنے اعمام یا بنی اعمام کو جو محتاج اور مصرفِ زکوٰۃ ہیں زکوٰۃ دی اور اُن سے یہ ظاہر نہ کیا کہ یہ زکوٰۃ ہے تو زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ وشرط صحۃ ادائہا نیۃ مقارنۃ للاداء درمختار قولہ نیت الخ اشار الی انہ لا اعتبار للتسمیۃ فلو سماہا ہبۃ او قرضاً تجزیہ فی الاصح الخ شامی۔

(۲) صلہ رحمی کا بھی ثواب ملے گا کما جاء فی الحدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدقۃ علی المسکین صدقۃ وہی علی ذی الرحم ثنتان صدقۃ وصلۃ رواہ احمد والترمذی وغیرہما (۳) کچھ مواخذہ نہیں۔ (۴) کچھ مواخذہ اور ملامت نہیں بلکہ حدیث سابق سے ظاہر ہوا ہے کہ یہ صلہ رحمی بھی ہے۔ اور زکوٰۃ بھی ادا ہو جاوے گی۔ اور دوہرا ثواب اُس کو ملے گا۔ ادائے زکوٰۃ کا اور صلہ رحمی کا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مثقال کی تحقیق

سوال ۴۴۰۔ غایت الاوطار ترجمہ درمختار میں لکھا ہے کہ مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے اور نصابِ زکوٰۃ ساڑھے باون تولہ لکھی ہے عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں مثقال کو تین ماشہ ایک رتی کا لکھا ہے۔ اور نصابِ زکوٰۃ ۳۶ تولہ ۵ ماشہ۔ یہاں پر پہلے صدقۂ فطر دو سیر گندم فی کس انگریزی وزن سے دیتے تھے۔ اب ایک مولوی صاحب فی کس سوا سیر دینے کو کہتے ہیں۔؟

الجواب۔ مثقال کا وزن ساڑھے چار ماشہ کا ہونا بھی صحیح ہے۔ ترجمہ غیاث اللغات میں ہے مثقال بالکسر نام ایک وزن کا کہ ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے۔ اور اگرچہ اس میں بہت اختلاف ہے

مگر قوی یہی ہے انتہی۔ پس عمدۃ الرعایۃ میں جو مثقال کو تین ماشہ ایک رتی کا لکھا ہے یہ وزن درہم کا ہے کیونکہ درہم کا وزن شرع میں وہ معتبر ہے جو وزن سبع کے نام سے مشہور ہے۔ یعنی سات مثقال برابر دس درہم کے ہو جاویں۔ پس سات مثقال کا وزن بحساب فی مثقال ۴½ ماشہ ساڑھے اکتیس ماشہ ہوا۔ اگر اس کو دس پر تقسیم کیا تو فی درہم تین ماشہ اور ۱⅕ رتی ہوا۔ اسی وجہ سے غیاث میں درہم کو ساڑھے تین ماشہ کا لکھا ہے تقریباً ایسا لکھا ہے۔ الغرض حساب صحیح اور احوط یہی ہے جو غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار میں لکھا ہے۔ اور نصاب زکوٰۃ ساڑھے باون تولہ چاندی اور ساڑھے سات تولہ سونا ہے۔ شامی کی تحقیق سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور حساب مذکور سے نصف صاع تقریباً پونے دو سیر بوزن انگریزی ہوتا ہے۔ پس فطرہ ایک شخص کا گیہوں سے پونے دو سیر ہوتا ہے۔ دو سیر دیدیا جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ زیادہ ثواب ہے۔ مگر پونے دو سیر سے کم کرنا نہ چاہیئے۔ شامی جلد ثانی باب صدقۃ الفطر میں ہے۔ قولہ وہو اي الصاع الخ اعلم ان الصاع اربعۃ امداد والمد رطلان والرطل نصف من والمن بالدراہم مائتان وستون درہما وبالاستار اربعون والاستار بکسر الہمزۃ بالدراہم ستۃ ونصف وبالمثاقیل اربعۃ ونصف کذا في شرح درر البحار فالمد والمن سواء الخ۔

اس تحقیق کا حاصل یہی ہے جو بندہ نے لکھا ہے۔ ایک من یعنی ایک مد کا وزن چالیس استار اور ایک استار ۴½ مثقال۔ پس کل ایک سو اسی ۱۸۰ مثقال ہوئے اس کے ماشہ ۸۱۰ ہوئے اور وہ مساوی ۶۷½ تولہ کے ہے یہ ایک مد کا وزن ہے پس دو مد یعنی نصف صاع ۱۳۵ تولہ کے برابر ہوئے۔ اور یہ دونوں بوزن انگریزی اڈھائی ہوتا ہے یعنی چھٹانک کم پونے دو سیر۔ اور ایک دوسرے حساب سے جو شامی کی عبارت میں من کا وزن دراہم سے لکھا ہے یعنی ایک من ۶۰ درہم کا اس حساب سے نصف صاع ۳ تولہ زیادہ ہوتا ہے۔ اسی بناء پر پونے دو سیر کا حکم کر دیا جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نصاب زکوٰۃ کی تفصیل

سوال ۱۴۴۔ نصاب زکوٰۃ کیا ہے۔ مفصل تحریر فرمائیے۔؟

الجواب۔ نصاب نقرہ ساڑھے باون تولہ ہوتا ہے۔ کیونکہ شریعت کے دراہم کے اندر وزن سبعہ معتبر ہے اس کی تصریح جملہ کتب فقہ میں ہے اور وزن سبعہ یہ ہے کہ دس درہم برابر سات مثقال کے ہوں اس حساب سے دوسو درہم برابر ۱۴۰ مثقال کے ہوئے۔ اور مثقال کا وزن معروف ساڑھے چار ماشہ ہے چنانچہ اس کی تصریح بہت جگہ موجود ہے۔ اور علماء کبار نے اس کو اختیار کیا ہے۔ پس دوسو درہم برابر ۶۳۰ ماشہ کے ہوئے اس کو بارہ پر تقسیم کرنے سے ۵۲½ تو خارج قسمت نکلا یہی نصاب فقہیہ ہے۔ فقط

كتاب الصوم

متعلق ہلال رمضان

سوال ۱۴۵۔ رویت ہلال رمضان ۱۳۳۲ھ در ہندوستان و کشمیر بروز جمعہ شب

شنبہ واقع است مفتیان شرع برآں فتویٰ دادہ است الافرقہ الیست کوہستانی رویت ہلال مذکور
بروز پنجشنبہ شب جمعہ ثابت می کنند۔ با اخبار غیر ثقہ بعض می گویند کہ قول حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ چناں است
کہ جمعہ فرض است بہ مسائل فقہ عمل نہ کنند چوں بفتویٰ صدر ۲۹ر صیام مطلع صاف بود۔ اکثر مردماں رویت
ہلال نہ کردہ اند۔ البتہ ۳۰ر صیام روز یکشنبہ چونکہ مطلع صاف بود عموماً رویت کردہ دوشنبہ عید نمودہ انداں
فرقہ کہ جمعہ قرار دادہ اند بلحاظ آں بلا رویت ہلال عام مسلماناں بروز یکشنبہ از جماعتی یکے مفتی شدہ فتویٰ افطار
دادہ عید نمودہ اند۔ چنانچہ بیان یک کس عفوف ہذا رسال است کہ می گویند قبل از زوال رویت ہلال بروز
یکشنبہ کردہ ہمانوقت عید نمودیم۔ دریں باب آنہار اقضائے روز یکشنبہ است یا کفارہ مع القضار فتویٰ ہمچو ایں مفتی
دریں باب نافذ است یا نہ۔ فقط اُس شخص کا بیان یہ ہے کہ ہم نے بروز یکشنبہ قبل از زوال بوقت چاشت چاند دیکھا
اسی پر عید کی۔ اور ہم چاند دیکھنے والے تقریباً بیس آدمی تھے۔؟
الجواب۔ باخبار غیر معتبرہ یا رویت ہلال در نہار رویت ہلال شب گذشتہ ثابت نمی شود پس اعتماد
کردن بریں دلائل ضعیفہ و عید کردن بروز یکشنبہ بلا رویت ہلال در شب آں حرام و معصیت است و بر
مفطراں قضائے آں روزہ لازم است۔ اما الکفارت فلا لاختلاف الامام ابی یوسف رحمۃ اللہ فیما قبل الزوال
ولیکن اگر بعد ازاں رویت ہلال شوال بروز شنبہ بعد الغروب یعنی در شب یکشنبہ از جائے ثابت شود۔ پس
بسبب آنکہ اختلاف مطالع معتبر نیست۔ قضائے روزہ یکشنبہ ساقط شود۔ چنانچہ دریں جاہمیں قصہ پیش
آمدہ است کہ موافق رویۃ ایں بلد بروز دوشنبہ عید کردہ شود۔ یعنی بعد صیام ۳۰ روز بعد ازاں
محقق شد کہ در بعض بلاد رویۃ ہلال شوال بروز شنبہ شدہ است و بروز یکشنبہ عید کردہ شد و روبیند گان ہلال
ثقہ و معتبر اند بار بندہ نیز ملاقی شدہ اند و بیان کردہ اند و در چند جا ہمیں قصہ پیش آمد۔ لہذا عید یکشنبہ ثابت
شد و آنانکہ بلا حجت شرعیہ بروز یکشنبہ افطار صیام کردہ عید کردہ بودند۔ قضائے صوم از ایشان ساقط شد
وحساب تقویم و یا حساب اہل ہنود بود و یا اول رمضان الماضی خامس رمضان الآتی و یا رابع رجب غرۂ
رمضان ونحو آں ہمیک قابل اعتبار نیست و بارہا ایں حسابات را در عمر خود غلط یافتم وعلی ہذا ہر کس کہ بروز
یکشنبہ بریں بناء عید کردہ سعید نبودہ۔ الا آنکہ حسب اتفاق در بعض بلاد ہند حسب رویت عید بروز یکشنبہ
ثابت شدہ لنظر براں از شخص مذکور قضار ساقط است نہ بوجہ صحیح بود نہ خیال آں کس بلکہ حسب اتفاق
ہمیں عام ورویۃ بالنہار الیلۃ الآتیۃ مطلقاً علی المذہب در مختار قولہ ورویۃ بالنہار الخ ای سواء روی
قبل الزوال او بعدہ وقولہ علی المذہب ای الذی ہو قول ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالیٰ ای ان قال
والمختار قولہما شامی۔
پس بوقت چاشت چاند دیکھنے سے اُس روز عید کرنا جائز نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن
صوم یوم شک کا حکم | سوال ۲۳۴ ۔ یوم الشک میں روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے بعض لوگ یوم الشک میں

روزہ رکھنے کو مکروہ کہتے ہیں۔ کیا یہ مسئلہ صحیح ہے۔؟

الجواب یہ مسئلہ صحیح ہے کہ شک کے روز روزہ رکھنا مکروہ ہے حنفیہ کا یہی مذہب ہے البتہ انتظار کرنا کچھ دیر تک جب تک خبر آوے مستحب ہے ضروری نہیں جس نے شنبہ کو روزہ نہیں رکھا اس پر قضا آوے گی یہاں رُویت جمعہ کو ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

اگر ملاعبت سے انزال ہو جاوے تو کفارہ واجب نہیں

سوال ۴۴۴ اگر عورت سے ملاعبت کے وقت بلا دخول روزہ کی حالت میں انزال ہو جاوے تو کفارہ واجب ہے یا قضا۔؟

الجواب اس صورت میں صرف قضا لازم آوے گی کفارہ لازم نہیں ہے درمختار میں ہے او استمنیٰ بکفہ او بمباشرۃ فاحشۃ الخ قضیٰ درمختار اور باقی دن کھانے پینے سے رکے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سفر میں روزہ رکھنے کا حکم

سوال ۴۴۵ سفر میں روزہ رکھنا درست ہے یا نہیں مسافتِ سفر کس قدر معتبر ہے کتنے دن قیام کی نیت سے پوری نماز پڑھنی چاہیئے اور قصر کس مقام سے کرنا چاہیئے۔؟

الجواب سفر میں روزہ رکھنا درست ہے اور ثواب ہوتا ہے البتہ اگر نہ رکھے تو رخصت ہے منزل بارہ کوس یعنی سولہ میل کی لینی چاہیئے مجموعہ ۴۸ میل سفر ہونا چاہیئے کم از کم پندرہ دن کی قیام کی نیت سے پوری نماز پڑھنی چاہیئے اور قصر باہر شہر سے نکلکر شروع کرنا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔؟

ہلال عید کی شہادت کے بارہ میں

سوال ۴۴۶ رمضان شریف کی ۲۹ تاریخ کو باوجود مطلع صاف ہونے کے چاند نظر نہ آیا مگر شب کو ایک گاؤں کے چار آدمیوں نے آکر بیان کیا کہ ہم نے چاند بچشم خود دیکھا ہے اور امام مسجد نے بیان کیا کہ اعتکاف میں جب چاند دیکھنے کی خبر مجھ کو ملی تو میں نے فوراً دیکھا اول چاند کی جھلکی مجھ کو معلوم ہوئی مگر بادل آجانے سے مجھکو چاند نظر نہ آیا شہادتِ مذکورہ پر روزہ افطار کرنا اور عید کرنا درست ہے یا نہیں ؟؟

الجواب اگر مطلع پر کچھ ابر تھا جیسا کہ امام مسجد وغیرہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے اور اکثر جگہ ۲۹ رمضان کو باوجود آسمان صاف ہونے کے مطلع پر کچھ ابر تھا تو شہادتِ مذکورہ پر عید کرنا اور روزہ افطار کرنا درست ہے اور جن لوگوں نے کسی شبہ کی وجہ سے عید نہیں کی ان پر بھی کچھ گناہ نہیں اور روزہ افطار کرنے والوں پر روزہ کی قضا نہیں ہے پہلے دن عید پڑھنے والوں کو دوسرے دن کی عید میں شریک ہونے کی ضرورت نہ تھی فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

روزہ میں شطرنج کھیلنے سے ثواب کامل نہیں ملتا

سوال ۴۴۷ ایک واعظ نے بیان کیا کہ جو شخص روزہ میں شطرنج وغیرہ کھیلے گا اس کو روزہ کا ثواب کامل نہیں ملیگا اور حالانکہ شطرنج امام شافعی صاحب کے نزدیک جائز ہے اور ابو ہریرہ رضہ سے کھیلنا ثابت ہے یہ قول اس واعظ کا صحیح ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ واعظ مذکور کا قول صحیح ہے جس روزہ میں شطرنج اور لہو ولعب میں مشغول رہا اور معصیت کا ارتکاب کیا اس روزہ کا ثواب کامل نہ ملے گا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ رواہ البخاری وفی حدیث آخر کم من صائم لیس لہ من صیامہ الا الظمأ وکم من قائم لیس لہ من قیامہ الا السہر رواہ الدارمی قال الطیبی فان الصائم اذا لم یکن محتسباً او لم یکن مجتنباً عن الفواحش من الزور والبہتان والغیبۃ ونحوہا من المناہی فلا حاصل لہ الا الجوع والعطش الخ وفی الدر المختار وکرہ تحریماً اللعب بالنرد وکذا الشطرنج الخ وفی الشامی فہو حرام وکبیرۃ عندنا الخ۔
پس جبکہ کتب فقہ میں تصریح ہے شطرنج کی ساتھ کھیلنے کی کراہت اور حرمت کی تو حنفیہ کے لئے کوئی عذر باقی نہیں ہے امام شافعی رح کے قول سے حنفیہ کو حجت لانا صحیح نہیں ہے اور حضرت ابوہریرہ رض کا شطرنج کھیلنا ثابت نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

شوال کے چھ روزے متفرق رکھنا افضل ہے یا پے درپے رکھنا

سوال ۴۴۸ شوال کے چھ روزے متفرق رکھنا افضل ہے یا پے درپے رکھنا۔

الجواب در مختار اور شامی میں ہے کہ شوال کے چھ روزے متفرق رکھنا افضل اور بہتر ہے اور پے درپے رکھنا ۲ شوال سے بھی جائز ہے مکروہ نہیں ہے وندب تفریق صوم الست من شوال ولا یکرہ التتابع علی المختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

ایک شخص کو سحر کھاتے ہوئے صبح صادق ہوگئی اذان بھی ہوگئی اس نے قصداً کھانا کھایا تو قضاء آویگی یا کفارہ

سوال ۴۴۹۔ ایک شخص نے نیت روزے رمضان کی شب کو کرلی جس وقت سحری کھانے لگا صبح صادق ہوگئی اور اذان ہوگئی اس نے اس خیال سے کہ اذان ہوگئی روزہ نہیں ہوا قصداً کھانا کھایا اس صورت میں اسکے ذمہ کفارہ لازم آویگا یا نہیں۔

الجواب اس صورت میں اگر واقعی صبح صادق ہوگئی اور اذان وقت پر ہوئی تو کفارہ لازم نہ ہوگا فقط

کفارہ صوم کے بارے میں

سوال ۴۵۰۔ ایک شخص غنی ہے اور اس کے ذمہ کفارہ کے روزے آتے ہیں وہ متواتر روزے نہیں رکھ سکتا اس صورت میں یہ کفارہ مال سے ادا ہو سکتا ہے یا کہ نہیں۔

الجواب۔ اسکو روزہ ہی رکھنا چاہیئے باوجود استطاعت روزے کے اطعام درست نہیں فان لم یستطع فاطعام ستین مسکینا الآیۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اگر ہلال رمضان کے بارے میں امام نے فاسق کی گواہی قبول کرلی تو رمضان ثابت ہو جاوے گا اوس کے بعد اگر کوئی روزہ توڑا تو کفارہ لازم

سوال ۴۵۱۔ ولو شہد فاسق وقبلہا الامام وامر الناس بالصوم فافطر ہو او واحد من اہل بلدۃ قال عامۃ المشائخ یلزمہ الکفارۃ کذا فی الخلاصۃ اس

عبارۃ میں وجوب کفارہ امام پر کس وجہ سے ہے اور اس عبارۃ کا کیا مطلب ہے

الجواب۔ اس عبارۃ عالمگیری کا حاصل یہ ہے کہ اگر ہلال رمضان کی گواہی ایک فاسق نے دی اور امام نے اوسکو قبول کر کے لوگونکو حکم روزہ کر دیا تو اس کے بعد اگر وہ خود افطار کرے یا اور کوئی شخص اہل شہر سے روزہ توڑ دے تو کفارہ لازم ہوگا وجہ اس کفارہ لازم ہونے کی یہ ہے کہ جبکہ فاسق کی گواہی کو امام نے قبول کر لیا اور روزہ کا حکم کر دیا تو رمضان ثابت ہو گیا کیونکہ فاسق کی گواہی کو اگر امام دوبارہ رمضان شریف قبول کرے تو معتبر ہے اور رمضان ثابت ہو جاتا ہے اس کے بعد اگر کوئی روزہ توڑے گا کفارہ لازم ہوگا تو وجہ کفارہ افطار روزہ رمضان ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مقدار فدیہ رمضان اور اوسکا مصرف

سوال ۲۵۲۴ کل ماہ رمضان المبارک کا فدیہ ایک آدمی کا کس قدر ہوتا ہے اور میزان و فارسی پڑھنے والوں کو اگر فدیہ دیا جائے تو اسمیں ثواب ہوتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ ایک ماہ رمضان کا فدیہ اس وزن سے ۵۲ سیر گندم ہوتے ہیں ایک روزے کا فدیہ پونے دو سیر ہے اسی کے وزن سے اور اسوقت قیمت ۵۲ سیر گندم کی تقریباً پانچ روپیہ ہوتی ہے میزان اور فارسی پڑھنے والوں کو فدیہ دینے میں ثواب ضرور ہے مگر حدیث پڑھنے والوں کو دیتے ہیں زیادہ ثواب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔؟

رویت ہلال رمضان کے متعلق

سوال ۲۵۳۴ فرقہ قلیلہ لیکن ثقہ روز پنجشنبہ ہلال دیدہ روزہ نخستین داشت پس بعد تمام سی روز بہ یکشنبہ عید نمود فرقہ ثانیہ بہ شنبہ روزۂ اول داشت و روز دوشنبہ عید کردہ تخطیہ فرقۂ اولیٰ کہ ہر دو وقت بہ رویت ہلال کار روز بستہ است می کند کہ روزہ و عید شما ہر دو بر خطاست پس درین صورت صواب چیست و بر خطا کیست و حکم روزۂ یکشنبہ پسین چیست و بر مفطران جمعہ اول قضا است یا نہ۔؟

الجواب ہر گاہ رویت ہلال رمضان بروز پنجشنبہ برویت ثقاۃ ثابت شد و سی روز تمام کردہ بروز یکشنبہ عید کردہ شد تخطیہ فرقۂ اولیٰ روا نیست و در روزہ یکشنبہ پسین کسانے را کہ رویت پنجشنبہ نزد اوشان ثابت شد روا نیست و افطار جمعہ اولیٰ بحق اوشان جائز نیست و قضاء آن روزہ لازم است ولیکن واضح باد کہ رویت نہار را اعتبار نیست مثلاً اگر بروز جمعہ ہلال دیدہ شد آن ہلال شب آیندہ است نہ شب گذشتہ درین صورت روزہ جمعہ اولیٰ درست نیست بلکہ بروز شنبہ یکم رمضان خورہد شد و ہمچنین حساب معروفہ کہ چہارم رجب یکم رمضان است مثلاً ایں حساب ہم قابل عمل و قابل اعتبار نیست چون معلوم شدہ بود کہ در بعض بلاد کشمیر این امر ہم محل نزاع شدہ است ازین وجہ چند کلمہ متعلق آن تحریر کردہ شد والسلام علی من اتبع الہدیٰ

کتاب النکاح والرضاع

عقد نکاح لفظ انشاء اللہ کے ساتھ منعقد ہو جاتا ہے یا کہ نہیں

سوال ۴۵۴ شخصے بعند المحفل گفت کہ دختر صغیرہ فلان را انشاء اللہ تعالیٰ اعنی بزبان بنگالہ معیّش اللہ ویلی می گویند بنکاح فلان دادم پس بموجب شرع از اتصال جملہ انشاء اللہ نکاح منعقد خواہد شد یا نہ

الجواب۔ در ایجاب وقبول انشاء اللہ گفتن مفید جواز وصحت نکاح نخواہد شد کہ انشاء اللہ تحقیق عقد حاصل نیست وقال فی الدر المختار ھو عقد یفید الملک المتعۃ وفی الشامی المنعقد مجموع ایجاب وقبول وضعا للمضی لان الماضی ادل علی در مختار ۲ قولہ علی التحقیق ای تحقیق وقوع الحدث الخ فظاہر ان لا تحقیق مع الاستثناء فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔؟

شیعہ اور اہل سنت کی مناکحت کے بارے میں

سوال ۴۵۵۔ شیعہ وسنت جماعت کی مناکحت باہم درست ہے یا نہیں اگر بوجہ غلطی کے سنیہ کا نکاح شیعہ سے ہو گیا ہو اور رخصت نہ ہوئی ہو تو کیا کرنا چاہیئے۔

الجواب باہم مناکحت شیعہ وسنیوں کی جائز نہیں ہے سنیہ لڑکی جس کا نکاح شیعہ مرد سے کیا گیا وہ نکاح جائز نہیں ہوا لڑکی کو رخصت نہ کیا جاوے اور اسکے قبضہ میں نہ دیا جاوے دوسرے مرد سنی سے اوسکا نکاح کر دیا جاوے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

لڑکی سنیہ کا نکاح شیعہ بد عقیدہ سے کرنا

سوال ۴۵۶ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا ایک مرد شیعی کے ساتھ جس کے عقائد باطل ہیں یعنی حضرت عائشہ رضؓ کا قائل ہے اور سب شیخین کرتا ہے الی غیر ذلک اوس لڑکی کے باپ نے یہ خیال کر کے کہ یہ مرد شیعی مسلمان نہیں ہے اسی وجہ سے نکاح صحیح نہیں ہوا اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سنی سے کر دیا ہے نکاح ثانی صحیح ہے یا نکاح اول باقی ہے

الجواب روافض جو سب شیخین کرتے ہیں انکے کفر میں اختلاف ہے بعض فقہاء نے انکی تکفیر کی ہے اور محققین علماء عدم تکفیر کے قائل نہیں لیکن جو روافض افک حضرت صدیقہ کے قائل ہیں وہ باتفاق کافر ہیں اسطرح بعض دیگر عقائد روافض غالیہ کے مثلاً یہ کے حضرت جبرئیل نے وحی کے پہونچانے میں غلطی کی یا حضرت علیؓ خدا تھے وغیرہ وغیرہ یہ اعتقاد بالاتفاق اہل سنت کفر ہیں در مختار میں ہے فی البحر عن الجوہرۃ معزیا للشہید من سب الشیخین

اوطعن فیہا کفر و الیقبل توبتہ و بہ اخذ الایوسی و ابو اللیث و جزم بہ فی الاشباہ واقرہ المصنف انخ و
فی الشامی ثم اذا کان کذلک فلا وجہ للقول بعدم قبول توبتہ من سب الشیخین الی ان قال الحکم
علیہ بالکفر مشکل ثم قال نعم لا شک فی تکفیر من قذف السعیدۃ عائشۃ رض او انکر صحبۃ الصدیق رض
او المتقد الالوہیۃ فی علی رض او ان جبریل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح المخالف للقران
انخ پس صورت مسئولہ میں نکاح اول جو شیعہ غالی سے ہوا صحیح نہیں ہوا بلکہ باطل ہوا اور دوسرا
نکاح صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔؟

مزنیہ کی سوتیلی لڑکی سے نکاح کرنا | سوال ۴۵۷ زید کے دو زوجہ میں پہلی زوجہ سے کوئی اولاد نہیں
دوسری زوجہ سے تین لڑکیاں ہیں خالد نے زید کی پہلی زوجہ سے زنا کیا زید کی جو دوسری زوجہ
سے لڑکی ہے اوس سے خالد نکاح کر سکتا ہے یا کہ نہیں
(۲) زید کی ایک بیوی موجود ہے دوسرا نکاح کرنیکو جب گیا تو انہوں نے کہا کہ دوسری زوجہ کو طلاق
دید و زید نے اپنی سالی کا نام لیکر کہا کہ آمنہ کو طلاق ہے اور آمنہ زید کی سالی کا نام ہے زید
کی زوجہ پر اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا کہ نہیں۔
(۳) عمرو نے زبردستی کرنیکی وجہ سے زوجہ کو اسطرح طلاق دی کہ لفظ طلاق کو آواز سے کہا اور
انشاء اللہ ذرا آہستہ سے کہ زبردستی کرنے والے لوگ نہ سنیں طلاق واقع ہوگی یا کہ نہیں۔
الجواب کر سکتا ہے (۲) طلاق واقع نہ ہوگی (۳) نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نکاح بالوکیل کے بارے میں | سوال ۴۵۸ زید ایک طرف سے اصیل اور اور ایک طرف وکیل ہو کر
نکاح اپنا اپنی موکلہ سے کر سکتا ہے یا نہیں
الجواب۔ کر سکتا ہے اوسکی صورت یہ ہے کہ وکیل یعنی زید دو گواہوں کی روبرو یہ کہے کہ مسماۃ
فلانہ نے مجھکو اختیار اپنے نکاح کا دیا اور وکیل بنایا پس تم گواہ رہو کہ میں نے اپنا نکاح فلاں
بنت فلاں سے کیا پس نکاح صحیح ہو جائیگا فی الشامی ولو صرح بالتوکیل وقال وکلتک بان تزوجی
نفسک منی فقالت زوجت صح النکاح والیقافیہ وصورتہ ان یکتب الیہا لیخطبہا فاذ بلغہا الکتاب
وحضرت الشہود وقرءتہ علیہم وقالت زوجت نفس منہ انخ شامی جلد ثانی فقط

مجلس خطبہ کے متعلق | سوال ۴۵۹۔ اس ملک میں خطبہ عرفی منگنی اسطرح ہوتی ہے کہ مجلس قائم
ہوتی ہے لڑکی کا ولی مجلس میں کھڑا ہو کر اعلان کرتا ہے کہ میں نے اپنی فلاں لڑکی بعوض اسقدر
زر مہر فلاں ابن فلاں کو دی ہے اور لڑکے کا ولی اوس مجلس میں جواباً بیان کرتا ہے کہ ہمیں
منظور ہے اگر اسطرح اور ان الفاظ میں منگنا ہو جاوے تو کیا وہ لڑکا اپنی اسطرح کی منسوبہ کی
ہوتے ہوئے جسمیں ایجاب و قبول مجلس عام میں ہو کر زر مہر متعلق ہو چکا ہے لیکن ابھی وہ اسکو

اپنے قبضہ میں نہیں لایا اب اسکو متروک کرکے اوسکی بیوہ ماں کی ساتھ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب ایسی صورت میں کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ وہ مجلس خطبہ اور وعدہ کی پختگی کی مجلس کہلاتی ہے نکاح کی مجلس نہیں کہلاتی تو اس سے نکاح منعقد نہیں ہوتا ایسی حالت میں اس کی والدہ یعنی مخطوبہ کی والدہ سے نکاح درست ہے مخطوبہ سے نکاح نہ کیا جاوے اور اگر مجلس نکاح کی مجلس کہلاتی ہے تو یہ ایجاب وقبول نکاح کا ہو جاویگا اور نکاح منعقد ہو جاویگا اس حالت میں اوسکی والدہ سے نکاح حرام ہے لقولہ تعالےٰ وامہات نسائکم الآیۃ اور درمختار میں ہے اذ هل اعطیتنیها ان المجلس للنکاح وان للوعد فوعد اور شامی میں ہے قولہ ان المجلس للنکاح ای لانشاء عقده لانہ یفهم منہ التحقیق فی الحال فاذا قال الآخر اعطیتکہا او فعلت لزم ولیس للاول ان لا یقبل اھ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

ایک بہن سے باپ کا اور دوسری بہن سے بیٹے کا نکاح درست ہے یا نہیں

سوال ٤٦٠- زید پدر حقیقی ہے اور بکر زید کا پسر حقیقی ہے مسمی عمرو کی دختر حقیقی ہیں مسمی زید و بکر مذکورہ بالا سے مسمی عمرو کی دونوں دختر کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ زید اور بکر سے دونوں دختران عمرو کا نکاح ہو سکتا ہے یعنی ایک بہن پدر (زید) کی زوجہ ہو اور دوسری بہن بکر پسر (زید) کی زوجہ ہو شرعاً اسمیں کچھ حرج نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذلکم الآیۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

بالغہ حرہ مکلفہ کا نکاح بلا ولی صحیح ہے یا نہیں

سوال ٤٦١- ایک لڑکی بالغہ عمر اٹھارہ سال نے گواہوں سے یہ بات کہی کہ میرا نکاح مسمی نبی بخش ولد وزیر کے ساتھ پڑھ دو اسی بناء پر انہوں نے اوسکا نکاح پڑھا دیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔

الجواب اگر وزیر کا لڑکا نبی بخش کفو سماۃ مذکورہ بالغہ کا ہے تو نکاح صحیح ہو گیا کما فی الدر المختار فتنعقد نکاح حرۃ مکلفۃ بلا ولی فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

چچا کی پوتی سے نکاح درست ہے یا کہ نہیں

سوال ٤٦٢- چچا کی پوتی سے نکاح درست ہے یا نہیں

الجواب نکاح چچا کی پوتی سے درست ہے آیۃ واحل لکم ما وراء ذلکم فقط۔

نکاح موقوف کے بارے میں

سوال ٤٦٣- ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اوسکے چچا نے بلا رضامندی اوسکے برادران حقیقی کے کر دیا جائز ہے یا نہیں

الجواب ولی نابالغہ کے نکاح کے اس صورت میں اوسکے بھائی ہیں چچا نے جو نکاح نابالغہ کا کیا وہ موقوف تھا بھائیوں کی اجازت پر جبکہ بھائیوں نے اجازت نہیں دی وہ نکاح باطل ہو گیا ہکذا فی کتب الفقہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

عجم میں نسب کا اعتبار ہے یا نہیں | سوال ۴۶۴ - زید قوم کا افغان اور زراعت پیشہ ہے اور ہندہ قوم کی اہیر ہے اور اوسکے ورثہ بھی زراعت پیشہ ہیں زید ہندہ کا کفو ہے یا نہیں دونوں صورتوں میں ہندہ کے ورثار کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہے یا نہیں۔

الجواب۔ عجم میں نسب کا لحاظ نہیں ہے اور پیشہ فی الحال دونوں کا یکساں ہے لہذا امرد مذکور کفو اس عورت ہندہ کا ہے اولیار ہندہ نکاح مذکور کو فسخ نہیں کر سکتے قال فی الدر المختار وہذا فی العرب الخ اعتبار النسب یکون فی العرب الخ شامی فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

باوجود ناراضی کے اقرار کرا لینے سے نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں | سوال ۴۶۵ - اگر لڑکی بالغ ہے اور اوسکی مرضی نہیں ہے اگر کسی طرح اقرار کرا لیا جاوے تو نکاح ہوتا ہے یا نہیں۔

(۲) ایک مرتبہ ایجاب و قبول کرانے سے نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں اور عورت کو اختیار فسخ نکاح کا ہے یا نہیں

الجواب نکاح ہو جاتا ہے اور عورت کو اختیار فسخ نکاح کا نہیں ہے اور شوہر کے گھر نہ جانے سے بھی نکاح نہیں ٹوٹتا قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ثلث جدھن جد وھزلھن جد النکاح والطلاق والعتاق الحدیث اوکما قال (۲) نکاح ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اگر ولی اقرب سفر میں ہو تو ولی ابعد نکاح کر سکتا ہے یا کہ نہیں | سوال ۴۶۶ - نابالغہ بجز عم وام دیگر ولی ندارد اکنون مادرش خواست کہ دختر خود را کہ نابالغہ است بہ نکاح شخصی دہد لیکن عمش کہ ولی اقرب است در انجا حاضر نیست پس اگر مادرش کہ ولی ابعد است نکاح دختر خود دہد منعقد گردد یا نہ۔

الجواب بصورت بعد ولی اقرب کہ کفو خاطب انتظار جوابش نہ کند و در اطلاع کردن و بر جواب عم آمدن کفو خاطب فوت می شود درین صورت والدہ ولی نکاح می تواں شد و پا جازتش نکاح نابالغہ می شود۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

لڑکی بالغ کا باپ بلا اس کی رضامندی کے جبراً نکاح کر سکتا ہے یا کہ نہیں | سوال ۴۶۷ - ایک لڑکی بالغہ کا نکاح اوسکے والدنے جبراً کر دیا لیکن لڑکی ہرگز راضی نہیں ہے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں

الجواب۔ جبکہ لڑکی بالغہ ہے بدون اوسکی اجازت اور رضا کے نکاح نہیں ہوا دوسرا نکاح اوسکا دوسری جگہ درست ہے فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

نکاح ثانی کے متعلق | سوال ۴۶۸ ایک شخص سفر میں تھا اوس نے کہا کہ اگر میں ایک ماہ کے بعد گھر نہ آؤں تو میری زوجہ کو طلاق سمجھنا چاہئیے چنانچہ وہ بعد ماہ کے گھر نہ آیا تو اوسکی زوجہ پر

طلاق ہوئی یا نہیں اور اوسکی زوجہ نے دوسرا نکاح کرلیا وہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب طلاق ہوگئی اور دوسرا نکاح جو بعد طلاق اور عدۃ کے ہوا وہ بھی صحیح ہوا فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محرمات سے نکاح کرنیکے بارہ میں

سوال ۴۶۹۔ اگر کسی شخص نے مثل پھوپی و خالہ کے ساتھ نکاح کرلیا اور دانستہ وطی بھی کی تو اوسپر حد زنا واجب ہے یا نہیں

الجواب حد زنا اوسپر جاری نہ ہوگی توبہ کرے اور اوسکو علحدہ کردے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ

خاوند سفر میں ہو تو نکاح ثانی کا کیا حکم ہے

سوال ۴۷۰۔ ایک عورت کا خاوند چین میں زندہ موجود ہے اور یہاں اوسکی زوجہ نوجوان کا کوئی وارث نہیں ہے اور اوسکا خاوند خرچ بالکل نہیں دیتا اس وجہ سے اوسکی عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب دوسرا نکاح اوس عورت کا درست نہیں ہے جب تک اوس عورت کا خاوند طلاق نہ دے اس وقت اوسکا دوسرا نکاح جائز نہیں ہے جسطرح ہوسکے اس سے طلاق لی جاوے یا وہ خبرگیری کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

نومسلمہ کا نکاح تین حیض گذرنے پر درست ہے

سوال ۴۷۱۔ ایک مولوی نے ایک چمارنی کو مسلمان کرکے فوراً ایک شخص سے نکاح کردیا نکاح ہوا یا نہیں اور وہ عورت مسلمان ہوئی یا نہیں (۲) ایک شخص کہتا ہے کہ جسکو مسلمان کیا جاوے چالیس روز تک اوسکے ہاتھ کا کھانا نہیں چاہیئے۔ (۳) سنا ہے کہ بیوہ عورت بچہ والی کا نکاح جائز نہیں ایسی عورت کو نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں

الجواب اسوقت نکاح اوسکا جائز نہ تھا تین حیض گذار کر نکاح کرنا چاہیئے تھا وہ مسلمان ہوگئی مگر نکاح بعد تین حیض کے پھر کرنا چاہیئے قبل نکاح جدید شوہر اس سے علحدہ رہے ولو اسلم احدھما ثمہ لم تبن حتی تحیض ثلاث درمختار اور مسلمان ہونے میں شک نہیں اسی وقت اوسکے ہاتھ کا کھانا و پانی درست ہے چالیس روز علحدہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے (۳) اگر بیوہ عورت بوجہ اولاد کی پرورش کے نکاح ثانی اپنا نہ کرے تو اوسکو ثواب ملتا ہے لیکن نکاح کرنا درست ہے نکاح کرنے میں کچھ گناہ نہیں بلکہ اس زمانہ میں چونکہ نکاح ثانی کو عیب سمجھتے ہیں اسلئے ضرور کرنا چاہیئے اور ثواب زیادہ ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ

نابالغہ کا نکاح بدون اجازت ولی کے جائز نہیں

سوال ۴۷۲۔ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اوسکے جیٹھ نے زبردستی سے کردیا بلا اجازت ولی کے جائز ہے یا نہیں

الجواب وہ لڑکی چونکہ نابالغہ تھی بدون اوسکے ولی کی اجازت کے اوسکا نکاح نہیں ہوسکتا لہٰذا وہ نکاح جو اوسکے جیٹھ نے کیا باطل اور ناجائز ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

بھتیجہ کی زوجہ بیوہ سے نکاح درست ہے بشرطیکہ محرمات

سوال ۴۷۳ اپنے بھتیجے کی زوجہ بیوہ سے نکاح درست اور جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب۔ اپنے بھتیجے متوفی کی بیوہ سے بعد گزرنے عدۃ کے نکاح درست ہے لقولہ تعالیٰ واُحل لکم ما وراء ذٰلکم وما لم تکن فی المحرمات فتدخل فی ما وراءھا فقط واللہ تعالیٰ

خاوند کو دودھ پلانے سے کیا حکم ہوتا ہے

سوال ۴۷۴۔ ایک عورت نے اپنے خاوند کو دودھ پلا دیا تو نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں۔

الجواب۔ اس صورت میں نکاح قائم ہے باطل نہیں ہوا قال فی الدر المختار مص رجل ثدی زوجتہ لم تحرم فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

ڈھائی برس کے بعد دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں

سوال ۴۷۵ زید نے ایک لڑکی ساجدہ کے ساتھ دودھ پیا اڑھائی برس کے بعد بکر زید کا بڑا بھائی ہے تو ساجدہ کا نکاح بکر سے ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب ساجدہ کا نکاح بکر کے ساتھ ہو سکتا ہے کوئی وجہ ممانعت اور حرمت کی نہیں ہے درمختار میں ہے وتحل اخت اخیہ رضاعاً الخ اڑھائی برس کی عمر کے بعد حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور اگر زید چھوٹی عمر میں یعنی اڑھائی برس سے کم میں بھی دودھ پیتا تب بھی زید کے بھائی بکر سے ساجدہ کا نکاح درست ہوتا فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مرضع کی سب اولاد رضیع کی بہن بھائی ہیں یا نکاح درست ہے

سوال ۴۷۶ زید نے ہندہ کے ساتھ دودھ پیا یعنی زید نے ہندہ کی والدہ کا دودھ پیا ہندہ کی عمر دو سال تھی اور زید کی ایک سال تو زید کا نکاح ہندہ کی دوسری بہنوں سے ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب ہندہ اور ہندہ کی سب بہنیں زید کی رضاعی بہنیں ہیں زید کا نکاح ہندہ کی کسی بہن سے درست نہیں ہے ہکذا فی کتب الفقہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

نکاح میں شرط لگانا جائز ہے

سوال ۴۷۷ ملک بنگال میں دستور ہے کہ دولہا سے علاوہ مہر کے ایک کاغذ بنام کابین نامہ رجسٹری شدہ لیتے ہیں اور اسمیں چار شرطیں ہوتی ہیں منجملہ ان شرطوں کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ بلا اجازت زوجہ کے دوسری شادی نہ کروں گا اگر کروں تو طلاق ہے اور یہ شرط فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنٰی وثلٰث وربٰع کے مخالف ہے یا نہیں اور بعض دفعہ یہ کابین نامہ قبل عقد بھی رجسٹری ہوتا ہے کیا حکم ہے

الجواب جواب مسئلہ مستفسرہ یہ ہے کہ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنٰی وثلٰث وربٰع امر وجوب کا نہیں ہے بالاتفاق بلکہ امر اباحت ہے کہ اگر کرو تو جائز ہے پس اگر لڑکی

کے اولیاء اس وجہ سے کہ دوسرا نکاح کرنے کی صورت میں شوہر عدل نہ کرے گا اور ہماری لڑکی کو تکلیف پہونچیگی ایسی شرط کرلیویں تو کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا البتہ عموماً یہ قاعدہ مقرر کرلینا اچھا نہیں بہرحال جب شوہر اس تعلق کو تسلیم کریگا تو بصورۃ تحقق شرط وقوع جزاء ضروری ہے یعنی طلاق واقع ہو جاویگی قبل از عقد جب تک اضافت الی العقد نہ پائی جاوے تو اقرار ہر جگہ معتبر نہیں ہوتا لیکن جو صورت سوال میں درج ہے کہ دوسری زوجہ کی طلاق کو زوجہ اولی کے نکاح کے بعد پر معلق کیا ہے تو اسمیں قبل عقد برابر ہے اگر بعد نکاح زوجہ اولی وہ شخص دوسری زوجہ سے نکاح کرے گا دوسری زوجہ پر طلاق واقع ہوجاویگی فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ؟

طلاق مغلظہ کے بعد خلوت صحیح سے نکاح درست ہے	سوال ۸ ۷ ۴ زید نے اپنی عورت مدخولہ ہندہ کو طلاق دی اور بعد عدت کے ہندہ مطلقہ سے عمر نے نکاح کیا اور ایک

رات خلوت ہوئی پھر عمر نے ہندہ کو طلاق دی ہندہ کہتی ہے کہ عمر نے میرے ساتھ وطی کی ہے عمر وطی کا انکار کرتا ہے اوس صورت میں ہندہ زوج اوّل سے نکاح کرے کمافی الشامی نقلا عن البترازیۃ ان ادعت ان الثانی جامعہا وانکر الجماع حلت للاول۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ ؟

ہنسی میں بھی نکاح منعقد ہوجاتا ہے	سوال ۹ ۷ ۴ اگر کوئی شخص ہنسی میں اپنی لڑکی کا نکاح

پڑھ دے تو منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ اس صورت میں نکاح ہوگیا حدیث شریف میں ہے ثلث جدھن جد وھزلھن جد یعنی تین چیزوں میں جو ہنسی کرنے سے بھی ہو جاتی ہیں ان میں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو فرمایا ہے درمختار کتاب النکاح میں ہے ولا یشترط العلم بمعنی الایجاب والقبول فیما یستوی فیہ الجد والہزل اذلم یحتج لینۃ، یفتی۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند ؟

جب تک ایجاب وقبول کے وقت شاہد موجود نہ ہوں نکاح منعقد نہیں ہوتا	سوال ۸۰ ۴ صغریٰ نے ایک پرچہ لکھکر زید کو دیا اس بات کا کہ میں اس بات کا اقرار کئے دیتی ہوں کہ میرا نکاح زید

کے ساتھ ہو گیا آپ اس کو منظور وقبول کریں گے یا نہیں زید نے کہا کہ میں ضرور منظور کرلونگا جانبین سے مکرر سکرر اس بات کا اقرار ہوگیا اس کے بعد صغریٰ کے بھائی نے صغرائی کے ایک چھڑی ماری صغریٰ کے چلانے سے مجمع زیادہ ہوگیا اسی مجمع میں صغریٰ نے اقرار کیا کہ میرا نکاح زید کے ساتھ ہوگیا ہے اس صورت میں نکاح منعقد ہوا یا نہیں ؟

الجواب۔ صورت مسئولہ میں جو پرچہ لکھکر صغریٰ نے زید کو دیا اور زید نے اس کو منظور کیا اس سے نکاح منعقد نہیں ہوا کیونکہ شہود کے سامنے نہ وہ رقعہ پڑھا گیا نہ زید نے قبول کیا پس وہ لغو ہوا اب رہا صغریٰ کا اقرار نکاح پچیس تیس آدمیوں کے مواجہ میں کہ میرا نکاح زید سے ہو گیا اور زید نے اس پر کہا کہ بسم اللہ مجھے منظور ہے اس میں روایۃ درمختار یہ ہے کہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر گواہوں کے سامنے اقرار ہو تو وہ اقرار انشاء نکاح ہو جاوے گا اور نکاح صحیح ہو جاوے گا عبارۃ درمختار یہ ہے ولا بالاقرار علی المختار لان الاقرار اظہار لما ھو ثابت ولیس بانشاء وقیل ان کان بمحضر من الشہود صح کما یصح بلفظ الجعل وجعل الاقرار انشاءً وھو الاصح ذخیرہ علامہ شامی نے ذخیرہ کی عبارۃ نقل فرما کر صاحب فتح القدیر علامہ ابن الہمام کا یہ فیصلہ قاضی خان کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے کہ اگر اقرار روبرو گواہوں کے اس صیغہ سے ہو کہ عورت کہے یہ میرا شوہر ہے اور مرد کہے یہ میری زوجہ ہے تو نکاح منعقد ہو جاوے گا اور اگر اقرار اس طریق سے ہو کہ عورت کہے میرا نکاح اس مرد سے ہو گیا ہے اور مرد بھی ایسا کہے تو نکاح منعقد نہ ہوگا کیونکہ یہ خبر کاذب ہے عبارۃ ذخیرہ وقول فتح القدیر یہ ہے وہذا الاقرار منزلۃ النکاح لانہ مقرون بالعوض فھو عبارۃ عن تملیک مبتدا فی الحال فان کان بمحضر من الشہود صح النکاح والا فلا فی الاصح انتہی ملخصاً وقال فی الفتح قال قاضی خان ینبغی ان یکون الجواب علی التفصیل ان اقراباً وقد ماض ولم یکن بینہما عقد لا یکون نکاحاً وان اقر الرجل انہ زوجہا وہی انہا زوجتہ یکون نکاحاً ویتضمن اقرارھما الانشاء بخلاف اقرارھما بماض لانہ کذب وھو کما قال ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا قال لامرءتہ لست لی امرءۃ ونوی بہ الطلاق یقع کان قال لانی طلقتک ولو قال لم اکن تزوجتہا ونوی الطلاق لا یقع لانہ کذبٌ محضٌ الخ

پس اس فیصلۂ محقق کے موافق صورت مسئولہ میں نکاح نہیں ہوا کیونکہ یہاں اقرار بصیغۂ ماضی مذکور ہے دونوں جگہ صغریٰ کا یہ لفظ مذکور ہے کہ میرا زید سے نکاح ہو گیا فقط واللہ تعالیٰ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

عورت کے مسلمان ہونے پر وہ اپنے شوہر عیسائی کے نکاح سے نکلجاتی ہے

سوال ۲۸۱۔ ہندہ نے مذہب عیسوی کو ترک کرکے اسلام قبول کیا بکر اس کا شوہر ہنوز کافر مذہب عیسوی پر قائم ہے اور کہتا ہے کہ میں اہل کتاب ہوں میرا نکاح قائم ہے جب تک میں اس کو طلاق نہ دوں اور ہندہ کو خلع لینے کا بھی کوئی حق نہیں ہے ہندہ مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اور خلع لینے کی ضرورت ہے یا نہیں اور اگر نکاح کر سکتی ہے تو کب تک کر سکتی ہے ؟

الجواب۔ بکر کا قول غلط ہے مرد کتابی کا نکاح منکوحہ مسلمہ سے نہیں ہو سکتا اور نہ باقی رہ سکتا ہے البتہ ہندہ بفور اسلام اس کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہوئی بلکہ تین حیض گزرنے پر یا حائضہ نہ ہو تو تین ماہ کے بعد ہندہ بکر سے بالکل جدا ہو جاوے گی اگر تین حیض یا تین ماہ کے اندر بکر شوہر

اسلام لے آتا تو جدائی نہ ہوتی۔ بعد تین حیض وغیرہ کے ہندہ دوسرا نکاح مسلمان سے کر سکتی ہے اور شغ لینے کی ضرورت نہیں ہے در مختار میں ہے ولو اسلم احدھما ثمہ ای احد المجوسیین او امرأة الکتابی فی دار الحرب ویلحق بھا کالبحر الملح لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثۃ اشہر قبل اسلام الآخر الخ در مختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ؟

زوجہ اولیٰ کی ناراضگی کے باوجود شوہر نکاح ثانی کر سکتا ہے۔۔

سوال ۲ ۸۴ میری شادی کو عرصہ ہوا مگر کوئی لڑکا بالا نہیں ہوا جس وجہ سے میں نے دوسری جگہ اپنی شادی کا بند و بست کیا ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ پہلی زوجہ سے اجازت لو تب نکاح ثانی جائز ہوگا اور پہلی زوجہ راضی نہیں انکار کرتی ہے تو دوسرا نکاح باوجود ناراضی اور انکار زوجہ اوّل کے درست ہے یا نہیں اور اجازت زوجہ کی ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب یہ قول صحیح نہیں ہے کہ بدون اجازت پہلی زوجہ کے دوسرا نکاح صحیح نہ ہو بلکہ سائل کو دوسرا نکاح کرنا درست ہے پہلی زوجہ کے انکار کی وجہ سے اور راضی نہ ہونے سے دوسرا نکاح ناجائز نہیں ہے البتہ دوسرے نکاح کے بعد یہ ضروری ہے کہ ہر دو زوجہ کے حقوق پورے پورے ادا کرے اور برابری اور عدل کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

آجکل کی باندیوں سے جماع کرنا سخت گناہ ہے

سوال ۳ ۸۴ بعض لوگ آجکل غیر منکوحہ عورتوں کو گھر میں رکھتے ہیں اگر ان سے کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں مسلمان لوگ باندیاں رکھتے تھے اور بلا نکاح ان سے صحبت کرتے تھے اگر وہ جائز تھی تو یہ بھی جائز ہے؟

الجواب۔ باندیوں کا بیشک شرع میں یہی حکم ہے کہ جو باندی جس کی ملک ہو وہ اس سے بلا نکاح صحبت کر سکتا ہے۔ قرآن شریف اور حدیث سے یہ حکم ثابت ہے مگر باندی وہ ہے جو لڑائیوں میں کافروں کی عورتیں مسلمانوں کے ساتھ آویں یہ عورتیں جن میں شرائط باندیوں کی نہ پائی جاویں وہ شرعی باندیاں نہیں ہیں ان سے بلا نکاح صحبت درست نہیں ہے۔ یہ زنا ہے اور زنا کا وعید اور عذاب جو کچھ قرآن اور حدیث میں آیا ہے وہ سب مسلمانوں کو معلوم ہے ایسی دلیری کرنا موجب سخت عذاب کا ہے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور ہدایت فرماوے اگر وہ لوگ توبہ نہ کریں گے تو اس کا عذاب چکھیں گے کسی کا کیا نقصان ہے انہیں پر مصیبت پڑنے والی ہے والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن؟

شیعوں کے بعض فرقوں سے نکاح جائز ہے

سوال ۴ ۸۴ شیعہ اور سنی کا عقد صحیح ہے یا نہیں۔؟ (۲) اگر شیعہ عورت سنی کے نکاح میں ہو اس صورت میں اس کے وارث سنی ہوں گے یا شیعہ

اگر کوئی رشتہ دار نہ ہو تو کیا کیا جاوے۔؟

الجواب۔ روافض کے کئی گروہ ہیں اور عقائد بھی مختلف ہیں اگر کسی گروہ کا عقیدہ کفر کی نوبت کو نہ پہنچا ہو اس سے نکاح درست ہے حضرت علی رضؓ کو خدا قرار دینا یا یہ کہ حضرت جبرئیل نے وحی میں غلطی کی۔ یا حضرت ابوبکر رضؓ کی صحبت کا انکار کرنا یا حضرت عائشہ رضؓ کو متہم کرنا وغیر ذلک جو عقیدہ خلاف نصوص قطعیہ ہوں کفر ہے ایسے عقیدے والے سے نکاح درست نہیں ہے اور اگر حضرت علی رضؓ کو فضیلت دیتا ہے یا سب صحابہ کرتا ہے تو وہ کافر نہیں ہو بلکہ فاسق ہے نکاح درست ہے۔؟

(۲) جس عورت شیعہ سے نکاح درست ہے اس کے وارث سنی بن سکتے ہیں اور اگر ایسی ہے کہ جس سے نکاح درست نہیں اس کے وارث سنی نہیں ہو سکتے اور اگر کوئی وارث نہ ہو تو کل مال فقراء پر صدقہ کر دیا جاوے۔ فقط۔

جب تک شوہر طلاق نہ دے عورت اسی کے نکاح میں رہے گی

سوال ۵۸۴۔ ایک عورت منکوحہ اپنے خاوند کو چھوڑ کر دوسرے نامحرم شخص کی ساتھ فرار ہو کر مرتکب زنا ہوئی اور اس شخص سے اولاد بھی ہوئی اور اب وہ عورت توبہ کر کے اپنے پہلے خاوند کے پاس آنا چاہتی ہے تو تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں۔؟ اور اولاد جو دوسرے شخص سے پیدا ہوئی وہ کس کی ہے۔؟

الجواب۔ اگر شوہر اول نے طلاق نہیں دی تھی تو وہ عورت زوجہ اسی شوہر اوّل کی ہے نکاح اس کا باقی ہے تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے اور اولاد جو کچھ شوہر اوّل سے علیحدہ رہنے کی زمانہ میں زنا سے ہوئی وہ سب منسوب شوہر اوّل کی طرف ہوگی لقولہ علیہ السلام الولد للفراش وللعاہر الحجر وقد اکتفوا بقیام فراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ الخ درمختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن۔

نکاح بیوہ ایک امر سنت ہے لوگوں کی ناراضی سے اسے چھوڑنا نہیں چاہیئے

سوال ۵۸۶۔ زید نے ایک بیوہ خاندانی مسماۃ ہندہ سے عقد کر لیا ہے اہل خاندان اس پر ناراض ہیں اور انواع اقسام سے نقصان رسانی کے درپے جمعہ کے روز ایک واعظ صاحب نے دوران وعظ میں یہ بیان کیا ہے کہ جس سنت کے اجراء سے فتنہ اٹھے اس پر عمل کرنا نا جائز ہے اور مثال میں ایک واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کیا کہ خانہ کعبہ کی دیوار خمیدہ تھی حضور نے فتنہ کے خوف سے اس کو سیدھا نہیں فرمایا اور یہ ارشاد فرما کر اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیا کہ اس کے سیدھا کرنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے لہذا اس کو اسی حالت پر چھوڑتا ہوں۔

نظر بر حالت معروضہ بالا زید متردد ہے کہ روایۃ اُس کے حال پر منطبق ہو کر عند اللہ اس کا مواخذہ دار نہیں ہوگا اور اگر خدانخواستہ مواخذہ دار ہے تو اب زید کو کیا کرنا چاہیئے کہ آخرت

کے مواخذہ سے بری ہے ؟

الجواب: بیوہ سے نکاح کرنا شرعاً کسی طرح معیوب اور سبب طعن و ناراضی کا نہیں ہونا چاہئیے کیونکہ نکاح بیوہ کا آیات و احادیث و عمل مستمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہؓ سے ثابت ہے طعن کرنیوالا اس پر اور ناراض ہونے والا مخالف ہے حکم خدا تعالیٰ و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو لوگ اہل خاندان اس نکاح کی وجہ سے ناخوش و ناراض ہیں اور درپے ایذا رسانی ہیں اگر یہ ناراضی اور ایذا رسانی محض اس وجہ سے ہے کہ بیوہ کے نکاح کو وہ معیوب اور سبب عار کا جانتے ہیں تو یہ سخت جہالت اور معصیت ہے ایسے لوگوں کو توبہ کرنی چاہئیے۔ ورنہ خوف کفر ہے ؟

اس واعظ کا بیان صحیح نہیں ہے اس نے جو مسئلہ بتلایا وہ بھی غلط ہے اور جو مثال میں واقعہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کیا وہ بھی غلط ہے وہ واقعہ اس طرح نہیں ہے جو اس نے بیان کیا بلکہ کتب حدیث مسلم شریف و ابوداؤد و ترمذی شریف وغیرہ میں وہ واقعہ اس طرح وارد ہوا ہے کہ

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یہ نذر کی تھی کہ اگر مکہ معظمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر فتح ہوگیا تو میں دو رکعت خانہ کعبہ کے اندر پڑھوں گی جب مکہ معظمہ فتح ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر حطیم کے اندر داخل کیا اور یہ فرمایا کہ حطیم میں دو رکعت ادا کرلو کیونکہ حطیم بھی بیت اللہ میں سے ہے تمہاری قوم نے بسبب قلت خرچ بوقت تعمیر حطیم کو خانہ کعبہ سے خارج کردیا اگر تمہاری قوم کا زمانہ جاہلیت سے قریب نہ ہوتا تو میں خانہ کعبہ کو توڑ کر از سر نو بنائے ابراہیمی کے موافق بناتا اور حطیم کو خانہ کعبہ کے اندر داخل کرتا اور چوکھٹ خانہ کعبہ کو زمین سے ملادیتا اور دو دروازے خانہ کعبہ کے کرتا ایک دروازہ شرقی اور ایک غربی اور اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو ایسا ہی کروں گا انتہیٰ ؟

پس معلوم ہوا کہ اس واعظ نے جو واقعہ بیان کیا وہ صحیح نہیں ہے اور نہ اس میں فتنہ کے خوف سے کسی سنت کو ترک کرنے کا ذکر ہے بلکہ غرض آپکی یہ تھی کہ قوم قریش چونکہ ابھی اسلام لائے ہیں زمانہ کفر اور جاہلیت قریب ہے ایسا نہ ہو کہ ان کے ایمان و اسلام میں کچھ خلل واقع ہو۔ ادھر فی الحال خانہ کعبہ کا تغیر کرنا امر ضروری نہیں ہے اور پھر آپنے یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ سال آئندہ تک اگر زندہ رہا تو اس کام کو کروں گا مگر آپ کی وفات اس سے پہلے ہی ہوگئی ؟

الغرض اس واقعہ کو مسئلہ نکاح بیوہ سے کچھ مناسبت نہیں ہے کسی امر دینی کو اس وجہ سے کہ لوگ ناراض ہوں گے چھوڑنا جائز نہیں ہے اور زید پر اس نکاح کی وجہ سے کچھ مواخذہ نہیں ہے بلکہ وہ ماجور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

جب دادا موجود ہو تو لڑکی کے نکاح میں والدہ کو کچھ دخل نہیں	سوال ۷ ۴۸ خورشید بیگم لڑکی کا والد فوت ہو گیا اس لڑکی کا دادا نظام الحق اور والدہ موجود ہے نظام الحق اس لڑکی کے دادا

نے اس لڑکی کا نکاح عبد الرشید خاں سے کر دیا لیکن اس کی والدہ رخصت کرنے سے انکار کرتی ہے اس صورت میں خورشید بیگم کی والدہ اس نکاح کو توڑ سکتی ہے یا نہیں اور نکاح مذکور صحیح ہوا یا نہیں

الجواب ولی خورشید بیگم کا اس صورت میں اس کا دادا نظام الحق ہے پس اگر خورشید بیگم بوقت نکاح نابالغہ تھی تو جو نکاح اُس کا بحالت عدم بلوغ نظام الحق دادا نے کیا وہ صحیح ہو گیا اور خورشید بیگم مسمٰی عبد الرشید خان کی زوجہ ہو گئی خورشید بیگم کی والدہ کو اختیار اُس نکاح کے توڑ دینے کا یا رخصت نہ کرنے کا نہیں ہے اور اگر خورشید بیگم بالغہ ہے اور بوقتِ بالغہ تھی اور اس سے اجازت نکاح کی نہیں لی گئی تھی یا اس نے بعد اطلاع انکار کر دیا تھا تو نکاح صحیح نہیں ہوا درمختار میں ہے وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر الخ فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عنین سے جدا ہونے کی بدون طلاق کے ہندوستان میں اور کوئی صورت نہیں۔	سوال ۸ ۴۸ زید نے ہندہ سے نکاح کیا عرصہ کے بعد ہندہ نے زید سے کہا کہ تم قابلِ عورت نہیں ہو مجھے طلاق دیدو

اور زید کو تسلیم ہے کہ مجھ میں قوتِ رجولیت نہیں ہے مگر شرم کی وجہ سے طلاق نہیں دیتا اگر ہندہ بدون طلاق دینے کے نکاح ثانی کر لیوے تو درست ہے یا نہ؟

الجواب۔ بدون طلاق دینے زید کے کوئی صورت ہندہ کے لئے دوسرے نکاح کے جواز کی نہیں ہے کیونکہ عنین کا مسئلہ یہاں جاری نہیں ہو سکتا کہ اس میں اول تو شرط یہ ہے کہ ایک دفعہ بھی وطی نہ کر سکا ہو دوسرے تاجیل قاضی و تفریق قاضی کی شرط ہے جو اس زمانہ میں دشوار ہے جس طرح ہو زید سے طلاق لیوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہٗ

بالغہ عورت کا نکاح بدون اس کی اجازت کے کوئی نہیں باندھ سکتا	سوال ۹ ۴۸ ایک شخص (الف) بمقام آگرہ ایک عورت (ب) بمقام عظیم آباد صوبہ بہار میں رہتی ہے (ب) کا چچا (ج) بمقام

آگرہ رہتا ہے اور (ج) کو کُل اختیار اجازت نکاح پرورش کا منجانب والدین (ب) کے حاصل ہیں اور (ب) بالغہ ہے عمر ۱۳-۱۴ سال ہے۔ ایسی صورت میں اگر عقد (الف) کا ساتھ (ب) کے بمقام آگرہ بموجودگی و اجازت (ج) کے بلا موجودگی (ب) کے کیا جاوے تو یہ عقد جائز ہو سکتا ہے یا نہیں

الجواب تیرہ چودہ برس کی عمر شرعاً بلوغ کی عمر نہیں ہے۔ البتہ اگر حیض وغیرہ علامات بلوغ موجود ہیں تو بالغہ شمار ہو گی ورنہ پندرہ برس کی عمر ہونے کے بعد بالغہ شمار ہو گی اسکے بعد واضح ہو کہ ب کے باپ نے اگر ب کے چچا ج کو اجازت نکاح ب کی دیدی ہے اور ب بالغہ ہے

تو ج بمقام اگرہ بلا موجودگی ب اور بلا اجازت ب اُس کا نکاح کر سکتا ہے نکاح صحیح ہو جاوے گا اور اگر ب بالغہ ہے تو بدون اجازت ب کے نکاح صحیح نہ ہوگا اور سکوت ب کا اجازت لینے کے وقت کافی ہے کذا فی الکتب المعتبرہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

بوقت نکاح اگر اصلی باپ کی جگہ سوتیلے باپ کا نام لیا گیا تو نکاح منعقد ہوگیا۔

سوال ۲۹۰۔ ایک لڑکی کا باپ مرگیا اُس کی ماں نے اپنے شوہر کے حقیقی بھائی سے نکاح کرلیا اُس لڑکی کا نکاح اُسکے چچا یعنی سوتیلے باپ کی اجازت سے ہوا اور بوقتِ نکاح بجائے نام اصل باپ کے سوتیلے باپ کا لیا گیا پس اس صورت میں یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ نکاح صحیح ہوگیا اگرچہ درمختار کی ایک عبارت سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ ایسی غلطی میں نکاح صحیح نہیں ہوتا وہ عبارت یہ ہے غلط وکیلہا بالنکاح فی اسم ابیہا بغیر حضورہا لم یصح للجہالۃ الخ۔ اس پر علامہ شامی نے یہ لکھا ہے قولہ لم یصح لان الغائبۃ یشترط ذکر اسمہا واسم ابیہا وجدہا وتقدم انہ اذا عرفہا الشہود یکفی ذکر اسمہا فقط خلافا لابن الفضل وعند الخصاف یکفی مطلقا والظاہر انہ فی مسئلتنا لا یصح عند الکل لان ذکر الاسم وحدہ لا یصرفہا عن المراد الی غیرہ بخلاف ذکر الاسم منسوبا الی اب آخر فان فاطمۃ بنت احمد لا تصدق علی فاطمۃ بنت محمد تامل وکذا یقال فیما لو غلط فی اسمہا الخ شامی لیکن جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو درمختار کے اس قول للجہالۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ علت عدم جواز نکاح کی غلطی مذکور میں جہالت ہے جو صورت مسئولہ میں مفقود ہے دوسرے درمختار کا مسئلہ بصورت غلطی کے فرض کیا گیا ہے کہ وکیل نے غلطی سے نام بدل دیا اور صورتِ مسئولہ میں غلطی سے ایسا نہیں کیا گیا بلکہ بربناء علی العرف والشہرۃ ایسا کہا گیا کیونکہ عرف میں والدہ کے شوہر ثانی کو باپ کہا جاتا ہے اور غرض جو رفع جہالت ہے وہ اس صورت میں حاصل ہے کیونکہ مطلب اس نسبت کا یہ ہے کہ فلاں لڑکی جو فلاں شخص کی تربیت میں ہے اور فلاں لڑکا جو فلاں شخص کی تربیت میں ہے اُن کا عقد ہوا ہے بلکہ عجب نہیں کہ اصل باپ کے طرف نسبت کرنے میں وہ تعرف نہ ہو جو اس نسبت میں حاصل ہے اور مقصود اصلی رفع جہالت ہے جیسا کہ شامی میں درمختار کے اس قول (ولا المنکوحۃ مجہولۃ) کے تحت میں ہے قلت وظاہرہ انہا لو جرت المقدمات علی معینۃ وتمیزت عند الشہود ایضا یصح العقد وہی واقعۃ الفتوی لان المقصود نفی الجہالۃ وذلک حاصل بتعینہا عند العاقدین والشہود وان لم یصرح باسمہا کما اذا کانت احدہما متزوجۃ ویؤیدہ ما سیاتی من انہا لو کانت غائبۃ وزوجہا وکیلہا فان عرفہا الشہود وعلموا انہ ارادہا کفی ذکر اسمہا والا لا بدمن ذکر الاب والجد ایضا۔ الخ شامی۔

الحاصل صورتِ مسئولہ میں نکاح منعقد ہوگیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔؟

شوہر وکیل نکاح منجانب زوجہ ہو سکتا ہے اور نکاح صحیح ہے؟

سوال ۹۱ ؎ مسماۃ زینت چاہتی ہے کہ میرا نکاح عمر کے ساتھ ہو جاوے مگر زینت کو اپنے کنبہ والوں کے خوف ہے اس لیئے عمر کو اپنے گھر پر بلا کر نکاح نہیں کر سکتی لہذا عمر ہی کو وکیل اپنی طرف سے مقرر کر دے اور وہ اپنا نکاح زینت سے کر لیوے تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس طریق سے نکاح کرنا جائز اور صحیح ہے زینت اور عمر کا نکاح اس طور سے منعقد ہو جاوے گا در مختار میں ہے ویتولی طرفی النکاح واحد بایجاب یقوم مقام القبول فی خمس صور ان کان ولیاً او وکیلاً من الجانبین او اصیلاً من جانب و وکیلاً او ولیاً من آخر او ولیاً من جانب و وکیلاً من آخر الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ؟

کتاب الطلاق

خلع اور مطالبہ مہر کے بارے میں

سوال ۹۲ ؎۔ عورت مہر مؤجل کا دعویٰ کس وقت کر سکتی ہے۔ خلع میں مہر ساقط ہو جاتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب مہر مؤجل کا دعویٰ و مطالبہ بعد طلاق یا موتِ شوہر کر سکتی ہے کیونکہ عرفاً مہر مؤجل کی یہی مدت ہے کذافی العالمگیریہ۔ خلع و مبارأۃ میں مہر ساقط ہو جاتا ہے عورت مطالبہ مہر کا نہیں کر سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ؟

تعلیق طلاق قبل از نکاح و بعد نکاح کی تفصیل

سوال ۹۳ ؎ زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر سے کر دیا اس شرط پر کہ اگر بکر زید کے مکان پر رہ کر زید کی امداد کاروبار میں نہ کرے تو ہندہ پر طلاق ہے اب اگر بکر عہد شکنی کرے تو یہ عہد شکنی طلاق سمجھی جاوے گی یا نہیں؟

الجواب۔ اگر قبل از نکاح زید نے ہندہ سے تحریراً و تقریراً تعلیق مذکور کرائی ہے تو وہ لغو ہے طلاق واقع نہ ہوگی فلغا قوله لاجنبية ان زرت فانت طالق فنكحها فزارت الخ فقط واللہ تعالیٰ

سب گھر والوں کو طلاق دیدی کہنے سے زوجہ پر طلاق پڑ گئی

سوال ۹۴ ؎ چند لوگوں نے ایک شخص سے کہا کہ تم مکان نہیں جاتے ہو اُس شخص نے کہا کہ میں نے اپنے سب گھر والوں کو طلاق دیدی ہے لیکن نیت طلاق کی نہ تھی اور الفاظ مذکورہ مجلس مختلفہ میں بیس یوم کے اندر تین دفعہ اس شخص کی زبان سے نکلے جب تیسری مرتبہ اُس شخص کی زبان سے یہ الفاظ نکلے تو لوگوں نے کہا کہ تیری زوجہ پر طلاق پڑ گئی تو اُس وقت اُس کی زبان سے یہ نکلا کہ پڑ جانے دو نیت اُس میں بھی نہ تھی اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور ہوئی تو کونسی ہوئی؟

الجواب اس صورت میں اُس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی اور اب بدون حلالہ کے

اُس سے شوہرِ اوّل کا نکاح درست نہیں ہے وہ عورت بالکل نکاح سے خارج ہوگئی قال نسار الله
او نسار العالم طوالق لم تطلق امرءته بخلاف نسار المحلته والدار در مختار شامی میں ہے ولو قال
کل عبد فی ہذہ الدار وعبیدہ فیہا عتقوا فی قولہم الخ شامی اور صریح طلاق میں نیت کی ضرورت نہیں
ہے اور یہ کہنا شوہر کا کہ پڑ جانے دو اور سبب وقوع طلاق کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ
عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند

زوجہ کو یہ کہنا کہ تو مثل میری بیٹی یا ہمشیرہ کے ہے

سوال ۹۵ ۴ زید اپنی بیوی کو بہ نیت طلاق بحالتِ غصہ کہتا ہے کہ تو مثل میری بیٹی کے اور تو مثل میری ہمشیرہ کے ہے اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی اور زید کی بیوی حاملہ بھی ہے۔ بغیر وضع حمل زید کا نکاح اُسی عورت سے صحیح ہے یا نہ زید نے طلاق سے تین روز بعد نکاح کر لیا ہے صحیح ہو گیا یا نہ؟

الجواب۔ اگر بہ نیت طلاق زید نے اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے ہیں کہ تو مثل میری بیٹی کے ہے اور تو مثل میری ہمشیرہ کے ہے تو ایک طلاق بائنہ اُس پر واقع ہو گئی زوجہ پر عدۃ واجب ہے عدت اُس کی وضع حمل ہے اور زید کا نکاح اُس سے عدت کے اندر یعنی وضع حمل سے پہلے بھی صحیح ہے پس نکاح جو زید نے طلاق سے تین چار روز بعد کیا صحیح ہو گیا درمختار میں ہے وان نوی بانت علی مثل امی او کامی وکذا لو حذف علی برًا و ظہارًا او طلاقًا صحت نیتہ و وقع مانواہ لان کنایۃ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہٗ

اگر تجھ کو رکھوں تو اپنی ماں کو رکھوں اس لفظ سے ظہار نہیں ہوتا ہے

سوال ۹۶ ۴ زید نے اپنی منکوحہ سے کہا کہ تجھ کو طلاق ہے اور قیامت تک تجھ کو نہ رکھوں گا۔ اگر پھر رکھوں تو اپنی ماں کو رکھوں اب زید پشیمان ہو گیا اور اپنی منکوحہ عورت کو پھر رکھنا چاہتا ہے تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیئے کفارہ ظہار کی تو ضرورت نہیں ہے؟

الجواب۔ صورتِ مسئولہ میں ایک طلاق رجعی واقع ہو گی عدت میں رجوع کر سکتا ہے اور بعد گذر جانے عدت کے نکاح کر سکتا ہے یہاں ظہار نہیں ہے کیونکہ ظہار میں تشبیہ ہوتی ہے اور یہاں نہیں ہے کما نقلہ الشامی عن الغیر فیہ لو قال انت طالق ولا رجعت لی علیک فرجعیۃ فقط۔

صورت خلع اور اختیار طلاق بزوجہ اور طلاق معلق بشرط کے احکام

سوال ۹۷ ۴ زید نے اپنی نابالغہ یا مراہقہ زوجہ کے طلاق نامہ میں یہ لکھا کہ میں نے تم سے نکاح کیا تھا مگر تم سے میرے گھر باہر کا کام کاج نہیں چلتا ہے اور تم میری خدمت میں حاضر نہیں ہوتی ہو۔ اس لئے چونکہ تمہارے والد نے مہر معاف کر دیا اُس مہر کے بدلے میں میں نے تمہیں خلع تین طلاق دیا بعد اس کے عورت کے والد سے معافی مہر کی رسید لکھا کر دستخط کرا لئے اس صورت میں زید کی زوجہ پر کتنی طلاقیں واقع ہوئیں

(۲) زید نے ہندہ کو نکاح کرتے وقت کابین نامہ میں لکھدیا ہے کہ بلا اجازت بانوئی موصوفہ کے دوسری شادی یا نکاح نہیں کروں گا اگر کروں تو بانوئی موصوفہ کو اختیار ہے کہ میری طرف سے اُس دوسری زوجہ پر تین طلاق واقع کردے۔ اب زید نے ہندہ کو طلاق بائن دیدی ہے تو اگر اس وقت زید نکاح کسی دوسری عورت سے کرے تو ہندہ اُس پر طلاق واقع کرسکتی ہے (۳) زید نے کابین نامہ میں چند شروط لکھدینے کے بعد یہ لکھدیا کہ اگر شروطِ بالا میں سے کسی شرط کا خلاف کروں تو بیوی پر تیسری طلاق واقع ہوگی ؟

اس دیار میں اکثر نکاح سے پہلے کابین نامہ رجسٹری کرالیتے ہیں بعد اُس کے نکاح کراتے ہیں تو وہ شروط معتبر ہیں یا نہیں ؟

الجواب اس صورت میں زید کی زوجہ مطلقہ ہوگئی۔ خلع الاب صغیرتہ بمالہ او مہرھا طلقت فی الاصح کما اقبلت ہی وہی ممیزۃ ولم یلزم المال لانہ تبرع وکذا الکبیرۃ الا اذا اقبلت فیلزمہا المال قولہ فی الاصح الخ وقیل لا تطلق لانہ معلق بلزوم المال وقد عدم ووجہ الاصح انہ معلق بقبول الاب وقد وجد بزازیہ شامی قولہ لم یلزم المال ای علیہا ولا علی الاب علی قول ابن سلمتہ وعنہ یلزمہ وان لم یضمن جامع الفصولین اما اذا ضمنہ فلا کلام فی لزومہ شامی (۲) ہندہ کو اختیار ہوگا کہ زید کی دوسری بیوی کو طلاق دیدے شامی کتاب الایمان میں ہے وعلی ہذا لو قال لامرءتہ کل امرءتہ اتزوجہا بغیر اذنک فطالق امرءۃ طلاقاً بائناً اوثلاثاً ثم تزوج بغیر اذنہا طلقت لانہ لم تتقید یمینہ ببقاء النکاح لانہا ان تتقید بہ لو کانت المرءۃ تستفید ولایتہ الاذن والمنع بعقد النکاح ای بخلاف الزوج فانہ یستفید ولایتہ الاذن بالعقد الخ۔ (۳) اس صورت میں تین طلاق واقع ہوں گی۔ کیونکہ تیسری طلاق دو ماقبل کو چاہتی ہے کما فی الدر المختار وفی القنیتہ طلقت آخر الثلث تطلیقات فثلاث وطالق آخر ثلث تطلیقات فواحدۃ والفرق دقیق حسن اس فرق کو علامہ شامی نے بیان فرمایا فراجعہ اور جزاء میں استقبال کا لفظ وعدیر محمول ہوگا شادی سے پہلے کا اقرار اور تحریر معتبر نہیں جب تک کہ بعد نکاح پھر اُس تحریر کا اقرار نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بذریعہ خط طلاق دینے کا حکم سوال ۹۸ ۲ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو لکھکر بھیجا کہ اگر مہر معاف کردو تو ہم نے طلاق دیا اور شوہر کی اس طلاق لکھنے کا ایک گواہ ہے اور ایک حافظ بیان کرتے ہیں کہ خط میں طلاق لکھی ہوئی ہے اور خط بالکل مٹا ہوا اور مشتبہ ہے اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور دوسرا نکاح اُس عورت کا صحیح ہے یا نہ ؟

الجواب اس صورت میں گواہی طلاق کی پوری نہیں ہے کیونکہ شوہر کے طلاق۔

لکھنے کا صرف ایک گواہ ہے باقی حافظ صاحب وغیرہ صرف خط میں طلاق ہونے کو بیان کرتے ہیں اور خطِ اوّل تو شرعًا ویسے ہی حجت نہیں ہے۔ اور بالخصوص یہ خط مٹا ہوا۔ اور مشتبہ ہے پھر اُس میں جو کچھ پڑھا گیا وہ بھی مہر کی معافی پر طلاق کا معلق ہونا معلوم ہوا ہے۔ بہر حال ثبوت طلاق کا اس صورت میں کچھ نہیں ہے بقاعدۂ شرعیہ طلاق واقع نہیں ہوئی۔ اور دوسرا نکاح اُس عورت کا درست نہیں ہے۔ فقط۔

میں نے تجھ کو چھوڑا اُس سے طلاق واقع ہو جائیگی

سوال ۴۹۹۔ ایک شخص اپنی عورت کو تین دفعہ یہ لفظ کہتا ہے کہ میں نے تجھ کو چھوڑا اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں ؟

الجواب۔ یہ لفظ کہ میں نے تجھ کو چھوڑا[1] کنایات میں سے ہے پس اگر حالتِ غصہ یا مذاکرۂ طلاق میں شوہر کی زبان سے یہ لفظ نکلا تو قاضی حکم طلاق کا کردے گا اور دیانۃً یعنی مابینہ وبین اللہ تعالیٰ اگر شوہر کی نیت طلاق کی ہے تو طلاق بائنہ واقع ہوگی ورنہ نہیں۔ قولہ قضاءً اقیدبہ لانہ لا یقع دیانۃً بدون النیۃ ولو وجدت دلالۃ الحال الخ شامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

"تو مثل میری لڑکی اور مثل میری بہن کے ہے" کے الفاظ سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے

سوال ۵۰۰۔ زید نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں بہ نیت طلاق کہا کہ تو مثل میری لڑکی اور مثل میری بہن کے ہے اس صورت میں کونسی طلاق اُس کی زوجہ پر واقع ہوئی اگر طلاق بائن واقع ہوئی تو قبل وضع حمل شوہر اوّل سے نکاح درست ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ اگر ان الفاظ میں زید کی نیت طلاق کی تھی جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو ایک طلاق بائنہ اُس کی زوجہ پر واقع ہوئی نکاح عدۃ میں یعنی قبل وضع حمل زید شوہرِ اوّل کا اُس سے درست ہے وان نوی بانت علیّ مثل امی او کامی الخ برًّا او ظہارًا او طلاقًا صحت نیتہ ووقع مانواہ لانہ کنایۃ درمختار۔ فقط

جس شخص کے دو زوجہ ہیں اگر وہ یہ کہے کہ میری زوجہ پر تین طلاق تو کس پر طلاق ہوگی ؟

سوال ۵۰۱ شخصے گفت اگر من با تو کلام کنم بر زوجہ من سہ طلاق۔ بعدِ ازاں با دکلام کرد حالانکہ آن شخص را دو زوجہ است پس ہر ہر زن سہ طلاق باشد یا بر یک زن وکدام زن ؟

الجواب۔ بر یک زن سہ طلاق واقع خواہد شد باختیارِ تعیین مر شوہر است ولو قال امرأتی طالق ولہ امرأتان او ثلٰث تطلق واحدۃ منہن ولہ خیار التعیین۔ وفی الشامی لا فرق فی ذلک بین المعلق والمنجز الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

[1] اصل مسئلہ یہی ہے مگر آجکل عرف بدل جانے کی وجہ سے حکم بدل گیا ہے کیونکہ ہمارے عرف میں یہ لفظ طلاق صریح کے حکم میں ہو گیا ہے اس لئے خواہ مذاکرۂ طلاق ہو یا نہ ہو قاضی طلاق کا حکم کریگا علامہ شامی نے لفظ حرام کے تحت میں لفظ سرحتک کا یہی حکم لکھا ہے کہ اگرچہ اصل سے کنایہ ہے مگر عرف میں بحکم صریح ہو جانے کی بنا و پر اس لفظ سے بلا نیت طلاق و بلا مذاکرہ بھی

طلاق نامہ تحریری میں اگر تین دفعہ طلاق دیتا ہوں الفاظ لکھے تو طلاق بائنہ پڑ جائے گی

سوال ۵۰۲ ایک شخص نے اپنی زوجہ منکوحہ کو طلاق نامہ تحریری اس مضمون کا لکھا کہ مینکہ مسمی فلاں عرف فلاں (اقرار) کرتا ہوں کہ مسماۃ فلاں بنت فلاں زوجہ فلاں جو کہ عرصہ پانچ چھ سال سے میری زوجیت میں مقید گرفتار رنج دمحن ہے میری منکوحہ ہے آج بتاریخ فلاں ماہ فلاں سنہ فلاں کو قید زوجیت اور نکاح سے خارج اور آزاد کرتا ہوں۔ اور طلاق دیتا ہوں۔ طلاق دیتا ہوں۔ طلاق دیتا ہوں۔ اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی رجعت درست ہے یا حلالہ کی ضرورت ہے؟

الجواب۔ سوال مندرجہ بالا کا جواب بعض غیر مقلدین وغیرہ نے یہ لکھا ہے کہ صورت مسئولہ میں رجعت عدۃ میں درست ہے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ طلاق ہی واقع نہیں ہوئی بعد ازاں مفتی صاحب نے جواب مندرجہ ذیل تحریر فرمایا ہے۔

اقول وبہ نستعین۔ زید کی منکوحہ پر تین طلاق واقع ہوگئی۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ثلث جدہن جد وہزلہن جد وعد منہن الطلاق۔ اور بعد تین طلاق کے حرام مغلظہ ہونا مطلقہ کا اور نہ حلال ہونا شوہر اول کے لئے نص قطعی میں منصوص ہے۔

فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ۔ آیۃ اور احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ زید کی منکوحہ مطلقہ ثلاثہ بدون حلالہ کے زید کے لئے حلال نہیں ہے جن لوگوں نے حکم صحت رجعت کا عدۃ میں کیا یا وہ عدم وقوع طلاق کے قائل ہوئے وہ مخالف ہیں حکم خدا تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فقط

حرمت مصاہرۃ سے نکاح فسخ نہیں ہوتا جب تک طلاق واقع نہو

سوال ۵۰۳۔ ایک عورت کو اس کا خسر دق کرتا ہے اور جبراً اس سے زنا کرتا ہے عورت جب شوہر سے کہتی ہے تو وہ خاموش ہوجاتا ہے اور کوئی تدبیر انسداد کی نہیں کرتا اگر عورت بدون طلاق لئے دوسرا نکاح کرے تو جائز ہے یا نہ

الجواب عورت اس کے خاوند پر حرام ہوجاوے گی اور خاوند کو ضرور ہے کہ عورت کو علیحدہ کردے مگر جب تک طلاق نہ دے گا نکاح ثانی درست نہیں ہے وبحرمۃ المصاہرۃ لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لہا التزوج باخر الا بعد المتارکۃ وانقضاء العدۃ فی الدر المختار اس سے معلوم ہوا کہ نکاح ثانی صورت مذکورہ میں جائز نہیں کیونکہ شوہر نے طلاق نہیں دی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن

خلع کا ایک مسئلہ

سوال ۵۰۴ ہندہ کو زید نے اس لئے روپیہ دیا تھا کہ تو اپنے شوہر سے خلع کرے اس بناء پر ہندہ نے زید سے روپیہ لیکر خلع کرلیا اور عدۃ گزار کر زید ہی سے نکاح کرلیا نکاح ہوا یا نہیں؟

الجواب۔ نکاح ہوگیا کیونکہ شرائط صحت نکاح پائی گئی فان خالعہا الاب علی مال ضامنا لہ ای ملتزما لا کفیلا لعدم وجوب المال علیہا صح والمال علیہ کالخلع مع الاجنبی فالاب اولی الخ قولہ کا

مخلع مع الاجنبی ای الفضولی وحاصل الامر فیہ انہ اذا خاطب الزوج فان اضاف البدل الی نفسہ علی وجہ یفید ضمانہ لہ او ملکہ ایاہ کا خلعہا بالف علی الخ ففعل صح پس جبکہ اجنبی شخص اپنے پاس سے مال دیکر شوہر سے خلع کرا سکتا ہے بلا امر و قبول زوجہ تو جبکہ زوجہ خود ایسا کرے کہ دوسرے شخص سے مال لیکر اپنے شوہر سے خلع کرے بدرجہ اولیٰ بہتر و درست ہے اور جبکہ خلع درست ہوا اور خلع طلاق ہے پس بعد انقضاء عدۃ نکاح صحیح ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔؟

حلالہ سے بچنے کے لئے اپنے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں ہے؟

سوال ۵۰۵ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاق ایک مجلس میں دی اور عورت کا اس سے علیحدہ ہونا باعثِ مضرت ہے حنفی مذہب میں کوئی طریقہ طلاق واقع نہ ہونے کا تحریر فرمایئے اگر حنفی مذہب میں ایسا طریقہ نہ ہو تو حنفی کو خاص مسئلے میں دوسرے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت ہو سکتی ہے یا نہ؟

الجواب صورتِ مسئولہ میں تین طلاق واقع ہوگی بدون حلالہ کے زوجِ اول کے لئے حلال نہیں ہے اگرچہ باعثِ مضرت ہے۔ اگر مضرت تھی تو طلاق کیوں دی اپنے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب پر عمل کرنا جب جائز ہے کہ کوئی کراہتہ اس کی مذہب کی رُو سے لازم نہ آوے یہاں کراہتہ بلکہ حرمت ہے لہٰذا اس صورت میں جائز نہیں۔ قال فی الدر المختار لکن یندب للخروج من الخلاف لا سیما اللام لکن یشترط عدم لزوم ارتکاب مکروہ مذھبہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ؟

میں اس بات سے خوش ہوں کہ تو میرے سامنے ہی کسی سے نکاح کرے یہ الفاظ کنایہ طلاق کے حکم میں ہیں

سوال ۵۰۶۔ ایک شخص نے ایک روز نہایت صفائی سے غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ سے یہ کہدیا کہ میں اس بات سے خوش ہوں کہ تو میرے سامنے ہی کسی سے نکاح کرلے اس صورت میں طلاق بائنہ ہوئی یا رجعہ یا وہ عورت اس کی زوجہ بدستور باقی ہے؟

الجواب یہ لفظ کنایہ ہے اگر شوہر نے طلاق کی نیت سے کہا ہے تو ایک طلاق بائنہ اس عورت پر واقع ہوگی اور اگر نیت طلاق کی نہ تھی تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ کما فی الشامی عن الذخیرۃ اذھبی وتزوجی لاتقع الا بالنیۃ وان نوی فھی واحدۃ بائنۃ الخ۔ اور صاحب درمختار نے جو یہ نقل کیا ہے اذھبی وتزوجی تقع واحدۃ بلا نیۃ علامہ شامی نے فرمایا کہ یہ خلاف ہے قاضی خاں کی تصحیح کے اور پھر ذخیرہ سے اسی کی تائید کی کما مر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ؟

طلاق معلق سے بچنے کا ایک حیلہ

سوال ۵۰۷۔ زید نے بحالتِ غصہ اپنے باپ سے جو ضعیف العمر بیمار ہیں یہ کہدیا کہ اگر میں تمہاری خدمت اپنے ہاتھ سے کروں تو میری زوجہ پر تین طلاق لیکن زید اپنے اس قول سے نہایت پشیمان ہے اور باپ کی خدمت کرنا چاہتا ہے سوائے زید کے اور کوئی خدمت کرنے والا اس کے باپ کا نہیں ہے مگر خدمت کرنے میں تین طلاق واقع ہونے کا اندیشہ ہے اگر

اگر خدمت کرنے سے اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع نہ ہوں تو زید خدمت کرنیکو تیار ہے۔

الجواب باپ کی خدمت کرنا ضروری اور واجب ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ خدمت کرنے سے اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو جاوین گی۔ پس تدبیر تین طلاق سے بچنے کی یہ ہو سکتی ہے کہ اس عورت کو ایک طلاق رجعی دیدی جاوے اور عدۃ یعنی تین حیض پورے ہونے دیں یہانتک کہ عدۃ ختم ہونے پر وہ عورت شوہر کے نکاح سے خارج و علیحدہ ہو جاوے گی اُس وقت باپ کی خدمت کرے قسم پوری ہو جاوے گی اور تین طلاق واقع نہ ہوں گی کیونکہ وہ عورت اس وقت محل طلاق نہیں ہے پھر نکاح اس عورت سے دو گواہ کے روبرو تھوڑے سے مہر کے ساتھ مثلاً دس درہم یعنی اڑھائی تین روپیہ کے ساتھ کرلیوے اس تدبیر سے حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی اور پھر ہمیشہ باپ کی خدمت کرتا رہے طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ وہ تعلیق اور قسم ایک دفعہ ختم ہو جاوے گی فقط واللہ

جب طلاق کے عادل گواہ موجود نہ ہوں اور شوہر انکار کرے تو طلاق واقع نہ ہوگی

سوال ۵۰۸ ہندہ زوجۂ زید اپنے میکہ میں گئی جب زید نے طلبی کی تاکید زیادہ کی تو اُس نے یہ افترا کیا کہ زید نے مجھے طلاق دیدی ہے اور دو گواہ ایسے پیش کرتی ہے کہ جو یہ بھی نہیں جانتے کہ نماز کئے وقت کی فرض ہے اور زید حلفیہ کہتا ہے کہ میں نے ہرگز طلاق نہیں دی اور کوئی لفظ اس قسم کا نہیں کہا آیا اس صورت میں طلاق ثابت تو نہیں ہوگی۔؟

الجواب۔ جبکہ گواہانِ طلاق عادل و ثقہ نہیں ہیں اور اُن کو یہ بھی معلوم نہیں کہ نماز کے وقت کی فرض ہے تو ظاہر ہے کہ اُن کی گواہی سے طلاق ثابت نہ ہوگی اور انکار شوہر کا بحلف معتبر ہوگا جیسا کہ قاعدۂ معروفہ حدیث شریف میں ہے۔ البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر اور اس کی تصریح جملہ کتب فقہ میں ہے اور درمختار میں درباب کنایات مذکور ہے والقول لہ بیمینہ فی عدم النیۃ۔ پس اس صورتِ مسئولہ میں طلاق ثابت نہ ہوگی اور زید اپنی زوجہ ہندہ کو لیجا سکتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

کِتَابُ الوَقفُ

وقف سے پنشن دینا کیسا ہے

سوال ۵۰۹ اگر کسی دیرینہ ملازم وقف کو علیحدہ کرکے اُس کی حسن خدمات کی وجہ سے اُس کو پنشن دینا چاہیں تو شرعاً متولیانِ وقف۔ وقف میں سے اُس کو پنشن دے سکتے ہیں

الجواب مال وقف سے پنشن دینا بدون [illegible]ط واقف کے درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کسی کام کے لئے چندہ کیا گیا پھر اسکی ضرورت نہ رہی تو رقم چندہ کو کیا کیا جائے۔؟

سوال ۵۱۰ مقدمہ کانپور کے لئے کچھ چندہ جمع کیا تھا چندہ بھیجنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ مقدمہ طے ہو گیا اور چندہ

کی وہاں ضرورت نہ رہی۔ اس روپیہ کو کیا کرنا چاہیئے؟

الجواب جو روپیہ مسلمانوں سے چندہ میں لیا جاتا ہے جب تک وہ روپیہ اسی مصرف میں صرف نہ ہو دینے والوں کی ملک میں رہتا ہے چندہ دہندگان سے دریافت کیا جاوے کہ اُن کی رائے کس مصرف میں صرف کرنے کی ہے اُسی موقع میں صرف کیا جاوے یا ان کو واپس دیا جاوے در صورت تعذر واپسی فقراء پر صدقہ کرنا چاہیئے اور فقراء پر صدقہ کرنے کی سہل صورت یہ ہے کہ کسی مدرسہ اسلامیہ میں طلبہ کے خرچ کے لئے دیدیا جاوے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ

مدارس اسلامیہ وقف ہیں یا نہیں

سوال ۱۱۵ خازن العلوم اور جس قدر مدارس اس طرح قائم کئے گئے ہیں وہ وقف ہیں یا نہیں؟ (۲) اور ایسی صورت میں اہل اسلام وبہی خواہان مدرسہ کے لئے مجلس انتظامیہ قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۳) متولی اگر دعویٰ ملکیت وقف پر کرے نیز افعال فسق وفجور کا مرتکب ہو تو قابل عزل ہے یا نہ۔؟ (۴) کیا اس مدرسہ کے لئے قیام مجلس کے لئے متولی مذکور سے اجازت کی ضرورت ہوگی یا مسلمان خود کر سکتے ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ مدرسہ خازن العلوم اور جملہ مدارس اسلامیہ جو اس قسم کے ہیں وقف ہیں دعویٰ ملکیت کا کرنا باطل ہے (۲) کر سکتے ہیں (۳) دعویٰ ملکیت کا کرنا باطل ہے کہ الوقف لا یملک ولا یملک کلام مشہور ومسلم ہے اور دعویٰ ملک وافعال فسق وفجور کی وجہ سے وہ قابل عزل ہے وینزع وجوبا لو الواقف فغیرہ بالاولی غیرہ مامون او عاجزا او ظہر بہ فسق کشرب خمر ونحوہ الخ وان شرط عدم نزعہ الخ در مختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ؟

خائن آدمی کو متولی بنانے کے بارے میں

سوال ۱۱۲ زید متولی وقف ہے لیکن نہ نماز پڑھتا ہے اور مال وقف کو اپنے ذاتی اور ناجائز مصارف میں صرف کرتا ہے اس صورت میں زید قابل تولیت کے ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ایسی صورت میں زید قابل اور لائق تولیت کے نہیں ہے معزول کرنا اُس لازم ہے اور مسلمانوں کو وقف کی حفاظت ضروری ہے بشرط قدرت اس میں سکوت درست نہیں اور سعی کرنا حفاظت وقف میں جس طرح ہو سکے ضروری ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن

بشرط مصلحت متولی پیشگی تنخواہ مال وقف سے دے سکتا ہے

سوال ۱۱۳ متولی وقف کو مال وقف سے ملازمان وقف کو تنخواہ پیشگی شش ماہ دینا؟ (۲) مال وقف بطور قرض اپنے صرف میں لاکر پھر ادا کر دینا (۳) مال وقف سے کسی برادر مسلمان کو قرض دینا؟ (۴) کتاب وقف ایک مدرسہ خاص کی دوسری جگہ دینا؟ (۵) متولی دو وقف کو ایک وقف کا مال دوسرے

میں خرچ کرنا ہے؟ (۶) تعمیر مکان وقف کے واسطے بشورۂ مسلمین قرض لینا مذہب حنفیہ میں جائز ہے یا نہیں۔؟ (۷) زمین ہائے مشترکہ کا روپیہ ایک شریک جو وصول کرکے اپنے پاس رکھے اس روپیہ میں سے بے اطلاع شرکا کسی کو قرض دینا جائز ہے یا نہیں ہے؟

الجواب۔ متولی اگر مصلحت سمجھے اور یہ کہ پیشگی تنخواہ دینے میں کچھ حرج نہیں ہے اور ضائع ہونے کا اندیشہ نہیں ہے تو کچھ حرج اس میں نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اپنے صرف میں بطور قرض مالِ وقف کو لانا جائز نہیں ہے اگر ایسا کیا تو ادا کرنا اس کا ضرور ہے فقط (۳) مالِ وقف سے کسی برادر مسلمان کو قرض دینا جائز نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) کتب وقف جو کسی خاص مدرسہ کی وقف ہیں بلا اجازت واقف دوسرے مدرسہ میں مستعار دینا درست نہیں فقط (۵) دو وقف کے متولی کو ایک وقف کا مال دوسرے وقف میں صرف کرنا بصورت اختلاف واقف و اختلاف جہتہ درست نہیں۔ جیساکہ درمختار میں اس کی تصریح موجود ہے فقط واللہ تعالیٰ (۶) تعمیر کی ضرورت ہے تو بشورۂ مسلمین اس کے لئے قرض لینا درست ہے۔ وقیل تجوز مطلقاً للعمارۃ چونکہ وجوز قاضی اس زمانہ میں نہیں ہے لہٰذا اس روایت پر عمل کرنا درست ہے فقط واللہ اعلم (۷) جب تک تقسیم کرکے اپنا حصّہ جُدا نہ کرلیوے اُس وقت تک اس میں سے قرض دینا بلا اذنِ شرکاء جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند۔

قرآن مجید جو بطور وقف مساجد میں رکھے جاویں اُن کا حکم

سوال ۱۵۴۲ اس ملک میں یہ رواج ہے کہ جب کوئی حادثہ مثلاً مرض وغیرہ ہو تو بالعموم علاوہ اور صدقات کے قرآن شریف ہدیۃً خرید کر مساجد میں وقف کر دیا کرتے ہیں اور پیش امام انکو رکھ دیتے ہیں اور کسی کو پڑھنے نہیں دیتے اب کثیر التعداد نسخے ہو گئے ہیں اور اب اُنکی ضرورت بفضلہ تعالیٰ یہاں کے مدارس میں بھی نہیں ہے ان نسخوں کو رکھ دیا جاوے یا مدارسِ بعیدہ میں وقفاً بھیج دیئے جاویں یا فروخت کرکے اُن کی قیمت اُسی مسجد کے مصارف میں لگائی جاوے ہے؟

الجواب۔ جو قرآن شریف کسی مسجد میں وقف کئے جاویں اُن کو نقل کرنا غیر جگہ درست نہیں ہے اور پیش امام کو یہ اختیار نہیں ہے کہ مسجد کے نمازی کو پڑھنے کے لئے نہ دے کیونکہ اس صورت میں واقف کی غرض معدوم ہو جاوے گی وہ یہ کہ غیر پڑھے اور واقف کو ثواب ملے اگر پیش امام نے کسی کو پڑھنے نہ دیا تو گناہ گار ہوگا ہاں اس کی حفاظت ضرور کرے یہ نہیں کہ دولاب میں بند کرکے قفل لگا دے اور اُن قرآنوں کی بیع بھی جائز نہیں ہے کیونکہ قابل نفع ہے۔ کما فی الشامی المجلد الثالث صفحہ ۳۶۶۔ باب الوقف نقلاً القنیہ تقویۃ لو وقف المصحف علی المسجد ای بلا تعیین اہلہ یختص باھلہ المترددین الیہ ویستوی فی الانتفاع بہ الغنی والفقیر وفی صفحہ ۳۴۲ نقلاً عن الفتح

تقدیر واعلم ان عدم جواز بیعہ الا اذا تعذر الانتفاع بہ انما ھو فیما اذا ورد علیہ وقف الواقف الخ؟

ان عبارات سے واضح ہو گیا کہ کلام مجید کا نقل کرنا یا بیع کرنا جائز نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وقف نہ کرنے کا وعدہ وارث سے کیا پھر اس کو توڑنا اور وارث کو محروم کرنا

سوال ۵۱۵ - زید اپنے بیٹے بکر سے اس بات کا پختہ وعدہ کیا کہ اگر بکر نکاح کرے تو زید اپنی جائداد وقف نہیں کرے گا بکر ایک وارث زید کا ہے اور بکر جو مناکحت کرنا نہیں چاہتا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ وہ متاہل زندگی کے اخراجات کی قابلیت نہیں رکھتا تھا اور نہ رکھتا ہے پس اس وعدہ پر مناکحت کر لی اب زید کسی رنجش کی وجہ سے چاہتا ہے کہ اس وعدہ کو توڑ دے کیا زید ایسا کر سکتا ہے کیا زید اپنی کل جائداد یا اس کی ایک فرد کو وقف کر سکتا ہے اگر زید ایسا کرے تو وہ وقف جائز ہوگا۔ اگر جائز ہے تو عند اللہ عہد شکنی میں ماخوذ ہوگا یا نہ۔ ایسا معاہدہ کر کے توڑنا شرعاً جائز ہے۔؟

الجواب - زید اگر اپنی کل یا بعض جائداد کو وقف کر دے گا وقف صحیح و نافذ ہوگا کیونکہ شرائط صحت وقف موجود ہیں۔ قال فی الدر المختار وشرطہ شرط سائر التبرعات قال فی الشامی افاد ان الواقف لا بد ان یکون مالکا لہ وقت الوقف ملکاً تاماً الخ؟

باقی زید کی غرض اگر اس وقف کرنے سے اپنے پسر بکر کو محروم کرنا ہے تو یہ گناہ ہے۔ زید اس میں گنہگار ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے من قطع میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ رواہ ابن ماجہ وغیرہ اور دوسری حدیث میں ہے انک ان تذر ورثتک اغنیاء خیر من ان تذرھم عالۃ یتکففون الناس الحدیث۔ اسی لئے وصیت ایک ثلث میں جاری ہوتی ہے اور ثلث سے زیادہ وصیت درست نہیں ہے پس یہی لحاظ وقف میں رہنا چاہیئے کہ وارث محروم نہ ہو ایک صحابی نے جن کی صرف ایک دختر تھی اپنے کل مال کے صدقہ کرنے کی وصیت کا ارادہ کیا تھا اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک ثلث مال کی وصیت کی اجازت دی اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دی۔

پس زید بھی اس سے زیادہ وقف نہ کرے اور اضرار وارث کا ارادہ نہ کرے کہ یہ سخت گناہ ہے البتہ اگر وقف اس طرح کرے کہ بکر بیع و ہبہ وغیرہ نہ کر سکے تو اس میں اگر زید مصلحت سمجھتا ہے تو یہ درست ہے اور واضح ہو کہ وقف دراصل ایک نیک کام اور قربۃ ہے چنانچہ شرائط وقف میں یہ بھی ہے وان یکون قربۃ لذاتہ درمختار۔ پس زید کا یہ عہد و وعدہ کہ میں وقف نہ کروں گا ایسا ہے جیسا یہ کہے کہ اپنے مال کو صدقہ نہ کروں گا تو ایسا وعدہ قابل ایفا نہیں ہے اور ایسے وعدے کے خلاف میں مواخذہ نہیں ہے بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ ایسا معاہدہ توڑنا چاہیئے لہذا اس وعدے کی وجہ سے زید پابند وقف نہ کرنے کا نہیں ہو سکتا۔ البتہ وہی تفصیل جو اوپر گذری اس میں ملحوظ رہے گی فقط واللہ تعالیٰ اعلم

متولی وقف شرائط وقف کے مطابق شئی موقوف میں ہر قسم کا تصرف کر سکتا ہے

سوال ۵۱۶ زید کی تولیت میں کچھ

اشیاء منقولہ باقی رہنے والی قابل انتفاع خلائق اُس کے والد خالد کی وقف کردہ تھیں زید نے اپنے پسر عمر کو اُس وقف کا متولی قرار دیا اور وقف نامہ لکھکر علماء و قاضی شہر کی مواہیر سے مکمل کرا کے عمر کے حوالہ کیا اور اشیائے موقوفہ کو اُس کی تولیت میں سپرد کر دیا کئی سال بعد زید واقف کا انتقال ہو گیا عمر متولی زید کی زندگی سے شرائطِ وقف کا پورا لحاظ کرتا رہا اور جس قدر نفع رسانی اشیائے موقوفہ سے ممکن ہو سکی کرتا رہا اُس وقف نامہ میں منجملہ دیگر شرائط وقف شرائط ذیل بھی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے

(۱) اگر متولی کو بسبب حوادثِ زمانہ ہجرت کا اتفاق پیش آوے اور تحفظ اشیاء موقوفہ کی کوئی قابل اطمینان صورت متولی نہ سمجھے تو اشیائے موقوفہ ہمراہ جا سکتی ہیں ؟

(۲) متولی اشیائے موقوفہ کو اپنے اطمینان کی جگہ جہاں مناسب سمجھے وہاں رکھے ؟ (۳) غیر کے دست تصرف میں ہرگز نہ جانے دے زید متولی اوّل کے انتقال سے تقریباً دو سال بعد عمر متولی ثانی کو بسبب ضرورت دینی و دنیوی بسبب حوادثِ زمانہ وطن سے ہجرت کا اتفاق ہوا۔ اور دوسری جگہ اقامت اختیار کی متولی اشیائے موقوفہ کو اپنا وطن چھوڑ کر تحفظ کا کوئی انتظام قابلِ اطمینان سمجھ میں نہ آیا اور نہ کسی کو قابلِ اطمینان ایسا جانتا ہے کہ اشیاء کی حفاظت تا مراجعت وطن اُس کے سپرد کر دے اور نیز اُن اشیاء موقوفہ کو وطن میں بند کر دینے سے علاوہ خطرہ چوری نہ خود منتفع ہو سکتا ہے اور نہ اہلِ حاجت کو نفع پہنچانے کا اطمینانی انتظام کر سکتا ہے البتہ جائے اقامت میں عمر متولی ان سب امور کا انتظام اچھی طرح کر سکتا ہے نظر براں عمر متولی اشیائے موقوفہ کو بناءِ بر شرائط وقف مذکورہ ایا شرعاً ہمراہ رکھ سکتا ہے یا نہ ؟ اور دراندازوں کا مانع آنا جن کو اس وقف میں کسی طرح دست تصرف کا حق نہیں ہے کیا معتبر ہو سکتا ہے اور عمر متولی اشیائے موقوفہ کا عن اب و جد چلا آتا ہے عمر و صالح ہے اُس کی رائے کے خلاف یہ لوگ اُس وقف کے انتظام میں ایا دخیل و منتظم ہو سکتے ہیں یا نہ ؟

الجواب ۔ اقول و باللہ التوفیق قال فی ردالمحتار علی انہم صرحوا بان مراعاۃ غرض الواقفین واجبۃ ص۲۲۳ جلد ثالث وفیہ ایضاً فان شرائط الواقف معتبرۃ اذا لم تخالف الشرع ص۲۶۱ وفی ردالمحتار شرط الواقف کنص الشارع ای فی المفہوم والدلالۃ الخ قولہ فی المفہوم والدلالۃ کذا عبر فی الاشباہ والذی فی البحر عن العلامۃ قاسم فی الفہم والدلالۃ وھو المناسب الخ ردالمحتار ص۲۱۶ وفی الدرالمختار وان وقف علی المسجد جاز ویقرء فیہ ولا یکون محصوراً علی ھذا المسجد وبہ عرف حکم نقل کتب الاوقاف من محالہا للانتفاع بہا والفقہاء بذلک مبتلون فان وقفہا علی مستحقی وقفہ لم یجز نقلہا وان علی طلبۃ العلم وجعل مقرہا فی خزانتہ التی فی مکان کذا ففی جواز النقل تردد نہر قولہ ففی جواز النقل تردد) الذی تحصل من کلامہ انہ اذا وقف کتبا وعین مو

ضعها فان وقف علی اہل ذلک الموضع لم یجز نقلہا منہ لا لہم ولا لغیرہم وظاہرہ انہ لا یحل لغیرہم الانتفاع بہا فان وقفہا علی طلبۃ العلم فلکل طالب الانتفاع بہا فی محلہا واما نقلہا منہ ففیہ تردد نا شئ عما قدمنا عن الخلاصۃ من حکایۃ القولین من انہ لو وقف المصحف علی المسجد ای بلا تعیین اہلہ قیل یقرء فیہ ای یختص المترددین الیہ وقیل لا یختص بہ ای فیجوز نقلہ الی غیرہ وقد علمت تقویۃ القول الاول بما مر عن القنیۃ وبقی ما لو عمم الواقف بان وقفہ علی طلبۃ العلم لکنہ شرط ان لا یخرج من المسجد او المدرسۃ کما ہو العادۃ وقد امنا عند قولہ ولا یرہن عن الاشباہ انہ لو شرط ان لا یخرج الا برہن لا یبعد وجوب اتباع شرطہ وحمل الرہن علی المعنی اللغوی تبعاً لما قالہ السبکی ویؤید ما قدمناہ قبیل قولہ والملک یزول عن الفتح ومن قولہ ان شرائط الواقف معتبرۃ اذا لم تخالف الشرع وہو مالک فلہ ان یجعل مالہ حیث شاء ما لم یکن معصیۃً ولہ ان یخص صنفاً من الفقراء وکذا سیاتی فی فروع الفصل الاول ان قولہم شرط الواقف کنص الشارع فی المفہوم والدلالۃ ووجوب العمل بہ قلت لکن لا یخفی ان ہذا اذا علم ان الواقف نفسہ شرط ذلک حقیقۃ اما مجرد کتابۃ ذلک علی ظہر الکتب کما ہو العادت فلا یثبت بہ الشرط وقد اخبرنی بعض قوام مدرستہ ان واقفہا کتب ذلک حیلۃً لمنع اعارۃ من یخشی منہ الضیاع انتہی درالمختار ص۲۲ ج۳ وفی العالمگیریہ ثم فی وقف المصحف اذا وقفہ علی اہل المسجد یقرؤنہ ان یحصون یجوز وان وقف علی المسجد یجوز ویقرء فی ہذا المسجد وذکر فی بعض المواضع لا یکون مقصوراً علی ہذا المسجد کذا فی الوجیز للکردری واختلف الناس فی وقف الکتب جوزہ الفقیہ ابو اللیث وعلیہ الفتوی کذا فی فتاوی قاضی خان عالمگیریہ۔

روایاتِ مذکورہ سے بوضاحت ثابت ہے کہ عمر متولی ان اشیائے موقوفہ کو دوسری جگہ منتقل کر سکتا ہے بلکہ شرط واقف کی موافق بصورت مذکورہ اُس کو ضروری ہے کہ اُن اشیاء کو اپنی ساتھ اپنی حفاظت میں رکھے اور مخلوق کو نفع پہنچا دے کہ غرض واقف کی بدون اُس کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور غرضِ واقف کی رعایت کرنا لازم و واجب ہے کما مر عن الدر المختار وغیرہ مانع آنا بعض ناس کا جن کو اس وقف میں کچھ تصرف کا اختیار نہیں ہے شرعاً معتبر نہیں ہے اور عمر متولی جس پر کسی قسم کی خیانت و تصرّفِ بیجا کا الزام نہیں ہے اُس کے خلاف رائے کسی کو کچھ مداخلت انتظام وقف مذکورہ میں جائز نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

احکام المساجد

جو مسجد مالِ حرام سے بنی ہے اُس میں نماز کا حکم۔ سوال ۵۱۷ ایک محلہ میں ایک مسجد بہت پرانی ہے اور ہمیشہ سے نماز جمعہ اُس میں ہوتی ہے اب ایک سود خوار تاجر نے ایک نئی مسجد تیار کرائی ہے

اور چاہتا ہے کہ جمعہ کی نماز اُسی میں ادا کی جاوے - اس صورت میں جمعہ کونسی مسجد میں پڑھا جاوے اور جو مسجد سود کے روپیہ سے بنی ہے اس میں نماز جائز ہے یا نہیں - ؟ اور وہ شخص سود خوار تجارت بھی کرتا ہے - ؟

الجواب سود کے روپیہ سے اگر مسجد بنی ہو نماز اُس میں مکروہ ہے لیکن جس شخص کی آمدنی تجارت سے بھی ہو تو یہ سمجھا جاوے گا کہ اُس نے مسجد میں تجارت کی آمدنی کا روپیہ لگایا ہے اُس میں نماز صحیح ہے اور نماز جمعہ دونوں مسجدوں میں سے جس میں چاہیں پڑھیں چاہے دونوں میں پڑھیں یہ بھی درست ہے بہتر یہ ہے کہ صرف ایک جگہ جمعہ ہو جس مسجد میں گنجائش زیادہ ہو اور حلال مال سے بنی ہو باتفاق رائے اُس میں سب جمعہ پڑھیں - اختلاف باہمی برا ہے قال فی الشامی اما لو انفق فی ذلک مالاً خبیثاً او مالا سببہ الخبیث والطیب فیکرہ لان اللہ تعالیٰ لا یقبل الا الطیب فیکرہ تلوث بیتہ بما لا یقبلہ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ؎

کسی جلسہ کا خرچ مسجد کی آمدنی سے لینا جائز نہیں ہے -

سوال ۵۱۸ جامع مسجد آگرہ میں ایک جلسہ ہوا اس میں مسجد کے ملازموں سے کام لیا گیا اور جو کچھ روشنی وغیرہ میں خرچ ہوا وہ انجمن اوقاف سے دلوایا اور اس جلسہ کے بانی ایک ممبر صاحب ہیں اس پر دو ممبر معترض ہوئے ایک چوتھے ممبر صاحب نے جو کچھ روشنی میں خرچ ہوا تھا اپنے پاس سے دیدیا مسجد کے ملازموں سے کام لینا درست ہے یا نہیں - ؟ اور مال وقف سے خرچ مذکور کرنا درست ہے - ؟

الجواب ان ملازموں سے یہ کام لینا تو ممنوع نہیں ہے مگر خرچ روشنی وغیرہ کا آمدنی وقف سے لینا جائز نہیں ہے وہ خرچ بذمہ اُس ممبر کے ہے جس نے خرچ کیا اور کرایا اگر کسی دوسرے ممبر نے اُس کی طرف سے خود ادا کر دیا تو کچھ حرج نہیں ہے غرض یہ ہے کہ وہ خرچ وقف پر نہ ڈالا جاوے اصل ذمہ دار اور ضامن خرچ کنندہ ہے اگر دوسرے ممبر نے ضمان ادا کر دی جائز ہے

فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ -

مسجد یا مدرسہ میں نقارہ بجانے کا حکم

سوال ۵۱۹ مسجد یا مدرسہ میں نقارہ بجانا کیسا ہے اور بجانے والا گنہگار ہے یا نہیں - ؟

الجواب نقارہ وغیرہ بجانا بالعموم ہر جگہ حرام و ناجائز ہے اور بجانے والے فعل حرام کے مرتکب ہیں اور خصوصاً مسجد یا مدرسہ میں یا قریب مسجد کے نقارہ بجانا بہت ہی بُرا ہے اور بجانے والے سخت فاسق و عاصی اور مبتدع ہیں اُن کو توبہ کرنی چاہیئے اگر وہ ایسا کریں تو ان سے تعلقات ترک کر دیئے جاویں - فقط ؎

اور اگر اعلان افطار و سحر کے لئے رمضان المبارک میں خارج از مسجد بجایا جاوے تو جائز ہے

قیاساً علی طبل الغزاۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

تولیت مسجد وغیرہ کے متعلق

سوال ۵۲۰۔ نجیب آباد میں ایک مسجد کے متولی کو موقوف کرکے چند لوگ متولی بن گئے۔ اور اسی مسجد میں یعنی مسجد کے متعلق ایک حجرہ ہے اس کے آگے سائبان ہے اس میں مدرسہ تجوید القرآن ہے ان متولیوں نے مدرس کو نوٹس دیا ہے کہ یا کرایہ حجرہ وغیرہ کا ادا کردو ورنہ مدرسہ اٹھالو اس کی بابت کیا حکم ہے؟

الجواب۔ جو لوگ اس وقت متولی مسجد ہیں انہیں کی رائے کے موافق عملدرآمد ہونا چاہیئے اگر وہ کرایہ طلب کریں کرایہ دینا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نیچے حجرہ اور اوپر مسجد ہو تو کیا حکم ہے

سوال ۵۲۱۔ ایک مسجد تعمیر کرائی ہے جس کے نیچے حجرہ ہے اور اوپر مسجد ہے چونکہ مسجد کے نیچے جگہ خالی ہے اس لئے بعض علماء کا خیال ہے کہ اس میں نماز صحیح نہیں ایسی حالت میں اس حجرہ کو اغراض مسجد کے لئے رکھا جاوے یا مؤذن کی سکونت وغیرہ کے لئے رکھا جاوے یا کرایہ پر دیکر کرایہ مسجد میں صرف کیا جاوے؟

الجواب اُس حجرہ کو اغراض مسجد کے لئے رکھا جاوے مثلاً بوریہ صف لوٹہ وغیرہ مسجد کا اس میں رکھا جاوے اس میں نہ مؤذن کو رکھا جاوے نہ کرایہ پر دیا جاوے کیونکہ مسجد اوپر سے نیچے تک مسجد ہی ہوتی ہے اس میں اور کچھ تصرف کرنا جائز نہیں ہوتا اور نماز اس مسجد میں صحیح ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ؟

دوسری مسجد بنانا اور پہلی مسجد کو نماز عیدین کے لئے مخصوص کرنا

سوال ۵۲۲۔ ہمارے یہاں ایک مسجد ہے اور بہت دور کے فاصلہ پر ہے تو یہاں دوسری مسجد بنانا درست ہے یا نہیں۔ اور پہلی مسجد کو نماز عید کے لئے خاص کر لینا بھی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب دوسری مسجد بنانا موافق صورت سوال کے درست ہے اور مسجد اول کو عید کی نماز کے لئے خاص کرنا بھی جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

کسی ہندو نے جو زمین مسلمانوں کو نماز پڑھنے کے لئے دی ہو۔ وہ مسجد ہے یا نہیں؟

سوال ۵۲۳۔ ایک ہندو زمیندار نے مسلمان رعایا کو ایک قطعہ زمین مفت دیا تھا مسلمانوں نے اس جگہ میں مسجد و عیدگاہ بنالی تخمیناً بیس برس تک نماز پڑھی۔ دریں اثناء ایک مسلمان زمیندار نے وہ جگہ خرید لی اور مکان بنانا چاہتا ہے اور مسجد کو توڑنا چاہتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اگر اس ہندو زمیندار نے وہ قطعہ زمین رعایا مسلمانوں کو عاریۃً محض سکونت کے لئے دیا تھا اور رعایا نے بعض جگہ میں نماز کے لئے مسجد و عیدگاہ قائم کی تو اس صورت میں وہ قطعہ زمین ملک زمیندار ہے مسجد شرعی نہیں ہوئی۔ دوسرے مسلمان کو خریدنا اس زمین کا زمیندار سے

اور مکان بنانا اس میں درست ہے اور اگر اُس زمیندار نے مسلمانوں کو مالک اُس قطعۂ اراضی کا بنادیا تھا تو وہ مسجد وعیدگاہ ہوگئی۔ دوسرے مسلمان کو اُس کا خریدنا اور اُس میں مکان بنوانا درست نہیں ہے لقولہ تعالیٰ وان المساجد للّٰہ الایۃ۔

پس صورتِ ثانیہ میں توڑنے والا مسجد کا اور مکان بنانے والا عاصی ہے اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اُس سے اختلاط نا جائز ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہٗ؟

مسجد کی اینٹیں غسل خانہ میں لگانے کا حکم

سوال ۲۴ھ جو مسجد گر پڑی اس کی اینٹوں سے مرمت غسل خانہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب مسجد کی اینٹیں مسجد ہی میں لگانی چاہئیں۔ البتہ اگر مسجد دوسری اینٹوں سے بنوادی جائے تو پھر پرانی اینٹیں مرمت غسل خانہ وغیرہ میں لگا سکتے ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

کرایہ کی زمین میں مسجد بنانے کا حکم

سوال ۲۵ھ ایک گاؤں میں مسجد نہیں ہے اگر اُس گاؤں میں زمین کرایہ پر لیکر ٹین اور لکڑی کی ایسی مسجد بنائی جاوے کہ جس وقت ضرورت ہو اٹھا کر دوسری جگہ رکھ لیں تو اُس میں نماز صحیح و درست ہوسکتی ہے یا نہ۔؟

الجواب یہ بنائے مسجد عارضی جس کی صورت سوال میں درج ہے جائز ہے اور نماز اس میں جائز ہے یہ مسجد بوجہ اس کے کہ زمین اُس کی وقف نہیں ہے اگرچہ اصل مسجد نہیں ہے لیکن نمازوں کے صحیح ہونے اور اُس میں جماعت کرنے اور جماعت کا ثواب حاصل ہونے میں کچھ شبہ اور تردد نہیں ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام وجعلت لی الارض مسجداً وطہوراً اس مسئلہ کی واضح دلیل ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد شکستہ کے سامان کو دوسری مسجد میں لگانے کا کیا حکم ہے جس وقت اس کے ضائع ہونے کا خوف ہو

سوال ۲۶ھ ایک مسجد کے سامان کو دیمک لگ گئی ہے لہذا اس کا سامان دوسری مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں اگر اس کا سامان دہیں چھوڑ دیا جاوے تو بدمعاش لوگ لیجاویں گے تو اس کا سامان دوسری مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہ؟

الجواب۔ ایسی حالتِ خطرات میں مسجد قدیم کے انقاض کو نایا بیع کرکے مسجد جدید کے صرف میں لانا درست ہے مگر چونکہ جو جگہ ایک بار مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد رہتی ہے قال فی البحر وبہ علم ان الفتویٰ علیٰ قول محمد فی الات المسجد وعلیٰ قول ابی یوسف فی تابید المسجد شامی لہذا احتیاطاً مسجد اوّل کی بھی ضروری ہے اُس کے احاطہ کو محفوظ کردیا جاوے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہٗ؟

مسجد میں اگر دو درجے ہوں تو دونوں کا حکم مسجد ہی ہوگا

سوال ۲۷ھ ملک برہما میں اکثر جگہ مسجد کے دو درجے ہوتے ہیں لیکن نیت بانی کی یہ ہوتی ہے کہ پچھلا درجہ نماز کے واسطے

بنا تا ہوں اور اگلا درجہ مصلیوں کی نشست و برخاست اور اکل و شرب کے لئے بنا تا ہوں۔ اس صورت میں اگلے درجہ میں کھانا پینا اور سونا جائز ہے یا نہیں اور اگلا درجہ مسجد سے خارج ہے یا داخل مسجد ہے

الجواب۔ وہ تمام مسجد ہے دونوں درجے مسجد ہیں حکم مسجد کا دونوں جگہ جاری ہوگا در مختار میں ہے کہ مسجد میں کھانا اور سونا غیر معتکف کے لئے مکروہ ہے یعنی خلاف اولیٰ ہے بہتر یہ ہے کہ بلا ضرورت ایسا نہ کیا جاوے بضرورت درست ہے فقط واللہ تعالےٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

کسی مسجد کو توڑ کر دوسری جگہ مسجد بنانا جائز نہیں اور فاسقہ کے مال سے بنی ہوئی مسجد میں نماز مکروہ ہے

سوال ۵۲۸۔ ایک گاؤں میں تین مسجدیں ہیں اور حسب فتویٰ مفتی صاحب وہاں جمعہ ادا ہو جاتا ہے میں نے گاؤں والوں سے کہا تھا کہ ایک مسجد کو نماز جمعہ کے لئے خاص کرلو۔ اور دو مسجدوں کو نماز پنجگانہ کے لئے چھوڑ دو گاؤں والے کہتے ہیں کہ تینوں مسجدوں کو توڑ کر ایک جدید مسجد جمعہ کی غرض سے تیار کی جاوے اس صورت میں تینوں مسجدوں موجودہ کو توڑ کر ایک مسجد جدید جمعہ کے لئے بنانا درست ہے یا نہیں۔؟ در مختار شامی میں جو فتویٰ تابید مسجد کے متعلق نقل فرمایا ہے وہ صحیح ہے یا کیا۔؟

(۲) کسی کے مال سے جو مسجد بنائی جاوے اس میں نماز درست ہے یا نہیں اور مال کسبی سے جو تالاب بنایا ہو اُس کا پانی استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب مساجد ثلثہ میں سے ایک مسجد کو جمعہ کے لئے خاص کر لینا اور باقی دو مسجدوں کو نماز پنجگانہ کے لئے چھوڑنا جیسا کہ آپ کی رائے ہے یہی عمدہ اور مطابق شرع ہے ایسا ہی ہونا چاہئے اور یہ درست نہیں ہے کہ اُن تینوں مساجد کو ویران کر کے اُن کے سامان سے مسجد جدید دوسری جگہ بنائی جاوے کیونکہ جو جگہ ایک بار مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد رہتی ہے اُس سے حکم مسجد منفک و متبدل نہیں ہو سکتا پس اُن لوگوں کی رائے اس بارے نہ ماننی چاہئے جو مساجد اولیٰ کے ویران کرنے کو کہتے ہیں اور در بارہ نماز و بنائے مسجد نفسانیت کو دخل نہ دینا چاہئے شامی وغیرہ میں تابید مسجد پر جو فتویٰ نقل کیا گیا ہے وہی صحیح و راجح ہے باقی جمعہ وہاں پڑھنے نہ پڑھنے میں بندہ کی دوسری تحریر دیکھ لیا جاوے کسی کے مال حرام سے جو مسجد تیار ہو اُس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اُس تالاب کے پانی کا استعمال جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

خائن متولی کو معزول کرنا ضروری ہے

سوال ۵۲۹ ایک شہر میں ایک مسجد کے نیچے دکانیں ہیں اُن کی آمدنی جو مسجد کے اخراجات سے زائد بچتی ہے اسکو متولی اپنے ذاتی تصرف میں اٹھاتا ہے اور خرچ کرتا ہے ایسا کرنا صحیح اور جائز ہے کیا حکم ہے

الجواب متولی مذکور کو یہ چاہئے تھا کہ تمام آمدنی مسجد کی دوکانات وغیرہ کی اُس مسجد کی ضروریات میں صرف کرے اور جو باقی رہے اُس کو مسجد کے لئے باقی رکھے اپنی ذاتی صرف میں لانا جائز نہیں ہے اور

اگر وہ ایسا کرے تو یہ خیانت ہے اُس متولی کو معزول کرنا چاہیئے اور مسلمانانِ اہلِ شہر و اہلِ محلہ اس وجہ سے اُس کو معزول کر سکتے ہیں اور دوسرے شخص کو متولی بنا سکتے ہیں بانی کی طرف سے متولی بنایا گیا ہو یا بعد میں متولی ہوا ہو ہر دو صورت میں اس کو علیحدہ کر سکتے ہیں اور حساب و کتاب سمجھ سکتے ہیں مسلمانوں کو ایسی حالت میں اُس میں مداخلت کرنا اور حساب سمجھنا اور در صورت ثبوتِ خیانت اُس کو معزول کرنا ضروری و لازم ہے در مختار میں ہے کہ اگر خود بانی بھی ایسی خیانت کرے تو اس کو معزول کرنا چاہیئے متولی مذکور تو بالاولیٰ مستحق عزل ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند

مسجد کا سامان مدرسہ میں لگانا نہیں چاہیئے

سوال ۳۰ ۵ ایک مسجد ویران و بربا د ہو گئی اُسکا سامان وغیرہ رکھا ہے اہل محلہ نے اقرب مساجد تیار کرلی ہے اور اُس میں اُس سامان کی ضرورت نہیں ہے تو اس سامان کو مدرسہ اسلامیہ میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں۔؟

الجواب اقرب مساجد ہی میں صرف کرنا چاہیئے اگر اس وقت ضرورت نہیں ہے تو اسکے لئے اس سامان کو محفوظ رکھا جاوے کہ وقت ضرورت کام آوے یا فروخت کرکے اقرب مساجد میں لگایا جاوے مدرسہ میں نہ لگایا جاوے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

اگر چندہ زبردستی بھی وصول کرلیا گیا تو اس کا کار خیر میں صرف کرنا کیسا ہے

سوال ۳۱ ۵ بغرض تعمیر عیدگاہ و مسجد و دیگر امورِ خیر چندہ تجویز ہوا اور ہر قوم کا ایک گروہ مقرر ہوا وقت وصول چندہ چند صاحبوں نے بطیب خاطر چندہ دیا اور بعض نے قطعی انکار کر دیا اُس وقت ممبرانِ چندہ نے حکم دیا کہ جو شخص چندہ نہ دے اس کا حقہ پانی بند کر دو اور غمی و شادی میں شریک نہ ہو اور جو پیشہ کرتے ہیں اُس سے سودا نہ خرید و ۔

اُسی وجہ سے منکرانِ نے چندہ دیدیا اس چندہ عیدگاہ بنوانا جائز ہے یا نہ اور اُس میں نماز پڑھنا کیسا ہے اور چاہ بنوانا و پانی پینا وضو و غسل کرنا اور کار خیر میں صرف کرنا اس روپیہ کا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب اس طرح زبردستی کرنا چندہ کے لینے میں جائز نہیں ہے لیکن عیدگاہ جو اُس چندہ سے بنی اُس میں نماز بلا کراہت درست ہے اور اس چندہ سے جو چاہ بنایا گیا اُس سے وضو و غسل اور پانی پینا درست ہے اور ہر ایک کار خیر میں مثلاً مدرسہ وغیرہ جس میں ایسا چندہ آیا تو اس سے تنخواہ وغیرہ ملازمین کو اور اُس کو طلبہ میں صرف کرنا درست ہے اصل یہ ہے کہ اس طرح تنگ کرکے لینا تو اچھا نہیں ہے لیکن جب مالک نے کسی طرح طوعاً و کرہاً دیدیا اور کار خیر میں لگا دیا گیا تو آئندہ کو اُس مال میں حرمت نہیں رہی کیونکہ یہ چوری اور غصب کا مال نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسجد اگر مال حرام کی بھی بنائی جائے پھر بھی وہ کسی کی ملک میں نہیں آسکتی

سوال ۳۲ ۵ ایک شخص نے شراب کی

آمدنی سے ایک مسجد بنائی اور کسی قدر دیوار مسجد کی بلند کی جب اُس کو معلوم ہوا کہ ایسے روپیہ سے مسجد بنوانا درست نہیں تو اُس مسجد کو ناتمام چھوڑ دیا اور اُسکا انتقال بھی ہوگیا اب اُسکے ورثہ کی مِلک ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اور بیع و ہبہ اُسکا درست ہے یا نہ یا وہ مسجد کے حکم میں ہے مسجد اس وقت میں ناتمام اور غیر محفوظ ہے؛ (۲) اگر کوئی شخص ورثا و بانی سے اُس مسجد کو خرید کر از سر نو تعمیر کرادے تو جائز ہے یا نہ؛ (۳) اگر کسی شخص نے بذریعہ تجارت شراب روپیہ حاصل کیا اور اُس محصولہ سے تجارت غلہ وکپڑے کی کرتا ہو تو اس روپیہ سے وہ شخص مسجد بنا سکتا ہے یا نہ بصورت عدم جواز اگر وہ دوسرے شخص کے پاس سے قرض لیکر مسجد بنادے اور پھر اپنے پاس کے روپیہ سے قرض ادا کردے تو ایسی صورت سے مسجد بنانا درست ہے یا نہ۔؟

الجواب مسجد میں مال حلال خرچ کرنا چاہیئے اور تعمیر مسجد مال حلال وطیب سے کرنی چاہیئے حرام مال سے تعمیر مسجد کرنا حرام ہے حدیث شریف میں ہے ولا یقبل اللہ الا الطیب الحدیث شامی میں ہے قال تاج الشریعۃ اما لو انفق فی ذلک مالاً خبیثاً او مالاً سببہ الخبیث والطیب فیکرہ لان اللہ تعالیٰ لا یقبل الا الطیب فیکرہ تلویث بیتہ بما لا یقبلہ الخ۔؟

پس چاہیئے کہ اُس قدر دیواروں کو جو مال حرام اور خبیث سے تیار ہوئی ہیں اٹھا کر حلال مال سے اس مسجد کو تعمیر کریں اور حفاظت اُس مسجد کی ضروری ہے بیع و ہبہ کرنا اسکا صحیح نہیں ہے اور وارثوں کی مِلک میں نہیں آ سکتی الوقف لا یملک ولا یملک مسئلہ مشہور ہے۔ (۲) یہ اوپر معلوم ہوا کہ بیع وہبہ اس کا ناجائز ہے باقی اگر اس حیلہ سے کوئی شخص ورثہ کے قبضہ سے اُس کو نکالکر از سر نو تعمیر کرادے اور تکمیل کردے تو یہ بہت اچھا ہے اور کار ثواب ہے (۳) پہلی صورت ناجائز ہے البتہ اگر قرض لیکر مسجد بنادیوے تو یہ جائز ہے پھر اگر اس قرض کو حرام آمدنی سے ادا کیا تو یہ گناہ اُس کے ذمہ ہو گا بہر حال مسجد میں ایسے حیلوں سے بھی حرام روپیہ نہ لگادے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔!

کسی مصلحت کی بناء پر کسی فریق کو مخصوص مسجد متعین کرنا خلاف شرع نہیں

سوال ۳۳۵ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک قصبہ کئی سو برس سے آباد ہے وہاں کے مسلمانوں کی مردم شماری فی الحال تقریباً آٹھ ہزار ہے اور وہاں مسجد تخمیناً اسّی کے قریب آباد ہیں ان کے علاوہ اور بھی مساجد ہیں وہاں کے کل مسلمان بجز چند شیعہ کے ابتداء سے حنفی المذہب متفق الخیال متحد العقائد والمسائل باہم شیر وشکر کی طرح ملے جلے رہتے تھے اُن میں کسی قسم کا جنگ وجدال ونخالف نہ تھا مگر تقریباً تیس پینتیس برس سے چند لوگ غالباً فی الحال ان کی تعداد دو ڈھائی سو ہوگی منکر مذہب غیر مقلد ہوگئے اور باہم سخت منافرت ومخالفت پیدا ہوگئی حتّٰی کہ بارہا فوجداری اور عدالت کی نوبت پہنچ گئی غیر مقلدین نے اپنی عیدگاہ اور جامع مسجد بھی بنوالی مگر بعض بعض ایسی ہی مسجد بنائیں

جن میں دونوں فریق نماز پڑھتے ہیں ایسی مسجدوں پر اکثر جھگڑے ہوجایا کرتے ہیں چنانچہ ان دونوں موجودہ ۱۳۴۲ھ محرم کو ایک مسجد میں دونوں فریق جمع ہوگئے اور آپس میں مارپیٹ لٹھم لٹھا گھونسم گھونسا کر بیٹھے بلکہ اُس کے ذریعہ سے دو فوجداریاں اور بھی ہو گئی جس سے قصبہ میں ایک ہل چل مچ گیا پولیس اگر روک تھام نہ کرتی تو نہیں معلوم کیا ہو جاتا آئے دن کی مذہبی فوجداری سے دونوں فریق تنگ آ گئے اب فریقین اس امر پر راضی ہیں کہ باہم صلح کر کے جھگڑے کو مٹا دیں چنانچہ برضامندی فریقین چند اشخاص حکم مقرر کئے گئے ہیں اور باتفاق فریقین اقرار نامہ ثالثی میں یہ مضمون لکھا گیا ہے کہ ثالثان حسب شریعت وقانون و دیانت داری جو فیصلہ کر دیں گے ہم فریقین کو منظور رہے اب علمائے حقانی سے یہ استفسار رہے ؛

(۱) چونکہ تیس برس کے تجربہ و مشاہدہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اس قصبہ میں جب دونوں فریق ایک نزاعی مسجد میں جمع ہو جاتے ہیں تو اکثر مذہبی شر و فساد کر بیٹھتے ہیں اگر اس شر و فساد و فتنہ و پرخاش کے مٹانے کے لئے ثالثین دونوں کو الگ کر دیں اور فریقین کے لئے خاص خاص مسجدیں نامزد کر دیں تو کیا یہ فیصلہ خلاف شریعت ہوگا ؟

الجواب قرآن پاک میں ان اللہ لایحب الفساد یعنی بیشک اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا اور یہ بھی ہے لاتتبع سبیل المفسدین یعنی مفسدوں کے راستہ کی پیروی نہ کرو اور یہ بھی ہے لاتفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا یعنی بعد اصلاح کے زمین میں فساد نہ کرو اِن نصوص سے بخوبی واضح ہے کہ فساد برپا کرنا حرام اور اس کا مٹانا واجب چونکہ تیس برس کے تجربہ سے معلوم ہے کہ دونوں فریق کے اکھٹے ہونے سے شر و فساد و فتنہ برپا ہو جایا کرتا ہے اس لئے محض بغرض انسداد فساد و حفظ امن و اصلاح بین الناس اگر ثالثین دونوں فریق کو الگ کر دیں اور دونوں فریق کے لئے مسجدیں خاص خاص نامزد کر دیں تو خلافِ شریعت نہ ہوگا بلکہ وہ لوگ عند اللہ ماجور و مصیب ہونگے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کسی شرعی مصلحت کی بناء پر کسی شخص کو جماعت سے روکنا خلاف شرع نہیں

سوال ۱۴۳ اگر کسی نمازی کے ذریعہ سے حفظ امن میں خلل واقع ہوتا ہو اور شر و فساد کا اندیشہ ہو یا عام نمازیوں کو کسی قسم کی تکلیف اور اذیت پہنچتی ہو تو ایسے شخص کو بغرض حفظِ امن و انسداد شر و فساد جماعت سے روک دینا کیا شرع کے خلاف ہے ۔؟

الجواب ۔ جو کہ حفظِ امن میں خلل انداز ہو اور باعثِ شر و فساد ہو اور عام نمازیوں کو تکلیف دہ اور ایذا رساں ہو اور اس کا فعل موجب اشتعال طبع ہو اسکو جماعت سے روکنا قانون شرع کے مطابق ہے حدیثیں اور آثار اور اقوالِ فقہا اس پر صاف دال ہیں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کچی لہسن پیاز کھانے والوں کو مسجد سے روک دیا بلکہ مسجد سے نکال دیا نیز آپ نے

اُن عورتوں کو جو خوشبو لگائے ہوں مسجد میں آنے سے بخوف فتنہ منع کر دیا نیز آپ نے اُن لوگوں کے حق میں جو نمازی کے سامنے سے چلے جائیں جس سے نمازی کے خشوع وخضوع میں فرق آنے کا احتمال ہے اگرچہ نماز نہیں جاتی فرمادیا ادرؤا ما استطعتم فلیدفعہ فان ابی فلیقاتلہ فانما ھو شیطان ونحو ذلک نیز آپ نے اس شخص کو جس نے مسجد میں قبلہ کی جانب تھوک دیا تھا امامت سے معزول کر دیا اور اُس کو خدا ورسول کا موذی قرار دیا تھا اور عبداللہ بن مسعود رضہ نے اُن لوگوں کو جو مسجد میں جمع ہوکر بآوازِ بلند ذکر اور وِرد میں مشغول تھے مبتدع قرار دیکر مسجد سے نکلوا دیا اور فقہا نے بھی تصریح کی ہے کہ کچّی لہسن پیاز کھانے والوں کو اور ایسے ہی گندہ دہن اور جذامی اور مبروص اور ماہی فروش کو اور کل موذی کو اگرچہ وہ زبان سے ایذا پہنچاتا ہو مسجد میں آنے سے روک دینا چاہیئے۔ بطور نمونہ کے چند روایات اور عبارتِ محدثین وفقہا ملاحظہ فرمائیے +

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اکل من ھذہ الشجرۃ فلا یقربن مسجدنا ولا یوذینا بریح الثوم رواہ مسلم وعن عمر بن الخطاب قال انکم ایھا الناس تاکلون شجرتین لا اراھما الا خبیثین ھذا البصل والثوم رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وجد ریحھما من الرجل فی المسجد امر بہ فاخرج الی البقیع فمن اکلھا فلیمتھا طبخاً رواہ مسلم رح نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ فلا یقربن المساجد ھذا تصریح نہی عن اکل الثوم ونحوہ عن دخول کل مسجد ھذا مذھب العلماء کافۃ۔

اور حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں والحق بعضھم بذلک من بفیہ بخراو جرح اور اتحتہ وراد بعضھم فالحق اصحاب الصنائع کالسماک والعاھات کالمجذوم ومن یوذی الناس بلسانہ الخ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما امرءۃ اصابت بخوراً فلا تشھد معنا العشاء الاٰخرۃ رواہ مسلم وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقطع الصّلاۃ شئ وادرؤا ما استطعتم فانما ھو شیطان رواہ ابوداؤد۔ وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اصلی احدکم الی شئ یسترہ من الناس فاراد احد ان یجتاز بین یدیہ فلیدفعہ فان ابی فلیقاتلہ فانما ھو شیطان رواہ البخاری وعن السائب ابن خلاد ھو رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان رجلاً ام قوماً فبصق فی القبلۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینظر ذلک قال لقومہ حین فرغ لا یصلی لکم فاراد ذلک ان یصلی لھم فمنعوہ فاخبروہ بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال نعم وحسبت انہ قال انک آذیت اللہ ورسولہ رواہ ابوداؤد وعن ابن مسعود رضہ انہ سمع قوماً اجتمعوا فی مسجد یھللون ویصلون علیہ والسّلام جہراً فراح الیھم وقال ما عھدنا ذلک علی عھدہ علیہ الصّلوۃ والسّلام وما اراکم الا مبتدعین فما زال یذکر ذلک اخرجھم من المسجد رواہ الطبرانی اور درمختار میں ہے واکل نحو ثوم یمنع عنہ وکذلک موذٍ ولو بلسانہ اھ۔ اور ۔۔

رد المحتار میں ہے وکذلک الحق بعضھم بذلک من بفیہ بخزاد بہ جرح لہ رائحۃ وکذلک القصاب والسماک والمجذوم والابرص اولیٰ بالالحاق قال سحنون لااری الجمعۃ علیھم واحتج بالحدیث والحق بالحدیث کل من آذی الناس بلسانہ وبہ افتی ابن عمر وھو اصل فی نفی کل من یتاذی بہ اھ ونحو ذلک فی مجالس الابرار وغیرہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہٗ۔

گورنمنٹ کے روپیہ لگنے سے مسجد مسجد ہی رہتی ہے اسمیں نماز پڑھنا جائز ہے

سوال ۵۳۵ راج محل میں ایک مسجد اکبر شاہ کے وقت کی بنی ہوئی تھی اور وہ مسجد تخمیناً بچاس ساٹھ برس سے کسی طرح سے گورنمنٹ کے قبضہ میں تھی مسلمانوں کی استدعا پر گورنمنٹ نے اڑھائی ہزار روپیہ لیکر مسلمانوں کے حوالہ کردی اور دو سو روپیہ گورنمنٹ کی جانب سے مسجد کی مرمت کے لئے ملا اس روپیہ سے مسجد کی مرمت درست ہے یا نہ اور اس مسجد میں نماز جمعہ قائم کرنا اس وجہ سے کہ مسجد کی شان معلوم ہو۔ اور غیر اقوام کو بھی یہ بات معلوم ہوجاوے کہ اس میں مسلمان نماز پڑھتے ہیں جائز ہے یا نہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ سرکاری روپیہ لگانا مسجد میں نقصان کا باعث ہے اور جس مسجد میں پہلے سے جمعہ ہوتا ہے وہ پنجوقتی نماز سے آباد رہے گی اس کے غیر آباد ہونیکا اندیشہ نہیں ہے اور ایک دالان جو سرکاری روپیہ سے اس مسجد میں بنا ہوا ہے اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہ اور مسجد کی اندرونی دیوار اٹھا دینے سے ایک چوکھٹ وکواڑ نکلتے ہیں انکو کیا کرنا چاہیئے

الجواب جمعہ کی نماز قائم کرنا اس مسجد جدید اکبر شاہی میں بلاتامل درست ہے اور جو وجوہ سوال میں اس کی آبادی کے متعلق لکھے ہیں ان کی وجہ سے ضروری ہے کہ اس میں جمعہ قائم کریں بعض لوگوں کا اس میں شبہ کرنا صحیح نہیں ہے سرکاری روپیہ لگنے سے اس مسجد میں کچھ نقصان نہیں آیا۔ اور دالان جو سرکار نے بنا کر مسلمانوں کے حوالہ کردیا اس میں بھی نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے اور وہ مسجد ہی ہے اور مسجد قدیم جس میں پہلے سے جمعہ ہوتا تھا اگر اس میں جمعہ کی نماز نہ پڑھیں اور اس اکبری مسجد میں پڑھیں تو اسمیں کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ وہ مسجد قدیم پنجوقتی نماز سے آباد رہے گی بہرحال شرعی کوئی وجہ ایسی نہیں ہے کہ مسجد جدید اکبری میں جمعہ قائم کرنا منع ہو اس کے خلاف جو خیالات ہیں وہ بے اصل ہیں اور چوکھٹ وکواڑ وغیرہ جو مسجد کی اندر کی دیوار اٹھا دینے سے اور توڑنے سے حاصل ہوئے ہیں انکو فروخت کرکے مسجد مذکور میں صرف کردینا یا اگر ضرورت ہو تو بعینہ اُن کو مسجد میں لگانا درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہٗ۔

مسجد کی چیز مسجد ہی میں صرف کی جاوے

سوال ۵۳۶ ایک مسجد کا شہتیر اور کڑیاں بوسیدہ ہونے کی وجہ سے کارآمد مسجد نہیں رہی تو اس شہتیر وکڑیوں کو مسجد کی دکان اور حجرہ میں لگا سکتے ہیں یا نہیں۔ شرح وقایہ میں لکھا ہے ونقضہ یصرف الی عمارتہ ان احتاج والا حفظ لوقت الحاجۃ الیہا وان تعذر صرفہ الیہا بیع وصرف

ثمنه ایہا یہ مسئلہ صحیح اور مفتی بہ ہے یا کیا حکم ہے۔؟

الجواب شرح وقایہ میں جیسا کہ اس مسئلہ کی نسبت لکھا ہے وہی صحیح اور مفتی بہ ہے درمختار و شامی وغیرہا میں بھی ایسا ہی ہے پس حالتِ موجودہ میں اُس شہتیر اور لکڑی وغیرہ کو فروخت کر کے اُن کی قیمت کو مسجد کے مصارف ضروریہ کے لئے رکھا جائے دکان اور حجرہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے مسلمانوں کو اُس کی خریداری میں کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ اُس میں نفع مسجد کا ہے اگر فروخت نہ کیا جاوے گا اور کوئی اُنکو نہ خریدے گا تو مسجد کا نقصان ہوگا یہ اچھا نہیں ہے فقط

کتاب الحظر والاباحۃ

مرید کی مستورات کا پیرسے پردہ کرنا

سوال ۵۳۷ ایک شخص لوگوں کو مرید کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مریدین کی مستورات کو پیر سے پردہ کرنا نہیں چاہیئے اور بجائے تلاوۃ قرآن شریف کے اللہ اللہ کرنا چاہیئے ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔؟

الجواب ایسا شخص بیعت کے قابل نہیں اور اُس کے قول وفعل کا اعتبار نہیں ہے مقتدا ہونے کے قابل نہیں اور امام بنانے کے قابل نہیں اُس کے مریدین فساق اور مبتدعین ہیں نماز اُن کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوتی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔؟

توبہ کرنے سے مال حرام حلال ہو جاتا ہے یا نہیں

سوال ۵۳۸ ایک شخص بہت سود خوار تھا اور اُسکا تمام مال سود کی آمدنی سے ہے اب اُس نے توبہ کرلی ہے اور کہتا ہے کہ میں کبھی... سود نہ لوں گا اس کے یہاں کا کھانا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب محض توبہ زبانی کرنے سے جو مال حرام اُس نے حاصل کیا تھا وہ حلال نہیں ہوا بلکہ اُس کی توبہ کا طریق یہ ہے کہ جو مال جس سے حرام طریق سے حاصل کیا اُس کو یا اس کے ورثہ کو واپس کرے یا معاف کراوے ورنہ صدقہ کرے پس اگر اس نے ایسا کیا تو اُس کی دعوت کھانا حلال ہے ورنہ نہیں قال فی الشامی وکذا لایحل اذا علم عین الغصب مثلا وان لم یعلم مالک لمافی البزازیہ خذ مورثہ رشوۃ او ظلما ان علم ذلک لعینہ لایحل لہ اخذہ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔؟

قرآن مجید کی سورتوں کے نام حدیث سے منقول ہیں

سوال ۵۳۹ زید کہتا ہے کہ سورۃ البقرہ نام خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں رکھا علماء نے خود یہ نام رکھ لیا ہے یہ قول صحیح ہے یا نہ

الجواب زید کا قول غلط ہے متعدد احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نام۔ سورتوں کے مروی ہیں حدیث مسلم میں ہے اقرؤا الزہراوین البقرۃ آل عمران الحدیث رؤا

مسلم مشکواۃ ان الشیطان ینفر من البیت الذی یقرء فیہ سورۃ البقرۃ الحدیث رواہ مسلم مشکواۃ شریف

فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہٗ!

بڑی عمر کے غیر مسلم کو ختنہ ضرور کرانا چاہیئے | سوال ۹۴۰ ہم دو بھائی نو مسلم ہیں ایک کی عمر ۲۵ سال دوسرے کی ۲۲ سال اگر ہم لوگوں کو ختنہ کرانی جائز ہیں تو ختنہ کرالیں یا جو حکم ہو؟

الجواب چونکہ ختنہ شعار اسلام سے ہے لہذا آپ صاحبوں کو ضرور کرانی چاہیئے ضرورت کی وجہ سے غیر کا نظر کرنا درست ہے فی الدر المختار وکذا تنظر قابلۃ وختان الخ اگر خود ختنہ کرنے کی ہمت ہو تو سب سے اولیٰ وافضل ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہٗ!

پیلو مرغ حلال ہے | سوال ۹۴۱ پیلو مرغ حلال ہے یا حرام یعنی اس کا کھانا حلال ہے یا حرام مدلل ارقام فرمایا جاوے -؟

الجواب پیلو مرغ حلال ہے کیونکہ وہ ذی مخلب نہیں ہے پس جیسا کہ تمام مرغ حلال ہیں یہ بھی حلال ہے درمختار میں ہے ولا یحل ذو ناب یصید بنابہ او مخلب یصید بمخلبتہ ای ظفرہ فخرج نحو الحمامۃ من سبع او طیر الخ ملخصًا پس مرغ پیلو اس قاعدہ حرمت میں داخل نہیں ہے لہذا اس کی حلت میں کچھ شبہ نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ -

قبرستان میں جانوروں کو چرنے کے لئے نہ چھوڑا جائے | سوال ۹۴۲ قبرستان میں جانوروں کو چگنے کے لئے چھوڑنا جائز ہے یا نہ ؟ گوبر اور پیشاب وغیرہ نجاست سے مُردوں کی روح کو تکلیف ہوتی ہے یا نہ - ؟ قبرستان کی حفاظت ضروری ہے یا نہ - ؟ قبرستان میں سے نجاست دُور کرنے والے کو ثواب ہوتا ہے یا نہ - ؟ مُردہ سن سکتے ہیں یا نہ -؟

الجواب - کتب فقہ میں یہ منقول ہے کہ جانوروں کو قبرستان میں نہ چھوڑا جاوے عالمگیریہ کتاب الوقف ص ۶۲ ج ۳ میں ہے فلو کان فیہا حشیش یحش ویرمل ای الدواب ولا ترسل الدواب فیہا کذا فی البحر الرائق - اور حدیث شریف میں ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبور وان یکتب علیہا وان توطاء رواہ الترمذی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس سے کہ قبریں پختہ کی جاویں اور ان پر کچھ لکھا جاوے اور اس سے کہ ان کو روندا جاوے یعنی ان پر چلا پھرا جاوے پس جیسا کہ غایت تعظیم اور زیب و زینت اور تکلف قبور پر منع ہے ویسا ہی اُن کی توہین بھی منع ہے لہذا ضروری ہے کہ اپنے اختیار سے وہاں چہار پایوں کو نہ چھوڑا جاوے اور ان کو راستہ نہ بنایا جاوے کہ اُن پر چلیں پھریں بلکہ حفاظت قبرستان عمدہ امر اور مستحب ہے ۔

اور حدیث شریف میں ہے کسر عظم المیت ککسرہ حیًا قال الطیبی اشارۃ الی انہ لا یہان المیت کما لا یہان الحی وقال ابن الملک والی ان المیت یتالم الخ وقد اخرج ابن ابی شیبۃ عن ابن مسعودؓ

اذی المؤمن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ مرقاتہ
اس سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ مُردہ کو نجاست اور خباثت سے تکلیف پہنچتی ہے اگرچہ خود قبر بھی بعض اوقات محل نجاست صدید میت وغیرہ ہوتی ہے چنانچہ فقہاء نے قبرستان میں نماز مکروہ ہونے کی وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ قبور محل نجاست ہیں بایں ہمہ ہم کو حکم نظافت اور ستھرائی کا ہے لہذا اپنے اختیار سے وہاں نجاست وپلیدی ڈالنا مکروہ ہے اور جبکہ نجاست ڈالنا وہاں مکروہ ہوا تو لامحالہ نجاست دُور کرنے والے کو ثواب ہوگا کہ اماطۃ الاذیٰ عن طریق المسلمین جب کہ موجب اجر و ثواب ہے تو اموات کے لئے بھی یہ حکم جاری ہوسکتا ہے مگر یہ واضح رہے کہ حد سے زیادہ جو امر تجاوز کرتا ہے وہ ممنوع ہوجاتا ہے جیسا کہ تعظیم قبور کا رواج ہوگیا ہے یہانتک کہ ان پر غلاف اور چادریں ڈالی جاتی ہیں اور یہ امور اکثر مفضی الی الشرک وداعی شرک ہوجاتے ہیں کما ہو مشاہد اور سماع میت ثابت نہیں ہے بلکہ عدم سماع پر نص قطعی وارد ہے قال اللہ تعالیٰ وما انت بمسمع من فی القبور وقال تعالیٰ انک لاتسمع الموتیٰ وقد اجاب فی الفتح وغیرہ عن الحدیث الوارد فیہ ای حدیث اہل قلیب بدر واوّلوا حدیث سماع قرع النعال بانہ مخصوص باول الوضع فی القبر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔؟

زمین پر موروثی قبضہ جائز نہیں خواہ مسلمان کی زمین ہو یا ہندو کی

سوال ۱۷۲ اگر موروثی زمین کی آمدنی کھانا حرام ہے تو پھر گاؤں میں ملازمت کرنا اور گاؤں والوں کے گھر کا کھانا بھی حرام ہونا چاہئے کیونکہ اُن لوگوں کا گذارہ اکثر موروثی کی آمدنی پر ہے ایک عالم سے معلوم ہوا کہ اگر زمیندار ہندو ہے اور لگان کم ہو اور زمین اچھی ہے تو اس آمدنی کا کھانا جائز ہے۔ اگر زمیندار مسلمان ہے اور وہ زمین چھڑانا نہیں چاہتا۔؟

الجواب موروثی زمین کو مالک کی خلاف مرضی اپنے قبضہ میں رکھنا غصب ہے جو ناجائز ہے اس میں مجھے تو کوئی تفصیل مسلمان یا کافر کی نیز دارالحرب یا دارالاسلام کی سمجھ میں نہیں آئی کیونکہ دارالحرب میں کافر سے جو معاملات فاسدہ اس کی رضا سے کرلئے جائیں وہ جائز ہوجاتے ہیں غصب اور چوری وغیرہ بحالت عدم جنگ جائز نہیں کما ہو مصرح عند الفقہاء۔

حضرت گنگوہی رح کے فتاویٰ میں بھی مجھے یہ تفصیل جو سوال میں مذکور ہے نہیں ملی۔ لہذا اب موروثی زمین سے نفع اٹھانا بغیر اس کے جائز نہیں کہ مالکِ زمین راضی ہو اور رضا بھی قانون کے جبر سے نہیں بلکہ دل سے راضی ہو پھر خواہ مسلمان کی ہو یا ہندو کی اس صورت میں جائز ہے لیکن اس میں بھی چونکہ یہ اندیشہ ہے کہ آئندہ اس کی اولاد اپنا قبضہ خلاف مرضی مالک بھی جاری رکھے اس لئے اس کا ایسا کوئی انتظام کردے جس سے یہ اندیشہ قطع ہوجائے باقی رہا گاؤں میں ملازمت کرنا یا گاؤں

ان عورتوں کو جو خوشبو لگائے ہوں مسجد میں آنے سے بخوف فتنہ منع کر دیا نیز آپ نے اُن لوگوں کے حق میں جو نمازی کے سامنے سے چلے جائیں جس سے نمازی کے خشوع وخضوع میں فرق آنے کا احتمال ہے اگرچہ نماز نہیں جاتی فرما دیا وادرؤا ما استطعتم فلیدفعہ فان ابی فلیقاتلہ فانما ھو شیطان ونحو ذلک نیز آپ نے اس شخص کو جس نے مسجد میں قبلہ کی جانب تھوک دیا تھا امامت سے معزول کر دیا اور اُس کو خدا ورسول کا موذی قرار دیا تھا اور عبد اللہ بن مسعود رض نے اُن لوگوں کو جو مسجد میں جمع ہو کر باوازِ بلند ذکر اور درود میں مشغول تھے مبتدع قرار دیکر مسجد سے نکلوا دیا اور فقہا نے بھی تصریح کی ہے کہ کچی لہسن پیاز کھانے والوں کو اور ایسے ہی گندہ دہن اور جذامی اور مبروص اور ماہی فروش کو اور کل موذی کو اگرچہ وہ زبان سے ایذا پہنچاتا ہو مسجد میں آنے سے روک دینا چاہیئے، بطور نمونہ کے چند روایات اور عبارتِ محدثین وفقہا ملاحظہ فرمائیے +

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اکل من ھذہ الشجرۃ فلا یقربن مسجدنا ولا یوذینا بریح الثوم رواہ مسلم وعن عمر بن الخطاب قال انکم ایھا الناس تاکلون شجرتین لا اراھما الا خبیثین ھذا البصل والثوم رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وجد ریحھما من الرجل فی المسجد امر بہ فاخرج الی البقیع فمن اکلھا فلیمتھا طبخًا رواہ مسلم رح نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ فلا یقربن المساجد ھذا تصریح بنھی عن اکل الثوم ونحوہ عن دخول کل مسجد ھذا مذھب العلماء کافۃ۔

اور حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں والحق بعضھم بذلک من بفیہ بخر او جرح او رائحۃ وزاد بعضھم فالحق اصحاب الصنائع کالسماک والعاھات کالمجذوم ومن یوذی الناس بلسانہ الخ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما امرءۃ اصابت بخورًا فلا تشھد معنا العشاء الآخرۃ رواہ مسلم وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقطع الصلاۃ شیٔ وادرؤا ما استطعتم فانما ھو شیطان رواہ ابو داؤد۔ وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احدکم الی شیٔ یسترہ من الناس فاراد احد ان یجتاز بین یدیہ فلیدفعہ فان ابی فلیقاتلہ فانما ھو شیطان رواہ البخاری وعن السائب ابن خلاد وھو رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان رجلا ام قومًا فبصق فی القبلۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینظر ذلک قال لقومہ حین فرغ لا یصلی لکم فاراد ذلک ان یصلی لھم فمنعوہ فاخبروہ بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال نعم وحسبت انہ قال انک آذیت اللہ ورسولہ رواہ ابو داؤد وعن ابن مسعود رض انہ سمع قومًا اجتمعوا فی مسجد یھللون ویصلون علیہ والسلام جھرًا فراح الیھم وقال ما عھدنا ذلک علی عھدہ علیہ الصلوۃ والسلام وما اراکم الا مبتدعین فما زال یذکر ذلک اخرجھم من المسجد رواہ الطبرانی اور درمختار میں ہے واکل نحو ثوم ویمنع عنہ وکذلک موذٍ ولو بلسانہ اھ۔ اور۔۔۔

ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ اگر واقع میں زید کے باپ نے زید کی بیوی زینب سے زنا کیا ہے تو زینب زید پر قطعاً حرام ہوگئی لیکن دوسری جگہ نکاح اس کے بغیر نہیں ہو سکتا کہ زید اس کو چھوڑ دے اور چھوڑنے کی صورت یہ ہے کہ وہ زبان سے کہے کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا یا عملاً چھوڑ دے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں صورتیں اختیار کرے اور اگر زید نہ چھوڑے تو زینب بذریعہ عدالت یا پنچائت اس کو چھوڑنے پر مجبور کر سکتی ہے قال فی الدر المختار وحرم بالمصاهرة اصل مزنيته وفروعهن وقال في البحر اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرأة على اصول الزاني وفروعه نسباً ورضاعاً الخ از شامی ص۲۸۳ ج۲

وقال فی الدر المختار وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتى لايحل لها التزوج باخر الا بعد المتاركة و انقضاء العدة حاشیہ شامی ص۲۹۰ ج۲ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ :۱

مدرسین مدرسہ کی تنخواہوں میں تخفیف کس شرط سے جائز ہے

سوال ۲۷۶ مدرسۃ الشرع سنبل کے متعلق جائداد وقف ہے امسال کمی پیداوار اور عدم وصول لگان کی وجہ سے مجلس شوری نے تمام ملازمین مدرسہ کی تنخواہوں میں تخفیف کردی ہے۔ ایک مدرس عربی تخمیناً دس سال سے ملازم ہیں اور دو مدرس امسال شوال سے ملازم ہوئے ہیں ان کے تقرر کے وقت مہتمم صاحب نے یہ ظاہر کردیا تھا کہ اگرچہ اس جگہ کی تنخواہ زیادہ ہے مگر بوجہ کمی سرمایہ کم پر معاہدہ کیا جاتا ہے باوجود اس معاہدہ کے وسط سال میں کمیٹی نے ان دونوں مدرسوں کی تنخواہ میں بھی کمی کردی؟

(۱) ایا مدرسین عربی کی تنخواہ میں دوران سال میں کمی جائز ہے یا نہیں ؟ (۲) مدرسین جدید العہد کی تنخواہ میں معاہدہ مسطورہ کی بنا پر کمی جائز ہے یا نہیں؟ (۳) دوسرے ملازمین کی تنخواہ میں تخفیف جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب اصل اس باب میں یہ ہے کہ تدریس کے لئے ملازمت مدرسہ احکام دنیویہ کے اعتبار سے اجارہ کا حکم رکھتی ہے اگرچہ عند اللہ عبادت ہونے کی توقع ہے اور احکام اجارہ میں اس کی ہر وقت گنجائش ہے کہ تنخواہ میں کمی بیشی کی جائے لیکن جس طرح متولی اور مہتمم مدرسہ کو تنخواہ میں کمی کرنے کا اختیار ہے اسی طرح مدرس کو اس تنخواہ پر رہنے نہ رہنے کا اختیار ہے لیکن یہ سب اس وقت ہے کہ اجارہ اجارہ شہریہ ہو یعنی مدرس بھی ایک مہینہ تک کا پابند ہو اور مہتمم بھی یعنی ختم ماہ پر مدرس اگر ملازمت چھوڑ دے تو مہتمم کو کسی قسم کی شکایت نہ پیدا ہوتی ہو۔ اور اگر مہتمم علیحدہ کردے تو مدرس کو حسب قاعدہ کوئی شکایت نہ ہو ایسی صورت میں تو حکم وہی ہے جو مذکور ہوا کہ ختم ماہ پر مہتمم کو تنخواہ میں تخفیف کرنے کا اور مدرس کو رہنے نہ رہنے کا اختیار ہوگا اور اگر اسکو اجارہ سنویہ (سالانہ) قرار دیا جائے یا کسی معاہدہ وغیرہ سے اجارہ سنویہ ثابت ہو جائے تو پھر نہ مہتمم کو

وسط سال میں کوئی تغیر تخفیفِ تنخواہ کے متعلق جائز ہے اور نہ مدرس کو ختم سال سے پہلے بلا عذر شرعی چھوڑ کر جانا جائز ہے؛ (۲ و ۳) مدرسین جدید العہد اور جملہ ملازمین کا بھی یہی حکم ہے کہ پہلے یہ دیکھا جائے کہ اجارہ کس قسم کا ہے ماہوار یا سالانہ ہر دو صورت میں مدت اجارہ کی ختم ہو جانے کے بعد تخفیف کا اختیار ہے پہلے نہیں۔ وہذا خلاصۃ مافی الدر المختار والشامی مما یتعلق بالمسئلۃ۔ فقط محمد شفیع غفرلہ؛

روپیہ کی ریزگاری میں اُدھار کس صورت میں جائز ہے

سوال ۲۷۷ زید عمر سے ایک روپیہ کی ریزگاری لینا چاہتا ہے مگر عمر کے پاس ۱۲ پیسے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ چار آنہ پیسہ بعد میں لیجانا تو کیا یہ بیع نسیہ میں داخل ہے اور جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اگر بارہ آنہ کی ریزگاری چاندی کی قسم سے دیتا ہے تب تو یہ صورت جائز نہیں کیونکہ بیع چاندی کی چاندی کے ساتھ ہے جس میں تفاضل کی طرح نسیہ بھی حرام ہے اور اگر ۱۲ کے پیسے یا مروجہ اکنیاں وغیرہ گلٹ کے سکے دیتا ہے تو جائز ہے کیونکہ جنس مختلف ہوگئی اور قدر کا اتحاد اگر مانا بھی جائے تو اس سے نسیہ حرام نہیں ہوتا علی القول المفتی بہ لما فی الدر المختار وغیرہ و مفادہ ان القدر بانفرادہ لایحرم النساء بخلاف الجنس فلیحرر۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

کوا حلال ہے یا نہیں

سوال ۲۷۸ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص۱۲۵ پر مولانا نے لکھا ہے زاغ معروف یعنی کوا کھانا ثواب ہے اس کو پڑھکر نہایت بے چینی ہوئی اس کا جواب مدلل تحریر فرمایا جاوے؟

الجواب اصل بات یہ ہے کہ یہ کوا جو ہمارے یہاں عام طور پر ہوتا ہے اور جو دانہ وغیرہ بھی کھا جاتا اور بعض نجاست بھی کھا لیتا ہے اس کا حکم مرغی کا سا ہے یعنی حلال ہے شامی وغیرہ میں اس کی تصریح ہے اور فتاویٰ رشیدیہ میں جو ثواب لکھا ہے وہ ایک وقتی وجہ سے لکھا گیا ہے یعنی جس جگہ لوگ اس کو حرام سمجھتے ہیں وہاں اس کا کھانا ایک حکم شرعی کی تبلیغ و اظہار حق کا حکم رکھے گا اور ظاہر ہے کہ اس میں ثواب ہے باقی کوے کی حلت سو یہ فقط فتاویٰ رشیدیہ کا لکھا ہوا نہیں بلکہ حنفیہ کی تمام کتابوں شامی۔ درمختار، بدائع عالمگیری وغیرہ میں موجود ہے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ؛ ۔۔۔۔

طلاق رجعی کا حکم

سوال ۲۷۹ کمترین کا کچھ جھگڑا سسرال والوں سے ہوگیا جس پر انھوں نے یہ زور دیا کہ ہماری لڑکی کو طلاق دیدو ہم ہرگز تمہارے ہمراہ روانہ نہیں کر سکتے کمترین نے بخار اور درد سر کی وجہ سے گھبرا کر غصہ میں صرف یہ کہدیا کہ جاؤ میں نے طلاق دی مگر کوئی تحریر نہیں دی اس وقت عورت پانچ ماہ کی حاملہ تھی اب عرصہ پندرہ بیس یوم کا گذرا ہوگا کہ کمترین کا سالہ اپنی ہمشیرہ کو لیکر میرے مکان پر آیا ہوا ہے کہتے ہیں کہ غصہ کو جانے دو اور اس کو اپنے

گھر میں رکھلو آیا اس کو کس طرح اپنے گھر میں رکھا جاوے؟

الجواب الفاظِ مندرجۂ سوال سے ایک طلاق رجعی عورت پر پڑ گئی جسکا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر خاوند رجعت کر سکتا ہے اور اس رجعت میں عورت کی رضا بھی شرط نہیں صورتِ رجعت یہ ہے کہ زبان سے کہے کہ میں نے رجعت کرلی اور بہتر یہ ہے کہ رجعت پر دو گواہ بھی قائم کرلے اور جبکہ عورت حاملہ ہے تو اُس کی عدت وضع حمل تک ہے اس سے پہلے پہلے آپ رجعت کر سکتے ہیں اور اگر عدت گزر گئی تو پھر بغیر تجدیدِ نکاح کے جو تراضی طرفین سے ہو سکتا ہے اس عورت کو نہیں رکھ سکتے ہذا خلاصتہ ما فی الدر المختار من باب الرجعتہ فقط۔

ادھار کی وجہ سے قیمت زائد لینا | سوال ۲۸۰ ایک شخص کے گھر میں ایک سو من دھان موجود تھے اس نے تین مہینہ کی مہلت پر تین روپیہ فی من کے حساب سے فروخت کر دیئے اس وقت بازار میں دھان دو روپیہ من بکتے تھے اس نے اُدھار کی وجہ سے ایک روپیہ من نرخ بازار سے زیادہ لیا یہ بیع جائز ہے یا نہیں ایک مولوی صاحب نے جواز کا فتویٰ دیا اور ایک مولوی صاحب نے عدم جواز کا آیا صحیح اس بارے میں کیا ہے یہ بیع درست ہے یا نہیں؟

الجواب اس مسئلہ میں تفصیل ہے اگر بوقت معاملہ کوئی قیمت متعین نہ کرے بلکہ یوں کہے کہ اگر ادھار لوگے تو تین روپیہ من قیمت ہے اور نقد لوگے تو دو روپیہ من یا یوں کہے کہ ایک مہینہ کی ادھار پر دو روپیہ من اور تین مہینہ کے ادھار پر تین روپیہ من دوں گا یہ صورت تو ناجائز ہے قال فی العالمگیریہ من الباب العاشر فی الشروط التی تفسد البیع رجل باع علی انہ بالنقد بکذا و بالنسیۃ بکذا او الی شہر بکذا والی شہرین بکذا لم یجز کذا فی الخلاصہ عالمگیری کشوری ص $\frac{۱۵۲}{۳}$ اور اگر معاملہ اس طرح نہ کرے بلکہ پہلے یہ معلوم کرے کہ یہ شخص اُدھار ے گا قیمت میں بہ نسبت نقد کے زیادہ بڑھا دے تو جائز ہے لما فی الہدایۃ من باب المرابحتہ الا تری ان الثمن یزاد لاجل الاجل ومثلہ فی البحر والدر المختار والشامی والفتح اور جو صورت زیادتی قیمت کی سوال میں ذکر کی گئی ہے وہ صورت ثانیہ کے اندر داخل ہے اس لئے یہ معاملہ جائز و صحیح ہے البتہ قاضی خاں کی عبارت سے ایک شبہ ہوتا تھا اس کا مفصل جواب ربیع الاوّل کے پرچہ میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ فقط واللہ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

خلوت و صحبت سے پہلے طلاق میں عدت نہیں | سوال ۲۸۱ ایک عورت کا نکاح ایک شخص کے ساتھ ہوا تھا نکاح کے بعد نہ عورت مرد کے یہاں گئی اور نہ مرد عورت کے یہاں آیا کئی سال بعد خاوند نے اس عورت کو طلاق دیدی یہ عورت عدت گذارنے کے بعد نکاح ثانی کرے گی یا اس پر بالکل عدت نہیں؟

الجواب اس عورت کے ذمہ عدت نہیں طلاق کے بعد فوراً دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ کما ہو منصوص القرآن المجید فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ ؟

بچہ کا حق پرورش ماں کو ہے لیکن اگر بچہ کے ضائع ہونیکا خطرہ ہو تو باپ رکھ سکتا ہے

سوال ۲۸۲ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق ثلاثہ دیدی اس کی گود میں سوا سال کا بچہ ہے لیکن اُس کی ماں کی عادتوں سے عاجز آکر بچہ کا چار ماہ پہلے دودھ چھڑا دیا گیا تھا اب حق پرورش ماں کا ہے یا باپ کا اگر ماں کا ہے تو اس کے رشتہ داروں کی طرف سے بچہ کی جان کا خوف ہے اس لئے بچے کو اُس کا باپ لے سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب اگر واقع میں بچہ کی جان کا خوف ہے تو اُس کے باپ کو اختیار ہے کہ اُس کی ماں سے لیکر اپنے پاس رکھے قال فی الدر المختار ربیۃ الولد تثبت للام الا ان تکون مرتدۃ الی قولہ او غیر مامونۃ ذکرہ فی المجتبی بان تخرج کل وقت وتترک الولد ضائعاً فقط محمد شفیع غفرلہٗ ؟

لفظ حرام تین دفعہ کہا تو ایک طلاق بن پڑ گئی

سوال ۲۸۳ ایک شخص نے روبرو گواہوں کے اپنی منکوحہ کو تین دفعہ کہا کہ تم میرے لئے مطلق حرام ہو چکیں اب اگر شوہر طلاق سے انکار کرے تو گواہوں کے بیان سے عند الشرع طلاق واقع ہوگی یا نہیں ؟ اور زبانی کہنا کافی ہوگا یا تحریر کی ضرورت ہوگی ؟

الجواب اگر واقع میں زید نے الفاظ مذکورہ کہے ہیں تو ایک طلاق بائنہ پڑ گئی خواہ گواہ ہوں یا نہ ہوں اور زبانی کہے یا تحریر لکھے دونوں صورتیں برابر ہیں البتہ حاکم کے سامنے یا پنچائت میں اگر معاملہ پیش ہوگا تو حاکم طلاق کا حکم بغیر اقرار زوج یا گواہوں کے نہ کرے گا اور اس صورت میں اگر خاوند منکر ہو اور گواہ طلاق کی گواہی ادا کریں اور گواہوں میں شرائط شہادت موجود ہوں تو حکم طلاق کا کیا جاوے گا والدلیل علیہ ما فی الشامی ولو قال حلال ایزد بروی او حلال اللہ علیہ حرام لا حاجۃ الی النیۃ وھو الصحیح المفتی بہ للعرف وانہ یقع بہ البائن لانہ المتعارف شامی باب الکنایات ص ۶۳ ج ۲ وایضاً قال الشامی وولا یرد انت علی حرام علی المفتی بہ من عدم توقفہ علی النیۃ مع انہ لا یلحق البائن ولا یلحقہ البائن لکونہ بائناً لما ان عدم توقفہ علی النیۃ امر عرض لہ لا بحسب اصل وضعہ انتہیٰ شامی تحت قولہ والبائن یلحق الصریح ص ۶۶ ج ۲ -

عبارات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ لفظ حرام سے بلا نیت طلاق کے بھی طلاق بائنہ پڑ جاتی ہے اور جب پڑ گئی تو دوسری اور تیسری مرتبہ جو پھر حرام کے الفاظ کہے اُن سے کوئی طلاق نہ پڑے گی لہذا ایک طلاق بائنہ رہ گئی بدون حلالہ کے عورت کی رضا سے نکاح جدید بالفعل کر سکتا ہے

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم - کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

ماں باپ کو مارنیوالے کی سزا

سوال ۲۸۴ اگر کوئی شخص ماں باپ کو زدوکوب کرے تو ایسے شخص کو شرعاً کیا سزا دی جاوے ؟

الجواب والدین کے مارنے یا نافرمانی کرنے پر شرعاً کوئی حد خاص متعین نہیں بلکہ حاکم اسلام کی رائے اور اختیاراتِ تمیزی کے سپرد ہے کہ مجرم کی حالت اور جرم کی حیثیت کو دیکھکر جو سزا چاہے تجویز کرے البتہ اگر بید یا کوڑے مارنے کی سزا تجویز کرے تو انتالیس عدد سے زیادہ اور تین سے کم کی تجویز نہ کرے در مختار بہتر تو یہی ہے کہ کوئی خاص سزا متعین نہ کی جائے لیکن اگر ان کا ارادہ ہے تو بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ عدد کوڑے یا بید لگائی جائے اور پھر قید کردی جائے جبتک کہ توبہ نہ کرے اور قرائن سے یہ ظاہر نہ ہو جائے کہ یہ سچے دل سے توبہ کرتا ہے اس وقت تک قید سے نہ چھوڑے کیونکہ جو شخص عام لوگوں کو بے خطا مارتا ہے اُس کی سزائے تعزیر یہی کہ قید کردی جائے اور بغیر توبہ نصوح کے نہ چھوڑا جائے

والدین کا مارنا یہ دوہرا گناہ ہے لہذا اس کی تعزیر میں کچھ کوڑے کی ضرب بھی بڑھادی جائے قال فی الدر المختار من التعزیر ومن اتہم بالقتل او السرقۃ وضرب الناس حبسہ واخلدہ فی السجن حتی یتوب قال الشامی تظہر امارات التوبۃ شامی ص ۲۶ باب التعزیر فقط۔

حنفیوں کی مسجد میں آمین بالجہر کہنا

سوال ۲۸۵ اگر حنفی امام کی اقتداء میں کسی دوسرے فرقے والے آمین بالجہر کہدے تو امام ومقتدیوں کی نماز ہوتی ہے یا نہیں ؟

الجواب امام اور دوسرے مقتدیوں کی نماز تو بلاشبہ ہو جاتی ہے لیکن چونکہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور بحث محض اولویت کی ہے جو لوگ جہراً کہتے ہیں ان کے نزدیک بھی جہراً کہنا کوئی گناہ نہیں اور جہراً کہنا فرض وواجب نہیں اور جو لوگ سرًا کہتے ہیں اُن کے نزدیک بھی سرًا کہنا واجب نہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ جس جگہ عام مقتدی اور امام آہستہ آمین کہنے والے ہوں اُنکے مجمع میں بلند آمین نہ کہے اگرچہ اسکے مذہب میں بلند کہنا افضل ہو کیونکہ عوام مسلمانوں کو اس سے تشویش ہوتی ہے اور نئی بات سمجھ کر خلاف کا بازار گرم ہو جاتا ہے اور فتنہ فساد کی نوبت آجاتی ہے جس کا باعث یہ شخص ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ محض ایک اولویت پر عمل کرنے کے لئے مسلمانوں میں فتنہ اختلاف پیدا کر دینے کو کوئی عقلمند تجویز نہیں کرسکتا اسی طرح حنفی مسلمانوں کو بھی یہ مناسب نہیں کہ صرف اتنی بات سے کہ کوئی شخص آمین بالجہر کہدے برافروختہ ہو جائیں قال فی شرح المنیۃ الکبیر ص ۲۷۵ لاہوری قلنا تعارض روایتا الجہر والاخفاء فی فعلہ فیرجح الاخفاء باشارۃ قولہ فان الامام یقولہا فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ محمد شفیع غفرلہ

پاؤں دھونے سے مرض کا اندیشہ قوی ہو تو اُن پر مسح کرلیا جاوے۔

سوال ۲۸۶ ایک شخص عارضہ تنفس میں مبتلا ہے وضو کرنے میں پاؤں دھونے سے نزلہ ہوکر تکلیف دہ صورت اختیار کر لیتا ہے ایسی حالت میں اگر وضو کیا جاوے اور پاؤں پر مسح کرلیا جاوے تو نماز جائز ہوگی یا نہ ؟

الجواب اگر تکلیف شدید ہو اس سے بچنے کی دوسری صورت نہ ہو تو پاؤں پر مسح کر لیا جائے اور باقی اعضاء کو حسب دستور وضو کیا جائے وذلک لما فی الشرح الکبیر للمنیۃ وکذالک اذا کان علی اعضاء الوضوء کلہا او علی اکثرھا جراحۃ تیمم ولا یجب غسل الصحیح والتیمم لاجل الحرج وان کان علی اقلہ ای اقل بدنہ او اعضاء وضوئہ جراحۃ والاکثر ای اکثر البدن او اعضاء الوضوء صحیح فانہ یغسل الموضع الصحیح ویمسح علی المجروح ان لم یضرہ الی قولہ ثم الکثرۃ فی الاعضاء قیل تعتبر من حیث العدد حتی لو کانت الجراحۃ فی راسہ ووجہہ ویدیہ ولم تکن فی رجلیہ یباح لہ التیمم والی وعلی عکسہ لا یباح کبیری ص٦٢ کانپوری ۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

جواب صحیح ہے اگر ٹھنڈے پانی سے نقصان ہو تو گرم پانی سے پاؤں دھو کر فوراً خشک کرے اگر کوئی ترکیب بھی نافع نہ ہو تو سردی کے اوقات میں مسح کرے فقط بندہ اصغر حسین عفا عنہ

جوتے پہنکر مسجد میں جانا مکروہ ہے

سوال ۲۸۷ امام صاحب جبتک مصلیٰ کے قریب نہ پہنچ جائیں وہ اپنے پیروں سے چپل نہیں اتارتے اُنکے اس فعل میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟

الجواب اگر چپل پاک ہوں تو ایسا کرنا ناجائز تو نہیں لیکن ہمارے عرف ورواج میں جوتے پہنکر کسی جگہ میں داخل ہونا احترام کے خلاف ہے اس لئے اس کا بھی ترک اولیٰ ہے آیت قرآنیہ فاخلع نعلیک سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مواضع ادب میں جوتے پہنکر جانا خلاف تعظیم ہے قال فی العالمگیریۃ من کتاب الکراھیۃ ص١٩٦ ج۴ دخول المسجد متنعلاً مکروہ کذا فی السراجیہ فقط محمد شفیع غفرلہ

اسکول میں مسلمان لڑکوں کا ہندو لڑکوں کی ساتھ اُن کی مخصوص دعا میں شریک ہونا جائز نہیں۔

سوال ۲۸۸ اہل ہنود کے انگریزی مدارس میں مسلمان طلباء تعلیم پاتے ہیں ان مدارس میں یہ قاعدہ ہے کہ روز مرّہ اسباق سے پہلے تمام طالب علم ومعلم ایک صف میں کھڑے ہو کر خدا کی تعریف کرتے ہیں اور کچھ ہندی زبان کے کلمات بھی پڑھتے ہیں ایک مقامی مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر نے یہ حکم دیا ہے کہ ہندو لڑکوں کی ساتھ مسلمان لڑکے بھی اس پرارتھنا میں جوتے اتار کر شریک ہوا کریں یعنی مسلم طلباء سے اپنی تقلید کرنے کیلئے کہا گیا ہے بصورت عدول حکمی کچھ سزا تجویز کیگئی ہے آیا مندرجہ بالا حکم کے متعلق شرعی حکم کیا ہے اہل ہنود کی تقلید کرنا شرع ہے یا نہیں؟

الجواب مسلمان لڑکوں کو اس پرارتھنا میں شریک ہونا ہرگز جائز نہیں اگرچہ ہندی کلمات بھی ہوں اور اگرچہ دعا میں کوئی چیز اسلامی عقائد کے خلاف بھی نہ ہو کیونکہ تعلیمات اسلامیہ کا ایک اہم جزو یہ بھی ہے کہ اپنی وضع قطع اور طرز معاشرت میں اور بالخصوص عبادات

میں دوسری قوموں سے اپنا امتیاز مذہبی قائم رکھیں اور اسکو خلاف کرینکی شریعت میں ممانعت ہے اذان کی ابتدا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہو بعض لوگوں نے بجائے اذان کے ناقوس بجاکر مسلمانوں کو وقت نماز کی اطلاع کرنا تجویز کیا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اسی لئے اس تجویز کو رد فرمادیا کہ یہ دوسری قوموں کا شعار اور طرز عبادت ہے آفتاب کے طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت اسلام نے اسی لئے کی ہے کہ اس وقت آفتاب پرست لوگ عبادت کرتے ہیں کسی مسلمان سے حالانکہ یہ احتمال بھی نہ تھا کہ وہ آفتاب کی عبادت کریگا لیکن آفتاب پرستوں کی ظاہری شرکت بھی اسلام نے پسند نہیں کی اور اسی مضمون کو قرآن کریم نے اس طرح بیان فرمادیا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار اور درحقیقت امتیاز مذہبی اور قومی شعار کا قائم رکھنا ایک عقلی قانون ہے جو ہزاروں حکمتوں پر مبنی ہے اور اسی لئے اکثر عقلاء دنیا اسکے پابند ہیں آج یوروپین اقوام اپنے کو آزاد کہتے ہیں لیکن اپنے قومی شعار کی ایسی پابند ہیں کہ شاید کوئی ایشیائی بھی ایسا پابند نہیں کسی یوروپین کو آپ کبھی ہندوستانی لباس و وضع میں نہیں دیکھتے اسی طرح ہماری ہموطن دوسری قومیں ہنود وغیرہ بھی اسکی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا جاتا کہ وہ ترکی ٹوپی وغیرہ کا استعمال کرتے ہوں یا مسجدوں میں یا اسلامی مذہبی جماعتوں میں ملکر دعاء وعبادت بجالاتے ہوں مسلمان جو اس سلسلہ میں آگے ہیں اُن کو کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ مذہبی شعار و عبادات میں دوسری قوموں کے ساتھ شریک ہوکر اپنا امتیازی حق کھو بیٹھیں۔ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی ممانعت فرمائی ہے ارشاد ہے من کثر سواد قوم فہو منہم الی غیر ذلک من الاحادیث الواردۃ فی الباب۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

سوال ۲۷۲ شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد یزید کتنے سال زندہ رہا؟

یزید کی ہلاکت کس سنہ میں ہوئی

الجواب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جس سال شہید کئے گئے اسی سال میں یزید بھی مارا گیا قال السیوطی فی تاریخ الخلفاء واھلک اللہ یزید فی نصف شہر ربیع الاول من ہذا العام تاریخ الخلفاء مصری ص ۱۰۸ ج ۱ فقط۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

سوال ۲۷۳ عرق شجر تاد جبتکہ سکر نہ پیدا کرے پینا درست ہے یا نہیں؟

تاڑی بننے اور نشہ پیدا ہونے سے پہلے عرق درخت کا پینا جائز ہے

الجواب۔ تاڑی بننے اور سکر پیدا ہونے سے پہلے جس کو عرف میں میٹھا کہتے ہیں اس کا پینا جائز ہے اور جب تاڑی بنجائے اور اسمیں نشہ پیدا ہو جائے تو پھر ایک قطرہ بھی حرام ہے حدیث میں ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر۔ رواہ ابوداؤد من ام سلمۃ وقال محمد والثابتۃ کل ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام من ای نوع کان کذا فی العینی شرح الکنز فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

سوال ۲۷۴ ایک مسجد کے لئے کوئی وقف نہیں چندہ پر اس کا مدار ہے اس چندہ سے امام ومؤذن کی تنخواہ اور خوراک دینا جائز ہے یا نہیں؟

چندہ مسجد سے کیا کیا خرچ جائز ہیں کیا ناجائز

(۲) اگر کوئی جلسہ ہو تو اس چندہ سے اس میں پان وغیرہ منگانا اور خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر خط وکتابت کی ضرورت ہو تو اس میں خرچ کرنا چندہ کا پیسہ جائز ہے یا نہیں -؟

الجواب جو چندہ لوگ مصارف مسجد کے لئے دیتے ہیں اُن میں سے مؤذن اور امام کی تنخواہ دینا جائز ہے کذافی الاشباہ والنظائر ۱

(۲) جلسہ کے لئے پان وغیرہ کا خرچ اس میں جائز نہیں کیونکہ اہل چندہ نے اس کام کیلئے چندہ نہیں دیا

(۳) مسجد کے ضروری کاروبار کے لئے خط وکتابت کا خرچ ہو وہ بھی اس چندہ سے دینا جائز ہے فقط

متولی مسجد کے بعض اختیارات | سوال نمبر ۲۷ غلام محی الدین نے ایک مسجد نگینہ بازار کلاں میں اپنی لاگت سے تعمیر کرائی اور ایک دوسرے شخص غلام محی الدین کو اس کا مہتمم بنادیا۔ وہ تمام آمدنی مسجد کی دوکانات کی اپنے صرف میں لاتا رہا ان کے انتقال پر شاہ عبدالرزاق قابض ہوگیا اور تمام زندگی دوکانات مسجد کی آمدنی اپنے صرف میں لاتا رہا ان کے انتقال کے بعد اُنکا لڑکا احمد علی قابض ہوگیا چند مسلمانان نگینہ نے اس بناء پر مقدمہ بازی کی کہ مسجد میں اُس کے پاس مستورات تعویذ گنڈہ کو آتی ہیں اور اس کے حرکات ناگفتہ بہ ہیں لہذا اسکو مسجد سے بے دخل کردیا جائے لیکن عدالت ہائی کورٹ نے احمد علی مذکور کو بدستور سابق قابض ومتصرف مانا اور انھیں دکانات کی آمدنی سے بسر اوقات کرتا رہا احمد علی مذکور نے اپنے انتقال پر دو لڑکے نابالغ اور ایک لڑکی نابالغ اور ایک بیوہ وارث چھوڑے چند مسلمانان نے ایک کمیٹی قائم کی جس میں چار ممبر مقرر ہوئے اور دوکانات مذکورہ کے کرایہ داران نے بیوہ سے یہ کہلایا اور کرایا کہ ہم تیری امداد کرتے رہیں گے اور مبلغ دس روپیہ ماہوار خرچ تجھ کو اور تیرے بچوں کو دیتے رہیں گے احمد علی کی بیوہ نے اُن کے کہنے پر اعتماد کرکے اس بات کو مان لیا چنانچہ ممبراُس کو آمدنی کرایہ دوکانات سے تقریباً ڈھائی سال تک دس روپیہ ماہوار دیتے رہے بعد ازاں یہ تنخواہ دینی بند کردی تو جن ممبران نے یہ تنخواہ بند کی ہے وہ اس کے معاوضہ دار ہیں یا نہیں -؟

الجواب اگر وہ جائداد اور دکانیں متعلقہ مسجد سب مسجد ہی کے لئے وقف ہیں اُن میں واقف نے کسی دوسری جگہ صرف کرنے کی کوئی شرط نہیں لگائی تو اس کا کوئی پیسہ مصالح مسجد کے سوا کسی کام میں خرچ کرنا جائز نہیں اس وقت تک جو مہتمم اول اور پھر ان کی اولاد شاہ عبدالرزاق اور احمد علی وغیرہ نے اس کی آمدنی اپنے اوپر صرف کی یہ ناجائز وحرام تھی ان کے ورثاء نابالغان اور بیوہ نے اس آمدنی حرام سے دست برداری دیدی اس کا اجر وثواب انشاء اللہ تعالیٰ ان کو قیامت میں ملے گا لیکن اس کے عوض میں مسجد سے دس روپیہ ماہوار انکو دینا جائز نہیں اور جن ممبران نے تنخواہ دینی بند کی ہے ٹھیک کیا وہ شرعاً اسکے ذمہ دار نہیں کہ عورت کو دس روپیہ ماہوار دیں لیکن چونکہ اس سے وعدہ کیا گیا تھا اس لئے بہتر یہ ہے کہ جداگانہ کوشش کرکے خاص اس کام کے لئے چندہ کرکے اس بیوہ کی کچھ خدمت کردی جائے یا اگر اسکے لڑکے اس قابل ہوں کہ مسجد کی کوئی خدمت کرسکیں تو خدمت کے صلہ میں اُن کو وظیفہ مسجد سے بھی دیا جاسکتا ہے تاکہ خلاف

دعلاء نہ ہو جس پر حدیث میں وعید آئی ہے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

تنہا پاجامہ پہنکر نماز مکروہ ہے

سوال ۲۷۶ بغیر کرتہ کے صرف پاجامہ یا تہبند سے نماز کیسی ہوگی؟

الجواب بغیر کرتہ کے صرف پاجامہ یا تہبند کے ساتھ نماز مکروہ ہے کذافی شرح المنیہ۔

تنہا بنیان ونیم آستین صدری کے ساتھ بھی نماز مکروہ ہے

سوال ۲۷۷ بنیان یا نیم آستین صدری سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟
(۲) رومال سے پیٹ یا پیٹھ چھپا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب۔ بنیان یا نیم آستین بلکہ پوری آستین کی بھی صدری پہنکر نماز پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح رومال وغیرہ سے پیٹ اور پیٹھ چھپا کر پڑھنا بھی مکروہ ہے کما فی عامۃ کتب الفقہ وتکرہ الصلوۃ فی ثیاب البذلۃ البتہ اگر کسی کے پاس دوسرا کپڑا موجود نہ ہو تو بلا کراہت نماز درست ہے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ!

بجائے مسواک کے برش استعمال کرنا

سوال ۲۷۸ جو شخص بلا عذر بجائے مسواک کے بالوں کا برش استعمال کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب مسواک کے بارہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو صورت علی المواظبۃ ثابت ہے وہ تو یہی ہے کہ لکڑی سے مسواک کی جائے اور لکڑیوں میں بھی پیلو درخت کی لکڑی زیادہ پسندیدہ ہے لیکن اگر لکڑی کی مسواک اتفاقاً موجود نہ ہو تو انگلی سے یا موٹے کپڑے وغیرہ سے دانت صاف کرلینا مسواک کے قائم مقام ہوسکتا ہے قال فی الہدایہ وعند فقدہ یعالج بالاصبع اس سے ظاہر ہوا کہ برش کا اصل حکم بھی یہی ہے کہ اگر اتفاقاً مسواک موجود نہ ہو تو اُس کا استعمال قائم مقام مسواک کے ہو جائیگا لیکن بطور فیشن اس کی عادت ڈال لینا مناسب نہیں اور نہ بلا ضرورت وہ مسواک کا قائم مقام ہوتا ہے بالخصوص آجکل جو برش عموماً اس کام کے لئے آتے ہیں اُن میں خنزیر کے بالوں کا احتمال قوی ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ برش کے استعمال سے احتراز کیا جائے کہیں مسواک ہاتھ نہ آئے تو انگلی وغیرہ سے صاف کر لینے پر اکتفا کریں فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ!

سونے کے دانت بنوانا جائز ہیں

سوال ۲۷۹ کیا مرد سونے چاندی کے دانت بنوا سکتا ہے اگر جائز ہے تو اس کی علت کیا ہے؟

الجواب عوام کے لئے مسائل کی علت فقہاء کا فتویٰ ہے اصل قرآن وحدیث یا قیاس کے دلائل پیش کرنے میں یہ اندیشہ ہے کہ وہ دوسرے احکام میں انہیں علتوں سے اجتہاد کرنے لگیں جسکی نہ اُن میں اہلیت ہے اور نہ شرعی اجازت اس لئے صرف نقل فتویٰ پر اکتفا کیا جاتا ہے اسی کو علت سمجھنا چاہیئے مسئلہ کے متعلق عالمگیری کتاب الکراہیۃ باب عاشر صفحہ ۲۱۲ ج ۴ کشوری میں ہے قال محمد لا یشد ھا بالذہب۔ ایضاً وہو روایۃ عن الامام ابی حنیفۃ ذکرہ الحاکم فی المنتقی وافتی فی خلاصۃ الفتاوی بجواز اتخاذ السن من

الذہب فقط کتبہ محمد شفیع غفرلہ

سونے چاندی کے بٹن استعمال کرنا جائز ہیں

سوال ۲۸۰ کیا مرد کو سونے چاندی کے بٹن قمیص اور شیروانی وغیرہ میں لگانا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو علت تخصیص کیا ہے؟

الجواب اس مسئلہ کی تصریح درمختار کتاب الحظر والاباحۃ میں اس طرح ہے ولا باس بازرار الذہب والفضۃ فقط محمد شفیع غفرلہ

محض سرکاری کاغذات میں کسی کا نام درج ہو جانے سے اس کی ملک شرعاً ثابت نہیں ہوتی

سوال ۲۸۱ زید نے کسی وجہ سے اپنے روپیہ سے اپنی بیوی کے نام اپنی سکونت کے لئے ایک مکان خام دو سو روپیہ میں خرید کر اُس کو اپنے روپیہ سے پختہ تعمیر کرایا عرصہ تین سال چار ماہ کا ہوا کہ بیوی کا انتقال ہوگیا اس مکان میں اُس کے لڑکے لڑکیاں و شوہر رہتے ہیں ایسی صورت میں وہ مکان ملک زید رہے گا یا بیوی کا ترکہ متصور ہو کر اس کے وارثان کو تقسیم ہوگا؟

الجواب اگر فی الواقع زید نے یہ مکان اپنی زوجہ کی ملک نہ کیا تھا بلکہ کسی مصلحت سے کاغذات سرکاری میں اس کا نام لکھوا دیا تھا تو یہ مکان زوجہ کی ملک نہیں ہوا اور بعد اس کی وفات کے اس کے وارثوں کا اس میں حق نہ ہوگا بلکہ بدستور زید کی ملک میں رہے گا کاغذات سرکاری میں کسی کا نام درج ہو جانے سے شرعاً اس کی ملک ثابت نہیں ہوتی جبتک کہ مالک اپنی رضا سے اس کو مالک نہ بنائے اور قبضہ نہ کرائے وہذا کلہ ظاہر من عامۃ کتب الفقہ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

نکاح خوانی کی اجرت بطرز متعارف ناجائز ہے کسی کا حق نہیں

سوال ۲۸۲ معاوضہ نکاح خوانی حق نکاح خوانی ہے یا حق زمینداری یا محلہ کی مسجد کے امام کا حق ہے یا زمینداران جس کو دلادے اسکا حق ہے

الجواب شرعاً کسی کا حق نہیں بلکہ معاوضہ نکاح خوانی متعارفہ کا لینا بھی جائز نہیں کیونکہ یہ یا تو جبر فی التبرع ہے اور یا اجارہ فاسدہ اور دونوں ممنوع ہیں مسائل اربعین میں حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب دہلوی رحمۃ اللہ نے خزانۃ الروایات سے اس کے متعلق عبارت ذیل نقل کی ہے ومحاسنۃ القضاۃ فی دار الاسلام ظلم صریح وہو ان یاخذوا من الانکحۃ شیئاً ثم یجیزون اولیاء الزوج والزوجۃ بالمنا-کحۃ فانہم مالم یرضوا الشئی من اولیائہما لم یجیزوا بذالک فانہ حرام للقاضی والمناکح انتہی البتہ بشرائط ذیل نکاح خوانی کی اجرت لینا جائز ہے اور وہ نکاح پڑھنے والے کا حق ہوگا خواہ وہ کوئی شخص ہو قاضی نکاح ہو یا کوئی اور شرائط یہ ہیں (۱) نکاح پڑھنے کے لئے کسی کی خصوصیت نہ سمجھی جائے جس کا جس کو جی چاہے بلائے (۲) جس اجرت پر چاہیں جانبین رضامند ہو جائیں (۳) کوئی شخص اپنے کو اس کا مستحق خاص نہ سمجھے (۴) اگر اتفاق سے کوئی دوسرا شخص یہی کام کرنے لگے تو اس کو طبعاً ناگوار نہ ہو وامثال ذلک من شرائط الاجارۃ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دیدی تو تینوں طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں اس پر اجماع امت اور غیر کے دلائل کا رد

سوال ۳۸۲ زید نے اپنی زوجہ ہندہ کے پاس کسی غیر شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھکر بخیال شبہ ارتکاب قصور زوجہ غصہ کی حالت میں تین طلاقیں دیدی بعد ازاں قصور زوجہ ثابت نہیں ہوا تو زید رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر رجوع کر سکتا ہے تو کس صورت سے؟

مولوی صاحب ساکن اجمیری دروازہ دہلی مالک مطبع اخبار محمدی نہایت شدومد سے بہ دلائل قرآن وحدیث وصحابۂ کرام کا عمل وفتوی اور بعض علمائے حنفیہ کے حوالہ سے اپنے اخبار کے تین تاریخوں کے پرچہ میں خوب مفصل لکھتے ہیں کہ ایک جلسہ میں تین طلاقیں دینا وہ ایک ہی طلاق شمار کی جاتی ہے جس سے رجوع کر سکتا ہے آیا یہ دلائل مندرجہ اخبار صحیح ہیں یا نہیں؟

الجواب مطلقہ ثلثہ کا جو حکم اخبار محمدی نے لکھا ہے بالکل غلط اور اجماع امت کے خلاف ہے تمام ائمہ دین جن کی عمریں قرآن وحدیث ہی کے سمجھنے اور سمجھانے اور پڑھنے اور پڑھانے میں گذر گئی سب اس پر متفق ہیں کہ ایک ہی مرتبہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو تین طلاقیں دے تو اگرچہ اسطرح طلاق دینے سے گنہگار ہوا لیکن طلاقیں تینوں پڑجائیں گی۔

امام مالک رح جو حدیث نبوی کے سب سے پہلے مصنف اور سب سے بڑے محدث اور استاذ المحدثین ہیں اور امام احمد ابن حنبل جن کی تصانیف حدیث کتب حدیث کی روح ہیں، امام شافعی رح اور امام اعظم ابو حنیفہ رح جو حدیث وفقہ کے مشہور امام ہیں اوزاعی اور نخعی اور سفیان ثوری سب کے سب اس پر متفق ہیں کہ تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں اس کے خلاف جس کسی نے کہا ہے وہ بالکل شاذ وقول مردود ومخالف اہل سنت والجماعت کے ہے روافض وغیرہ نے اس کو لیا ہے کذا قالہ العینی فی شرح الصحیح البخاری صفحہ ۵۳۷ ج ۹ اور صرف اتنی بات سن لینے کے بعد غالباً کسی مسلمان کو اس حماقت کی گنجائش نہیں رہتی کہ ان سب حضرات محدثین وائمۂ حدیث وفقہ کو حدیث رسول سے ناواقف قرار دے اور آج تیرہ سو برس کے بعد تمام امت کے خلاف ایک نئی شریعت امت کے سامنے پیش کرے۔

واقعہ یہ ہے کہ جن روایات کو اخبار محمدی نے اپنے مقصد کے ثبوت میں نقل کیا ہے یا منسوخ ہیں یا مؤول اور ان کے منسوخ ہونے پر خود حضرت عبداللہ بن عباس جو راوی حدیث ہیں شہادت دیتے ہیں کما اخرج ابوداؤد عن ابن عباس رض فی حدیث طویل۔ وذلک ان الرجل کان اذا طلق امرأتہ فہو احق برجعتہا وان طلقہا ثلاثا فنسخ ذلک فقال الطلاق مرتان الایۃ ابوداؤد نے جو اس حدیث کے لئے باب منعقد کیا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابوداؤد کے نزدیک منسوخ ہونا ہی ہے کیونکہ ان کا ترجمۃ الباب یہ ہے باب فی نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات الثلث، اور یہی وجہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رض نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کے فسخ کا عام طور پر اعلان فرمایا اور ہزارہا صحابۂ کرام کی جماعت میں سے کسی ایک نے بھی

اس پر انکار نہ فرمایا بلکہ سب نے تسلیم کر کے اس پر انعقاد اجماع کی حجت قائم کر دی۔ یہ واقعہ حضرت فاروق اعظم کے اعلان کا طحاوی نے معانی الآثار میں سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے اب یہ جرأت و جسارت کہ حضرت فاروق جیسے جلیل القدر صحابی بلکہ جمہور صحابہ کرام کو اور پھر تمام اُمّت و ائمہ مجتہدین کو غلطی پر سمجھے اور آج ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد اخبار محمدی پر بذریعۂ وحی حق واضح ہو یہ فقط اخبار محمدی ہی کا حصّہ ہے الحمدللہ کوئی مسلمان اب بھی اس کو تسلیم نہیں کر سکتا ہزار ہا صحابہ کرام اور کروڑوں علمائے امت اور تمام ائمہ مجتہدین نے اگر قرآن و حدیث کو معاذ اللہ نہیں سمجھا تو پھر کیا اخبار محمدی ترجمہ مشکوٰۃ دیکھ کر دین کی حقیقت کو سمجھے گا ؎

سرّ خدا کہ عارف و زاہد کسے نہ گفت + در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید ؎

معاذ اللہ یہ تو تلعب بالدین ہے۔ اس بحث کی مفصل تحقیق حنفیہ کی کتب مطولہ میں نہایت وضاحت سے درج ہے جس میں اخبار احمدی کی ایک ایک دلیل کا شافی جواب مذکور ہے اس وقت۔ اتنا ہی عرض کر دینا مسلمان کے لئے کافی سے زائد ہے واللہ الہادی وہو الموفق فقط۔

کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

شوہر نفقہ دینے سے انکار کرے تو حاکم مسلم نکاح فسخ کر سکتا ہے

سوال ۲۸۳ مسماۃ بھوری کو اُس کا شوہر نہ نان نفقہ دیتا ہے نہ اُسکو آباد کرتا ہے بھوری کے باپ نے ہر طرح کوشش کی کہ بھوری کا شوہر یا خسر اسکو لیجاویں مگر وہ بالکل انکار کرتے ہیں اور اب شوہر کا کچھ پتہ نہیں گم ہے اب مسماۃ بھوری۔ دوسرا عقد کس طرح کر سکتی ہے؟

الجواب صورت مذکورہ میں مسماۃ بھوری اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے اور صورت اُس کی یہ ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں یا دیندار مسلمانوں کی ایک مقتدر جماعت کی پنچائت کر کے اُسمیں اپنا معاملہ پیش کرے حاکم اور سرپنچ کو شرعاً اختیار ہے کہ وہ اسکے شوہر شریف کو طلب کرے اگر وہ آجائے تو اُس سے کہے کہ اپنی بیوی کے حقوق نان نفقہ وغیرہ ادا کرو۔ ورنہ نکاح فسخ کر دیا جائیگا اگر وہ انکار کرے یا حاضر نہ ہو دونوں صورتوں میں حاکم یا سرپنچ کو شرعاً اختیار ہے کہ تفریق کا حکم دیدے اور یہی حکم شرعاً طلاق کا قائم مقام ہو جائے گا حکم کی تاریخ سے تین حیض عدت کے گذار کر مسماۃ کو اختیار ہو گا کہ دوسری جگہ نکاح کرے وہذا فی الاصل مذہب مالک فی المفقود ومثلہ فی الاباء عن النفقۃ واعسار الزوج وہہنا قد اجتمع امران کونہ مفقودا ومعسرا وابیا عن النفقۃ وفی احدہما یفسخ النکاح ففی الاثنین اولی فہذا فی الاصل مذہب الامام مالک افتی بہا علمائنا الحنفیۃ لشدۃ الضرورۃ الیہ فی بلادنا وقد صرح الشامی بما یقارب ماذکرنا فی باب النفقۃ وکتاب المفقود الا انہ لم یذکر حکم دار الحرب وھو ما ذکرنا فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ ؟

بینک کے سود کا حکم | سوال ۲۸۵ بینک میں جو روپیہ رکھا جاتا ہے اُس کا سود لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں تو خیراتی کام میں صرف کرنا بھی جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب ہندوستان کو دارالحرب تسلیم کرتے ہوئے انگریزی بینک سے سود لینے میں ائمہ کا اختلاف ہے امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رح جائز فرماتے ہیں اور جمہور ائمہ اور علمائے امت امام مالک امام شافعی امام احمد اور جمہور صحابہ وتابعین حرام فرماتے ہیں اور بہر نصوص قرآن و حدیث کو دیکھا جاتا ہے تو باطلاق سود کو سخت ترین حرام قرار دیتی ہیں اور کوئی استثناء و تخصیص اس میں مذکور نہیں اور ادھر سود خواروں پر وعیدیں اس قدر شدید ہیں کہ سنکر پتہ پانی ہوتا ہے حدیث میں ہے کہ سود کھانے کے بہت سے گناہ ہیں جن میں سے ادنیٰ گناہ کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے زنا کرے (مشکوٰۃ باب الربوٰ) نیز ارشاد ہے کہ جو ایک درہم سود سے حاصل کیا جائے وہ چھتیس زنا سے زیادہ بدتر ہے (مشکوٰۃ) ان وعیدوں اور انکے اطلاق کو دیکھتے ہوئے احتیاط اس میں ہے کہ جمہور علمائے امت کے قول پر عمل کیا جاوے جو درا صل امام صاحب کے قول پر بھی عمل ہے کیونکہ ان کے نزدیک اگر جائز بھی ہے تو واجب تو نہیں اس لئے فتویٰ یہی ہے کہ بینک کا سود لینا بھی ناجائز ہے اگر زیادہ تفصیل دیکھنا ہو تو رسالہ تحذیر الاخوان اور رفع الضنک عن منافع البنک ملاحظہ فرمائیں۔ فقط واللہ

ماہ صفر کے روزہ کا حکم | سوال ۲۸۶ ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ بلاد ہند میں مشہور ہا یں طور ہے کہ اس دن خصوصیت سے نفلی روزہ رکھا جاتا ہے اور شام کو چوری یا حلوا پکاکر کھایا جاتا ہے عوام اس کو چوری روزہ یا بیر کا روزہ کہتے ہیں شرعاً اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں۔؟

الجواب بالکل غلط اور بے اصل ہے اُس کو خاص طور سے رکھنا اور ثواب خاص کا عقیدہ رکھنا بدعت وناجائز ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابۂ کرام سے کسی ایک ضعیف حدیث میں اس کا ثبوت بالالتزام مروی نہیں اور یہی دلیل ہے اس کے بطلان وفساد اور بدعت ہونے کی کیونکہ کوئی عبادت ایسی نہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو تعلیم کرنے سے بخل کیا ہو اور ایسی۔ لئے یہ بھی فرمادیا کل من احدث فی امرنا فہو رد۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

متفرق مسائل نکاح وطلاق | سوال ۲۸۷ زن مومنہ نمازی ایک شرابی، زانی مسلم بلکہ جو ہر افعال شنیعہ کا مرتکب ہو اس کی بیوی بننے کی مستحق ہے یا نہیں۔؟ (۲) اگر والدین نے زن موصوف کو بلاتحقیق ایک ایسے شخص کے عقد میں دیدی جو ہر بُرے افعال کا مرتکب ہو تو وہ اس کی بیوی رہے گی یا نہیں؟ (۳) زید بحالت عتاب زبیدہ کے سر کے بال کاٹتے ہوئے اپنے گھر سے نکالدے یا میکہ پہنچادے اور کہے کہ تم اپنی دوسری شادی کرلو ہم سے تم سے کوئی واسطہ اور سروکار نہیں۔ کیا زبیدہ زید پر حلال ہے یا نہیں (۴) زید نے زبیدہ کو یہ الفاظ بھی کہے کہ تم ہماری نگاہوں سے دور ہو جاؤ اپنے میکہ چلی جاؤ آج سے تو

تم میری بیوی نہیں تمہارا شوہر تو زبیدہ زید کی زوجیت سے باہر ہوئی یا نہیں؟ (۵) زید زبیدہ کو یہ کہے کہ میں تمہاری ماں سے لواطت کروں گا اور تمہاری بہن سے بھی زنا کروں گا آیا زبیدہ زید کی زوجہ حقیقی معنے میں رہی یا نہیں۔؟ (۶) زید اگر یہ اقرار کرے کہ جتنے دنوں بھی زبیدہ کو رکھا ایک بازاری عورت سمجھتے ہوئے رکھا اور پھر بھی رکھیں گے تو اسی نیت سے رکھیں گے اور میں کسی کے کہنے سے افعال شنیعہ سے باز نہیں آؤں گا اگر زبیدہ کو منظور ہے میرا ساتھ دے ورنہ دوسرا عقد کرلے اس صورت میں زبیدہ کا عقد برقرار رہا یا نہیں۔؟ (۷) اگر زید اس امر کا اظہار کرے کہ زبیدہ نے میکہ جاکر اپنے سوتیلے باپ سے ناجائز تعلق پیدا کرلی لہذا وہ ہمارے لائق نہ رہی ہماری جانب سے اس پر طلاق ہو گئی نہ وہ میری بیوی رہی نہ میں اس کا شوہر کیا یہ الفاظ معنے طلاق رکھتے ہیں یا نہیں۔؟ (۸) زبیدہ عرصہ ڈیڑھ سال سے میکہ میں ہے جس کے کفیل والدین ہیں اس عرصہ میں زید نے یا اس کے والدین نے زبیدہ کے نان نفقہ کی خبر نہیں لی۔ فقط

الجواب اگر بوقت نکاح عورت اور اس کے اولیاء نے ایسے فاسق شخص سے نکاح کردیا ہے خواہ سہواً ہی کیا ہو یعنی اُس کا حال معلوم نہ تھا اسلئے نکاح کردیا تو یہ نکاح صحیح اور لازم ہو گیا اب نہ عورت کو اختیار فسخ ہے نہ اُس کے اولیاء کو۔ البتہ اگر عورت یا اس کے اولیاء نے منگنی یا نکاح کے وقت یہ شرط لگائی تھی کہ خاوند فاسق و بدمعاش نہ ہو یا فریق ثانی نے دھوکہ دیکر یہ ظاہر کیا کہ وہ فاسق نہیں پھر معلوم ہوا کہ فاسق ہے تو زوجہ اور اُسکے اولیاء کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہے۔ قال فی الدر المختار ولو زوجوها برضاها ولم يعلموا بعدم الكفاءة ثم علموا لاخيار لاحد الا اذا شرطوا الكفاءة او اخبرهم بها وقت العقد فزوجوها على ذلك ثم ظهر انه غير كفو لها كان لهم الخيار والخيه فليحفظ شامی ص۲۷۵ ج ۲ (۲) نمبر اول میں اسکا جواب آچکا۔ (۳) یہ الفاظ کہ تم دوسری شادی کرلو کنایہ طلاق کی قسم ثالث ہے جس کو اگر حالتِ غصہ میں یا مذاکرہ طلاق کے وقت کہے تو ایک طلاق بائنہ پڑجاتی ہے صورت مسئولہ میں بھی چونکہ غصہ میں کہا گیا ہے لہذا ایک طلاق بائنہ واقع ہو گئی (۴) یہ الفاظ کنایہ طلاق کی قسم دوم ہے جس سے بغیر نیت طلاق یا مذاکرہ طلاق کے طلاق واقع نہیں ہوتی لیکن اگر الفاظ مذکورہ حالتِ غصہ میں کہہ دیا ہے تو وہ طلاق کے لئے کافی ہیں (۵) ان لفظوں سے کوئی طلاق وغیرہ نہیں پڑتی (۶) ان لفظوں کا بھی وہی حکم ہے جو ۳ میں مذکور ہوا (۷) یہ الفاظ صریح طلاق کے ہیں اگر واقع میں یہ لفظ کہے ہیں تو ایک طلاق ان لفظوں سے پڑگئی خواہ نیت طلاق ہو یا نہ ہو۔ (۸) الفاظ مذکورہ نمبر ۳ اگر کہے ہیں تو طلاق پڑگئی لہذا اب نان نفقہ کا قصہ نہ رہا (نوٹ) اگر زید نے یہ الفاظ جو ۳ اور ۴ اور ۷ مذکور ہوئے مختلف اوقات میں علیحدہ علیحدہ کہے ہیں تو تین طلاقیں پڑجانے کا بھی احتمال ہے لیکن اس کا صحیح جواب جب ہو سکتا ہے جب ترتیب بتلائی جاوے کہ پہلے کونسے لفظ کہے اور پھر کونسے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

عاقلہ بالغہ جو خود نکاح کرے وہ معتبر ہے البتہ ولی اُس کو خاص صورتوں میں فسخ کرسکتا ہے

سوال ۲۸۸ دختر نظام الدین نے خود جس کی عمر بیس سترہ برس سال تھی ہے اپنا نکاح ایک شخص سے کر لیا اس کے بعد لڑکی کے والد نظام الدین نے جبراً نکاح لڑکی مذکورہ کا دوسری جگہ کر دیا یہ پہلا نکاح صحیح ہوگا یا دوسرا؟

الجواب: جب کہ لڑکی عاقلہ بالغہ ہے تو دوسرا نکاح جو والد نے جبراً کیا ہے قطعاً باطل ہے کیونکہ بالغہ عاقلہ کا نکاح جبراً کرنے کا کسی کو اختیار نہیں کذا فی الہدایہ وغیرہا۔ اور پہلا نکاح جو لڑکی نے خود بلا اجازت باپ کے کیا ہے وہ اگر اپنے کفو میں مہر مثل کے مطابق کیا ہے تو نافذ و مکمل ہوگیا اب اُسکو کوئی فسخ نہیں کرا سکتا البتہ اگر نکاح اپنے کفو میں نہیں کیا تھا یا مہر مثل سے کم میں کر لیا ہے تو باپ کو اس نکاح کے فسخ کرانے کا شرعاً اختیار رہتا اور وہ بھی اس طرح کہ حاکم مسلمان کے یہاں درخواست دیکر فسخ نکاح کا حکم حاصل کرے لما قال فی الہدایہ و شرط فیہ اقضاء اور پھر بھی دوسری جگہ نکاح کرنے کا کوئی حق بغیر لڑکی کی رضاء کے نہیں فقط محمد شفیع غفرلہ

مسجد کے لئے وصیت

سوال ۲۸۹ ایک عورت نے مرض الموت میں وصیت کی کہ میری موت کے بعد میرے باپ کے مال سے ایک زیور طلائی (دو لڑہ) مسجد پر صرف کرنے کے لئے دیدینا مرحومہ کی فوت ہونے کے بعد زیور طلائی اُسکی والدہ میرے پاس لائی کہ اس کو فروخت کرکے اپنی مسجد پر لگا دو چنانچہ وہ زیور چھیانوے روپیہ میں فروخت کرکے سات سال ہوئے خشت ہائے پختہ مسجد مذکورہ کے لئے خریدی جاچکی ہیں اب مسماۃ کا برادر حقیقی مطالبہ کرتا ہے کہ یہ اینٹیں واپس دو کہ میں دوسری مسجد پر خرچ کرتا ہوں شریعت مطہرہ کا اس بارہ میں کیا حکم ہے؟

الجواب جس نے آپ کو یہ زیور سپرد کیا ہے اگر متوفی نے اُسی کو وصیت کی تھی یعنی آپ کے سپرد کرنے والا میت کا وصی ہے یا اس کا وکیل تب تو میت کے بھائی کا مطالبہ ناجائز ہے اینٹیں اسی مسجد کی ہو چکی اور اگر متوفی کا بھائی ہی وصی اس کا تھا اور والدہ نے بلا اجازت اس کے آپ کے سپرد کر دیا تو اس کو حق ہے کہ یہاں سے لیکر دوسری مسجد میں دیدے لیکن اس کے لئے بھی ایسا کرنا مناسب نہیں اور یہ سب اس وقت ہے جب کہ میت نے خود کوئی مسجد متعین نہ کی ہو اور اگر متوفی نے کسی خاص مسجد کو مقرر کر دیا ہو تو پھر اُسی مسجد میں دینا ضروری ہے والدہ کو اور نہ بھائی کو اس کے خلاف کرنے کا حق نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ؟

ادھار کی وجہ سے قیمت بڑھانا جائز ہے یا نہیں اس کی مکمل تحقیق

سوال ۲۹۰ فتویٰ نمبر ۲۸ جو ماہ محرم میں شائع ہو چکا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ ادھار کی وجہ سے قیمت بڑھانا جائز ہے یا نہیں اس پر قاضی خاں کی عبارت مندرجہ جواب نقل کرکے مکرر استفسار کیا گیا اس کا جواب یہ ہے

الجواب قاضی خاں کی عبارت (لایجوز بیع الحنطۃ بثمن النسیئۃ اقل من سعر البلد فانہ فاسد واخذ ثمنہ حرام ایضاً فی الایضاح ان البیع الحنطۃ بنقصان حکم البلدۃ فہو فاسد وان اخذ الثمن بعد مضی المدۃ فہو حرام لان الثمن متفاضل بالحکم وھو الربوا) مندرجہ فتاویٰ مولانا عبدالحی رح صـ ۹۹ ج ۲ دیکھی اس کا ایک جواب تو خود اسی فتاویٰ میں صـ ۱ پر درج ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت (قال محمدؒ فی کتاب الحج قال۔

ابوحنیفہ فی الرجل یکون لہ علی رجل مائۃ دینار الی اجل فاذا حلت قال لہ الذی علیہ الدین بعنی سلعۃ یکون ثمنہا مائۃ دینار نقدا بمائۃ وخمسین الی اجل ان ھذا جائز لانہما لم یشترطا شیئا ولم یذکرا امرا یفسد بہ الشراء انتہی، مندرجہ کتاب الحج اس عبارت قاضی خاں کے معارضہ میں پیش کی ہے اور ظاہر ہے کہ بوقت تعارض امام محمد رحمۃ اللہ کی روایت کو ترجیح ہوگی اسی لئے تمام متون وشروح فقہ میں اسی کی تائید کی گئی جن میں سے بہت سی عبارتیں تو فتاویٰ مذکور میں جمع کردی گئی ہیں اور یہی عبارت ہدایہ باب المرابحہ میں ان لفظوں کے ساتھ ہے الاتری ان الاجل یزاد لاجل الاجل۔

اسی طرح تمام شروح ہدایہ وکنز میں واقع ہے لہٰذا اگر معارضہ تسلیم کرلیا جائے تو امام محمد رح اور جمہور حنفیہ کی تصریحات کو ترجیح عبارت قاضی خاں پر متعین ومتیقن ہے لیکن احقر کا خیال یہ ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کہ دراصل دونوں عبارتوں میں کوئی معارضہ نہیں۔ بلکہ عبارت قاضی خاں اس پر محمول ہے کہ اُس وقت یوں کہے کہ اگر نقد خرید و تو یہ قیمت ہوگی اور اُدھار خرید و تو یہ۔ یہ صورت باتفاق ناجائز ہے لما قال فی العالمگیریہ۔

اور عبارت قاضی خاں کے یہ الفاظ ثمن النسیۃ اور افتر ثمنہ بیان مذکور کے لئے مؤید بھی ہیں اور کتاب الحج اور ہدایہ وکنز وغیرہ کی عبارتیں اس پر محمول ہیں کہ صلب عقد میں اس طرح نہ کہا گیا ہو کہ جس سے زیادتی قیمت کا بعوض اجل ہونا متعین ہو جائے کیونکہ اجل وقرض کا عوض باتفاق حرام ہے یہی وجہ ہے کہ صاحب ہدایہ باوجود اس کے کہ باب المرابحہ میں اس کی تصریح کرتے ہیں ازدیاد ثمن لاجل لاجل جائز ہوتا ہے لیکن اوائل کتاب الصلح میں لکھتے ہیں لانہ اعتیاض عن الاجل والاعتیاض عن الاجل حرام ؎

الغرض اگر زیادتی ثمن کے مقابلہ میں صلب عقد کے اندر اجل کا تذکرہ نہ ہو تو زیادتی ثمن خود مبیع کے مقابلہ میں آجائے گی اور اس میں ظاہر ہے کہ کوئی حرج نہیں کہ ایک مبیع کے مقابلہ میں جتنی زیادہ ثمن بھی کوئی طے کرے جائز ہے ہاں اگر اجل کے مقابلہ میں زیادتی ثمن آئے گی تو وہ عوض اجل اور نفع قرض ہوگا جسکو ہدایہ اور عالمگیری نے حرام قرار دیا ہے اور جسکے متعلق حدیث میں ہے کل قرض جو نفعاً فھو ربوا۔ اور قاضی خاں کی عبارت کا بھی یہی محمل ہونا چاہیئے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ ؟

فجر وعصر کے بعد جماعت کا تسبیح دتہلیل پڑھنا مستحب ہے اس کے درمیان دنیوی کلام بلا ضرورت اچھا نہیں

سوال ۲۹۱ بعد نماز عصر وفجر قبل دعا، امام جو تسبیح پڑھتے ہیں مستحب ہے یا سنت ہے تو مؤکدہ یا غیر مؤکدہ (۲) بعد سلام قبل دعا امام ومؤذن ومقتدیوں کا باہم گفتگو کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب سنت ہے مگر غیر مؤکدہ کیونکہ مؤکدہ ہونے کے وجوہ اس میں موجود نہیں (۲) بہتر تو یہ ہے کہ دعا سے فارغ ہوکر کلام کیا جائے تاکہ دوسروں کی تسبیح وتہلیل میں خلل نہ پڑے اور اپنے لئے بھی یہی مناسب ہے کیونکہ فرض نمازوں کے بعد جو دعا کی جاتی ہے اس کی غرض یہی ہے کہ فرضوں

کی ساتھ جو دعاء متصل ہوگی اس کے قبول ہونے کی زیادہ توقع ہے کیونکہ حدیث میں دعاء الصلوٰت وعقیب الصلوٰۃ کی فضیلت آئی ہے اور جب درمیان میں سلسلۂ کلام شروع ہوگیا تو یہ اتصال تام باقی نہ رہا لیکن اگر کوئی ضروری کلام کر بھی لیا جائے تو کوئی گناہ نہیں کیونکہ خود دعاء مانگنا اور تسبیح وتہلیل کرنا ہی کوئی واجب یا سنت مؤکدہ نہیں ہے فقط کتبہ

یارسول اللہ کہنا جائز ہے بشرطیکہ حضور کو حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ نہ ہو

سوال ۲۹۲ خلاصۂ سوال یہ ہے کہ یارسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب اصل یہ ہے کہ یارسول اللہ کہنا نہ قطعًا جائز ہے اور نہ مطلقًا ناجائز بلکہ یہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی شخص اس عقیدہ سے یارسول اللہ کہتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہاں پر موجود ہیں یا فرد میری آواز کو سنیں گے تو یہ جائز نہیں۔ بلکہ ایک نوع شرک ہے اور اگر محض تخیل کے طور پر شاعرانہ وعاشقانہ خطاب کرتا ہے تو جائز ہے جیسے اہل معانی وبلاغت نے بیان کیا ہے کہ بعض اوقات معدوم کو موجود فرض کرکے یا غیر حاضر کو حاضر فرض کرکے خطاب کیا جاتا ہے اور یہ ایک نوع بلاغت ہے جو قرآن کریم میں بھی بکثرت موجود ہ اشعار ونظم میں یہ نوع بلاغت بلا کسی نکیر کے تمام علماء کے نزدیک جائز بلکہ خود اجلہ علماء کا معمول ہے اور اس میں درحقیقت کسی عقیدہ وغیرہ کو دخل نہیں ہوتا بلکہ محبت کے آثار میں سے ہے اسی لئے بعض لوگ کھنڈروں اور دیواروں کو خطاب کرتے ہیں۔ کوئی بلبل وقمری کو خطاب کرتا ہے ؎

تو اے کبوتر بام حرم چہ مے دانی ⁖ ز حال ما کہ جدا از حریم دلداریم۔

باللہ یا ظبیات القاع قلن لنا الیلای منکن ام لیلا من البشر وغیر ذلک۔ ہر زبان میں اس کی نظائر بکثرت ہیں اسی طرح محبانہ شوق میں اگر کوئی بلا عقیدہ حاضر وناظر کے خطاب کرے تو مضائقہ نہیں۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ محض یارسول یارسول اللہ یارسول اللہ کو وظیفہ بنالے اور عبادت سمجھکر اسی لفظ کو رٹتا رہے یہ بدعت ہے اور بے معنی بھی ہے۔ بخلاف یا اللہ کے کہ نفس ذکر اسم ذات عبادت ہے جس صیغہ اور جس صورت سے بھی ہو فقط

گونگے کی طلاق اشارہ سے واقع ہوجاتی ہے

سوال ۲۹۳ نور محمد جو قدرتی گونگا اور بہرا ہے اس کی شادی مسماۃ اختری کے ساتھ حالتِ نابالغی میں ہوئی۔ ڈیڑھ سال ہوا نور محمد نے بوجہ اختلاف باہمی اور ناداری کے عورت کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر نکال دیا اور قفل مکان کا لگادیا جب اس سے طلاق کو کہا گیا تو اس نے تحریر کا اشارہ کرکے کہ کہ جاؤ۔ طلاق دی۔ اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؛

الجواب اگر فی الواقع مذکرۂ طلاق پر اس نے ایسا اشارہ کیا ہے جس سے حاضرین طلاق دینا سمجھے تو طلاق واقع ہوگئی بعد عدت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے اور عدت تین حیض ہیں اور اگر حاملہ ہے تو وضع حمل۔ ویقع طلاق کل زوج الی قولہ او اخرس باشارتہ المعہودۃ فانہا تکون کعبارۃ الناطق استحسانًا در مختار المعہودۃ ای المقرونۃ بتصویت منہ لان العادۃ منہ ذلک فکانت الاشارۃ بیانًا لما اجملہ الاخرس شامی کتاب الطلاق ص ۶۳۲ ج ۲

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

کنوؤں میں ڈالنے کی سرخ دوا کا پانی پاک ہے یا ناپاک

سوال ۲۹۴ مونسپلٹی کی طرف سے جو دوا کنوئیں میں کیڑوں کے

مرض اور صفائی کے لئے ڈالی جاتی ہے اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: بعض حضرات سے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ اس دوا میں کوئی نجاست شامل نہیں ہوتی اگر واقع یہی ہے تو پانی پاک ہے اس کا استعمال جائز ہے البتہ اگر پینا مضر ہو تو پینے میں استعمال نہ کیا جائے باہم اس امر کا فیصلہ قطعی اس وقت ہو سکتا ہے کہ اس دوا کے اجزاء مفردات مع کیفیات ڈاکٹروں سے تحقیق کرکے لکھے جائیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ؎

گانے بجانے سے جو روپیہ حاصل ہو وہ تعمیر مسجد میں نہ لگایا جائے البتہ ایک حیلہ سے لگ سکتا ہے	سوال ۲۹۵ ایک شخص میراثی ہے اور وہ نمازی بھی ہے اور احکام الشرعیہ کا پابند ہے سوائے راگ کے اگر اس کا روپیہ

تعمیر مسجد میں یا متعلقات مسجد میں لگایا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: جو روپیہ گانے بجانے سے حاصل کیا ہے اس کو مسجد کے کسی کام نہ لگایا جائے بلکہ ایسی صورت کی جائے کہ میراثی کسی سے روپیہ قرض لیکر مسجد میں دیدے اور پھر اس قرضہ کو جہاں سے چاہے ادا کردے اب جو روپیہ قرض لیکر مسجد میں دیا ہے اس کا مسجد کی تعمیر اور غسل خانہ وغیرہ ہر چیز میں لگانا جائز ہے کذا فی العالمگیریہ فی باب الضیافتہ من کتاب الکراھتہ؎

موقوفہ مکان کو دوسرے سے بدلنا یا فروخت کرنا جائز نہیں؟	سوال ۲۹۶ میرے دادا مرحوم نے اپنی حیات میں ایک مکان کا سدس حصہ بنام مسجد مستقل طور پر وقف کردیا تھا جس کی آمدنی کرایہ ۵؎ ماہوار

ہے اور مسجد میں صرف ہوتی ہے بقیہ مکان بندہ کی رہائش میں ہے ہر دو مکانات آپس میں ملحق ہیں بندہ کو بوجہ تنگی مکان کے سخت تکلیف گوارہ کرنی پڑتی ہے اگر مکان موقوف اس میں شامل ہو جاوے تو تکلیف مندرجہ سے راحت ہو سکتی ہے اس صورت میں بطور بیع چار آدمی جو قیمت واجب کہدیں تو بیع ہو سکتی ہے یا نہیں یا استبدال کسی دوسرے مکان سے جو مسجد کے لئے آمدنی میں باعث زیادتی ہو اور مسجد کے لئے مفید ہو تو شرعاً استبدال جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: جب کہ مکان موقوفہ آباد اور قابل کرایہ ہے تو اس کا فروخت کرنا یا دوسری زمین سے بدلنا اگرچہ دوسری زمین نفع اور کرایہ میں اس سے زائد ہو، جائز نہیں۔ اعلم ان الاستبدال علی ثلاثتہ وجوہ الاول ان یشرطہ المواقف لنفسہ فالاستبدال فیہ جائز علی الصحیح الی قولہ والثانی ان لایشرطہ ولکن صار بحیث لاینتفع بہ بالکلیہ بان لایحصل منہ شئی اصلا ولایفی بمؤنتہ فہو ایضاً جائز علی الاصح اذا کان باذن القاضی والثالث ان لایشرطہ ایضاً ولکن فیہ نفع فی الجملتہ وبدلہ خیر منہ ریعاً ونفعاً وھذا لایجوز استبدالہ علی الاصح المختار کذا حررہ العلامتہ قنالی زادہ فی رسالتہ الموضوعتہ فی الاستبدال وھو مأخوذ من الفتح ایضاً وافاد صاحب البحر بمثلہ شامی باختصار مطلب الاستبدال من الوقف صفحہ ۴۲۲

متعارفہ بدعات متفرقہ بر قبور اولیاء اللہ	سوال ۲۹۷ مسجد میں درگاہ ہے درگاہ پر روزانہ اور جمعرات

کو روشنی ہوتی ہے روشنی کے لئے تیل وغیرہ کا انتظام مسجد کی آمدنی سے اور اہل محلہ کی طرف سے ہوتا ہی
صرف درگاہ کے لئے تیل اتنی کثیر مقدار میں جمع ہو جاتا ہے کہ تمام درگاہ کی روشنی میں خرچ نہیں ہو سکتا
اگر باقی ماندہ تیل کو امام مسجد اپنے ذاتی مصارف کتب بینی وغیرہ میں استعمال کرے تو جائز ہے یا نہ

(۲) جبکہ مسجد کے اندر حسب ضرورت کافی روشنی ہوتی ہے اور درگاہ کی روشنی کوئی فائدہ نہیں رکھتی روشنی کرنا جائز ہے یا نہیں۔ نیز جمعرات کے دن جو ختم درگاہ پر ہوتا ہے اس میں شرکت کرنے والا کیا حکم رکھتا ہے؟

(۳) بزرگانِ دین کے صدہا مزار ہیں جن کی فاتحہ خوانی جائز و ناجائز دونوں طرح ہو رہی ہے فاتحہ خوانی کے لئے مزاروں پر حاضر ہونے کو واجب اور فرض سمجھنا کیسا ہے ایصال ثواب ہر جگہ سے ہو سکتا ہے یا مزار پر جانا ضروری ہے نیز اس طریقہ سے دعاء کرنا کہ یا حضرت آپ اللہ کے دوست ہیں اور اس کے مقبول بندے ہیں آپ خدا سے میرے لئے دعاء کیجئے کہ خدا مجھے مقصد میں کامیاب کرے یہ دعاء جائز ہے یا نہیں مزاروں پر عرس ہوتے ہیں ان میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

(۴) زید سنتا ہے کہ فلاں بزرگ کی درگاہ نہایت عالی شان ہے اس کو سن کر وہ سفر طے کرکے درگاہ کے دیکھنے کو جاتا ہے یہ جانا کیسا ہے۔

(۵) زید کہتا ہے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو فلاں بزرگ کی درگاہ پر چادر چڑھاؤں گا اور وہاں بنام خدا نیاز کروں گا یہ کیسا ہے، اگر زید کا کام حسب منشا ہو جائے تو چادر چڑھانا اس پر واجب ہے یا نہیں؟

(۶) مولود شریف جو مروجہ طریقہ سے ہوتا ہے کیا حکم رکھتا ہے مولود میں قیام جائز ہے یا نہیں؟

(۷) شیخ عبد القادر جیلانی رح کی گیارہویں ایصالِ ثواب کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

(۸) بزرگوں کی ارواح کو ثواب پہنچانے کے لئے جو کھانا مزاروں پر بھیجا جاتا ہے جائز ہے یا نہیں اگر مکان میں فاتحہ دلا کر ایصالِ ثواب کر دیا جائے تو کیا ثواب کم ہوتا ہے جیسے اکثر لوگوں کا مقولہ ہے کہ نیاز قبول نہیں ہو سکتی جب تک مزاروں پر نہ بھیجی جائے؟

(۹) حضرت امام حسین علیہ السلام کی فاتحہ خوانی جو عشرۂ محرم میں ہوتی ہے اس کے لئے کیا حکم ہے نیز ان کا ذکر شہادت پڑھنا کیسا ہے، فقط

الجواب قبروں پر چراغ جلانا جائز نہیں حدیث میں ہے لعن اللہ زوارات القبور والمتخذین علیہا السراج اس لئے جو تیل درگاہ کی روشنی کے لئے دیا جاتا ہے اس کو اصل مزار پر جلانا نہ چاہیئے البتہ اگر مزار کے متعلق حجرے ہوں یا راستہ پر روشنی کی ضرورت ہو وہاں جلایا جا سکتا ہے اور اگر کوئی مسجد درگاہ کے متعلقات میں سے ہو تو اس مسجد میں بھی یہ تیل جلایا جا سکتا ہے اسی طرح حجرۂ امام اگر متعلقاتِ درگاہ میں ہو تو اس میں بھی جلا سکتے ہیں ورنہ بلا اجازت مالک دوسری جگہ استعمال کرنا جائز نہیں۔ اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ تیل بطور نذر مزار پر چڑھایا ہے تو کسی جگہ بھی اُس کا استعمال جائز نہیں کیونکہ غیر اللہ کے نام کی نذر حرام ہے

اور اس چیز کا استعمال بھی حرام ہے جس کی نذر کی گئی ہو صرح بہ فی البحر الرائق من کتاب النذر۔

(۲) قبروں پر چراغ جلانا حرام ہے کما مر۔ اور ختم قرآن میں اگر دوسری بدعات نہ ہوں تو شرکت میں مضائقہ نہیں لیکن پھر بھی ترک اولی ہے کہ یہ چیزیں اگرچہ بالفعل بدعات نہ ہوں رفتہ رفتہ بدعت سے بھی آگے تجاوز کر جاتی ہیں؟

(۳) ایصالِ ثواب کے لئے قبر پر جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہر جگہ سے پہنچتا ہے البتہ قبر پر جانے سے دوسرے فوائد ہیں عامہ مومنین کی قبروں پر جانے سے عبرت اور اعزہ و اقرباء کی قبروں پر عبرت کے ساتھ ادائے حق بھی اور بزرگوں کی قبروں پر اس کی ساتھ برکات بھی۔ دعا میں صاحبِ قبر کو خطاب نہ کرنا چاہئے بلکہ یوں دعا کرے تو مضائقہ نہیں کہ یا اللہ فلاں مقبول بندے کے طفیل سے ہمارا کام کر دے"؟

(۴) اگر وہاں بدعات و منکرات میں مبتلا نہ ہو تو جائز ہے (۵) چادر قبر پر چڑھانا خود بھی ناجائز ہے اور نذر اس کی کرنا دوسرا گناہ ہے اور یہ نذر صحیح بھی نہیں ہوئی (۶) ناجائز ہے اور اگر بدعات و تعینات مروجہ سے خالی ہو تو جائز ہے (۷) ایصال ثواب جائز ہے بشرطیکہ گیارھویں کی تخصیص نہ کرے (۸) مزار پر پہنچنا فضول اور لایعنی حرکت ہے ہر جگہ سے ایصال ثواب ہو سکتا ہے اور اگر یہ عقیدہ ہے کہ اس کے بغیر ثواب ہی نہ پہنچے گا تو بدعت بھی۔ (۹) ایصال ثواب یا ذکر شہادت کے لئے عشرۂ محرم کی تخصیص لغو اور بدعت ہے بلا تعیین کبھی کسی وقت اور کبھی کسی وقت کرے تو جائز اور ثواب عظیم ہے فقط محمد شفیع غفرلہ۔

خلع کے لئے مرد و عورت دونوں کی رضا اور الفاظ خلع یا طلاق ضروری ہیں

سوال ۲۹۸ سید امیر علی کے انگریزی قانون کی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر عورت اور مرد کا آپس میں اتفاق نہ ہوتا ہو تو عورت قاضی کے یہاں دعوی کرے اور نا اتفاقی پر گواہ پیش کرے تو قاضی مرد کو جبراً عورت سے مال دلوا کر فسخ نکاح کا حکم دے سکتا ہے اور بخاری باب الخلع کا حوالہ دیا ہے آیا حدیث بخاری امرأۃ ثابت بن قیس الحدیث اور آیۃ الطلاق مرتان سے یہ مسئلہ نکل سکتا ہے یا نہیں اور حنفی قاضی اس پر فیصلہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب صورتِ مذکورہ میں خلع کے لئے مرد کی رضا شرط ہے قاضی کو اختیار نہیں کہ محض آپس کی ناموافقت طبع کی وجہ سے بدون خاوند کی طلاق یا خلع کے فسخ نکاح کا حکم کر دے اور جبراً عورت سے مال دلوا دے اور صحیح بخاری میں جو امرأۃ ثابت بن قیس کی حدیث اس معاملہ میں مذکور ہے اس سے ہرگز یہ مضمون نہیں نکلتا جو قانون میں درج کیا گیا کیونکہ اس کے آخری جملے یہ ہیں اتردین علیہ حدیقتہ قالت نعم قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اقبل الحدیقۃ وطلقہا تطلیقۃ رواہ البخاری کذا فی المشکوٰۃ باب الخلع ان الفاظ میں تصریح ہے کہ امرأۃ ثابت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال

دیئے پر اور ثابت کو طلاق دینے پر مجبور نہیں فرمایا بلکہ عورت سے دریافت فرمایا کہ تم مال دینے پر راضی ہو اس کے اظہار رضا کرنے کے بعد ثابت خاوند سے فرمایا کہ طلاق دیدو اگر قاضی کو حق تھا کہ عورت کو مال دینے پر مجبور کرے اور پھر بلا طلاق خاوند فسخ کا حکم دیدے تو آپ یہ کیوں فرماتے اتردین عنیہ حدیقتہ نیز طلقہا تطلیقتہ بلکہ الفاظ مذکورہ تو صاف دلیلیں اس کی ہیں کہ کسی قسم کا جبر نہ عورت پر کیا گیا نہ مرد پر اور نہ بلا طلاق خاوند فسخ کا حکم دیا گیا اور یہی حنفیہ کا مذہب ہے کہ خلع میں رضاء طرفین شرط ہے اور پھر بھی بغیر الفاظ مخصوص کے طلاق واقع نہیں ہوتی قال فی البدایع واما رکنہ یعنی الخلع اذا کان بعوض الایجاب والقبول لانہ عقد علی الطلاق بعوض فلا تقع الفرقتہ ولا یستحق العوض بدون القبول شامی کتاب الطلاق ص۵۷۳ ج ۲ البتہ یہ دوسری بات ہے کہ اگر خاوند عورت کے حقوق ادا نہ کرتا ہو تو قاضی اس کو مجبور کرے کہ حقوق ادا کرو ورنہ اسی کو اسی پر مجبور کرے کہ طلاق دیدے اگر اس طرح مجبور کرکے طلاق خود خاوند سے دلوادے تو طلاق بلاشبہ پڑجائے گی وھو ظاہر مگر بلا طلاق خاوند حاکم خود فسخ کا حکم صورت مسئولہ میں نہیں دے سکتا۔ فقط واللہ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ؟

عبدالرحمٰن کو رحمٰن کہکر پکارنا برا ہے اور آجکل یہ نام نہ رکھنا اولیٰ ہے؟

سوال ۲۹۹ کسی کا نام عبدالرحمٰن اور کسی کا عبدالغفور اور کسی کا عبدالشکور ہے مگر پکارنے والے صرف رحمٰن اور غفور و شکور پکارتے ہیں یہ گناہ کبیرہ ہے یا نہیں؟

الجواب چونکہ پکارنے والوں کی غرض اس لفظ سے عبدالرحمٰن اور عبدالغفور ہی ہوتی ہے صرف اختصار کے لئے ایسا کرتے ہیں اس لئے گناہ کبیرہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں البتہ ایسا کرنے میں ایک قسم کا سوء ادب ہے اس لئے نامناسب ہے اور اسی بناء پر آج کل ایسے نام رکھنا بھی خلاف اولی اور نامناسب ہے کیونکہ عموماً لوگ ایسا اختصار کرتے ہیں۔ باقی لفظ شکور اس میں تو کوئی مضائقہ ہی نہیں کیونکہ یہ لفظ حق تعالیٰ کی ساتھ خاص نہیں۔ اگر خود کسی کا نام ہی فقط شکور رکھدیا جائے تو جائز ہے ایسے ہی رحیم اور علی اور کبیر اور رشید وغیرہ جو اسمائے الٰہیہ میں سے ہیں لیکن مخصوص بذات حق تعالیٰ نہیں وہ بھی اگر کسی کا نام رکھدیئے جائیں تو جائز ہے قال فی العالمگیریۃ فی الباب الثانی والعشرین من کتاب الکراھیۃ احب الاسماء الی اللہ تعالیٰ عبداللہ وعبدالرحمٰن لکن التسمیۃ بغیر ہذہ الاسماء فی ہذا الزمان اولیٰ لان العوام یصغرون ہذہ الاسماء للنداء والتسمیۃ باسم یوجد فی کتاب اللہ کالعلی والکبیر والرشید والبدیع جائز لان من الاسماء المشترکۃ فقط واللہ سبحان

عورت کی ذات یا قوم کو طلاق دینے سے عورت مطلقہ ہو جاتی ہے

سوال ۳۰۰ زید نے اپنی بیوی سے غصہ کی حالت میں یہ کہا کہ طلاق ہے تیری ذات پر کہ جو تو آج شام کو یہاں رہا اور وہ گھر موجود ہے اور دو دفعہ کہا ہے اور زید ذات سے مراد اس کے خاندان کو سمجھا ہوا ہے اور قوم کو اور اکثر لڑائی جھگڑہ میں زید نے اپنی بیوی

کو چار پانچ سال کے اندر چند مرتبہ یہ لفظ زبان سے نکلا ہے چونکہ زید کا خیال ان لفظوں سے اُس کو غیرت اور شرم دلانے کا تھا تو اس بارہ میں حکم شریعت کیا ہے۔؟

الجواب یہ شخص چونکہ لفظ طلاق دو مرتبہ سے زائد حسب تصریح سوال کہہ چکا ہے اس لئے عورت پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہو گئیں اور اب دوبارہ بغیر حلالہ اس کے نکاح میں کسی طرح نہیں آسکتی طلاق کے لفظ بولنے میں نیت پر مدار نہیں نیت جو کچھ بھی ہو طلاق ضرور پڑ جاتی ہے باقی رہا یہ کہنا کہ ذات سے مراد قوم اور اُس کا خاندان سمجھا ہوا تھا سو اس سے بھی کچھ کام نہیں چلتا کیونکہ اس خاندان میں یہ عورت بھی داخل ہے اس پر بھی ضمناً طلاق پڑے گی کما صرح بہ فی العالمگیریہ ولو قال نساء ھذہ البلدۃ او القریۃ طوالق وفیھا امراتہ طلقت کذا فی فتاوی قاضی خان عالمگیری ص ۳۳۲ ج ۱ مصری فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

نکاح سے سات ماہ بعد جو بچہ پیدا ہو وہ خاوند ہی کا ہے اس پر بدظنی کرنا گناہ ہے؟

سوال ۳۰۱ زید نے ہندہ سے نکاح کیا بعد ساڑھے سات ماہ کو ہندہ کے لڑکا پیدا ہوا تو لوگوں نے زید پر طعنہ زنی شروع کی اور کہنے لگے کہ یہ بچہ زید کے نطفہ سے نہیں ہے کیونکہ ہم عرف میں اکثر دیکھتے ہیں کہ نو مہینہ کے بعد بچہ پیدا ہوتا ہے آیا لوگوں کا کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب شرعاً ادنیٰ مدت حمل چھ ماہ ہے بعد نکاح چھ ماہ کے جو بچہ پیدا ہو وہ شرعاً خاوند ہی کا بچہ ہے اس پر بلاوجہ بدظنی کرنا اور تہمت رکھنا سخت گناہ ہے بالخصوص سات آٹھ ماہ کے بعد تو بچہ کا پیدا ہو جانا اور زندہ رہنا بکثرت محقق ہے اس پر طعنہ زنی سخت گناہ ہے اگر دار الاسلام ہوتا تو طعنہ زنی کرنے والوں پر حد جاری کی جاتی لیکن ہندوستان میں بحالت موجودہ حدود جاری نہیں ہو سکتی بہر حال یہ بچہ شرعاً زید ہی کا ہے اور ثابت النسب ہے محض اس وجہ سے کہ ساڑھے سات ماہ میں پیدا ہوا ہے بدظنی کرنا ہرگز جائز نہیں قال اللہ تعالیٰ الذین یرمون المحصنت الغافلات المومنات الآیۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

پچھلی صف میں کوئی آدمی اکیلا ہو تو اگلی صف سے کسی آدمی کو کھینچنے کا حکم

سوال ۳۰۲ اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ جماعت ہو رہی ہے اور صف میں جگہ نہیں تو وہ شخص کس جگہ کھڑا ہو بہشتی گوہر میں مولانا اشرف علی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ صف میں سے ایک آدمی کو کھینچ لے تو کس جانب سے کھینچے؟

الجواب آجکل چونکہ جہالت عام ہے اگر اگلی صف سے کسی کو کھینچا گیا تو غالب گمان یہ ہے کہ وہ کوئی ایسی حرکت کر بیٹھے گا کہ نماز خراب ہو جائے اس لئے کسی کو کھینچنا مناسب نہیں تنہا پچھلی صف میں مجبوراً کھڑا ہو جائے جیسا کہ خود حضرت مولانا موصوف دام مجدہم نے بہشتی گوہر میں اس کی تصریح فرمادی ہے اور اگر آدمی سمجھدار مسائل جاننے والے ہوں اور اس کا خطرہ نہ ہو کہ نماز فاسد کرے گا تو یوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بائیں جانب سے کسی کو کھینچ لے اور اگر داہنی جانب سے کھینچے تو بھی مضائقہ نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

باجازت راہن بھی مرہون کا نفع لینا جائز نہیں | سوال ۳۰۳ کیا اجازت راہن سے مرہون کا نفع کھانا مرتہن کو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب فئی مرہون کا نفع حاصل کرنا صحیح یہ ہے کہ باجازت راہن بھی جائز نہیں قال الشامی قلت والغالب من احوال الناس انہم انما یریدون عند الدفع الانتفاع ولولاہ لما اعطاہ الدراہم وہذا بمنزلۃ الشرط لان المعروف کالشرط وہو مما یعین المنع شامی کتاب الرہن ص۳۳۹ ج ۵

ہندوستان دار الحرب ہے | سوال ۳۰۴ ہندوستان دار الحرب ہے یا دار الاسلام یا دار الامان کیا دار الامان بھی دار الحرب کی قسم ہے؟

الجواب ہندوستان موجودہ زمانہ میں ہمارے حضرات کے نزدیک دار الحرب ہے اور دار الامان اگرچہ دار الحرب کی کوئی قسم نہیں لیکن دار الحرب والوں سے صلح و مسالمت شرعاً جائز ہے اور مسالمت کی صورت میں امن قائم رکھنا ضروری ہو جاتا ہے اس لئے اگر کوئی دار الحرب کو بحالت مسالمت دار الامان کہدے تو مضائقہ نہیں ہذا ہو المستفاد من الشامی باب الاستیمان فقط کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

دار الحرب میں غیر مسلموں سے سود لینے کا حکم | سوال ۳۰۵ کیا ہندوستان میں آجکل سرکاری بنک اور ڈاکخانہ اور غیر مسلموں سے سود لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب دار الحرب میں غیر مسلموں سے سود لینے میں اختلاف ہے امام اعظم اور امام محمد رحمہ جائز فرماتے ہیں اور جمہور علماء اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد رحمہ اور حنفیہ میں سے امام ابو یوسف حرام فرماتے ہیں روایات اور آیات قرآن کریم میں بظاہر مطلقاً سود کی حرمت اور سخت سخت وعیدیں مذکور ہیں اس لئے احتیاط یہی ہے کہ ناجائز قرار دیا جائے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ولد الزنا نے دھوکہ دیکر شریف عورت سے نکاح کرلیا تو اس کو فسخ کا اختیار ہے۔ | سوال ۳۰۶ میرے والد کو چند لوگوں نے دھوکہ دیکر نکاح مسمی مولوی کی ساتھ بعوض مبلغ پانسو روپیہ ایک اشرفی مورخہ ۲۹ شوال سنہ ۴۹ھ کرادیا نکاح کے بعد فوراً معلوم ہوا کہ مسمی مولوی اپنے باپ کے مرنے کے اور ماں کے بیوہ ہونے کے چار برس بعد پیدا ہوا ہے اس لئے تمام برادری کا اتفاق اس کے حرامی ہونے پر ہو گیا ہے جب مجھکو معلوم ہوا تو اس کے گھر جانے سے انکار کردیا کیونکہ میرا کفو نہیں اس بارہ میں حکم شرعی کیا ہے؟

الجواب اگر واقع میں دھوکہ دیا گیا ہے یعنی بوقت نکاح یا بوقت منگنی وغیرہ اپنے آپکو یہ ظاہر کیا کہ میں فلاں شخص کا بیٹا ہوں تو عورت اور اس کے اولیاء دونوں کو فسخ نکاح کا حاصل ہے قال فی الدر المختار قبیل باب العدۃ ص۸۱۵ ج ۲ وافاد البہنسی انہ لو تزوجہا علی انہ حر او سنی او قادر علی المہر والنفقۃ فبان بخلافہ او علی انہ فلان ابن فلان فاذا ہو لقیط او ابن زنا کان لہا الخیار فلیحفظ وقال الشامی فی باب

الکفاءۃ مثلہ وقال عن البحر لو انتسب الزوج لہا نسباً غیر نسبہ فان ظہر دونہ وھو لیس بکفو فحق الفسخ ثابت للکل یعنی للمرأۃ والاولیاء، وان کان کفواً فحق الفسخ لہا دون الاولیاء۔

عبارات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اگر واقع میں دھوکہ دیا ہے تو نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا کما فی الدر المختار الکفاءۃ معتبرۃ عند ابتداء العقد للزومہ او لصحتہ قال الشامی والثانی علی روایۃ الحسن وقدمنا اول الباب السابق اختلاف الافتاء فیہما وان روایۃ الحسن احوط شامی باب الکفاءۃ ص۳۱۶ ج۲

لہٰذا عورت کو اختیار ہے کہ صورت مذکورہ میں اپنا نکاح دوسری جگہ کر لے لیکن بہتر یہ ہے کہ حاکم وقت سے اجازت لیکر ایسا کرے تاکہ قانونی گرفت میں نہ آئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ،

الجواب صحیح بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ۔

مسجد میں دریاں اور شطرنجیاں بچھانا سوال ۳۰۷ ایک شخص مسجد میں دریاں شطرنجیاں بچھانے سے منع کرتا ہے اور روکتا ہے مسجد کی تمام شطرنجیاں اور دریاں بیکار رکھی ہیں اس بارہ میں کیا حکم ہے؟

الجواب اصل میں تو بہتر یہی ہے کہ مسجد میں ایسے تکلفات سے پرہیز کیا جائے اور اسی لئے مسجد کے روپیہ آمدنی سے ایسے تکلفات کی چیزیں خریدنا جائز نہیں لیکن اگر مسجد میں پہلے سے دریاں اور شطرنجیاں موجود ہوں تو اُن کا استعمال کرنا کوئی حرج نہیں بلکہ روکنے میں مال کا ضائع کرنا اور غرض واقف کے خلاف کرنا لازم آتا ہے اس لئے ایسی مسجد میں کہ دریاں موجود ہیں بچھانے سے روکنا نہ چاہئے فقط محمد شفیع غفرلہٗ

شوہر زوجہ کو نفقہ نہ دے تو عورت کس طرح نکاح فسخ کرے سوال ۳۰۷ ایک شخص اپنی زوجہ کو نان نفقہ نہیں دیتا اور کسی قسم کی خبرگیری نہیں کرتا اور حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا اور طلاق بھی نہیں دیتا تو ایسی صورت میں مظلوم عورت کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب اگر فی الواقع شوہر اپنی زوجہ کی خبرگیری نہیں کرتا اور نان نفقہ و دیگر حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا تو عورت اپنا نکاح اس طرح فسخ کرا سکتی ہے کہ کسی حاکم مسلمان کی عدالت میں یا دیندار مسلمانوں کی پنچائت میں اپنا معاملہ پیش کرے حاکم اور سرپنچ خاوند کو مجبور کریں کہ یا تو اپنی زوجہ کے حقوق نان نفقہ وغیرہ حسب قواعد شرعیہ ادا کرے ورنہ طلاق دے اور اگر وہ دونوں صورتوں کو منظور نہ کرے تو حاکم یا سرپنچ کو شرعاً اختیار ہے کہ تفریق کا حکم کر دیں اور یہی حکم شرعاً طلاق کا قائم مقام ہو جائے گا وھذا فی الاصل مذہب مالک والشافعی افتی بہ علمائنا الحنفیۃ لشدۃ الضرورۃ الیہ وقد صرح الشامی فی باب النفقۃ بما یقاربہ ولکنہ ذکر حکم دار الاسلام واما حکم دار الحرب فما قلنا۔

اور اگر اس وقت حاکم اور سرپنچ کے سامنے وہ ادائے حقوق کا وعدہ کر کے زوجہ کو لیجائے اور بعد میں پھر اس پر ظلم کرے یعنی حقوق نان نفقہ وغیرہ ادا نہ کرے تو پھر دوبارہ عورت کو اسی استغاثہ کا حق حاصل ہوگا۔

بدعات متعلقہ طعام میت سوال ۳۰۸ ہمارے یہاں رواج ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اس کے

وارثوں کو تدفین میت سے پہلے تمام آبادی کے لئے کھانا تیار کرنا پڑتا ہے تاکہ بعد از تدفین فوراً اس ماتم کدہ میں اگر اہل دیہ کھانا کھا دیں اس طرح کھانے کا انتظام نہ کرنا اہل میت کے لئے ننگ و عار کا موجب ہوتا ہے ایسے کھانے میں زیادہ مراعات تونگروں اور غنیوں کی رکھی جاتی ہے شاذ و نادر ہی کوئی مسافر یا مسکین اس سے تناول کر سکتا ہے ایسی دعوت کو صدقہ خیرات کہا جا سکتا ہے اور اس میں شریک ہوکر کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور امید ثواب ہے یا نہیں؟

الجواب یہ رسم بالکل بدعت و ناجائز ہے اور علاوہ بدعت ہونے کے اسراف محض ہونے کی وجہ سے بھی حرام ہے نیز اس لئے بھی کہ موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی حالت اس کو مقتضی ہے کہ اپنے پیسہ پیسہ کو احتیاط سے خرچ کریں قرض لینے سے بچیں اور اس رسم کے ہوتے قرض سے بچنا تقریباً ناممکن ہے فی آخر الجنائز من فتح القدیر ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اہل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وہی بدعۃ مستقبحۃ روی الامام احمد عن جریر بن عبد اللہ قال کنا نعد الاجتماع الی اہل المیت وصنعہم الطعام من النیاحۃ۔

اور اس دعوت میں اغنیاء کو کھلانا اور بھی زیادہ ظلم علی ظلم ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع عفی عنہ

بعض احکام رضاعت | سوال ۳۰۹ عرض یہ ہے دو عورتیں ہیں بانو حمیدہ حمیدہ سے ایک لڑکا ایک لڑکی ہے حمیدہ کی دختر کے ایک لڑکے نے اپنی سوتیلی نانی یعنی بانو کا دودھ پیا ہے ایسی صورت میں حمیدہ کی دختر کے لڑکے کا عقد کیا حمیدہ کے لڑکے کی دختر کے ساتھ جائز ہے رضائی صورت سے لڑکا لڑکی کا چچا ہوتا ہے؟ (۲) بچہ کے دودھ پینے کی شریعت میں کوئی تعداد مقرر ہے ایک مرتبہ دو مرتبہ (۳) اگر صورت اوّل میں عقد سہواً ہو گیا ہو تو شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب غالباً سوال میں خط کشیدہ لفظ غلطی سے لکھا گیا ہے صحیح اس کی جگہ بانو ہے اگر واقع میں ایسا ہی ہے یعنی حمیدہ کا نواسہ جو بانو کا رضاعی بیٹا ہے اس کا اور بانو کی پوتی کا آپس میں نکاح مقصود ہے تو حکم شرعی یہ ہے کہ یہ نکاح جائز نہیں کیونکہ نسبی چچا سے نکاح حلال نہیں اور حدیث میں ہے کہ جو عورتیں نسب سے حرام ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہو جاتی ہیں لہٰذا رضائی چچا سے بھی نکاح جائز نہیں فانہ لیس من المستثنیات المعروفۃ قال فی الدر المختار ولا حل بین الرضیعۃ وولد مرضعتہا ای التی ارضعتہا وولد ولدہا لانہ ولد الاخ۔ قلت کذلک بنت الاخ حیث لافرق بین الذکر والانثی (۲) کوئی مقدار محدود نہیں صرف اتنا کافی ہے کہ ایک مرتبہ دودھ بچہ کے حلق سے اتر جائے کذا فی عامۃ کتب الفقہ (۳) اگر سہواً مرد و عورت مذکورہ کا نکاح کر دیا گیا ہے تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا فوراً دونوں میں تفریق کر دینی چاہئے فقط محمد شفیع عفر لہٗ۔

نذر و نیاز کا مال اغنیاء کو جائز ہے یا نہیں | سوال ۳۱۰ نذر اللہ مستطیع شخص کے لئے کھانا حلال ہے

یا حرام؟

الجواب۔ نذر اللہ کی مختلف صورتیں ہیں اگر اس طرح نذر کی ہے کہ اس قدر مال اللہ کے لئے صدقہ کرونگا تو اس کے مستحق صرف فقراء ہیں اغنیاء کو کھانا حرام ہے اور اگر اس کی نذر کی ہے کہ میں مجاہدین یا طلبائے دین کے اوپر خرچ کرونگا تو اس میں مجاہدین اور طلباء اغنیاء کو بھی کھانا اور کھلانا درست و صحیح ہے فی البحر نذر ان یتصدق بدینار علی الاغنیاء ینبغی ان لا یصح قلت وینبغی ان یصح اذا نوی ابناء السبیل لانہم محل الزکوۃ قلت دلیل وجہ عدم الصحۃ فی الاول علام کونہا قربۃ اھ شامی باب النذر ص ۷۴ ج ۳

روافض کے گھر کا کھانا | سوال ۲۱۱ ۳ روافض کے گھر سے کھانا جائز ہے یا نہیں؟ وہ صحابہ کرام رضؓ کو گالی گلوچ کرتے ہیں اور کھانا بھی ان کا مشتبہ ہوتا ہے؟

الجواب۔ اگر اس میں گمان غالب اس کا ہے کہ انہوں نے کوئی نجاست وغیرہ ملائی ہے جیسا کہ بعض متعصب روافض کے متعلق بہت سے لوگوں کے بیانات سے معلوم ہوا ہے تب اس کا کھانا ناجائز ہے اور اگر یہ گمان غالب نہیں تو پھر بھی انکا کھانا کھانا باوجود اس کے کہ وہ صحابہ کرام پر تبرا کرتے ہیں نہایت بے غیرتی ہے کسی شریف آدمی سے نہیں ہوسکتا کہ کوئی آدمی اس کے باپ دادا کو گالیاں دے اور وہ پھر اس کے یہاں کھانا کھائے البتہ مواضع ضرورت میں اگر ناپاکی کا گمان غالب نہ ہو تو سخت ضرورت کی وجہ سے کھالینا مضائقہ نہیں۔ فقط۔۔۔ محمد شفیع غفرلہٗ؟

جنون کی بیع کا حکم | سوال ۲۱۲ ۳ محمد صادق علی خاں کو دورہ جنون تھا بعض اوقات تین چار روز تک صحیح العقل رہتے تھے قدرے فتور اس حالت میں بھی رہتا تھا اور دورہ کے وقت قطعی مخبوط الحواس ہوتے تھے چند آدمیوں کے سامنے انہوں نے صحیح حالت میں یہ تاکید کی کہ لڑکیوں کا حق نہ مارنا انکی دو لڑکیاں ایک لڑکا موجود ہے لڑکے نے اُن سے کل جائداد کا بیعنامہ کرالیا ہے صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب یہ بیعنامہ اگر بحالت جنون کیا ہے تو بیع صحیح و نافذ نہیں ہوئی لہذا لڑکیاں بھی اس جائداد میں حسب حصہ شرعیہ شریک ہیں اور اگر بحالت صحت کیا ہے اور اس حالت میں بھی اس کی عقل میں کچھ فتور رہتا تھا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو یہ بیعنامہ ولی کی اجازت پر موقوف ہے اگر ولی نے بوقت معاملہ اس بیعنامہ کو نافذ رکھا تو نافذ ہو جائے گا بشرطیکہ اس میں غبن فاحش نہ ہو ورنہ نہیں ولی مجنون کے لئے اس کا باپ ہے یا جس کو اس کے باپ نے وصیت کی ہو پھر دادا پھر اس کا وصی اور یہ کچھ نہ ہو تو پھر حاکم اسلام اسکا ولی ہے بیٹے کو اس بارہ میں ولی نہیں قرار دیا گیا ہے۔

الغرض اگر حالت مذکورہ میں بیع نامہ کیا ہے اور اس کے ولی نے بھی اجازت دیدی تو بیع نامہ صحیح ہوگیا جائداد میں لڑکیوں کا کوئی حق نہ رہا البتہ جس قیمت پر بیع نامہ کیا گیا ہے اگر وہ قیمت اس نے مجنون یا اس کے ولی کے سپرد نہیں کی تو اس قیمت کا مطالبہ لڑکیاں اپنے اپنے حصہ کے مطابق کر

سکتی ہیں اور عبارت سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹے نے فقط بیع نامہ لکھوالیا تھا قیمت وغیرہ نہ دی تھی کیونکہ وہ لڑکیوں کے حق کو ثابت تسلیم کرتا ہے والدلیل علیہ ما فی الدر المختار باب المأذون وتصرف الصبی و المعتوہ الذی یعقل البیع والشراء ان کان نافعاً محضاً کالاسلام والاتہاب صح بلا اذن وان کان ضاراً کالطلاق والعتاق والصدقة والقرض لا وان اذن به ولیہما وما تردد بین النفع والضرر کالبیع والشراء توقف علی الاذن انتہی ثم قال بعد ذلک وولیہ ابوہ ثم وصیہ ووصی وصیہ ثم جدہ ثم وصیہ ثم وصی وصیہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زوجہ سے متعلق یہ کہنا کہ طلاق ہی سہی

سوال ۳۱۳ زید نے اپنے ماموں سے اپنی بیوی کی شکایت کی انہوں نے جواب دیا کہ یا تو ضبط کرو ورنہ طلاق دیدو چنانچہ زید نے بحالتِ غصہ یہ کہدیا کہ طلاق ہی سہی اب زید نادم ہے اور زوجہ کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں زید کو کیا کرنا چاہئے زید کی زوجہ حاملہ بھی ہے۔

الجواب الفاظِ مذکورہ سے ایک طلاق رجعی پڑ گئی جس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر خاوند کو رجعت کر لینے کا حق ہے اور اس رجعت میں عورت کی رضامندی شرط نہیں اور جبکہ یہ عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل تک ہے اس سے پہلے پہلے رجعت کر سکتا ہے صورت رجعت یہ ہے کہ زبان سے کہدے کہ میں نے رجعت کر لی اور پھر اس کے ساتھ تعلقات زن و شوہری قائم کرے اور مستحب یہ ہے کہ رجعت کرنے پر دو گواہ کرے قال فی الدر المختار وتصح ای الرجعة بنحو راجعتک وبالفعل مع الکراہة بکل ما یوجب حرمة المصاہرة کمس الی قولہ وان ابت انتہی ای سواء رضیت بعد علمہا او ابت شامی من الرجعة ص ۵۴۵ ج ۲ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

مسجد کے قریب میں مسجد سے اونچی تعمیر بنانا جائز ہے

سوال ۳۱۴ مسجد کے پہلو میں مسجد سے اونچی تعمیر بنانے کا شرعاً کیا حکم ہے

الجواب مسجد سے اونچی تعمیر مسجد کے پہلو میں بنانا جائز ہے خود بیت اللہ شریف کے ارد گرد سیکڑوں مکانات بیت اللہ سے اونچے بنے ہوئے ہیں اور کسی نے ان پر نکیر نہیں کی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

نومسلموں کا نکاح خطبہ کی اذان وغیرہ

سوال ۳۱۵ ایک عورت مسلمان شادی شدہ عیسائی ہو جاتی ہے عرصہ کے بعد پھر وہ مسلمان ہوتی ہے کیا پہلا نکاح قائم ہے یا دوبارہ نکاح ہونا چاہئے۔؟

(۲) ایک عورت غیر مذہب شادی شدہ مسلمان ہوتی ہے ایک ہفتہ کے بعد خاوند بھی مسلمان ہو جاتا ہے آیا نکاح سابق بحال ہے یا دوسرا نکاح کیا جاوے بعد اسلام لانے کے عورت کا نکاح دوسری جگہ کر دیا تھا اب حق نکاح کس کا ہے؟

(۳) مرتہن جو نفع مرہون کا کھاتا ہے اور اپنا پورا روپیہ راہن سے وصول کرتا ہے یہ سود تصور ہوگا یا کیا

(۴) خطبہ کی اذان آیا صفِ اوّل میں امام کے سامنے پڑھی جاوے یا باہر صحن مسجد میں امام سے دور ہو کر پڑھی جاوے۔؟

(۵) اقوام سید و قریشی جو اقوام دیگر ہیں وہ شادی لڑکیوں کی کر سکتے ہیں۔؟

الجواب تجدید نکاح کی ضرورت ہے کیونکہ بوجہ ارتداد پہلا نکاح فسخ ہو چکا تھا کذا فی الہدایۃ والدر

(۲) دار الحرب میں عرض اسلام کا اعتبار نہیں بلکہ اتنی مدت انتظار کرنا ضروری ہے کہ عورت کو تین حیض آجائیں جب تین حیض (اور اگر حیض نہیں آتا تو تین ماہ) گذر جائیں اس وقت اس عورت کا نکاح اپنے خاوند کافر سے فسخ ہوگا لہذا اس سے پہلے اگر دوسرا نکاح کر دیا گیا ہے تو وہ صحیح نہیں ہوا بقیہ سے بعد جب وہ خاوند مسلمان ہوا عورت اسی کو ملے گی اور نکاح جدید کی ضرورت نہیں قال فی الہدایہ واذا اسلمت المرأۃ فی دار الحرب وزوجہا کافر او اسلم الحربی وتحتہ مجوسیۃ لم تقع الفرقۃ علیہا حتی تحیض ثلث حیض ثم تبین من زوجہا وہذا لان الاسلام لیس سبباً للفرقۃ والعرض علی الاسلام متعذر لقصور الولایۃ ولا بد من الفرقۃ دفعاً للفساد فاقمنا شرطہا وہو مضی الحیض مقام السبب کما فی حضر البیر ہدایہ باب نکاح اہل الشرک

(۳) رہن کی آمدنی سود ہی کے حکم میں ہے وہذا ہو القول المختار المفتی بہ کذا قالہ الشامی۔

(۴) امام کے سامنے اور قریب ہونی چاہئے پھر مسجد کے اندر ہو یا باہر دونوں طرح درست ہے۔

(۵) کر سکتے ہیں بر رضائے اولیاء۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

جمع بین الاختین کی حرمت پر عقلی و نقلی دلائل

سوال ۳۱۶ جمع بین الاختین کی حرمت کی وجہ بدلائل عقلیہ و فلسفہ بوضاحت تحریر فرمائی جاوے۔؟

الجواب عقلی وجہ ایک تو عام ہے جو تمام شرعی احکام کی عقلی حکمتوں پر مشتمل ہے اور وہی عوام کے لئے زیادہ مفید ہے وہ یہ کہ قرآن مجید کی حیثیت انسانوں کی ساتھ یا تو ایسی ہے جیسے شاہی قانون اور رعایا کی اور یا ایسی جیسے طبیب اور مریض کی کیونکہ قرآن کریم ہمارے لئے ایک نسخہ شفاء ہے جو ظاہری اور باطنی امراض سے پاک کرنے والا ہے وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمؤمنین اس کا شاہد ہے اب دونوں حیثیتوں میں سے جس کو بھی لیا جائے اس کا مقتضی عقلی ہر عقلمند کے نزدیک یہ ہے کہ ایک مرتبہ پورے غور و خوض اور تحقیق و تفتیش سے اس کو ثابت کر لیا جائے کہ یہ قانون جس بادشاہ کی طرف سے آیا ہے وہ واقع میں ہمارا بادشاہ اور واجب الاطاعت ہے۔

یا یہ نسخہ جس طبیب نے تجویز کیا ہے وہ نہایت حاذق اور مہربان طبیب ہے اس کے تحقیق کرنے میں جتنی دیر لگے اور جتنی کوشش صرف کرے وہ مقتضائے عقل و دیانت ہے لیکن جب یہ تحقیق ہو جائے کہ بادشاہ واقع میں واجب الاطاعت بادشاہ ہے تو پھر رعایا کو اس نکتہ سنجی کا حق نہیں رہتا کہ تعزیرات کی ہر دفعہ کے متعلق حکمت اور فلسفہ پوچھے کہ فلاں دفعہ میں جو چار سال کی قید تجویز کی ہے اور فلاں میں دو سال کی اس کی حکمت و فلسفہ کیا ہے ہم نے کسی کو نہیں دیکھا کہ پوسٹ آفس کے ذمہ داروں سے لفافہ کے ڈھائی تولہ پر ایک آنہ اور اس سے زائد ایک ماشہ ہو جانے پر دو آنہ محصول لینے کی حکمت و فلسفہ

کا سوال کیا ہو جس کی وجہ غور کرنے سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ لوگ ان کو بادشاہ اور صاحب قانون سمجھتے ہیں اس لئے ہر ہر جزو میں فلسفہ نہیں پوچھتے ؛

اسی طرح اگر آپ کسی ڈاکٹر یا طبیب کی طرف رجوع کریں یہ تو آپ کا فرض ہے کہ اس کے ماہر ڈاکٹر ہونے کی تحقیق اس کی سندات اور مریضوں کی شہادت کے ذریعہ کریں لیکن جب آپ نے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیا تو کسی عقلی قانون میں آپ کو یہ حق نہیں کہ ڈاکٹر صاحب سے نسخہ کے ہر جزو پر مباحثہ کیا کریں کہ آپ نے فلاں دوا کیوں لکھی اور اس کی اتنی مقدار کیوں رکھی ؛

افسوس ہے کہ ایک ڈاکٹر کے قول وفعل پر اعتماد ہو سکتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر یہ اعتماد کیوں نہیں ہو سکتا کیا وجہ ہے کہ وہاں ہر ہر جزو میں فلسفہ نہیں پوچھا جاتا اور یہاں ہر چیز میں اس کا سوال ہے اگر غور کیجئے تو اسکی وجہ اس کے سوا نہیں کہ ڈاکٹری اور تعزیرات اور قوانین حکومت کی عظمت قلوب میں ہے اور شریعت اور قوانین شرعیہ کی عظمت سے قلوب خالی ہیں اسی لئے ایسے سوالات پیدا ہوئے ہیں اسی بناء پر میرے نزدیک ایسے سوالات کا یہی عام جواب کافی ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت پر اطمینان ہے اور آپ کی عقل و دیانت میں کوئی شبہ نہیں ہے تو کسی کو اس کا حق نہیں پہنچتا کہ ہر ہر جزو احکام شرعیہ میں فلسفہ پوچھا کرے اور اگر اس کا شوق ہی ہو تو ہمارے نزدیک بھی اس کا وہی جواب ہے جو ڈاکٹر صاحب ایسے سوالات کا جواب دیں گے یعنی اگر آپ کو ہر ہر چیز کی لم معلوم کرنے کا شوق ہے تو ڈاکٹری پڑھئے اور دس برس اسکی تعلیم میں خرچ کیجئے تو آپکو خود بخود انکشاف ہو جائے گا کہ کوئی جزو خلاف عقل نہیں اسکے بغیر ان تحقیقات کا حق نہیں۔ درحقیقت یہی جواب عوام کے لئے کافی ہے۔ باقی تبرعاً اتنا اور عرض کر دیتا ہوں کہ اس حکم قرآن یعنی جمع بین الاختین کی حرمت میں خدا ہی جانتا ہے کہ کس قدر حکمتیں ہونگی لیکن ایک حکمت جو بالکل سرسری نظر سے ہر شخص سمجھتا ہے، وہ بھی ایسی اہم ہے کہ اس کی وجہ سے بھی جمع حرام ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ عادۃً دو سوکنوں میں اتحاد و اتفاق اور تعلقات محبت قائم نہیں رہ سکتے اب اگر دو بہنیں ایک نکاح میں جمع ہو گئیں تو ان کے آپس میں قطع رحمی لازم آجائے گی جو سخت ناجائز ہے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع

صرف چہرہ یا نصف اعلیٰ کی تصویر بنانا بھی حرام ہے

سوال ۱۷۱۳ ما قولکم فی تصویر صورة الانسان او وجهه سوی ارکان جمیع البدن الذی لا یعیش الانسان بدونها ام لا سوله کان لما یمتهن او لغیره هل هو حرام ام حلال ؟

الجواب اس پر جواب مولوی محی الدین صاحب کا لکھا ہوا تھا کہ صرف چہرہ کی تصویر بنانا بھی مطلقاً ناجائز ہے اس پر مفتی صاحب نے حسب ذیل تحریر لکھی ہے :۔

ومما یؤیدہ ما رواہ الطحاوی عن ابی ہریرة فی معانی الآثار ص ۳۶۶ ج ۲ الصورة الراس فکل شیء لیس له راس

فیس بصورۃ انتہی دمافی کنز العمال عن معجم الاسمٰعیل عن ابن عباسؓ الصورۃ الراس الحدیث کنز العمال ص ج ۸

وایضاً الصرح بہ ماذکرہ العلامۃ الزبیدیؒ فی شرح الاحیاء عن عکرمۃ کل شئی لہ راس لہ فہو صورۃ شرح احیاء ص ۵۹ ج ۷

وقال العینی فی شرح صحیح البخاری المراد من الصورۃ التی فیہا الروح مالم یقطع راسہ اولم یمتہن وفی البدائع من کراہۃ الصلوٰۃ ولن لم تکن مقطوعۃ الرؤس فتکرہ الصلوٰۃ فیہ فقد ظہر مماذکرنا من العبارات ان الصورۃ الممنوعۃ الاستعمال ماکان لہا راس ووجہ واما صنعتہا فہو حرام مطلقاً لکل تصویر سواء کان استعمال لہا جائزاً اولا۔ قال العینی فی شرح الصحیح وہو من الکبائر سواء صنعہ لما یمتہن اولغیرہ فحرام بکل حال عمدۃ القاری ص ۳۰۹ ج ۱۰ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ؛

مسئلہ وفات عیسیٰ علیہ السلام پر حدیث لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین سے اشکال اور اسکا جواب	سوال ۳۱۸ لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی ابن کثیر بر حاشیہ فتح البیان ص ۲۴۶ جلد ۲ الیواقیت الجواہر جلد ۲ ص ۲۲

شرح فقہ اکبر ص ۱۰۱ میں بھی یہی مضمون ہے؛

الجواب حدیث لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین۔ دو تین کتابوں میں مذکور ہے مگر سب میں بلاسند مذکور ہے اور جب تک سند معلوم نہ ہو کیسے یقین کر لیا جائے کہ یہ حدیث صحیح یا قابل عمل ہے اگر اس طرح بلاسند روایات پر عمل کریں تو سارا دین برباد ہو جائے اسی لئے بعض اکابر محدثین نے (غالباً حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ نے) فرمایا ہے لولا الاسناد لقال من شاء ماشاء دوسرے اگر بالفرض سند موجود بھی ہو اور فرض کر لو کہ صحیح بھی ہو تو غایت یہ ہے کہ یہ حدیث دوسری احادیث سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور حیات کے متعلق اور درجہ تواتر کو پہنچ گئی ہیں ان کی معارض ہوگی اور تعارض کے وقت شرعی اور عقلی قانون یہی ہے کہ اقوی کو ترجیح ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ ایک غیر معروف حدیث ان تمام صحیح اور قوی متواتر اور مشہور احادیث پر راجح نہیں ہو سکتی یہ قادیانی ہی مذہب کی خصوصیت ہے کہ مطلب کے موافق نہ ہو تو صحیح بخاری ومسلم کی حدیث کو معاذ اللہ ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے لئے تیار ہو جائیں اور مطلب کے بزعم خود موافق ہو تو ضعیف روایات کو ایسا اہم بنائیں کہ صحیح اور متواتر روایات پر ترجیح دیدیں کوئی مسلمان ایسا نہیں کر سکتا اس حدیث کی تحقیق پر مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب مدظلہم ناظم تبلیغ دارالعلوم نے ایک مستقل رسالہ بھی لکھا ہے مگر غالباً ابھی تک طبع نہیں ہوا فقط واللہ تعالیٰ اعلم؛

حدیث عاش عیسیٰ علیہ السلام مائۃ وعشرین سنۃ سے وفات مسیح کا شبہ اور اس کا جواب	سوال ۳۱۹ ان عیسیٰ بن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃ الحدیث کنز العمال ص ۱۲۰ ج ۶ جلالین مجتبائی ص ۵۔ اس حدیث سے وفات ثابت ہوتی ہے

الجواب اس حدیث سے وفات کا ثابت کرنا قادیانی فراست ہی کی خصوصیات سے ہے اولاً اس لئے کہ حدیث خود متکلم فیہ ہے بعض محدثین نے اس میں کلام کیا ہے ثانیاً اگر حدیث ثابت بھی ہو جائے تو صحاح ستہ میں جو قوی اور صریح وصحیح روایات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی اور نزول فی آخر الزماں کے

متعلق وارد ہیں یہ حدیث ان کا معاوضہ عقلاً واصولاً نہیں کر سکتی ثالثاً (نزول عیسیٰ علیہ السلام کو ثابت کرنے والی احادیث کو احقر نے اپنے عربی رسالہ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح میں جمع کر دیا ہے جو تقریباً سو احادیث ہیں ضرورت ہو تو اس کا مطالعہ کر لیا جاوے) حدیث کی مراد صاف یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر ایک سو چوبیس سال زندہ رہے آسمان پر زندہ رہنا چونکہ بطور معجزہ ہے اس لئے اس حیات کو حیاتِ دنیوی میں شمار نہ کرنا چاہیئے تھا اور نہ کیا گیا اور اس حدیث میں زمین اور اس عالمِ عناصر کی حیات کا ذکر ہے بطور اعجاز جو حیات کسی کے لئے ثابت ہو اس کا اس میں شمار کرنا اور داخل سمجھنا عقل ونقل کے خلاف ہے۔ فقط واللہ

جس طرح حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھایا گیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں نہ اٹھایا گیا؟

سوال ۳۲۰ خلاصہ سوال یہ کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کیوں ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح آسمان پر کیوں نہ اٹھائے گئے

الجواب حق تعالیٰ کے معاملات ہر شخص کے ساتھ جداگانہ ہیں کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرے کہ جو معاملہ نوح علیہ السلام کی ساتھ کیا وہی موسیٰ علیہ السلام کی ساتھ کیوں نہ کیا اور جو ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا وہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیوں نہ کیا اور نہ صرف ان معاملات وواقعات سے ایک نبی کو دوسرے نبی پر کوئی ترجیح وتفضیل دی جاسکتی ہے جب تک۔ دوسری صحیح وصریح روایات تفضیل پر دلالت نہ کریں انبیاء علیہم السلام کی تاریخ پڑھنے والوں پر مخفی نہیں کہ بعض انبیاء کو آروں کے ذریعہ دو ٹکڑے کر دیا گیا اور بعض کو آگ میں ڈالا گیا اور بعض کو خندق وغیرہ میں پھر کسی پر یہ آفات ومصائب اوّل ہی جاری کر دیئے اور کسی کو آخر الامر یہ کام ملا اور کسی کو اول ہی سے محفوظ رکھا اب یہ سوال کرنا کہ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا کر زندہ رکھا گیا ہے ایسے ہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ معاملہ کیوں نہ کیا گیا۔ یہ تو ایسا ہی سوال ہے جیسے کوئی یوں کہے کہ جو معاملہ موسیٰ علیہ السلام اور لشکر فرعون کے ساتھ بنص قرآن کیا گیا وہی معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار مکہ کے ساتھ کیوں نہ ہوا کہ جنگِ اُحد میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا دندانِ مبارک شہید ہونے اور چہرۂ انور زخمی ہونے کی نوبت آئی آپ کو ہجرت کر کے وطن اور مکہ چھوڑنا پڑا، غار میں چھپنا پڑا سب کفارِ قریش پر ایک دفعہ ہی آسمانی بجلی کیوں نہ آگئی یا دریا میں غرق کیوں نہ ہوگئے جیسے یہ سوال حق تعالیٰ کے معاملات میں بیجا ہیں ایسے ہی یہ بھی بالکل بیجا اور نامعقول سوال ہے کہ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ رکھا آپ کو بھی زندہ آسمان پر رکھنا چاہیئے تھا کیونکہ زیادہ دنوں تک زندہ رہنا یا آسمان پر رہنا ان سے کوئی فضیلت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت نہیں ہوتی کیونکہ زیادتی عمر فضیلت ہوتی تو بہت سے صحابہ کرام اور عوام امت کی عمریں آپ سے دوگنی چوگنی ہوئی ہیں اُن کو بھی افضل کہہ

سکیں گے اور اسی طرح اگر آسمان میں رہنا یا چڑھنا ہی مدارِ فضیلت ہو تو فرشتوں کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل ماننا لازم آئے گا جو نصوص شرعیہ اور اجماع امت کے خلاف ہے فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔

آیۃ قد خلت من قبلہ الرسل سے وفات مسیح پر استدلال اور اُس کا جواب

سوال ۱۲۳۱ ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ سورۂ آل عمران اس آیت سے وفات عیسٰی علیہ السلام پر استدلال کرنا کیسا ہے؟

الجواب قد خلت من قبلہ الرسل سے عیسٰی علیہ السلام کی وفات پر استدلال کرنا انہیں لوگوں کا کام ہے جنہیں عربی عبارت سمجھنے سے کوئی علاقہ نہیں اور جو محاورات زبان سے بالکل ناواقف ہیں کیونکہ اول تو اس جیسے عمومات سے کسی خاص واقعہ مشہورہ پر کوئی اثر محاورات کے اعتبار سے نہیں پڑتا بلکہ اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی بیمار طبیب سے پوچھے کہ پرہیز کس چیز کا ہے وہ کہدے کہ ترشی اور تیل مت کھاؤ باقی سب چیزیں کھاؤ کوئی چیز مضر نہیں اب اگر یہ بے وقوف جاکر پتھر اور لوہا کھائے یا سنکھیہ کھائے اور استدلال میں قادیانی مجتہدین کا سا استدلال پیش کرے کہ حکیم صاحب نے کہا تھا کہ ترشی اور تیل مت کھاؤ ترشی اور تیل کے سوا ساری چیزیں کھاؤ کوئی مضر نہیں اور ساری چیزوں میں پتھر اور لوہا اور سنکھیہ (زہر) بھی داخل ہے لہذا میں جو کچھ یہ کھاتا ہوں حکیم صاحب کے فرمانے سے کھاتا ہوں۔

انصاف کیجئے کہ کوئی عقلمند اس کو صحیح العقل سمجھے گا اور پھر یہ بھی انصاف کیجئے کہ اس قادیانی استدلال میں اور اس میں کوئی فرق ہے یا نہیں ذرا غور سے معلوم ہو جائے گا کہ اگر بالفرض خلت کے معنی موت ہی ہوں تو بھی اس سے اُن انبیاء کی موت ثابت نہیں ہو سکتی جن کے متعلق قرآن و حدیث کی دوسری نصوص حیات ثابت کرتی ہیں جیسے سب چیز کھاؤ کے قول سے پتھر اور زہر کا کھانا داخل مراد نہیں ہو سکتا اس کے علاوہ خلت کے معنے لغت میں موت کے نہیں بلکہ گذر جانے کے ہیں خواہ مر کر خواہ کسی دوسرے طریقہ سے جیسے عیسٰی علیہ السلام کے لئے ہوا امام راغب اصفہانی مفردات القرآن میں اس لفظ کے یہی معنے لکھتے ہیں والخلاء یستعمل فی الزمان والمکان لکن لما تصور فی الزمان المضی فسر اہل اللغۃ خلا الزمان بقولہم مضی الزمان وذہب قال تعالیٰ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل انتہی۔

یہ لفظ صریح ہیں کہ خلت کے معنے قرآن شریف میں چلے جانے اور گذر جانے کے ہیں جس میں عیسٰی علیہ السلام اور دوسرے انبیاء بلا شبہ برابر ہو گئے تعجب ہے کہ قادیانی خانہ ساز پیغمبر کے صحابی اتنی سی بات کو کیوں نہیں سمجھتے اور اگر حق تعالیٰ ان کو چشم بصیرت عطا فرمائے تو وہ اب بھی غور کریں تو سمجھیں گے کہ یہ آیت بجائے وفات عیسٰی پر دلیل ہونے کے حیات کی طرف مشیر ہے کیونکہ صریح لفظ ماتت وغیرہ چھوڑ کر خلت شاید اللہ تعالیٰ نے اسی لئے اختیار فرمایا ہے کہ کسی بے وقوف کو موتی علیہ السلام کا شبہ نہ ہو جائے اگرچہ

محاورہ شناس کو تو پھر بھی شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم ؕ

آیت اموات غیر احیاء سے وفات مسیح پر استدلال اور اس کا جواب

سوال ۳۲۲ اموات غیر احیاء الآیۃ سے وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اموات غیر احیاء کی تفسیر باعتبار لغت بھی اور جو کچھ مفسرین نے تحریر فرمایا ہے اُس کے اعتبار سے بھی یہی ہے کہ یہ سب حضرات ایک معین مدت کے بعد مرنے والے ہیں نہ یہ کہ بالفعل مر چکے ہیں اور یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے فرمایا گیا ہے انک میت و انہم میتون تو کیا اس کا یہ مطلب تھا کہ معاذ اللہ آپ اس وقت وفات پا چکے ہیں بلکہ باتفاق وہی معنی مذکور مراد ہیں کہ ایک وقت معین میں وفات پانے والے ہیں یہ بھی جھوٹی نبوت کی نحوست ہے کہ اتنی سی بات سمجھ میں نہ آئی۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم ؕ

شیخ اکبر کے قول سے نبوت غیر تشریعی کے جریان پر استدلال اور اس کا جواب

سوال ۳۲۳ شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ لا نبی بعدی کے یہ معنی ہیں کہ تشریعی نبوت ختم ہو چکی لیکن غیر تشریعی نبوت ختم نہیں ہوئی یہ صحیح ہے یا نہیں

الجواب شیخ محی الدین ابن عربی کا قول استدلال میں پیش کرنا اوّل تو اصولاً غلطی ہے کیونکہ مسئلہ ختم نبوۃ عقیدہ کا مسئلہ ہے جو باجماع امت بغیر دلیل قطعی کے کسی چیز سے ثابت نہیں ہو سکتا اور دلیل قطعی قرآن کریم اور حدیث متواتر اور اجماع امت کے سوا کوئی نہیں ابن عربی کا قول ان میں سے فرمائیے کس میں داخل ہے اس لئے اس کا استدلال میں پیش کرنا ہی اصولی غلطی ہے ثانیاً خود ابن عربی رح اپنی اسی کتاب فتوحات میں نیز فصوص میں اس کی تصریح کرتے ہیں کہ نبوت شرعی ہر قسم کی ختم ہو چکی ہے اور جس عبارت کو سوال میں پیش کیا ہے اس کا صحیح مطلب خود فتوحات کی تصریح سے یہ ہے کہ نبوت غیر تشریعی ایک خاص اصطلاح شیخ اکبر کی ہے جو مرادف ولایت ہے ورنہ وہ نبوت جو مصطلح شرع ہے کیونکہ جمیع اقسام نبوت کے انقطاع پر خود فتوحات کی بے شمار عبارتیں شاہد ہیں ابن عربی اور دوسرے حضرات کی عبارتیں صریح و صاف رسائل مذکورۃ الصدر میں کچھ مذکور ہیں اور قلمی احقر کے پاس منقول ہیں لیکن سب کے نقل کرنے کی فرصت و ضرورت نہیں اُسی طرح صاحب مجمع البحار اور ملا علی قاری بھی اپنی دوسری تصانیف میں اس کی تصریح کرتے ہیں جو جمہور کا مذہب ہے یعنی ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے آئندہ یہ عہدہ کسی کو نہ ملے گا فقط واللہ تعالےٰ اعلم ؕ

شیعہ کا روپیہ مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنا جائز ہے اور کسی کے نام کا کتبہ مسجد کی تعمیر میں لگانا درست نہیں

سوال ۳۲۴ ایک خاندانی مسجد سیدوں کی دو تھی کردہ اور تعمیر کردہ ہے اس خاندان میں شیعہ و سنی ہر دو فریق برابر کے ہیں لہٰذا ہمیشہ سے سنی و شیعہ ہر دو فریق اس میں نماز پڑھتے ہیں کبھی کوئی تکرار یا فساد نہیں ہوا کیونکہ یہ لوگ باہمی قریبی رشتہ دار ہیں اور باہم ان کے رشتہ ناطہ ہوتے رہتے ہیں اس مسجد کا چوبی برآمدہ دیمک خوردہ اور بہت ہی شکستہ ہو گیا تھا باوجود حافظ کے کہنے کے کسی نے توجہ نہیں کی لیکن ایک سید کو خدا تعالےٰ نے توفیق دی اس نے تخمیناً ہزار بارہ سو روپیہ خرچ کرکے مسجد کا برآمدہ از سر نو بنوا دیا اور دری

مرمت دپختگی بھی کرادی اور اپنے نام کا کتبہ لگادیا اب جبکہ کام قریب الاختتام ہے تواسی خاندان کے سید۔ طرح طرح کے مشورے کررہے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ جدید برآمدہ گرادینا چاہئے کبھی کہتے ہیں کہ شیعوں کی تعمیر ناجائز ہے اس میں نماز کیسے پڑھیں کبھی سنتے ہیں کہ شیعوں نے اپنا قبضہ جمایا ہے حالانکہ خانۂ خدا وقف ہے ایسے سنی وشیعہ ہم جدیوں کی وقف شدہ مسجد پر اگر شیعوں نے تعمیر جدید کردی تو کیا وہ ثواب کے مستحق نہیں اور کیا ایسی مسجد اہلسنت وجماعت لوگوں کو نماز پڑھنا جائز ہے کیا ایسی تعمیر کو گرانا جائز ہے جو لوگ ایسا پروپیگنڈا کررہے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب اوقفا کے لئے یہ شرط ہے کہ اعتقاد واقف میں نیز قواعد اسلامیہ کی رو سے وہ کام ثواب کا ہو جس پر وقف کیا جائے مسجد یا اس کے متعلقات کی تعمیر ظاہر ہے کہ قواعد اسلامیہ کی رو سے اعلیٰ درجہ کا ثواب ہونے کے ساتھ شیعہ مذہب کے پیرو کے نزدیک بھی بلاشبہ ثواب وعبادت ہے اس لئے اہل تشیع اگر کوئی وقف کریں یا واقف کی مرمت وتعمیر میں روپیہ وغیرہ دیکر وقف کریں تو یہ وقف شرعاً صحیح ومعتبر ہے اور ان کو ثواب بھی ہوگا بشرطیکہ نیت ثواب کی ہو اور جب واقف صحیح ہوگیا تو پھر اس کا انہدام جائز نہیں اور جو شخص انہدام کی کوشش کرے وہ ایک ناجائز شرعی کام مرتکب ہے قال فی الدر المختار وشرطہ (یعنی الوقف) شرط سائر التبرعات الی قولہ وان یکون قربۃ فی ذاتہ وقال قبل ذلک بشیٔ۔ وسببہ ارادۃ محبوب النفس فی الدنیا ببر الاحباب وفی الاخرۃ بالثواب۔ یعنی بالنیۃ؟

لہٰذا صورتِ مذکورہ میں تعمیر برآمدہ وقف ہوچکی اس کا گرانا یا گرانے کی کوشش کرنا جائز نہیں البتہ اپنے نام کا کتبہ جو تعمیر کنندہ نے نصب کردیا ہے یہ ٹھیک نہیں اور غالباً باعثِ فساد یہی چیز ہوگی جبکہ بانی کی نیت محض ثواب واخلاص کی ہے تو پھر نام کندہ کرانے کی کیا ضرورت ہے اور کتبہ کے علیحدہ کردینے سے ان کا کیا حرج ہے اور اگر نیت میں کوئی فساد وتغلب ہے جس کے لئے کتبہ لبطور تمہید لگایا ہے تو بیشک سنی مسلمانوں کو حق ہے کہ وہ ایسے تغلب کی صورت کو قائم نہ رہنے دیں بلکہ تعمیر کنندہ سے کہیں کہ اگر آپ محض اخلاص وعبادت کے لئے تعمیر کراتے ہیں تو اپنا کتبہ واپس لیجئے ورنہ ایسی تعمیر کی مسجد کو ضرورت نہیں جس میں کوئی شخصی تغلب قائم ہوتا ہو بلکہ مسجد کا خادم بنا تمام رہنا اس سے بہتر ہے صورت مذکورہ میں رفع فساد اور فیصلہ کی بین بین صورت یہی ہے کہ اپنے نام کا کتبہ وغیرہ لگانے کی کسی کو اجازت نہ دی جائے نہ سنی کو نہ شیعہ کو جس کو کچھ خرچ کرنا ہو فی سبیل اللہ بلا نام ونمود خرچ کرے تاکہ ثواب بھی زیادہ ہو اپنے نام کے کتبے مساجد واوقاف پر قائم کرنا ویسے بھی خلاف سنت ہے صحابۂ کرام کے تمام اوقاف اس سے خالی ہیں فقط واللہ

ذبح فوق العقدہ کا حکم سوال ۳۲۵ عقدہ کے اوپر سے جانور کو ذبح کیا گیا یعنی عقدہ بطرف

گردن اور جسم کے رہ گئی سر کی طرف نہ رہی تو اس طرح کا مذبوح حلال ہے یا حرام عند الذبح عقدہ کا دھڑ کی طرف رہنا لازمی ہے یا نہیں۔؟

الجواب ذبح کا مدار شرعاً اکثر عروق کے قطع ہو جانے پر ہے یعنی منجملہ چار عرق کے حلقوم، مری، ودجین کے تین عروق قطع ہو جائیں تو ذبح متحقق ہو جائے گا خواہ کسی طریق پر قطع کیا جائے فوق العقدہ ہو یا تحت العقدہ بلکہ حلق کی جانب سے ہو یا گدی کی جانب سے البتہ جس صورت میں جانور کو تکلیف زیادہ ہو اُس کا اختیار کرنا دوسری حیثیت سے ممنوع و مکروہ ہے لیکن حلت ذبیحہ پر اُس کا کوئی اثر نہیں پڑتا اب یہ بات تجربہ کے متعلق رہ گئی کہ فوق العقدہ ذبح کرنے سے عروق ثلثہ قطع ہو جاتی ہیں یا نہیں اگر ہو جاتی ہیں تو ذبیحہ درست ہے ورنہ نہیں لیکن اکثر اہل تجربہ کے بیان سے قطع ہو جانے کی تصدیق ہوئی ہے وھذا المحصل ما اختارہ مشائخنا فی ھذا الباب وھذا ھو الذی ختم الشامی کلامہ علیہ بعد تحقیق حقیق و تفتیش انیق ولفظہ اقولہ والتحریر للمقام ان یقال ان قال بالذبح فوق العقدۃ حصل قطع ثلاثۃ من العروق فالحق ما قالہ شراح الھدایۃ تبعاً للرستغفنی والا فالحق خلافہ اذ لم یوجد شرط الحل باتفاق اہل المذہب ویظھر ذلک بالمشاھدۃ او سوال اہل الخبرۃ فاغتنم ھذا المقال ودع عنک الجدال شامی کتاب الذبائح ص۲۰۲ ج ۵ ویؤیدہ ما فی الخلاصۃ والدر المختار وغیرہ وذبحہا من قفاھا ان بقیت حیۃ حتی تقطع العروق والا لم تحل لموتھا بلا ذکوۃ از شامی ص۲۰۲ ج ۵ فقد دلت ھذہ العبارۃ علی ان مدار الذبح انما ھو قطع العروق بای طریق کان فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ،

الجواب صحیح ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

ترغیب نماز کے لئے چند جدید صورتیں اور بے نمازی سے قطع تعلق کا حکم ؟!	سوال ۳۲۶ کیا قبل اذان یا بعد اذان مسلمانوں کو اُن کے گھروں پر جاکر نماز کے لئے بلانا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔؟

(۲) چند شخصوں کو ایک جگہ آواز ملا کر ایسے اشعار پڑھنا جس میں نماز کی ترغیب اور مسلمانوں کو مساجد میں چلنے کی تاکید ہو۔ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔؟

(۳) اگر کوئی شخص باوجود کوشش کے پھر بھی نماز پڑھنے سے انکار کردے تو ایسے شخص کا بائیکاٹ کر دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ جائز ہے اور تعاون وتحریض علی العبادۃ کی ایک نوع ہے تعاونوا علی البر والتقوی الآیۃ (۲) آواز ملا کر پڑھنا مناسب نہیں ویسے ہی پڑھیں تو مضائقہ نہیں ترغیب جہاد و ترغیب صلوٰۃ وغیرہ کے لئے ایسا کرنا مستحسن ہے۔؟

(۳) تعزیراً اگر کچھ دنوں کے لئے مسلمان ایسا بھی کریں تو جائز ہے لیکن اگر وہ اس پر بھی باز نہ آئے تو ہمیشہ کے لئے یہ صورت قائم نہ رکھیں بلکہ جب اس کی ہدایت سے مایوسی ہو جائے تو پھر ایسے حقوق

جو عام مسلمانوں کے لئے شرعاً عاید ہوتے ہیں مثلاً سلام وکلام، عیادتِ مریض اور نمازِ جنازہ وغیرہ انکو جاری کردیں۔ البتہ خصوصی تعلق میں جول نکاح شادی کھانا کھلانا وغیرہ اس میں اس وقت تک ہرگز شریک نہ کریں جب تک توبہ نہ کرے البتہ درصورتِ تعزیر وقطع تعلقاتِ مذکورہ بھی بیوی کے لئے۔ اجازت نہیں ہے کہ وہ خاوند کی اطاعت جائز معاملات میں چھوڑے قال فی اتحاف الابصار والبصائر فی ترتیب الاشباہ والنظائر ص۱۹ مصری ویکرہ معاشرۃ من لایصلی ولو کانت زوجۃ الا اذا کان الزوج لایصلی لم یکرہ للمرأۃ معاشرتہ کذا فی لفقات النظیر بہ فقط۔

چند مسائل متعلقہ سجدۂ سہو مکروہاتِ نماز سوال ۲۷ ۳ ایک شخص نے چادر یا رومال اس طرح گردن میں لپیٹ کر نماز پڑھی کہ ایک سرا پشت پر رہا اور ایک سینہ کی طرف آیا اس کی نماز مکروہ ہوئی یا نہیں؟ (۲) اکثر دیکھا گیا ہے کہ مقتدی امام سے سجدۂ سہو کراتا ہے یعنی جب امام پہلا سلام پھیرتا ہے تو مقتدی تکبیر کہکر سجدہ میں جاتا ہے اور امام سجدۂ سہو کرتا ہے تو نماز بلاکراہت جائز ہے یا نہیں؟ (۳) عورت کو غیر مرد کا کپڑا پہننا درست ہے یا نہیں۔؟ (۴) امام پر سجدۂ سہو واجب نہ تھا مگر اس نے کرلیا نماز درست ہوئی یا نہیں؟ (۵) وجوب سجدۂ سہو میں تردد ہو تو کیا کرے۔؟ (۶) احتیاطاً سجدۂ سہو کرلینا بلاکراہت درست ہے یا نہیں؟ (۷) امام نے قرأۃ میں غلطی کی مقتدی کے لقمہ دینے سے صحیح پڑھ لیا ایسی حالت میں سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں؟ (۸) اگر شک ہو جائے کہ سجدۂ سہو کیا یا نہیں تو کیا کرے؟ (۹) پہلی رکعت عشاء میں الم ترکیف پڑھی اور دوسری میں سہواً سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ والعصر پڑھی تو نماز مکروہ ہوئی یا نہیں۔؟

الجواب جس کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اس میں تو داخل نہیں مگر اب عرف ورواج پر موقوف ہے اگر یہ ہیئت عرفاً تواضع وخشوع کے خلاف ہو اور متکبرین کی عادت ہو تو مکروہ تحریمی ہے قال فی شرح المنیہ ویکرہ للمصلی کل ماہو من اخلاق الجبابرۃ نحو کالان الصلوۃ مقام التواضع والتذلل والخشوع الخ کبیری شرح منیہ ص۳۰۵

(۲) جائز ہے قال الشامی شک الامام فلحظ الی القوم لیعلم بہم ان قاموا اقام والا قعد لاباس بہ ولاسہو علیہ آخر سجود السہو من الشامی ص۵۰۰ جلد اول

(۳) بلاضرورت نہیں چاہیئے اور اگر ضرورت ہو مثلاً دوسرا کپڑا موجود نہ ہو تو مضائقہ نہیں۔

(۴) نماز درست مگر خلاف اولیٰ ہوئی کذا یستفاد من الشامی والدرر۔

(۵) غلبۂ ظن پر عمل کرے۔ اگر غلبۂ ظن یہ ہے کہ سجدہ واجب نہیں تو پھر سجدۂ سہو کرنے میں احتیاط نہیں بلکہ ترک میں احتیاط ہے۔

(۷) واجب نہیں۔ (۸) غلبۂ ظن پر عمل کرے اور اگر غلبہ نہ ہو بلکہ جانبین مساوی ہوں

تو سجدۂ سہو کرے یا ۹ (۹) مکروہ نہیں ہوئی کیونکہ سورتوں کی ترتیب کے خلاف کرنا بالقصد مکروہ ہے نسیاناً نہیں۔ کذا فی الکتب الفقہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ،

کسی کو یہ کہنا کہ اوّل خدا تعالیٰ کے اور دوسرے تمہارے سپرد ہے

سوال ۳۲۸ بوقت رخصت داماد خود را یا وقت سفر کردن یا بوقت مردن می گویند کہ دختر من یا اہلی و ورثہ من اوّل نزد خدا و بعدہ بدستِ تو سپردم۔ ایں چنیں گفتن جائز است یا نہ؟

الجواب۔ ایں چنیں گفتن جائز نیست بلکہ اندیشہ کفر است چہ بعض علماء ایں قسم کلمات را در کلماتِ کفریہ نقل کردہ اند چنانکہ در خلاصۃ الفتاویٰ قاضی خاں وغیرہ آوردہ اند ولکن احتیاط در باب فتویٰ این است کہ حکم بکفر قائلین ایں کلمہ نکردہ شود۔ آرے گناہ است ترک آں واجب فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

ہندو قانون کے مطابق لڑکی کو حق نہ دینا اور بلا اجازت دوسرے شرکاء کی جائداد وقف کرنا

سوال ۳۲۹ فدوی کی قوم میں ہندو لاء رائج ہے اور وراثت کے معاملہ میں ہندو لاء سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے ایک شخص فوت ہوا اس نے ایک بیوی اور ایک لڑکی دو برادر چچازاد وارث چھوڑے تو محمدن لاء کے مطابق دو آنہ بیوی کو اور آٹھ آنہ لڑکی کو اور چھ آنہ برادران چچازاد کو تقسیم کیا گیا اب لڑکی فوت ہوئی اس کی والدہ چاہتی ہے کہ ہندو لاء پر عمل کر کے کل حصہ اور ترکہ لڑکی کا حاصل کر کے اس کی طرف سے وقف کر دے اغلب ہے کہ اس کو دوسرے وارث بھی منظور کر لیں۔ ایسی حالت میں ہندو لاء پر عمل کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب لڑکی متوفی کے انتقال ہوتے ہی اس کا کل ترکہ اس کی شرعی وارثوں کی ملک ہو چکا اب اس کو کسی قانونی حیلہ سے اپنے قبضہ میں لانا اور پھر وقف کرنا ہرگز جائز نہیں اور اگر ایسا کر دیا گیا تو شرعاً وہ وقف قابلِ اعتبار نہ ہوگا بالخصوص ہندو لاء پر اپنے اختیار سے عمل کرنا یا کرانا کہ دوسرا مستقل گناہ کبیرہ ہے بلکہ اندیشہ کفر ہے قال اللہ تعالیٰ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون وفی آیۃ اخریٰ الکافرون۔

اور ظاہر ہے کہ حکم کرنا اور کرانا ایک ہی حکم رکھتا ہے لہذا وارثوں کا شرعی حصہ انکے وارثوں کو ہی دیا جائے اس میں مرحوم کے لئے ثواب زیادہ ہے اس کے خلاف کرنے پر آپ لوگوں کو مفت میں گناہِ عظیم ہوگا اور مرحوم کو اس ناجائز طریق سے کچھ فائدہ نہ پہنچے گا البتہ اگر سب وارث راضی ہو کر مجموعہ کا یا ان میں سے بعض فقط اپنے حصہ کا وقف کسی کار خیر پر بغرض ایصال ثواب مرحوم کر دیں تو یہ بلاشبہ جائز اور وارث اور مورث دونوں کے لئے باعث ثواب عظیم ہے اور جبکہ بقول سائل وارث راضی ہو سکتے ہیں تو پھر ہندو لاء پر عمل کرنا سراسر غلطی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

بندوق کی نوکدار گولی کے شکار کا حکم

سوال ۳۳۰ ایک آلہ لوہے کا باریک نوکدار ہے یہ ہوائی بندوق میں رکھ کر چھوڑا جاتا ہے اور چھوٹے پرندوں سے لیکر چیل اور خرگوش تک کو مار لیتی ہے اس چیز سے اگر

بسم اللہ اللہ اکبر کہکر شکار مارا جائے اور شکار مرجائے یا اتفاقاً ذبح نہ کیا جا سکے تو شکار حلال سمجھا جائے گا یا نہیں اور اس کے مارے ہوئے شکار کا وہی حکم ہے جو تیر سے مارے ہوئے شکار کا ہے یا نہیں۔؟

الجواب آلہ مذکورہ کی شکل دیکھنے سے نیز اس حال سے جو سوال میں درج ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آلہ تیر کی طرح زخم کھولتا ہے بندوق کی عام گولی اور چھروں کی طرح جسم کو کوٹتا نہیں لہذا اس کا حکم تیر ہی کا حکم ہے یعنی اگر بسم اللہ کہکر چھوڑا جائے اور جانور اس کے ذریعہ مرجائے تو حلال ہوگا کما ھو حکم السہم فی عامۃ کتب الفقہ لیکن یہ مسئلہ چونکہ محض قواعد سے لکھا گیا ہے کوئی صریح جزئیہ نظر سے نہیں گذرا اس لئے دوسرے علماء سے بھی تحقیق کرلینا چاہیئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع

نکاح نابالغہ میں ولی قریب و بعید کے اختیارات کی مکمل بحث اور یہ کہ ولی کی عداوت کن صورتوں میں ثابت ہو سکتی ہے اور جب ثابت ہو جائے تو ولائت نکاح پر اس کا کیا اثر ہے

سوال ۱۳۴۳ لیاقت النساء بیگم جہانگیر النساء کی نابالغہ علاتی ہمشیرہ ہیں اور تلاوت علی خاں جو نابالغہ موصوفہ کے علاتی ماموں ہوتے ہیں نابالغہ کے والدین کی جانب سے وصی ہیں نہ صرف یہ بلکہ نابالغہ کے والدین کی وصیت کے موجب انہوں نے اپنی وصایت ولایت سے جہانگیر النساء نابالغہ کا عقد نکاح میر احمد علی خاں کے ساتھ نابالغہ کے قریبی عزیز ہوتے ہیں کردیا اس واقعہ کے بعد نابالغہ اور اس کی معاش و جائداد پر کورٹ آف وارڈز کی نگرانی قائم ہوئی اب نابالغہ کی علاتی ہمشیرہ لیاقت النساء بیگم کو باجلاس عدالت مجازیہ عذر ہے کہ میں بحیثیت علاتی ہمشیرہ ہونے کے بمقابل علاتی ماموں نابالغہ سے قریب تر اور مستحق ولایت ہوں اس لئے عقد نکاح صحیح نہیں ہوا۔ مخفی مباد کہ لیاقت النساء بیگم ہمشیرہ علاتی کو نابالغہ سے ایک عرصہ سے سلسلۂ مخالفت یعنی بمقابل نابالغہ محکمات سرکاری میں مقدمات دائر ہیں ایسی حالت میں شرعی نقطۂ نظر سے حسب ذیل تفصیلات کی ضرورت ہے۔؟

(۱) کیا ایسے ولی یا ولیہ کی ولایت (جیسے نابالغ نابالغہ سے وجہ مخالفت اور جس کے مقابل مقدمہ بازی ہو رہی ہو) قابل تنسیخ ہے یا نہیں۔؟

(۲) کیا وہ عقد جو ولی بعید نے بحالتِ موجودہ مخالف ولی قریب کے بلا اجازت اپنی ولائت سے کر دیا ہو صحیح اور قابلِ نفاذ ہے یا موقوف ہے یا سرے سے باطل ہے۔؟

(۳) کیا لیاقت النساء بیگم کو صورتِ مسئولہ میں عقد کے انفساخ کا اختیار حاصل ہے۔ بینوا توجروا

الجواب۔ از مفتی صاحب حیدرآباد۔ شریعت مطہرہ میں وصی کو نابالغ نابالغہ کے مال و جائداد کی نگرانی کا حق حاصل ہے کہ وہ مجاز عقد نہیں یعنی وہ اپنی وصایت سے نابالغ یا نابالغہ کا نکاح نہیں کرا سکتا قولہ لا الحال فان الولی فیہ الاب ووصیہ والجد ووصیہ والقاضی ونائبہ ص۴۸ ج۲

باب الولی رد المحتار الوصی لا ولایۃ لہ فی النکاح صغیر و صغیرۃ سواء اوصی الیہ الاب ص ۱۳ باب الاولیا
ءج ۲ عالمگیری علاتی بہن اور علاتی ماموں دونوں اولیاء ذوی الارحام میں شامل ہیں اور عصبات
کے عدم موجودگی میں انھیں حق ولایت حاصل ہے لیکن علاتی بہن بہ نسبت علاتی ماموں کے قرابت
قریبہ رکھتی ہے اس لئے بمقابل علاتی ہمشیرہ علاتی ماموں ولی بعید ہوں گے وان لم تکن عصبۃ فالولایۃ
للام ثم الاخت لاب وام ثم لاب ثم لولد الام ثم ذوی الارحام ثم للحاکم علی صاغیہ ص ۱۲۲ باب الاولیاء جلد ۳
بحر الرائق اگر ولی نابالغ یا نابالغہ کا مخالف ہو یا بعض خاندانی حالات و نزاعات کی وجہ سے نابالغین کے
لئے کسی بھلائی کی توقع نہ ہو تو ولایت باقی نہ رہے گی لیس کل ولی یحسن المرافعۃ والخصومۃ ولا کل
قاضی یعدل ولو احسن الولی وعدل القاضی فقد یترک الفتنۃ للتردد علی ابواب الحکام واستعال النفس
الخصومات فیتضرر الصغیر فکان منعہ دفعا لہ ص ۴۵۹ باب الولی جلد ۲ رد المحتار اگر ایسے ولی قریب کے موجود
ہونے پر جو ولایت کی اہلیت رکھتا ہو ولی بعید نے اپنی ولایت سے نابالغ یا نابالغہ کا عقدِ نکاح کرا دیا
تو نفس نکاح جائز و منعقد ہو جائے گا لیکن اس کا نفاذ ولی قریب کی اجازت پر موقوف رہے گا وان زوج
الصغیر او الصغیرۃ ابعد الاولیاء فان کان اقرب حاضرا وھو من اہل الولایۃ توقف نکاح الابعد علی اجازتہ
ص ۱۳۱ ج ۲ باب الاولیاء عالمگیری ؎
صورتِ مسئولہ میں تلاوت علی خاں جہانگیر النساء بیگم نابالغہ کے والدین کی طرف سے وصی ہونے کے لحاظ
سے ان کی جائداد و دیگر مالی نگرانی کا حق رکھتے تھے لیکن عقد کرا دینے کے مجاز نہ تھے البتہ ان کی حیثیت
علاتی ماموں ہونے کی وجہ سے بمقابل لیاقت النساء بیگم ہمشیرہ علاتی نابالغہ ولی بعید کے ہے انھوں نے
جہانگیر النساء بیگم نابالغہ کا جو عقد نکاح اپنی ولایت سے میر احمد علی خان سے کرا دیا وہ صحیح ہے لیکن لیاقت النساء
بیگم ہمشیرہ علاتی ولی قریب کی اجازت پر موقوف رہے گا چونکہ ولیہ قریب نابالغہ کے مقابل مقدمات سرکاری
میں فریق ہیں اور بلحاظ اس دیرینہ مخالفت کے ظاہر ہے کہ ان سے نابالغہ کے متعلق کسی بھلائی کی توقع نہیں
اس لئے ان کی ولایت اس معاملہ میں ساقط و بے اثر ہے اور وہ بحالتِ موجودہ عقد منعقدہ کے انفساخ
کا اختیار نہیں رکھتی عدالتِ مجاز میں لیاقت النساء بیگم ہمشیرہ علاتی کا بمقابل نابالغہ فریق ہونے کا ثبوت مکمل
ہو جانے کے بعد ولی بعید تلاوت علی خاں کی ولایت سے جو عقد ہوا ہے وہ موقوف بھی نہ رہے گا بلکہ
نافذ ہو جائے گا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مفتی اول بلدہ و صدارت العالیہ سرکار عالی ؎

الجواب۔ از حضرت مفتی صاحب دار العلوم دیوبند ؎؟

یہ صحیح ہے کہ تلاوت علی خاں کو بحیثیت وصی ہونے کے نکاح صغیرہ کا اختیار شرعاً نہ تھا کما صرح بہ فی العالمگیریۃ
والشامی لیکن ولی بعید ہونے کی حیثیت سے انکا کیا ہوا نکاح منعقد ہو گیا مگر ولی قریب یعنی لیاقت النساء
بیگم کی اجازت پر موقوف رہا کما ہو مصرح فی الدر المختار و عامۃ الکتب ؎؟

اب جبکہ لیاقت النساء بیگم اس نکاحِ موقوف کو جائز نہیں رکھتی تو حسب قاعدہ یہ نکاح باطل وغیرہ مطبوع ہو گیا باقی رہا یہ کہ عداوت کی وجہ سے لیاقت النساء کا حق ولایت ساقط کر دیا جائے یہ بچند وجوہ محل نظر ہے الف محض اتنی بات سے کہ جہانگیر النساء بیگم اور لیاقت النساء بیگم کے درمیان مقدمات خصومات عدالت میں دائر رہے ہیں شرعاً عداوت کا ثبوت نہیں ہوتا کیونکہ عدالت میں کسی کے مقابل اپنے جائز حقوق کو طلب کرنے کے لئے مقدمہ دائر کرنا شرعاً کوئی عداوت نہیں قال فی الدر المختار من اول القضاء ثم انما یثبت العداوۃ بنحو قذف او جرح او قتل ولی لا بمخاصمۃ نعم ھی تمنع الشہادۃ فیما وقعت فیہ المخاصمۃ قال الشامی من ابن وھبان وقد یتوہم بعض المتفقہۃ من الشہود ان من خاصم شخصا فی حق او ادعی علیہ یصیر عدوہ فیشہدون بینہما بالعداوۃ ولیس کذلک وانما تثبت بنحو الخ۔

شامی اول کتاب القضاء ص ۳۳۲ ج ۴) ۱ھ

ب ثانیاً ولی کی عداوت یا عیانت یا فسق ثابت ہو جانے سے بھی ولایت کا حق ساقط نہیں ہوتا البتہ جو تصرف نکاح وہ کرتا ہے اگر اُس تصرف میں قصداً اضرار یا عداوت ثابت ہو جائے تو قاضی اور حاکم قبل البلوغ بھی اس تصرف کو رَدّ کر سکتے ہیں اور بعد البلوغ لڑکی کو فسخ کرانے کا اختیار ہوگا بلکہ اگر نکاح غیر کفو میں یا مہر میں غبن فاحش کے ساتھ کیا ہے تو نکاح ہی منعقد نہ ہوگا اسی پر فتویٰ ہے اور محققین کے نزدیک بھی مختار ہے لما فی الدر المختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی لفساد الزمان وقال فی الفتح بعد ذکرہ بروایۃ الحسن رح واختیرت للفتوی لما ذکر ان کم من واقع لا یرفع ولیس کل ولی یحسن المرافعۃ والخصومۃ ولا کل قاض یعدل ولو احسن الولی وعدل القاضی فقد یترک انفۃ للتردد علی ابواب الحکام واستثقالاً لنفس الخصومات فیتقرر الضرر فکان منعہ دفعاً لہ فتح القدیر ص ۱۵۷ ج ۳ ۱ھ

یہ عبارت دراصل اس صورت کا بیان ہے کہ عورت بالغہ اپنا نکاح غیر کفو میں خود کرے تو یہ نکاح بقول مفتی بہ منعقد نہ ہوگا اور یہی حکم اس صورت کا ہے جبکہ نابالغہ کا نکاح علاوہ باپ اور دادا کے کوئی دوسرا ولی غیر کفو میں کر دے یا باپ اور دادا کا فاسق اور خائن ہونا ثابت ہو جائے تو پھر اُنکا بھی یہی حکم ہوگا کہ غیر کفو میں یا غبن فاحش کے ساتھ نکاح کیا تو منعقد نہ ہوگا صرح بہ فی الدر المختار والشامی وسیاتی بیانہ ۱ھ

الغرض ولی کی اگر عداوت ثابت ہو جائے تو خاص وہ معاملہ جس میں عداوت کا ظہور اور قصد اضرار پایا جائے وہ معاملہ نافذ نہ ہوگا لیکن مطلقاً حق ولایت اس سے ساقط نہیں ہوتا۔ والدلیل علیہ ما فی الدر المختار الولی ہو لغۃ خلاف العدو وعرفا العارف باللہ تعالیٰ وشرعا العاقل البالغ الوارث ولو فاسقاً علی المذہب مالم یکن متہتکا قال الشامی فی القاموس رجل متہتک او متہتک لا یبالی ان یہتک سترہ۔ قال فی الفتح اذا کان متہتکاً لا ینفذ تزویجہ ایاہا بنقص عن مہر المثل ومن غیر کفو وسیاتی ہذا وحاصلہ ان الفسق وان کان لا یسلب الاہلیۃ عندنا لکن اذا کان الاب متہتکا لا ینفذ تزویجہ الا بشرط المصلحۃ ولما قولہ وبہذا ظہر ان الفاسق

المتہتک وھو بمعنی سیٔ الاختیار لاتسقط ولایتہ مطلقاً لانہ لو زوج من کفو بمہر المثل صح کما سیاتی بیانہ شامی اول باب الولی ص۳۰۳ ج ۲ وبمثلہ صرح فی ص۳۱۲ ج ۲ ثم قال ان السکران او المعروف بسوء الاختیار لو زوجہا بکفو من مہر المثل صح لعدم الضرر المحض وفی الفتاوی الخیریۃ فی تفسیر سوء الاختیار انتہیٰ قال ابن فرشتۃ فی مجمع لو عرف من الاب سوء الاختیار لسفہہ او لطمعہ لا یجوز اتفاقاً ومثلہ فی الدرر والغرر الی قولہ قال فی فتح القدیر من زوج ابنتہ القابلۃ للتخلق بالخیر والشر ممن یعلم انہ شریر او فاسق فہو ظاہر سوء اختیارہ خیریہ باب الاولیاء ص۲۳ ج۱ اول وقال فی الفتح وحاصلہ ان القرابۃ مع قصور الشفقۃ مقتضاھا ولایۃ غیر ملزمۃ الی قولہ وبہ المناثبتنا فیہ من الخیار عند البلوغ والرد قبلہ من القاضی عند الاطلاع علی عارم النظر من تنقیص مہر او عدم کفاءۃ فتح القدیر مصری ص۱۷۴ ج ۲ ۔

عبارات مذکورہ شامی وفتاویٰ خیریہ وفتح القدیر اس قدر مشترک کے لئے تقریباً صریح ہیں کہ ولی سے اگر عدم شفقت ونظر بلکہ خیانت وطمع یا فسق ثابت ہو جائے تو ولایت مطلقاً ساقط نہیں ہوتی البتہ اگر ایسا ولی کوئی نکاح خلافِ مصلحت غبن فاحش کے ساتھ یا غیر کفو میں کر دے تو وہ نکاح نافذ نہ ہوگا اگرچہ ولی باپ دادا ہی کیوں نہ ہو جس سے معلوم ہوا کہ اگر بالفرض لیاقت النساء بیگم کی عداوت ثابت بھی ہو جائے تب بھی حق ولایت ساقط نہیں ہوتا۔ اور جو عبارت لیس کل ولی یحسن المرافعۃ الخ سقوط ولایت کے لئے پیش کی جاتی ہے اس سے۔ اس کا ثبوت نہیں ہوتا اور نہ وہ اس کے متعلق ہے بلکہ اس کا محل اور مفہوم وہی ہے جو اوپر بحوالہ فتح القدیر نقل کیا گیا ہے ۔

(ج) البتہ ایک بات باقی ہے وہ یہ کہ بتصریح فقہاء اگر کسی کفو کی جانب سے منگنی کی جائے اور ولی اقرب بلا وجہ اس کو رد کر دے تو ولی اقرب کی ولایت ساقط ہو جاتی ہے لیکن اس صورت میں صحیح ومفتی بہ قول کے موافق ولایت کا حق ولی اقرب سے منتقل ہو کر ہر ولی بعید کو نہیں پہنچتا بلکہ صرف قاضی کو پہنچتا ہے قال فی البحر قالوا واذا خطبہا کفو وعضلہا الولی تثبت الولایۃ للقاضی نیابۃ عن العاضل الخ بحر ص۱۲۶ ج۳ وقال العلامۃ ابن عابدین فی حواشی البحر ومثلہ فی فتاواہ الشامیہ فی تفسیر العضل بل ینبغی التفصیل بان یقال ان کان الکفو الاخر حاضراً وامتنع الاب من تزویجہا من الاول دارا او تزویجہا من الثانی لا یکون عاضلاً لان شفقتہ دلیل علی انہ اختار لہا الانفع اما لو حضر کفو وامتنع من تزویجہا لہ دارا وانتظار کفو آخر فہو عاضل لانہ متی حضر الکفو لا ینتظر غیرہ خوفاً من فواتہ ولذا تنتقل الولایۃ الی الابعد اذا غاب الاقرب انتہیٰ ۔

نیز یہ بات کہ حق ولایت صورت عضل میں ہر ولی بعید کی طرف منتقل نہیں ہوتا بلکہ صرف قاضی کو پہنچتا ہے اس کی تصریح بحر سے اوپر مذکور ہو چکی ہے اور علامہ شامی نے حواشی بحر اور رد المحتار میں اس پر نہایت مفصل کلام کیا ہے اور شرنبلالی کے رسالہ کشف المعضل فی من عضل سے اس کی بہت سی تائیدات نقل فرمائی ہیں فمن رام التفصیل فلیراجعہ حواشی البحر ص۱۲۶ ج۳ (خلاصہ حکم) ۔

لہٰذا جب ایک کفو کی جانب سے مسماۃ جہانگیر النساء بیگم کے نکاح کی طلب ہوئی اور اس کے ماموں تلاوت علیخاں نے جو ولی بعید ہیں اس کا نکاح کر دیا تو یہ نکاح ولی اقرب یعنی لیاقت النساء بیگم کی اجازت پر موقوف تھا تو اب غور طلب امر یہ ہے کہ جس وقت لیاقت النساء کو اس نکاح کا علم ہوا انہوں نے اس کی اجازت صراحۃً دی یا نہیں اور اگر نہیں دی تو کوئی معقول عذر ایسا پیش کیا کہ کوئی دوسری جگہ کفو کے اندر موجود ہے جس سے نکاح کرنا چاہتی ہے اور اس طرف سے بھی طلب موجود ہے یا ایسا عذر پیش نہیں کیا بلکہ بلا وجہ انکار کیا۔

صورتِ اولیٰ میں کہ لیاقت النساء بیگم نے اجازت صراحۃً دیدی ہو نکاح نافذ صحیح ہو گیا اب اُسکو نکاح فسخ کرانے کا کوئی حق نہیں۔

صورتِ ثانیہ میں کہ کوئی عذر معقول انکار کے لئے پیش کیا ہے تو جو نکاح تلاوت علی خاں نے پیش کیا تھا باطل ہو گیا اور اب لیاقت النساء کے ہوتے ہوئے کسی کو جہانگیر النساء کا نکاح بحالتِ صغر سنی کرانے کا حق نہیں؟

صورتِ ثالثہ میں کہ نکاح مذکور سے انکار بلا وجہ کیا اس کی اجازت بجائے لیاقت النساء قاضی شرعی کی طرف منتقل ہو گئی اگر قاضی نے جائز رکھا تو وہ نکاح جائز و نافذ ہو گیا لیکن در صورتِ جواز بھی بعد بلوغ لڑکی کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہو گا صرح بہ الشامی والدر المختار ہاں اس جگہ ایک چوتھی صورت بھی محتمل ہے وہ یہ کہ قاضی اس جگہ موجود نہ ہو جیسا کہ عام بلاد ہند میں ہے تو پھر ولی اقرب سے ولایت منتقل ہو کر بجائے قاضی کے ولی بعید ہی کی طرف پہنچتی ہے تو اس صورت میں جو نکاح ولی بعید تلاوت علی خاں نے کیا تھا نافذ صحیح ہو جائے گا بشرطیکہ اب مکرر اس کی اجازت دے کما فی الدر المختار ولو تحولت الولایۃ الیہ یعنی الابعد لم یجز الا باجازتہ بعد التحول انتہیٰ پھر اس صورت میں بھی لڑکی کو خیار بلوغ دیا جائے گا والدلیل علیہ ما فی حواشی البحر للشامی ویمکن ان یجاب بما فی الخلاصۃ علی ما اذا لم یکن قاض انتہیٰ بحر ص ۱۲۶ ج ۳ یعنی ان الانتقال الی الولی البعید الذی صرح بہ فی الخلاصۃ انما یکون اذا لم یکن ثم قاض۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع

الجواب صحیح الجواب صحیح بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ محمد رسول خاں عفی عنہ

جبراً نکاح کرنے کی دو صورتیں سوال ۳۳۲ دو لڑکیوں کا نکاح جن میں ایک بالغہ اور ایک مراہقہ ہے ان کے ولی نے ان پر سختی کرکے اور دھمکا کر کہا کہ اگر نکاح نہ کرو گی تو تم پر سختی کی مار ہو گی ڈرتے ہوئے سخت وحشت کی حالت میں انہوں نے دبی ہوئی زبان سے جان بچانے کی خاطر ہاں کہا جن کے ساتھ نکاح کیا وہ باطل چھوٹے بچے ہیں جو انکے پسند نہ تھے اور پندرہ دن کے بعد انہوں نے انکار کیا جو اب تک انکار پر مصر ہیں شرعاً انکا نکاح ہوا یا نہیں؟

الجواب۔ بالغہ کا نکاح جو اس کے ولی نے زبردستی جبراً کرایا اور اس نے مجبور ہو کر اجازت دی یہ تو بالکل صحیح ولازم ہوگیا۔ اب بجز موت یا طلاق اُس سے علیحدگی کی صورت کچھ نہیں البتہ نابالغہ مراہقہ کا نکاح جو جبراً ولی نے کیا ہے اگر یہ ولی باپ اور دادا کے سوا کوئی دوسرا شخص ہے تو لڑکی بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کو فسخ کرانے کا اختیار رکھے گی اور کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں مقدمہ دائر کرکے حکم فسخ حاصل کر سکے گی بشرطیکہ بفور بلوغ اپنی ناراضی کا اعلان کردے اور اگر ولی مذکور لڑکی کا باپ یا دادا ہے تو یہ نکاح بھی لازم ہوگیا بعد بلوغ بھی لڑکی کو اختیار نہ ہوگا وھذا کلہ ظاہر مذکور فی عامۃ الکتب واما صحۃ النکاح ہی الاکراہ فقد صرح بہ الشامی حیث قال اذ حقیقۃ الرضا غیر مشروطۃ فی النکاح لصحتہ ہی الاکراہ ثم قال عباراتہم مطلقۃ فی ان نکاح المکرہ صحیح کطلاقہ ولفظ المکرہ شامل للرجل والمرأۃ شامی کتاب النکاح ص ۲۷۹ ج ۲ فقط واللہ تعالیٰ

کابین نامہ میں یہ لکھنا کہ اگر زوجہ کی بلا اجازت دوسرا نکاح کروں تو زوجہ پر طلاق بائن

سوال ۳۳۳ زید نے شادی کرتے وقت کابین نامہ میں لکھدیا کہ زوجہ سعیدہ کی بغیر اجازت اگر دوسری شادی کردوں تو زوجہ موصوفہ تین طلاق سے بائن ہو جائے گی دو برس گزرنے کے بعد زید نے سعیدہ کی بغیر اجازت دوسری شادی کرلی تو مسماۃ سعیدہ مطلقہ ہوگئی یا نہیں۔؟

الجواب اگر یہ معاہدہ بعد انعقادِ نکاح لکھا گیا تھا یا یہ الفاظ لکھے گئے تھے کہ بعد نکاح سعیدہ اگر دوسری شادی کردوں تو سعیدہ پر طلاق تب تو دوسری شادی کرنے سے سعیدہ پر حسب معاہدہ تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور اگر معاہدہ قبل از نکاح لکھا گیا اور اُس معاہدہ میں کوئی لفظ ایسا بھی نہیں تھا جس میں نسبت اور اضافت نکاح کی طرف ہو تو طلاق نہیں پڑی کذا فی الشامی والعالمگیریہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

تقریظ بر رسالہ شہادۃ القرآن متعلقہ بشریت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

سوال ۳۳۴ رسالہ شہادت القرآن والنجر علی بشریہ خیر البشر کا مطالعہ کیا مصنف دام مجدہ کی سعی مشکور پر دل سے دعا نکلی یہ رسالہ رسالہ فیصلہ بشریت مصنفہ جناب امام بخش صاحب دیدی کا جواب ہے اور الحمد للہ کہ ہر پہلو سے کافی ووافی ہے حق طلب کے لئے شافی اور معاند کے لئے مسکت ہے جن مواضع میں مبتدعین کی فتنہ پروازی سے یہ مسئلہ بحث میں آچکا ہے وہاں اس کی اشاعت ضروری ومناسب ہے اللہ تعالیٰ مصنف دام مجدہٗ کو جزائے خیر اور رسالہ ہذا کو مقبولیت عامہ عطا فرما کر مسلمان کے لئے مفید بنائے آمین؛

نفس رسالہ کے متعلق تو جو رائے تھی عرض کردی لیکن درحقیقت اس بدیہی اور اجماعی مسئلہ کا بحث میں پڑ جانا اور اختلاف ومناظرہ کا قائم ہونا طرفین سے رسائل لکھے جانا یہ کوئی علمی بحث نہیں بلکہ مسلمانوں کی علمی واعتقادی زندگی کا مرثیہ ہے کہ جس مسئلہ پر قرآن کریم کی نصوص صریحہ ایک دو نہیں بہت سی وارد ہوں اور جس کا اعلان خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر کیا ہو اور جس کو صحابہ

کرام کی پوری جماعت نے ہمیشہ اپنا عقیدہ رکھا ہو۔ اور جو تمام امت محمدیہ کا ایسا متفق علیہ عقیدہ رہا ہو کہ ساڑھے تیرہ سو برس کی مدت میں کسی شخص نے اس میں خلاف نہ کیا آج نام کے مسلمان ہیں کہ اس مسئلہ کو بھی خلاف وجدال کا معرکہ بنا دیا جب اس مسئلہ میں بھی خلاف ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام بشر تھے تو کیا ان لوگوں سے بعید نہیں کہ کل کو خدا کے خدا ہونے میں بھی کلام کرنے لگیں ایسی یاوہ گوئی کا جواب اس کے سوا کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ان لوگوں کو بشریت وانسانیت عطا فرمادیں اور چشم بصیرت کھولدیں اور خود سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی عدالت عالیہ میں جن کی شان میں یہ لوگ بعنوان تعظیم سخت گستاخی کر رہے ہیں، اعرض کریں ؎

اے بسا پردہ یثرب بخواب .:. خیز کہ شد مشرق ومغرب خراب

والیہم الیک المشتکی وانت المستغاث وانت المستعان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فقط محمد شفیع

سوال ۳۳۵ کسی فاسق فاجر آدمی کے لئے میونسپل بورڈ یا کونسل وغیرہ کی ممبری کا ووٹ دینا کیسا ہے؟ میونسپل بورڈ یا کونسل وغیرہ کی ممبری کے لئے نا قابل آدمی کے لئے رائے دینا جائز نہیں ہے

الجواب ممبری خواہ میونسپل بورڈ کی ہو یا کونسل وغیرہ کی سب کے متعلق رائے دینا درحقیقت اس کی شہادت دینا ہے کہ یہ شخص ہمارے نزدیک امانتدار اور مسلمانوں کا یا قوم کا خیر خواہ اور حق شناس ہے جس شخص کے متعلق رائے دینے والے کو یہ معلوم ہو کہ اس میں یہ اوصاف موجود نہیں اس کے متعلق رائے دینا جھوٹی شہادت ہے جو کسی طرح جائز نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع عفرلہ

سوال ۳۳۶ زید نے غصہ میں اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں بعد کو میں نے اس سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے آیا ہوں بلکہ تین طلاق پھر میرے ہندوئی کے سامنے بھی انہوں نے یہی اقرار کیا اس بارہ میں کیا حکم ہے۔ ایک طلاق کے بعد تین طلاق کا اقرار کاذب

الجواب اس پر مولوی افتخار علی صاحب نے حکم وقوع تین طلاق کا لکھا تھا جس پر مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

جواب صحیح ہے تین طلاقیں واقع ہو گئی کیونکہ اگر واقع میں اس سے پہلے تین طلاقیں دے چکا ہے جس کا اب بیان کرتا ہے تب تو تین طلاقوں کا وقوع ظاہر ہی ہے اور اگر فی الواقع پہلے تین طلاقیں نہ دی تھی اور اب تین طلاقوں کا جھوٹا اقرار کرتا ہے تب بھی تین طلاقیں واقع ہو گئی کیونکہ جھوٹے اقرار سے بھی طلاق پڑ جاتی ہے تو اس صورت میں ایک طلاق تو پہلے ہی پڑ چکی تھی باقی دو طلاقیں اس جھوٹے اقرار سے پڑ گئی قال الشامی ولو اقر بالطلاق کاذباً او ہازلاً وقع قضاءً لا دیانۃً خانیہ قال بعد ذلک بورق ثم نقل عن البزازیۃ والقنیۃ لو اراد بہ الخبر عن الماضی کذباً لا یقع دیانۃً

عباراتِ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ فقط تین طلاقیں صورتِ مذکورہ میں پڑ گئیں البتہ اگر یہ شخص اس کا دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے جھوٹا اقرار تین طلاق کا کیا تھا تو دیانۃً تین طلاقیں نہ پڑتی مگر وہ خود اس کا ابتک مدعی نہیں ہوا جس سے معلوم ہوا کہ اس کی نیت اخبار کاذب کی نہ تھی اس لئے دیانۃً بھی تینوں پڑ گئیں اور بہرحال جب معاملہ عدالت یا پنچائت میں پہنچے گا تو عمل قضاء کے احکام پر ہوگا اور تین ہی طلاقیں مانی جائیں گی فقط واللہ تعالےٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

لڑکا اور لڑکی کب بالغ ہوتا ہے | سوال ۳۳۷ بلوغت مرد اور عورت کی کس عمر میں ہوتی ہے نیز ولی والدہ ہو سکتی ہے یا نہیں جبکہ اس کے تین چار لڑکے موجود ہوں؟ (۲) اگر لڑکی کی والدہ رضامند ہو اور بالغ لڑکا ناراض ہو تو نکاح والدہ کی اجازت سے جائز ہے یا نہیں -؟

الجواب لڑکے کا بلوغ اصل میں انزال و احتلام سے ہوتا ہے اور لڑکی کا حیض آنے یا حاملہ ہونے سے یا احتلام سے لیکن اگر کسی لڑکے یا لڑکی میں مذکورۃ الصدر علامات بلوغ میں سے کوئی نہ پائی جاوے تو پندرہ برس کی عمر سے اس کو شرعاً بالغ سمجھا جائے گا خواہ لڑکی ہو یا لڑکا فی الدر المختار فان لم یوجد فیہما شئی ای من امارات البلوغ فحتی یتم لکل منہما خمس عشرۃ سنۃ بہ یفتی قال الشامی ہذا عند صاحبہما و ہو روایۃ عن الامام و بہ قالت الثلاثۃ شامی ص۱۰۱ ج ۵ باب الحجر (۲) لڑکے اگر نابالغہ لڑکی کے حقیقی بھائی یا باپ شریک بھائی ہیں تو ان کے ہوتے ہوئے والدہ کو حق ولایت نہیں پہنچتا اگرچہ تربیت والدہ ہی نے کی ہو ولی در بارہ نکاح بھائی ہی ہو سکتے ہیں ثم یقدم الاب ثم ابوہ ثم الاخ الشقیق ثم لاب ثم العم الشفیق الخ شامی باب الولی کتاب النکاح ص۳۱۹ ج ۲ - فقط واللہ تعالےٰ اعلم - کتبہ محمد شفیع غفرلہ؛

عورت کو یہ کہنا کہ مجھے تجھ سے کچھ واسطہ نہیں | سوال ۳۳۸ زید کہتا ہے کہ میں نے دھمکانے کی نیت سے اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ اگر تم فلاں شخص کے مکان جاؤ گی تو ہم سے تم سے کچھ واسطہ نہیں عورت اس مکان میں چلی گئی تو طلاق ہوئی یا نہیں -؟

الجواب اگر فی الواقع زید کی نیت اپنے الفاظ مذکورہ سے طلاق کی نہ تھی بلکہ محض دھمکانے کی نیت تھی تو - طلاق نہیں پڑی اگر نیت طلاق ہوئی تو طلاق پڑ جاتی قال فی العالمگیریہ و الخلاصۃ لم یبق بینی و بینک عمل یقع الطلاق ان نوی - فقط واللہ تعالےٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

مال حرام کا حکم | سوال ۳۳۹ زید کی بہن ہندہ نے ناجائز کمائی سے کچھ رقم و جائداد پیدا کی (۲) ہندہ کے باپ نے کچھ حقیت زمینداری جائز چھوڑی (۳) ہندہ فوت ہو گئی اس کا ترکہ زید و دیگر ورثاء کو پہنچا زید نے مال متروکہ ہندہ سے تجارت کر کے نفع اٹھایا (۴) زید کے یہاں دعوت کھانا جائز ہے یا نہیں: (۵) زید کلام مجید حفظ کرتا ہے حافظ کو زید سے تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب قال فی العالمگیریۃ من کتاب الکراھیۃ الباب الثانی عشر آکل الربوا و کاسب حرام

اهدی الیه او اضافه وغالب ماله حرام لا یقبل ولا یاکل مالم یخبره ان ذلک المال اصل حلال ورثه او استقرضه وان کان غالب ماله حلالا لا باس بقبول ہدیته والاکل منه کذا فی الملتقط عالمگیری کشوری ص ۲۲۲ ج ۴ ومثله فی الاشباه القاعدۃ الثانیة من النوع الثانی ص ۱۲۵ ج اول مصری۔ عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اگر اکثر مال حلال ہے تو اس کے یہاں بلا تحقیق و تفتیش دعوت کھانا جائز ہے نیز اس سے اُستاد حافظ وغیرہ کو تنخواہ لینا بلا تحقیق و بلا شبہ جائز ہے اور اگر اکثر مال حرام ہے اور اس سے کم حلال ہے تو تحقیق کرنی چاہیئے اگر وہ یہ کہے کہ میں جو تنخواہ تمہیں دیتا ہوں یا جو کھانا کھاتا ہوں وہ مال حلال سے ہے یا یوں کہے کہ مجھے وراثت میں ملا ہے تو کھانا اور لینا جائز ہے ورنہ نہیں صورتِ مسئولہ میں اول تو خود ہندہ کا مال حلال و حرام کا مجموعہ تھا اور پھر زید نے اس کو اپنی سعی سے پڑھایا جس سے مظنون یہی ہے کہ مالِ حلال زیادہ ہے حرام کم سو اس لئے اس کے یہاں دعوت کھانا وغیرہ بلا تحقیق بھی جائز ہے نیز اس کو مال مشتبہ وراثت میں ملا ہے اس نے خود کوئی حرام کا کسب نہیں کیا اس کی وجہ سے اور بھی زیادہ سہولت پیدا ہوگئی بہر حال جو شخص اس کے یہاں دعوت کھاتا ہے اس کے پیچھے نماز بلا شبہ جائز ہے کسی قسم کی کراہت نہیں فقط واللہ تعالےٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

مسجد کی زمین میں کسی کا حق نکل آیا تو اس کا حکم کیا ہے	سوال ۴۴۳۔ نور محمد نے اپنی خرید کردہ زمین مسجد کے لئے وقف کردی اور اس میں مسجد تیار کر کے چودہ پندرہ سال تک نمازیں پڑھی اب ایک

شخص کا حق اس مسجد کی زمین میں تخمیناً ڈیڑھ ہاتھ نکلا اور وہ دعوے دار ہے لہذا واقف کا وقف باطل ہوا یا نہیں؟

الجواب اصل مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ نور محمد نے جس زمین کو مسجد کے لئے وقف اور مسجد بنایا تھا اگر فی الواقع اس میں کسی شخص کا حق مشترک نکل آیا تو یہ مسجد نہ رہی بلکہ نور محمد کی مِلک کی طرف لوٹ گئی اور اس کے ورثہ کا حق ہوگیا اور جس قدر زمین اس شخص کے حصہ میں آئے وہ اس کی ہے قال فی العالمگیریۃ من الوقف اول الباب الحادی عشر فقد جعل المسجد جزء شائعاً فیبطل کما لو جعل ارضه مسجداً ثم استحق شخص منها شائعاً یعود الباقی الی ملکه عالمگیری مصری ص ۲۵۶ ج ۲ لیکن چونکہ عوام کی نظروں میں یہ مسجد بن چکی ہے اور اس قدر قدیم زمانہ سے کہ چودہ پندرہ سال کا عرصہ ہوتا ہے سب اس کو مسجد ہی جانتے رہے تو اب اگر اس کو تقسیم کر کے اپنے اپنے ملک و مصرف میں لائے تو عجب نہیں کہ لوگوں کے قلوب سے اصل مساجد کا احترام اُٹھ جائے اور اصل مساجد تک اس فعل کا اثر پہنچنے لگے اس لئے اگر سب حصہ دار راضی ہو جائیں تو بہتر یہی ہے کہ اس کو مسجد ہی رہنے دیں اور اب ان کی طرف سے یہ مسجد ہو جائے گی جس کا ثواب بھی انکو ملے گا۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

قادیانی کے ساتھ مسلمہ کا نکاح جائز نہیں	سوال ۴۴۴۔ حنفی کا نکاح قادیانی کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں

الجواب۔ مرزائی قادیانی کے متبعین خواہ قادیانی پارٹی سے متعلق ہوں یا لاہوری سے جمہور علماء امت اہل ہندوستان و حجاز و مصر و شام کے اجماع و اتفاق سے خارج از اسلام ہیں جس کی وجہ مفصل و مدلل حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تبلیغ دار العلوم دیوبند کے رسالہ اشد العذاب میں مذکور ہے اور فتاویٰ علمائے ہندوستان کے مہری و دستخطی جداگانہ چھپے ہوئے ہیں اگر ضرورت ہو تو ان دونوں رسالوں کو ملاحظہ فرمالیا جائے۔

خلاصہ یہ کہ فرقہ قادیانی مسلمان نہیں اس لئے کسی مسلمان مرد و عورت کا نکاح اُن سے جائز نہیں اور اگر کسی نے پڑھ ہی دیا تو شرعاً معتبر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

بعض مسائل شفعہ

سوال ۲۴۳ زید نے اراضی مملوکہ معینہ واقع شہر دہلی تعدادی چار کنال خالد پر بیع قطعی کردی بکر پسر زید نے مجلس علم میں طلب شفعہ کیا بعد پورا کرنے شرائط شفعہ کے قاضی کے یہاں دعویٰ دائر کیا گیا (۱) بکر بوجہ قرابت حق شفعہ رکھتا ہے اور علاقہ قرابت موجب شفعہ ہے یا نہیں (۲) بعد وجود سبب شفعہ سکوت بکر مجلس علم میں بلا عذر اور عدم طلب علی الفور بلکہ بصورت امتداد مجلس مبطل شفعہ بکر ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور فتویٰ طلب علی الفور پر ہے جو کہ مختار صاحب جواہر الفتاویٰ ہے یا فتویٰ قول ابن کمال و متون پر ہوگا (۳) اعلان شفعہ کرنے کے بعد عرصہ چھ ماہ تک شفیع کو قاضی کے یہاں دعویٰ میں تاخیر کرنے کا حق ہے یا تاخیر کرنے سے شفعہ باطل ہو جائے گا فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے یا ظاہر مذہب پر (۴) بکر بوجہ قرابت مستحق شفعہ ہونے پر اس عبارت سے استدلال کرتا ہے ولو باع الاب دارا و ولدہ الصغیر شفیعہا کان للصغیر اذا بلغ ان یاخذہا بالشفعۃ کیا یہ استدلال صحیح ہے

الجواب (۱) محض قرابت کی وجہ سے بیٹے کو یا کسی دوسرے عزیز کو حق شفعہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ حق شفعہ کا مدار اتصال ملک پر ہے پس اگر اس گھر میں جس کو باپ نے فروخت کیا ہے بیٹے کی کوئی شرکت ہے یا اس کے پڑوس میں اس کا کوئی مملوکہ مکان ہے تو اس کو حق شفعہ حاصل ہوگا ورنہ نہیں قال فی الدر المختار وسببہا اتصال ملک الشفیع بالمشتری بشرکۃ او جوار الخ (۲) درصورت ثبوت حق شفعہ صحیح و مختار وہی قول ہے جو درمختار نے جواہر الفتاویٰ سے نقل کیا ہے شامی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہی ظاہر الروایت ہے اور دلیل کے اعتبار سے بھی یہی اقوی ہے لقولہ علیہ السلام الشفعۃ لمن واثبہا اخرجہ عبد الرزاق فی مصنفہ من حواشی الھدایۃ قال الشامی ظاہر الھدایۃ اختیارہ ونسبہ الی عامۃ المشائخ قال فی الشرنبلالیۃ وہو ظاہر الروایۃ حتی لو سکت ھنیۃً بغیر عذر ولم یطلب او تکلم بکلام لغو بطلت شفعتہ کما فی الخانیۃ والزیلعی وشرح المجمع وقولہ علیہ الفتوی ترجیح صریح ہی کونہ ظاہر الروایۃ شامی باب طلب الشفعۃ ص ۱۵۵ ج ۵ وفی فتاویٰ قاضی خاں اما طلب المواثبۃ فوقتہ فور علم الشفیع

بالبیع ان اخبرہ بالبیع رجلان او رجل وامرأتان او رجل عدل فسکت صفیتہ ولم یطلب الشفعۃ بطلب شفعتہ صاحب ہدایہ اور قاضی خاں دونوں نے جواہر الفتاوی کی روایت کو ترجیح دی ہے اور ان میں سے ایک ترجیح ہی کافی ہے اور جب دونوں متفق ہوں تو ترجیح میں شبہ نہیں رہتا اور شامی نے مختلف مواضع رد المحتار میں تصریح کی ہے کہ قاضی کی ترجیح ہے عدول نہیں کرنا چاہیئے لانہ فقیہ النفس (۳) صحیح ومختار یہ ہے کہ اگر طلب خصومت وتملیک میں ایک ماہ بلا عذر تاخیر کرے گا تو حق شفعہ باطل ہو جائے گا وہذا ہو اقول محمدؒ وفی الدر المختار وقیل یفتی بقول محمدؒ قال الشامی القائل شیخ الاسلام وقاضی خاں فی فتاواہ وشرحہ علی الجامع ومشی علیہ فی الوقایۃ والنقایۃ والذخیرۃ والمغنی وفی الشرنبلالیۃ عن البرہان انہ اصح مایفتی بہ قال یعنی انہ اصح من تصحیح الہدایۃ الخ شامی ص ۱۵۶ ج ۵ ۔

(۴) عبارت مذکورہ سے استدلال بالکل غلط ہے جو عبارت نہ سمجھنے پر مبنی ہے کیونکہ اس میں وہ صورت مذکورہ ہے کہ بیٹا بوجہ شرکت یا جوار کے حق شفعہ رکھتا ہو جیسا کہ الفاظ ذیل اس کی تصریح کرتے ہیں وولدہ الصغیر شفیعہا فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ ۔

پرانی مسجد جس کی ضرورت نہ رہے اس کو کیا کیا جاوے

سوال ۳۴۳ قدیم مسجد کے متصل نئی مسجد بنائی گئی تو پرانی مسجد کی جگہ میں دکان یا حوض یا مدرسہ یا مکان وغیرہ بنا سکتے ہیں یا نہیں ؟

الجواب پرانی مسجد کو نہ دکان بنا سکتے ہیں نہ حوض نہ باغیچہ وہ اسی طرح مسجد ہے اور قیامت تک مسجد رہے گی بہتر تو یہ ہے کہ اس کو مسجد میں شامل کر لیں یا جداگانہ ہی رہنے دیں اور مثل معتکف کے بنا دیں کہ رمضان لوگ اس میں اعتکاف کیا کریں اور اگر شامل نہیں کر سکتے تو پھر اس کو اپنی جگہ پر حفاظت واحترام کے ساتھ محفوظ رکھنا واجب ہے ہاں یہ کر سکتے ہیں کہ مسجد کا سامان بوریئے وغیرہ اس میں رکھدیا کریں وفی المجتبی لایجوز لقیم المسجد ان یبنی حوانیت فی حد المسجد او فنائہ بحر الرائق ص ۲۴۹ ج ۲ وایضاً منیہ اذا خرب ولیس لہ مایعمر بہ وقد استغنی الناس عنہ لبناء مسجد آخر الی قولہ قال ابو یوسف ہو مسجد ابداً الی قیام الساعۃ لایعود میراثاً ولایجوز نقلہ ونقل مالہ الی مسجد آخر سواء کانوا یصلون فیہ اولا وہو الفتوی کذا فی الحاوی القدسی وفی المجتبی واکثر المشائخ علی قول ابی یوسف ورجحہ فی فتح القدیر ایضاً بحر ص ۲۵۱ ج ۵ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

انگریزی ترجمہ قرآن کا

سوال ۳۴۴ قرآن پاک کا ترجمہ انگریزی میں بغیر عربی عبارت کیسا ہے اور قرآن کے عربی الفاظ کو انگریزی وغیرہ میں پیش کرنا یا چھاپنا کچھ منع ہے کہا جاتا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ایسے شخص کو قتل کا حکم فرماتے تھے ؟

الجواب اگر قرآن مجید کی عربی عبارت رسم خط وغیرہ کسی چیز میں کوئی تغیر نہ کیا جائے اور نیچے قرآن مجید کا صحیح ترجمہ کسی عالم ماہر کا کیا ہوا ہو خواہ کسی زبان میں اردو یا انگریزی یا فارسی تو جائز ہے اور اگر

ماہر عالم کا کیا ہوا نہ ہو تو جائز نہیں کیونکہ اس میں مغالطوں اور تلبیسات کا احتمال ہے حنفیہ کا یہی مذہب ہے امام مالک رح کا یہ قول احقر کی نظر سے نہیں گذرا اور اگر ثابت بھی ہو تو بلا شبہ مؤول عن الظاہر ہے
فقط واللہ تعالےٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

کفارہ رمضان اگر متعدد ہوں تو کس صورت میں تداخل ہوگا

سوال ۵ ۴ ۳ ایک ہی رمضان کے دو کفارے اور دونوں جماع کے ایک دوسرے میں مدغم ہو جاوینگے یا الگ الگ اور دو رمضان کے دو کفارے بھی مدغم ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب اس صورت میں مشائخ کا اختلاف ہے اور صحیح مختار للفتویٰ یہ ہے کہ اگر دونوں کفارے جماع ہی کے ہیں تو داخل وادغام نہ ہوگا خواہ ایک رمضان کے ہوں یا دو رمضانوں کے اور اگر دونو کفارے جماع کے نہیں تو تدخل ہو جائے گا خواہ ایک ہی رمضان کے ہوں یا دو رمضانوں کے بشرطیکہ دوسرا کفارہ واجب ہونے سے پہلے پہلا کفارہ ادا نہ کر دیا ہو قال فی الدر المختار ولو تکرر فطرہ ولم یکفر للاول یکفیہ واحدۃ ولو فی رمضانین عند محمد وعلیہ الاعتماد بزازیہ ومجتبیٰ وغیرہ ہما واختار بعضہم للفتوی ان الفطر بغیر الاجماع تداخل والالا در قال الشامی فقد اختلف الترجیح ویتقوی الثانی بانہ ظاہر الروایۃ شامی صلا ج ۲ مطلب الکفارۃ من الصوم فقط

ایک شخص نے مرنے سے پہلے خود غسل کرکے کفن پہن لیا اور لوگوں سے کہا کہ مجھے غسل وکفن دینے اور نماز جنازہ پڑھنے کی ضرورت نہیں اسکا حکم

سوال ۶ ۴ ۳ خلاصہ سوال یہ ہے کہ ایک مسلمان شخص نہایت دیندار پابند صوم وصلوٰۃ تہجد گذار نیک صالح تھا سال کے اکثر حصہ میں روزہ دار رہتا تھا البتہ یہ فعل ان سے سرزد ہوا کہ مرنے سے تین دن پہلے لوگوں کو بتلا کر قبر تیار کرا کر کفن منگا کر جنازہ منگا کر غسل وضو کرکے لوگوں کو نیک کاموں کی تلقین کرکے اپنے کفن پر خود لیٹ کر کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے جان دی کیا صرف اپنے آپ کو غسل نہ دینے اور نماز جنازہ نہ پڑھنے کی ہدایت کرنے سے بیدین غیر مسلمان مرتد وغیرہ کہہ سکے یا نہ؟

(۲) مذکورہ بالا مسلمان کی ہدایت پر عمل کرنے والے یعنی انھیں غسل نہ دینے اور نماز جنازہ نہ پڑھنے والے بیدین، مرتد یا ملحد ہو سکتے ہیں۔؟

(۳) اُن کی قبر پر تعمیر کرنا۔؟ فاتحہ خانی کرنا کیسا ہے؟ (۴) اُن کو سلطان الاولیا، قطب الاقطاب وارث نبی وغیرہ القاب سے یاد کرنا۔؟ (۵) ان کی موت کو موت اختیاری کہنا۔؟ (۶) ان کے نام سے نذر نیاز ڈبوں میں ڈالنا۔؟ (۷) ان کے سالانہ عرس میں شرکت کرنا۔؟ (۸) انھیں ولی اللہ ماننا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب پہلے یہ بات سمجھ لینی ضروری ہے کہ جاندار چیز خواہ انسان ہو یا دوسری قسم کے حیوانات

موت کی وجہ سے نجس ہو جاتے ہیں لیکن حق تعالیٰ نے خاص مسلمان مردہ کو یہ عزت بخشی ہے کہ جب اس کو غسل دیدیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے بخلاف کافر اور دوسرے جانداروں کے کہ ان کو اگر سو دفعہ بھی غسل دیں تو وہ پاک نہیں ہو سکتے اسی لئے مسلمان میت کو غسل دینا واجب ہے اور نماز جنازہ پڑھنا فرض ہے بغیر غسل دینے کے نماز جنازہ بھی نہیں ہو سکتی اور اگر کوئی پڑھ بھی لے تو ادا نہیں ہوتی قال فی الشامی کتاب الجنائز لان الآدمی حیوان دموی فیتنجس بالموت کسائر الحیوانات وھو قال عامۃ المشائخ وھو الاظہر بدائع وصحہ فی الکافی قلت ویؤیدہ اطلاق محمد نجاسۃ غسالتہ وکذا لو وقع فی بئر قبل غسلہ نجسہا وکذا لو حمل میتاً قبل غسلہ وصلی بہ لم تصح صلاتہ وعلیہ فانما یطہر بالغسل کرامۃ للمسلم ولذا لو کان کافراً نجس البئر ولو بعد غسلہ انتہی۔

اس لئے اس میں شبہ نہیں کہ جس صاحب نے یہ حرکت کی ہے کہ لوگوں کو غسل اور نماز جنازہ سے روکنے کی صورت پیدا کردی بڑی جہالت کا کام کیا اور اگر صراحتہً منع کیا تو سخت گنہگار اور گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہوا لیکن اگر اس کے پہلے حالات شریعتِ مطہرہ اور سنتِ نبویہ کے موافق تھے اور احکام شرعیہ کا پابند تھا تو مسلمانوں کو چاہئے کہ صرف اس جہالت کے کام کی وجہ سے ان کو برا نہ کہیں اور معاذ اللہ مردود مرتد کہنا تو سخت گناہ ہے کما نص الامام الغزالی فی الاحیاء وابن حجر فی الزواجر بانہ لا یجوز تحقیر احد من الاموات وان کان من الفساق فی حیوتہ۔

الغرض کسی مسلمان کو اگرچہ کیسا ہی فاسق بھی ہو زندگی میں بھی کافر کہنا حرام ہے۔ چہ جائیکہ بعد موت کہا جائے اس لئے (۱ و ۲) اس شخص کو مردود یا غیر مسلمان کہنا جائز نہیں۔ البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کا یہ فعل نہایت برا اور سخت گناہ ہے۔

(۳) قبر پر تعمیر کرنا مطلقاً ممنوع ہے خواہ کسی کی قبر ہو کذا فی المشکوٰۃ فی حدیث علی راویہ قالت العلماء قاطبۃً قبر پر جاکر اگر بغیر مخصوص مروّجہ بدعات کے قرآن مجید کی کوئی صورت پڑھکر ثواب پہنچائے تو جائز بلکہ ثواب ہے۔

(اور اگر مروّجہ بدعات ورسوم اور تعیین تاریخ وغیرہ کی ساتھ ہو تو الٹا گناہ ہے۔

(۴) جو لغزش اور شرعی خطا ان سے ہو گئی ہے اس کو تسلیم کرنے کے بعد اگر کوئی ان کو دیندار اور بزرگ سمجھے تو مضائقہ نہیں کیونکہ اتفاقاً گناہ و خطا کا سرزد ہو جانا ولایت یا بزرگی کے خلاف نہیں لیکن اس گناہ کی فضول تاویلیں ہرگز نہ کرے ورنہ گنہگار ہوگا۔

(۵) موت خود اختیاری کہنا غلط اور ناجائز عقیدہ ہے موت کسی اختیاری نہیں ہوتی سب حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہے البتہ حق تعالیٰ کی طرف سے انبیاء علیہم السلام کو اختیار دیا جاتا ہے غیر انبیاء کو ان پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

(۶) نذر و نیاز سوائے حق تعالیٰ کے کسی امیر و فقیر کے نام کی جائز نہیں کذا فی البحر الرائق والشامی ؎
(۷) عرس کرنا اور اس میں شریک ہونا سب بدعات و سیکڑوں منکرات و معاصی کا مجموعہ ہے مسلمان کو ان سے احتراز واجب ہے (۸) جن لوگوں متوفی کی ہدایت کے موافق بلا غسل و نماز دفن کر دیا وہ سب گنہگار ہوئے استغفار کرنا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ ؎

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا بعد وفات کے زندہ ہو کر مسلمان ہونا

سوال ۳۴۷ ایک واعظ صاحب نے یہ حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ خداوند کریم میرے والدین کو زندہ کر دے تاکہ میں ان کی خدمت کروں اسی وقت دونوں قبریں شق ہو گئیں اور دونوں زندہ ہو گئے پھر آپ نے دونوں کو اپنی شریعت پر مسلمان کیا یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں ؎

الجواب اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے شیخ جلال الدین سیوطی رح نے اس حدیث کی شرح میں تین مستقل رسالے لکھے ہیں اور اس حدیث کی توثیق کی ہے اور شامی نے باب المرتد میں بھی حدیث کی تصحیح اکابر محدثین سے نقل کی ہے ولفظہ الا ترى ان بينا صلے اللہ علیہ وسلم اکرمہ اللہ تعالےٰ بحیاۃ ابویہ لہ حتی آمنا بہ کما فی حدیث صحح القرطبی وابن ناصر الدین حافظ الشام وغیرھما فانتفعا بالا یمان بعد الموت علی خلاف القاعدۃ اکراماً لنبینا صلے اللہ علیہ وسلم شامی مصری ص۲۱۵ ج ۳ فقط محمد شفیع ؎

ایک بہن کی عدت میں دوسری بہن سے نکاح حرام ہے ؎

سوال ۳۴۸ زید نے اپنی بی بی کلثوم بی بی کو طلاق ثلاثہ دیکر اسی روز کلثوم کی سوتیلی بہن قادر بی بی سے نکاح کر لیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ؎

الجواب کلثوم بی بی پر تین طلاقیں واقع ہو کر حرمت مغلظہ ثابت ہو گئی مگر قادر بی بی سے بھی جو نکاح کیا ہے وہ درست نہیں ہوا کیونکہ اس کی بہن کلثوم بی بی کی عدت ابھی تک نہ گذری تھی اور ایک بہن کی عدت میں دوسری بہن سے نکاح ناجائز و حرام ہے قال فی الدر المختار وحرم الجمع بین المحارم نکاحاً ای عقداً صحیحاً وعدۃ ولو من طلاق بائن از شامی باب المحرمات ص۳۹ ج۲ فقط واللہ سبحانہ وتعالےٰ اعلم کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ ؎

مسجد ضرار کا حکم اور صحیح مطلب

سوال ۳۴۹ ایک قصبہ میں مسلمانوں نے بوجہ شرارت پہلی مسجد سے پچاس قدم کے فاصلہ پر ضداً دوسری مسجد بنائی ہے یہ مسجد ضرار بن سکتی ہے اور اس میں نماز جائز ہے یا نہیں ؎

الجواب یہ مسجد جو مسجد قدیم کے قریب بنائی گئی ہے اگر فی الواقع ضد کی وجہ سے اور مسجد قدیم کی جماعت توڑنے کے لئے بنائی گئی ہے تو اس کے بنانے والوں کو کچھ ثواب نہ ہو گا بلکہ گناہ ہو گا اور یہ مسجد ضرار کے مشابہ ہو گی لیکن اس کے باوجود بلا شبہ مسجد بن گئی اس کے تمام احکام مسجد ہی کے احکام ہیں حائضہ اور جنبی کو اس میں داخل ہونا وغیرہ جائز نہیں اس کا گرانا جائز نہیں جو شخص اس میں نماز پڑھے اس کو مسجد ہی کا ثواب ملے گا البتہ مسجد قدیم میں نماز پڑھنا بہ نسبت اس مسجد کے اولیٰ

افضل تو بہتر ہے الغرض بہ نیت ضد مسجد بنانا گناہ ہے لیکن اس مسجد کو مسجد ضرار نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ حقیقی مسجد ہے اس کی مسجدیت میں کوئی خلل نہیں کیونکہ مسجد ضرار تو درحقیقت مسجد ہی نہ تھی بلکہ کفار نے اس کا نام محض تلبیس کے لئے مسجد رکھدیا تھا نہ تو اصل میں ایک مکان اس لئے بنایا تھا کہ مسجد قبا کی جماعت مسجد کو کم کیا جائے اور مسلمانوں میں باہم تفریق ڈالی جائے اور وہاں اسلام اور مسلمانوں کے نیز نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشورے اور تدبیریں کی جائیں ؎

اور ظاہر ہے کہ مسلمان جو مسجد بناتا ہے خواہ کسی وجہ سے ہو نیت اس کی مسجد ہی بنانے کی ہوتی ہے امور مذکورہ سب اس میں نہیں ہوتے فقط واللہ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ ؎؟

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت ولادت

سوال ۳۵۰ ایک شخص کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پسلی چاک کرکے پیدا کئے گئے ہیں یہ صحیح ہے یا غلط؟

الجواب یہ مضمون اگرچہ کوئی محال بات نہیں لیکن کسی حدیث سے یا تاریخ کی معتبر کتاب سے ثابت نہیں اس لئے ایسی بحثوں میں پڑنا ہی فضول ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صحیح و متفق علیہ فضائل اتنے ہیں کہ آدمی عمر بھر بیان کئے جائے تو ختم نہ ہوں فقط واللہ اعلم ؎؟

کچھ مدت کے لئے نکاح کرنا حرام ہے

سوال ۳۵۱ کہ یہ جائز ہے کہ مدت معین کرکے نکاح کرلیا جائے

الجواب یہ نکاح حرام ہے اس کو فقہاء کی اصطلاح میں نکاح موقت کہتے ہیں صرح بحرمتہ فی الہدایہ وغیرہا۔ البتہ اگر کوئی زبان سے یہ عقد نہ کرے اور دل میں یہ نیت ہو کہ کچھ دنوں کے بعد طلاق دیدیں گے تو نکاح درست ہو جائے گا اگرچہ یہ بھی سخت برا ہے فقط واللہ تعالےٰ اعلم ؎؟

بواسیر جس سے ہر وقت رطوبت جاری ہو اس کا حکم

سوال ۳۵۲ بادی بواسیر جس میں ہر وقت رساوٹ رہے اور جس کا روکنا ممکن نہ ہو ایسی صورت میں ادائگی نماز کی کیا صورت ہوگی ؎؟

الجواب جبکہ بواسیر کی رساوٹ کسی وقت بند نہیں ہوتی تو یہ شخص معذور ہے اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز فرض کے وقت میں ایک مرتبہ وضو کرلے اور پھر اسی وضو سے اس وقت کے اندر اندر جتنی چاہے نمازیں اور قرآن شریف پڑھے سب درست ہوں گی اگرچہ رساوٹ جاری رہے اور کپڑے بھی خراب ہوں البتہ جب دوسری نماز کا وقت آیا تو یہ وضو کافی نہ ہوگا دوبارہ وضو کرنا پڑے گا کذا فی الہدایہ والدر المختار وغیرہ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ ؎

غیر مسلموں سے بھی سود کا معاملہ ناجائز ہے

سوال ۳۵۳ علاوہ اہل اسلام کے دیگر مذاہب کے لوگوں سے سود لینا جائز ہے یا نہیں

الجواب سود لینا کسی سے جائز نہیں مسلمان ہو یا ہندو احتیاطی فتویٰ یہی ہے اگرچہ بعض علماء کا اس میں خلاف ہے کیونکہ حدیث و قرآن میں اس کی وعیدیں اس قدر سخت آئی ہیں کہ سود کے شبہ

سے بھی بچنا ضروری معلوم ہوتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ ۔

سود کے معاملہ کرنے والے اور کاتب وشاہد کے لئے حدیث کی وعیدیں

سوال ۳۵۴ سود لینے دینے والے اور کاتب وشاہد کے حق میں کیا وعید ہے اگر منع کرنے کے بعد بھی نہ رکے تو کیا برتاؤ کیا جاوے؟

الجواب (۱) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ وقال ہم سواء رواہ مسلم وغیرہ من الترغیب والترہیب للمنذری ۔

(۲) وعن عبد اللہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال الربوا ثلثۃ وسبعون بابًا ایسرھا مثل ان ینکاح الرجل امہ رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرط البخاری ومسلم ورواہ البیہقی من طریق الحاکم ثم قال ہذا اسناد صحیح والمتن منکر الخ

(۳) وعن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالےٰ عنہ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال الدرہم الذی یصیبہ الرجل من الربوا اعظم عند اللہ من ثلاثۃ وثلاثین زنیۃ یزنیہا فی الاسلام رواہ الطبرانی فی الکبیر من طریق عطاء الخراسانی عن عبد اللہ ولم یسمع منہ ورواہ ابن ابی الدنیا والبغوی وغیرہما موقوفًا علی عبد اللہ وہو الصحیح قال العبد محمد شفیع غفرلہٗ ان الموقوف فی ہذا الباب کالمرفوع حکمًا لکونہ مما لا یدرک بالقیاس کما ھو متفق علیہ عند ارباب الاصول ۔

حدیث نمبر ۱ سے معلوم ہوا کہ سود کھانے والے اور دینے والے اور اُس کے لکھنے والے اور شہادت دینے والے سب پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ۔

اور حدیث نمبر ۲ سے ثابت ہوا کہ سود میں تہتّر ۷۳ قسم کے بڑے بڑے گناہ ہیں جن میں سے ادنےٰ گناہ کا مرتبہ ایسا ہے جیسے کوئی اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے ۔

حدیث نمبر ۳ سے معلوم ہوا کہ سود سے جو درہم حاصل کیا جائے وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک تینتیس ۳۳ زنا سے بھی زیادہ بدتر ہے ۔ سود کھانے والے کیساتھ مسلمانوں کو یہ معاملہ کرنا چاہیئے کہ اگر کوئی شخص اس پر قدرت رکھتا ہے کہ بجبر واکراہ اس کو سود کھانے سے روکدے تو جبرًا روکے اور اگر اس کی قدرت نہیں تو زبان سے منع کرے اور اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو دل میں مکروہ سمجھے اور خود اس سے علیحدہ ہو جائے ۔ کذا مروی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم صریحًا صحیحًا فقط واللہ تعالےٰ اعلم ۔؟

زمین کے حقوق پانی اور راستہ وغیرہ اگر مشتری کو نہ ملیں تو وہ ان کے عوض میں ثمن کم کر سکتا ہے

سوال ۳۵۵ محمد ابراہیم کے ہاتھ محمد قاسم وغیرہ نے ایک قطعہ زمین بیع کیا اور بیعنامہ بھی لکھدیا اور نصف قطعہ زمین مذکورہ کا دوسرے شخص عبد الرحمٰن کو بیع کردیا اس ثانی بیعنامہ کیوجہ سے مشتری اول محمد ابراہیم کی حق تلفی ہوتی ہے گفتگو کرنے پر محمد قاسم بائع نے چند شخصوں کو ثالث مقرر کردیا اور ان کے پاس مبلغ یکصد روپیہ اس لئے رکھا کہ میں عبد الرحمٰن مشتری سے محمد ابراہیم کے حقوق محفوظ کرادوں گا اگر میں اس میں کامیاب نہ ہوں تو

الث اور حکم اس روپیہ کی رقم کو محمد ابراہیم کو اس کے نقصان اٹھانے کے عوض میں بطور تاوان دیدیں چنانچہ محمد ابرا
شتری اول کے حقوق بحال نہیں ہوئے تو وہ سو روپیہ جو ثالثوں کے پاس رکھے ہیں وہ محمد ابراہیم دے
سکتے ہیں اور دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب یہ سو روپیہ بمعاوضہ نقصان حقوق کے مشتری کو لینا اور ثالثوں کو اس کے حوالہ کردینا شرعاً جا
ئز ہے قال فی خلاصۃ الفتاوی اشتری ارضاً بشربھا فاذا الاشرب لہا فان ارادالمشتری ان یاخذ الارض
بحصتہا ویرجع الی البائع بحصۃ الشرب من الثمن لہ ذلک خلاصہ ص ۶۸ ج ۴ فقط

منگنی کرنے کے بعد بلا عذر شرعی پھر جانا گناہ ہے

سوال ۳۵۶ جو شخص اپنی لڑکی تین جگہ منسوب کرنے کو نامزد کرکے تاریخ مقررہ شادی سے ایک دو یوم پہلے پھر منحرف ہو کر جواب دیدیوے تو ایسے
شخص کی نسبت شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ اگر بلا عذر شرعی ایسا کرتا ہے تو سخت گنہگار ہے اول تو اس لئے کہ جب منگنی کو منظور کرلیا
تو ایک وعدہ ہوگیا وعدہ کرکے بلا عذر شرعی پھر جانا جائز نہیں دوسرے اس لئے کہ اس میں فریق ثانی کا
نقصان ہوتا ہے مسلمان کو نقصان پہنچانا جائز نہیں البتہ اگر کوئی عذر شرعی پیش آجائے مثلاً لڑکی نامنظور کر
دے یا لڑکے کا کوئی ایسا حال یا عادت معلوم ہو کہ جس کی وجہ سے نکاح کرنے کو عادۃً لوگ پسند نہ کرتے ہوں
تو کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ ابوداؤد کی ایک حدیث مرفوع میں اس مضمون کی تصریح ہے فقط واللہ۔

داڑھی منڈانے والے کی گواہی معتبر ہے یا نہیں

سوال ۳۵۷

الجواب داڑھی منڈانے والے شرعاً فاسق ہیں اور فتویٰ اس پر ہے کہ فاسق
آدمی اگر صاحب وقار و مرتبہ اور ذی وجاہت ہو جس کی وجہ سے جھوٹ نہ بولتا ہو الغرض جس کے متعلق
ظن غالب یہ ہو کہ اگرچہ دوسرے گناہوں میں مبتلا ہے مگر جھوٹ نہیں بولتا اس کی گواہی قبول کی جا
سکتی ہے پس اگر فیصلہ کنندہ علم رکھے داڑھی منڈانے والوں کے صدق پر غلبۂ ظن ہو تو ان کی گواہی
قبول کرسکتے ہیں۔ ورنہ نہیں۔ قال الشامی فی جامع الفتاوی واما شہادۃ الفاسق فان تحری القاضی
الصدق فی شہادۃ بقبل والا فلا اھ وفی الفتاوی القاعدیۃ ہذا اذا غلب علی ظنہ صدقہ وہو مما یحفظ
در اول کتاب القضاء وظاہر قولہ وہو مما یحفظ اعتمادہ شامی کتاب الشہادۃ ص ۵۱۲ ج ۴ فقط واللہ

قبرستان میں بہت پرانی قبروں کی جگہ نئی قبریں بنانا جائز ہے

سوال ۳۵۸ شہر کراچی میں اہل شہر کے مسلمانوں کو میونسپل کمیٹی کی طرف سے مردوں کے دفن کرنے کو کچھ قطعہ زمین کا دیا گیا تھا اب وہ قطعہ زمین
مردوں سے پُر ہوگیا ہے اور میونسپل کی طرف سے اب جگہ کی بھی گنجائش نہیں ہے سوائے اس کے کہ پھر
اس میں ہی مردوں کو دفن کیا جائے اب اس میں کیا ہونا چاہیئے اور طریقہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس قبرستان میں جو قبریں اس قدر پرانی اور بوسیدہ ہوگئی ہوں کہ ان کے مردے عادۃً

مٹی ہو گئے ہوں اُن قبروں کی جگہ پر دوبارہ دوسرے مُردوں کو پھر دفن کیا جاسکتا ہے لیکن جن قبروں کے مردے ہنوز مٹی نہیں ہوئے انکو اکھاڑ کر ان میں دوسرے مردے دفن کرنا جائز نہیں حاصل یہ ہے کہ اسی قبرستانِ موجودہ میں مکرر مُردوں کو دفن کیا جاسکتا ہے مگر اس ترتیب سے کہ جو قبریں بہت پُرانی ہو چکی ہیں اول ان کی جگہ میں دفن شروع کیا جائے قال فی جنائز العالمگیریۃ ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ کذا فی التبیین عالمگیری مصری ص۱۵۶ ج۱

زمین اور درخت بٹائی پر دینا جائز ہے مگر جانور کی پرورش بٹائی اور حصہ پر کرانا جائز نہیں

سوال ۳۵۹ قابضان اراضی جو کھیت کو خود جوت کر اور تخم ریزی کر کے کسی غیر شخص کو رکھوالی اور حفاظت کے لئے دیتے ہیں اور حفاظت کنندہ کو بحساب پیداوار کچھ حصہ طے کر دیتے ہیں اور درختوں میں ایسی شکل کا کیا حکم ہے یا کوئی مالک مویشی گائے بھینس بکری کے بچوں کو پرورش کرنے کے لئے دوسروں کو دیدیتے ہیں اور ان بچوں میں پرورش کنندہ کا حصہ مقرر کر دیتے ہیں یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب صورتِ مذکورہ اراضی زراعت اور درختوں میں جائز ہے بشرطیکہ کھیتی پکنے اور پھل کی بڑھوتری بند ہونے سے پہلے پہلے معاملہ کر لیا جائے اس کے بعد معاملہ مذکور درست نہ ہوگا۔ اور گائے بیل وغیرہ جانوروں میں یہ صورت ناجائز ہے اور اگر کسی نے ایسا کر لیا تو جانور پورا اصل مالک کی ملک ہوگا اور پالنے والے کو اتنے دنوں کام کرنے کی اجرت جس قدر اس جگہ کا معمول ہو دینی پڑے گی قال فی متن الدر المختار باب المساقات ہی دفع الشجر الی من یصلحہ بجزء معلوم من ثمرہ وہی کالمزارعۃ حکماً وخلافاً ثم قال او فیہ ای الشجر المذکور ثمرۃ غیر مدرکۃ یعنی تزید بالعمل وان مدرکۃ قد انتہت لا تصح کالمزارعۃ لعدم الحاجۃ قال الشامی تزید بالعمل ودفع کرماً معاملۃ لا یحتاج لما سوی الحفظ ان بحال لو لم یحفظ یذہب ثمرہ قبل الادراک جاز ویکون الحفظ زیادۃ فی الثمار وان بحال لا یحتاج للحفظ لا یجوز ولا نصیب العامل من ذلک ثم قال الشامی فی فان دفعہ وقد انتہی عظمہ ولا یزید قلیلا ولا کثیرا الا انہ لم یرطب ہذا الی قولہ وکذلک الزرع لم یبلغ الاستحصاد واذا استحصد لم یجز دفعہ لمن یقوم علیہ بعقد شامی باب المساقاۃ ص۲۰۰ ج۵ وایضاً قال الشامی لو دفع الغنم او الدجاج او دود القز معاملۃ لا یجوز کما فی المجتبی ثم قال وکذا لو دفع بقرۃ بالعلف لیکون الحادث بینہما نصفین شامی اول کتاب المساقات ص۱۹۷ ج۵ فقط

سیدزادی کا نکاح شیخ، مغل، پٹھان کے ساتھ جائز ہے یا نہیں

سوال ۳۶۰ سیدزادی کا نکاح شیخ، مغل، پٹھان سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب سیدزادی کا نکاح ان شیوخ سے جو شیخ صدیقی یا فاروقی یا عثمانی وغیرہ کہلاتے ہیں یعنی جن کا سلسلہ نسب قریش کے ساتھ ملتا ہے بدون اجازت اولیاء بھی جائز ہے ان کے علاوہ دوسرے عجمی لوگ جو شیخ کہلانے لگے اسی طرح مغل، پٹھان وغیرہ اقوام کا نکاح سیدزادی سے بلا اجازت

اولیاء صحیح نہیں البتہ ان لوگوں میں سے اگر کوئی شخص عالم ذی منصب وجاہت ہو تو اس کے نکاح کو سیدزادی اور دیگر قرشیات کے ساتھ قاضی خان نے جائز قرار دیا ہے (ومثلہ فی الاشباہ والنظائر ۱۲) لیکن ابن ہمام نے قاضی خاں کا قول نقل کرنے اور اس کا استدلال ابو یوسف رح کے قول سے پیش کرنے کے ساتھ ینابیع سے عدم کفاءت کی تصحیح نقل کی ہے ولفظہ والاصح انہ لیس کفواً للعلویۃ فتح القدیر مصری ص ۱۹۰ جلد ۳ ؎

اس لئے عالم ذی منصب نہ ہونے کی صورت میں تو مختار للفتوی یہی ہے کہ انعقاد نکاح ہی بغیر اجازت ولی نہ ہوگا کما صرح بہ فی الدر المختار والشامی اور عالم ہونے کی صورت میں احتیاط یہ ہے کہ انعقاد نکاح تسلیم کر کے اولیاء کو فسخ کا اختیار دیا جائے اما الدلیل علی ما قلنا اولاً فما قال فی الدر المختار تعتبر الکفاءۃ نسباً فقریش بعضہم اکفاء البعض وبقیۃ العرب بعضہم اکفاء بعض ھذا فی العرب واما فی العجم فیعتبر حریۃ واسلاماً قال الشامی المراد بالعجم من لم ینتسب الی احدی قبائل العرب ویسمون الموالی والعتقاء وعامۃ اہل القری والامصار فی زماننا منہم سواء تکلموا بالعربیۃ اولاء

الا من کان لہ نسب معروف کالمنتسبین الی احد الخلفاء الاربعۃ او الی الانصار ونحوہم شامی باب الکفاءۃ و ایضاً فی الدر المختار باب الولی ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وہو المختار للفتوی لفساد الزمان واقرہ الشامی ایضاً ؎؟

خلاصہ حکم یہ ہے کہ سیدزادی کا نکاح سید اور ان شیوخ سے جو شیخ صدیقی، فاروقی، عثمانی وغیرہ ہیں بلا اجازت ولی بھی جائز ہے اور ان کے علاوہ دوسری اقوام شیخ اور مغل پٹھان وغیرہ سے بلا اجازت ولی جائز نہیں البتہ اگر ان میں سے کوئی عالم ہو تو نکاح بلا اجازت ولی بھی منعقد ہو جائے گا مگر اولیاء کو فسخ کرانے کا پھر بھی اختیار رہے گا فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ ؎؟

جو روپیہ گورنمنٹ نے کسی مسلمان سے بطور ٹیکس لیا ہے وہ اسکو گورنمنٹی بینک وغیرہ سے بنام سود وصول کرسکتے ہیں ؎

سوال ۱۶۱۳ گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنے پرائمری بانڈ کے نوٹ جاری کئے ہیں اور ان پر بحساب ۴/۳ فی صدی سالانہ سود ملتا ہے میں کہ گورنمنٹ آف انڈیا کو تقریباً تین ہزار روپیہ سالانہ انکم ٹیکس دیتا ہوں تو کیا میرے لئے جائز ہوگا کہ میں بانڈ خرید کر اس کا سود لینا اس نیت سے لوں کہ مجھے گورنمنٹ یہ رقم انکم ٹیکس جو شرعاً ایک ناجائز مطالبہ ہے وصول کر چکی ہے وہ میں واپس لے رہا ہوں جو لوگ گورنمنٹ کو کسی قسم کا ٹیکس وغیرہ نہیں دیتے ان کو مذکورہ قسم کا سود لینا جائز ہے یا نہیں ؎؟

الجواب جس قدر روپیہ گورنمنٹ آپ سے بذریعہ ٹیکس وصول کرتی ہے اسی قدر روپیہ آپ گورنمنٹی بینک یا دوسرے محکمات سرکاری سے جس طرح ممکن ہو وصول کر سکتے ہیں گورنمنٹ اس کا نام سود رکھے یا کچھ اور آپ اپنا جائز مطالبہ وصول کرنے کی نیت سے لیں تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں اور آپ کے حق

نہیں سود نہ ہوگا ایسے مواقع میں فقہاء رحمہم اللہ نے اس کی بھی اجازت دی ہے کہ اپنے حق کی مقدار چوری یا غصب کرکے بھی اگر کوئی شخص اپنے مدیون سے وصول کرلے تو جائز ہے قال الشامی فی باب حد السرقۃ فاذا ظفر بمال مدیون لہ الاخذ دیانۃ بل الاخذ من خلاف الجنس علی ما نذکرہ قریبا شامی ص۲۱۵ ج ۳

دوسرے مسلمان جن کا کوئی مطالبہ ٹیکس وغیرہ کی وجہ سے بذمہ گورنمنٹ نہیں ہے ان کے لئے سود لینا جائز نہیں اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے لیکن سود کے بارہ میں جو وعیدیں شدید قرآن و حدیث میں عموم کے ساتھ وارد ہوئی ہیں ان کو دیکھتے ہوئے احتیاط فتوی میں یہی ہے کہ ناجائز قرار دیا جائے فقط واللہ

بیوی کو یہ کہنا کہ تو میری ماں بہن کی جگہ ہے

سوال ۳۶۲ زید اپنی زوجہ ہندہ کو کئی مرتبہ کہہ چکا ہے کہ ہندہ میری ماں بہن کی جگہ ہے آیا زید کا نکاح ہندہ سے قائم ہے یا ساقط ہوگیا اور زید روزانہ ہندہ کو زدوکوب کرتا ہے اور گندے الفاظ کہتا ہے ؟

الجواب قال فی الدر المختار ان نوی بانت علی مثل امی او قولہ برًا او ظہارًا او طلاقًا صحت نیتہ ووقع مانواہ لانہ کنایۃ قال الشامی وینبغی ان لا یصدق فی ارادۃ البر اذا کان فی حال المشاجرۃ وذکر الطلاق شامی باب الظہار ص۷۹۲ ج ۲

عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ زید کے الفاظ مذکورہ میں قول مفتی بہ کے مطابق دو احتمال ہیں ایک طلاق بائنہ کا اور دوسرا ظہار کا اب زید سے حلفیہ دریافت کیا جائے کہ اس کی مراد ان دونوں میں سے کیا ہے اگر کہے کہ طلاق ہے تو طلاق بائنہ پڑگئی تین حیض عدت کے گذار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے اور اگر کہے کہ ظہار مراد ہے تو جب تک وہ کفارہ ظہار ادا نہ کرے عورت اس پر حرام ہے کفارہ ظہار ہندوستان میں بحالت موجودہ یہ ہے کہ دو ماہ تک یعنی ساٹھ روزے بلا ناغہ پے درپے رکھے اور اگر روزے رکھنے کی قدرت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے کذا فی الدر المختار فقط واللہ تعالی اعلم

بھیڑ کی قربانی پر ایک شبہ اور اس کا جواب

سوال ۳۶۳ ایک عالم فرماتے ہیں کہ بھیڑ کی اضحیہ ناروا ہے جس کا ثبوت نص قطعی سے باعتبار لغت پیش کرتے ہیں آیۃ کریمہ من الضان اثنین ومن المعز اثنین ضان کا معنی بلحاظ لغت مالہ الیۃ بھیڑ میں مفقود ہے لہذا قربانی ناجائز ہے اس مسئلہ کا جواب پورا تحریر فرمایا جاوے ؟

الجواب لغت کی معتبر کتب اور فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ ضان کا لفظ عربی زبان میں عام ہے اون والے جانور میں خواہ بھیڑ ہو یا دنبہ یعنی ذوات الالیہ ہو یا غیر ذوات الالیہ نہایہ ابن اثیر میں اور اس کی تلخیص مصنفہ سیوطی رح میں ہے ضان کمثل غنم ذات صوف نعاج ضوائن جمع ضائنۃ وھی الشاۃ من الغنم خلاف المعز نہایہ ص۱ ج ۲

اسی طرح عام کتب لغت میں یہ الفاظ اس کی تفسیر میں منقول ہیں ذو الصوف خلاف الماعز من الغنم جمعہ

ضأن وضتین الخ اس سے معلوم ہوا کہ بھیڑ جو عموماً ہمارے دیار میں پائی جاتی ہے یہ بھی ضان کے اندر داخل ہے اس لئے بلاشبہ اس کی قربانی جائز ہے اس کے خلاف جمہور امت کے خلاف ایک قول کا اختیار کرنا شرعاً معتبر نہیں اور جس کسی اہل لغت نے مالہ الیۃ سے تفسیر کردی ہے وہ بلحاظ کثرت فی بلاد العرب ایسا کیا ہے تخصیص کی کوئی دلیل نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ ٗ

جھوٹ موٹ طلاق کا اقرار کرلینا | سوال ۳۶۴ زید کی بی بی اپنے میکہ بھاگ کر چلی گئی دوسرے روز زید خود اس کے یہاں گیا جب واپس آیا تو موضع میں اور تمام رشتہ داروں میں شور مچ گیا کہ زید نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی اس کے بعد بعض لوگوں نے زید سے پوچھا کہ تم نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی ہے زید نے کہا جی ہاں بعد ایک سال گذر جانے کے زید نے کہا کہ میں نے تو محض جھوٹ کہا تھا طلاق نہیں دی تھی آیا طلاق پڑ گئی یا نہیں۔

الجواب اگر فی الواقع اس نے جھوٹ بہکانے کی نیت سے طلاق کا اقرار کیا تھا تو دیانۃً طلاق نہیں پڑی لیکن قضاءً پڑ گئی یعنی جب معاملہ پنچائت یا عدالت میں جائے گا تو وہاں اس کی نیت کی شنوائی نہ ہوگی حاکم اور سرپنچ کے لئے ضروری ہوگا کہ اس کو طلاق قرار دے اور جب حاکم یا سرپنچ اس کو طلاق دیکر تفریق کا حکم کردے گا تو پھر دیانۃً بھی عورت حرام ہوجائے گی لیکن اگر الفاظ مذکورہ ہی کہے گئے ہیں تو صرف ایک طلاق رجعی پڑی ہے اس لئے مرد کے لئے بہتر ہے کہ اگر اس عورت کو رکھنا چاہتا ہے تو احتیاطاً رجعت ضرور کرے بشرطیکہ عدت نہ گذری ہو ورنہ نکاح جدید کرے تاکہ حرمت کے خطرہ سے نکل جائے قال الشامی فی طلاق المکرہ ولو اقر بالطلاق کاذباً اوہازلاً وقع قضاءً لا دیانۃً ثم قال بعد ذلک نقل عن البزازیۃ والقنیۃ لو اراد بہ الخبر عن الماضی کذباً لایقع دیانۃً الخ شامی ص۴۳۲ ج۲ و ص۴۳۳ ج۲۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ ٗ

حق تعالیٰ کے ہاتھ پاؤں مثل انسان کے عقیدہ رکھنے والا گمراہ ہے | سوال ۳۶۵ اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ جس طرح ہمارے ہاتھ پیر ہیں اسی طرح اللہ پاک کے بھی ہیں تو ایسے شخص پر کیا حکم ہے

الجواب یہ شخص گمراہ ہے اہل سنت والجماعت سے خارج ہے لیکن تکفیر سے کف لسان کی جائے تو بہتر ہے اور بعض حضرات نے کافر بھی کہا ہے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

حق تعالیٰ کا جہنم میں اپنا بایاں پیر رکھنا کیا حدیث سے ثابت ہے اور اس کا کیا مطلب ہے | سوال ۳۶۶ کیا یہ صحیح ہے کہ جہنم جب شور کرے گی تو اللہ پاک اپنا بایاں پیر اس میں رکھیں گے اور اس کا مطلب کیا ہے؟

الجواب حدیث صحیح ہے جس کے الفاظ یہ ہیں فاما النار فلا تمتلی حتی یضع اللہ رجلہ یقول قط قط قط فہنالک تمتلی ویزدی بعضہا الی بعض البخاری ومسلم از مشکوۃ ص۴۹۳) لیکن یہ حدیث متشابہات میں سے ہے جو کہ متکلم یعنی حق تعالیٰ اور مخاطب یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک راز ہے امت کو اس کے معنی

کی اطلاع نہیں دی گئی بلکہ اسکے پیچھے پڑنیکی اجازت بھی نہیں دی گئی کیونکہ آقا کے اسرار محفوظہ کی تفتیش میں لگنا ایک غلام کیلئے سخت گستاخی ہے پھر بندہ اور معبود کا تو پوچھنا کیا اسلئے جمہور کا یہی مذہب ہے کہ متشابہات کے معانی کی تحقیق میں نہ پڑنا چاہیئے بلکہ اسپر ایمان لانا چاہیئے کہ جو کچھ حق تعالیٰ کی مراد ہے وہ حق ہے اگرچہ ہم نہیں جانتے اور ہما نہ جاننے سے کیا ہوتا ہے ہم تو اپنے پیٹ کے اندر کے حالات کو بھی نہیں جانتے اور بڑے سے بڑا ماہر اپنے نفس و روح کی حقیقت کو نہیں جانتا حق تعالیٰ کے اسرار کو جاننے کا دعویٰ کوئی صحیح العقل انسان نہیں کر سکتا اور یہ بات فرقِ مسلمانوں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر مذہب کے لوگوں میں یہ قدر مشترک مسلّم ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات و صفات اور افعال کی حقیقت کا ادراک انسان نہیں کر سکتا کما ہو مصرح کتب الکلام والفلسفہ فقط ۔؟

فاسق کی گواہی طلاق میں معتبر ہے یا نہیں | سوال ۳۶۷ طلاق کے بارہ میں شاہدین کا عادل ہونا شرط ہے یا نہیں (۲) طلاق کے بارہ میں بے نمازی کی گواہی مقبول ہے یا نہیں ؟

الجواب وقوع طلاق کے لئے شہادۃ شرط نہیں اگر کوئی بھی گواہ نہ ہو یا ہو اور مقبول الشہادۃ نہ ہو بہر حال طلاق پڑ جائے گی البتہ عدالت یا پنچائت میں اگر مقدمہ پہنچا اور مرد نے طلاق کا انکار کیا تو حاکم یا سرپنچ بغیر شہادۃ مقبولہ شرعیہ کے وقوع طلاق کا حکم نہ دے گا اور اس صورت میں فاسق کی گواہی ایک شرط سے مقبول ہو سکتی ہے وہ یہ کہ فاسق صاحب مروأۃ و وقار اور ذی وجاہت ہو اور اس کے متعلق یہ بات معلوم ہو کہ یہ بوجہ اپنی وجاہت کے جھوٹ نہیں بولتا سو اگر قاضی کو اس کے سچے ہونے کا گمان ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس کی گواہی قبول کرے کذا فی الدر المختار والشامی باب الشہادۃ (۲) بے نمازی بھی فاسق ہے اس کی گواہی کا حکم ۱ میں معلوم ہو چکا فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔؟

جو لکڑی یا کوئی سامان ایک مسجد کے لئے خریدا گیا پھر اس کی ضرورت نہ رہی اسکا حکم | سوال ۳۶۸ ایک شخص نے کسی خاص مسجد کے ستون لگانے کے لئے لکڑی دی تھی اور اب اس لکڑی کی اس مسجد میں ضرورت نہیں رہی ابھی وقت یہ لکڑی دوسری مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں ۔؟

الجواب درست نہیں بلکہ اس کو فروخت کر کے اسی مسجد کے دوسرے مصارف میں لگایا جائے یا محفوظ رکھا جائے کہ جب آئندہ ضرورت ہو تو اس میں صرف کیا جائے گا و ہذا محصل کلام الشامی فی ۳۰۳ ج ۳ و کلام البحر من الوقف ۲۵۲ و صرح بہ فی اتحاف البصائر فی ترتیب الاشباہ والنظائر ۲۱۳ حیث قال ولا یقال انہ لا حاجۃ الیہ لانا نقول قد علله فی النوازل بجواز ان یحدث للمسجد حدث الیٰ آخرہ فصلہ منہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

کسی شرعی جرم کے مرتکب سے ترک تعلقات کرنا | سوال ۳۶۹ قوم نے زید کو فعل ناشائستہ سے باز رکھنے کے لئے حقہ پانی بند کر دیا تھا ڈیڑھ سال بعد زید سے معافی مانگنے کے لئے کہا گیا زید نے معافی نہ مانگی اس کے بعد زید سے مکمل طور پر تعلقات منقطع کر دیئے اب زید نے عدالت میں ازالہ حیثیت عرفی کا دعوے کیا ہے

شرعاً زید اور عام مسلمانوں کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب ہندوستان میں چونکہ حدود شرعیہ جاری نہیں ہو سکتی اس لئے جو مسلمان کسی سخت جرم کا ارتکاب کریں جیسے زنا سود خواری، شراب خواری ترک نماز وغیرہ تو ایسے لوگوں کے ساتھ اگر عام مسلمان کچھ دنوں کے لئے بطور تنبیہ اس سے تعلقات منقطع کرلیں اور اس کو اپنے حقہ پانی میں شریک نہ کریں بیاہ شادی میں اس کے شریک نہ ہوں تو یہ جائز ہے بلکہ مستحسن ہے لما فی اتحاف الابصار فی ترتیب الاشباہ والنظائر ص۹۲ یکرہ معاشرۃ من لایصلی ولو کانت زوجۃ الا اذا کان الزوج لایصلی لم یکرہ للمرأۃ معاشرتہ کذا فی نفقات الظہیریۃ انتہیٰ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔

گورنمنٹ انگریزی کی دی ہوئی زمین پر مسجد یا بنائی ہوئی مسجد کا حکم۔

سوال ۳۰۷ گورنمنٹ کی طرف سے جو مساجد بنائی جاتی ہیں یا زمین واسطے بنانے مسجد کے دی جاتی ہے تو ان مساجد کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ غیر مسلم کے وقف کے لئے شرط یہ ہے کہ کسی ایسے کام کے لئے وقف ہو جو قواعد اسلامیہ کے اعتبار سے بھی ثواب کا کام ہو۔ اور اس کافر کے اعتقاد میں بھی ثواب ہو جب یہ دونوں شرطیں پائی جائیں تو کافر کا وقف صحیح ہے ورنہ نہیں مثلاً فقراء ومساکین کی خدمت تمام مذاہب میں ثواب سمجھی جاتی ہے اس لئے کوئی کافر کسی مذہب کا ہو اگر اس کام کے لئے وقف کرے تو وقف صحیح ہو جائے گا لہٰذا اگر کوئی غیر مسلم بہ نیت ثواب مسجد بنا دے اور اس کا اعتقاد یہ ہو کہ مسجد بنانے سے ثواب ملے گا تو یہ مسجد تمام احکام میں مسجد شرعی ہو گئی گورنمنٹ کی طرف سے جو مساجد بنائی جاتی ہیں یا جگہ دی جاتی ہے اس میں چونکہ اعتقاد ثواب نہ ہونے کا شبہ ضرور ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ مسلمان اس جگہ پر قبضہ کر کے اپنی طرف سے مسجد بنا دیں یا بنی ہوئی مسجد گورنمنٹ نے مسلمانوں کے حوالہ کر دی تو وہ اپنی طرف سے اس کو مسجد قرار دیں تاکہ وقف کی صحت میں شبہ نہ رہے قال الشامی عن البحران شرط وقف الذمی ان یکون قربۃ عندنا وعندہم کالوقف علی الفقراء او علی مسجد القدس بخلاف الوقف علی بیعۃ فانہ قربۃ عندہم فقط وعلی حج وعمرۃ فانہ قربۃ عندنا فقط شامی اول کتاب الوقف ص۴۹۲ ج۳ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

عرس مروجہ کا حکم

سوال ۳۰۸ عرس سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم با ذبح حیوانات بتاریخ وفات وہم قیام بوقت ذکر ولادت آں واعراس مشائخ کبار مثل عرس خواجہ اجمیری وخواجہ بغدادی وغیرہما وفاتحہ چہارم وچہلم وششماہی وسالانہ نمودن مسلمانان را بحکم شرع شریف جائز باشد یا نہ۔؟

الجواب۔ بلہ افعال مذکورہ بدعات وسیئات ہستند کہ در خیر القرون نشانے واثرے ازینہا ثابت نتواں کرد بلکہ بسیارے ازینہا از منہیات شرعیہ صریحہ وصحیحہ است بناءً علیہ ارتکاب چیزے ازینہا ناجائز وگناہ عظیم است لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من احدث فی امرنا ہذا فہو رد مشکوٰۃ وظاہر است کہ اگر چیزے ازیں افعال ثواب وخیر بودے صحابہ کرام وتابعین وائمہ دین کہ تشنہ ہر خیر بودند در تحصیل ازیں ثواب جد وجہد بکار می بردند

پس عدم ثبوتش بقواعد شرعیہ ثبوت عدم گشتہ۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ؟

برات کو کھانا دینا درست ہے یا نہیں | سوال ۲ ۷ ۳ بارات کو جو کھانا لڑکی والوں کی طرف سے دیا جاتا ہے اُس کا کھانا جائز ہے یا نہیں اور وہ کھانا عقد سے پہلے ہونا چاہیئے یا بعد؟

الجواب اس مسئلہ کا جواب پہلے بھی لکھا گیا ہے جس کا حاصل یہ تھا کہ دعوت خواہ برات کی ہو یا ولیمہ وغیرہ کی اگر تمام منکرات و مکروہات سے پاک ہو تو جائز ہے بلکہ مندوب ہے لیکن حضرت مولانا موصوف نے تجربہ اور عام حالات کی بنا پر یہ محسوس فرمایا کہ ایسی دعوتوں میں منکرات و مکروہات تقریباً لازم اور جزو لاینفک ہیں اور اس میں شبہ نہیں کہ جب کوئی دعوت منکرات مندرجہ جواب پر مشتمل ہو تو بلا شبہ ناجائز ہے بلکہ اگر خود منکرات پر مشتمل نہ ہو مگر دوسرے لوگوں کے لئے ذریعہ بننے کا اندیشہ ہو تب بھی ایسی دعوتوں کو ترک ہی کرنا چاہیئے اس بحث کو علامہ شاطبی نے کتاب الاعتصام میں بہت مفصل لکھا ہے اور ایک مستقل فصل اس پر منعقد کی ہے کہ بعض چیزیں اپنی ذات سے جائز بلکہ مندوب ہوتی ہیں لیکن آئندہ کو ان سے یہ خطرہ ہوتا ہے کہ باعثِ منکرات بنجائیں گی تو اُن کو بھی ترک کرنا چاہیئے ولفظہ قد یکون اصل العمل مشروعا ولکنہ یصیر جاریاً مجری البدعۃ من باب الذرائع ثم ساق لہ دلائل من الحدیث مافیہ مقنع فلیراجع کتاب الاعتصام ص۹۲ ج۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ؟

رافضی لڑکی کا نکاح رافضی لڑکے سے | سوال ۳ ۷ ۳ زید رافضی اور اس کی بیوی سُنّی اور لڑکے ماں کے طریقہ پر اپنے کو سنی بتاتے ہیں ان لڑکوں کا نکاح سنی لڑکیوں کے ساتھ رافضی عقیدہ سے توبہ کرانے کے بعد جائز ہے یا نہیں اور اگر قبل توبہ کے کر دیا جائے تو کیا حکم ہے جبکہ لڑکے باپ کے شامل حال ہوں؟

الجواب توبہ کرانے کے بعد بلا شبہ جائز ہے اور قبل توبہ جائز ہونے کے یہ شرط ہے کہ وہ لڑکیاں کسی ایسی عقیدہ والی نہ ہوں جو صراحۃً قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف ہیں مثلاً حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہ پر تہمت رکھنا، یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا تعالیٰ کے ساتھ قدرت وغیرہ میں شریک ماننا وغیرہ کذا ذکرہ الشامی فی باب المرتد وھو الاولیٰ بالقبول فقط واللہ تعالےٰ اعلم؟

احکام الاِعلام

بالتکبیر والاعلام

یعنی:

نماز کمیٹیوں کے جلوس جھنڈے اور تکبیر کے ساتھ نکالنے کا حکم!

سوال ۴ ۷ ۳ لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرنے کے واسطے جھنڈا گلی گلی لیکر گھومنا نعرۂ تکبیر بالجہر المفرط کرتے رہنا لوگوں کے گلوں میں پرتلہ ڈالنا وغیرہ وغیرہ بہ امور کیسے ہیں اگر منع ہیں تو مخالفت کی تصریح

ممانعت کے الفاظ تلاش کرکے لکھیں کہ علاوہ غزوات کے جھنڈا اٹھانا ثابت نہیں ہے اگر ثابت ہے تو اُس کو مع حوالۂ کتب معتبرہ تحریر فرمائیں ؟

الجواب۔ اصل اس باب میں یہ ہے کہ اذان اور نماز کے درمیان لوگوں کو نماز کے لئے بلانا اور جمع کرنا (کسی متعارف ذریعہ سے) مشائخ اور ائمہ نے بضرورت جائز بلکہ (۱) مستحسن قرار دیا ہے جس کو اصطلاح میں تثویب کہتے ہیں کیونکہ مسلمانوں میں روز افزوں غفلت اس کی مقتضی ہے کہ بار بار تنبیہ کی جائے اور اس تنبیہ کے لئے مشائخ رحمہم اللہ نے کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں فرمایا بلکہ (۲) ہر زمانہ اور ہر جگہ کے عرف پر چھوڑا ہے کہ جو چیز لوگوں میں نماز کو بلانے کے لئے متعارف ہو جائے وہی ہر جگہ عمل میں لائی جائے اور یہ بعینہ ایسا ہے جیسے رمضان المبارک میں ابتدا اور انتہائے سحر کے لئے ہر شہر و قصبہ میں اپنے عرف کے موافق مختلف صورتیں اختیار کی جاتی ہیں کہیں گھنٹہ بجاتے ہیں کہیں نقارہ و طبل اور کہیں گولہ یا توپ چھوڑی جاتی ہے اور عموماً فقہاء نے اس کو جائز و مستحسن قرار دیا ہے جیسا کہ شامی نے کتاب الحظر والاباحۃ میں ذکر کیا ہے اس لئے امورِ مذکورہ سوال میں جو چیزیں فی نفسہ جائز و مباح ہوں اور کسی جگہ وہ نماز کو بلانے کا ذریعہ متعارف بن جائیں تو اُنکا استعمال جائز ہوگا اور یہ طریقہ اگرچہ تثویب کے معروف طریقہ سے کچھ جداگانہ صورت ہے لیکن اشتراکِ مقصد سے اس کا حکم اختیار کرسکتا ہے البتہ اس میں دو چیزوں کی رعایت زیادہ ضروری ہے ایک تو یہ کہ ان امور میں کوئی چیز ایسی داخل نہ ہو جو فی نفسہ ناجائز و مکروہ ہو دوسرے یہ کہ ان میں غلو اور تعدی نہ کی جائے ۔

(۳) مثلاً امور مندرجہ سوال میں بہت سے آدمیوں کا جمع ہونا غزل خوانی کرتے ہوئے بازاروں اور کوچوں میں پھرنا مکروہ ہے اس کو ترک کرنا چاہیئے ؟

(۴) جھنڈا اٹھانا فی نفسہ جائز و مباح ہے اور کسی نص میں اس کی ممانعت وارد نہیں لیکن ابتدائی اذان کے وقت جھنڈے کی تجویز بعض صحابہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں پیش کی تھی حضور نے اس کو کچھ پسند نہ فرمایا سو اگرچہ وہ اذان کا معاملہ تھا اور یہ ایک درمیانی بے ضابطہ اعلان ہے اور ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا تاہم ذوقاً ترک بہتر معلوم ہوتا ہے ۔

(۵) امر دوم یعنی غلو اور تعدی کی توضیح یہ ہے کہ اس میں کسی خاص وضع والموار کو تمام شہروں اور قصبوں کے لئے لازم و ضروری نہ قرار دیا جائے بلکہ ہر جگہ کے لوگوں کو اپنے اپنے طرز پر اپنی تجویز کے موافق آزاد چھوڑا جائے نیز اگر کچھ لوگ بالکل بھی اس کو نہ کریں اور اس میں شریک نہ ہوں تو اُن کو ہرگز برا بھلا نہ کہا جائے اُن پر کسی قسم کا طعنہ و تشنیع نہ کی جائے ۔

(۶) اور جب اس قسم کا غلو ہونے لگے تو پھر اس کا ترک ضروری ہو جائے گا والدلیل علیٰ ما قلت اما او لاً التثویب فلظہور التوانی فی الامور الدینیۃ قال فی العنایۃ احدث المتاخرون التثویب بین الاذان والاقامۃ

علی حسب ماتعارفوه فی جمیع الصلوٰت سوی المغرب اھ شامی باب الاذان ص۲۶۱ ج۱۔ وقال فی البحر وھو اختیار المتاخرین لزیادۃ غفلۃ الناس وقلما یقومون عند سماع الاذان وعند المتقدمین ہو مکروہ فی غیر الفجر بحر باب الاذان ص۲۷۵ ج۱۔ واما ماقلنا ثانیاً فلما فی البحر لیس لہ لفظ یخصہ بل تثویب کل بلد علی ماتعارفوہ اما بالتنحنح او بقولہ الصلوٰۃ الصلوٰۃ او قامت لانہ للمبالغۃ فی الاعلام وانما یحصل بما تعارفوہ فعلی ہذا اذا احدث الناس اعلاماً مخالفاً لما ذکر جاز کذا فی المجتبی بحر ص۲۷۵ ج اھ وذکرہ الشامی بلفظ عن النہر والمجتبی شامی ص۲۶۱ ج۱۔ واما ماقلنا ثالثاً فلما شاع فی عامۃ کتب الفقہ والحدیث من منع التغنی للناس ولاسیما بالاجتماع والسعی فی الشوارع والرساتیق وہو اغنی من ان یذکر لہ نقل ولذان کتفی فیہ ببعض الکلمات قال فی الفتاوی الخیریۃ من کتاب الکراھۃ والاستحسان ص۱۷۹ ج۲ ذکر محمد فی السیر الکبیر عن انس بن مالک رض انہ دخل علی اخیہ البراء بن مالک وہو یتغنی بالحدیث قولہ وہو یتغنی بظاہرہ حجۃ لمن یقول لاباس للانسان ان یتغنی اذا کان یسمع ویؤنس نفسہ وانما یکرہ اذا کان یسمع ویؤنس غیرہ انتہی کلام الخیریۃ ومثلہ قال الشامی من الحظر والاباحۃ وقال وبہ اخذ السرخسی وذکر شیخ الاسلام ان کل ذلک مکروہ عند علمائنا شامی ص۲۴۲ ج۵ وایضاً قال فی الخیریۃ لانہ التغنی واستماع الغنائی حرام اجمع علیہ العلماء وبالغوافیہ ومن اباحہ من المشائخ الصوفیۃ فلمن تخلی عن الہوی وتحلی بالتقوی ثم قال والحاصل انہ لارخصۃ فی باب السماع فی زماننا لان جنیداً رحمہ اللہ تاب عن السماع فی زماننا خیریہ ص۱۷۹ ج۲ واما ماقلنا رابعاً فلما فی السنن الکبیر للبیہقی من ابی عمیر بن انس رض عن عمومۃ لہ من الانصار قال اہتم النبی صلے اللہ علیہ وسلم للصلوٰۃ کیف یجمع الناس لہا فقیل لہ انصب رایۃ عند حضور الصلوٰۃ فاذا راوہا آذن بعضہم بعضاً فلم یعجبہ ذالک سنن بیہقی ص۳۹۰ دائرۃ المعارف) واما ماقلنا خامساً وسادساً فلما قال الطیبی فی شرح حدیث الانصراف من الصلوٰۃ الی الیمین مانصہ فیہ ان من اصر علی مندوب وجعلہ عزماً ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان فکیف من اصر علی بدعۃ او منکر من مجموعۃ الفتاوی لمولانا الشیخ عبدالحی اللکھنوی رح ص۲۹۵ ج۲۔

تنبیہ:۔ یہ تمام افعال مذکورۃ فی السوال چونکہ زیادہ تران کا مقصد بے نماز لوگوں کو نماز کی ترغیب دینا اور نمازی بنانا ہے نمازیوں کو جماعت کے وقت پر مطلع کردینا بھی اس کے ضمن میں محقق ہو جاتا ہے اس لئے یہ افعال ایک حیثیت سے تثویب ہیں اور ایک حیثیت سے تبلیغ لہذا اس کو کلیۃً تثویب کا حکم بھی نہیں دیا جاسکتا مثلاً تثویب کے لئے بتصریح فقہاء مؤذن ہی ہونا شرط ہے یہاں یہ شرط نہیں رواج تثویب کو بعض اکابر نے پسند نہیں کیا تو اس سے اس خاص طرز کا ناپسند ہونا لازم نہیں آتا لیکن باینہمہ مجموعی حیثیت سے ایک تماشہ کی صورت بنا دینا مکروہ معلوم ہوتا ہے اگر صرف اس پر اکتفا کیا جائے کہ چند آدمی تکبیر یا اور کوئی کلمہ مناسب

کہتے ہوئے نکل جائیں تو مضائقہ نہیں زیادہ ڈھونگ بنانا مناسب نہیں۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

الجواب صحیح بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ۔ الجواب صحیح محمد رسول خاں عفا عنہ؎

الجواب صحیح ۔ حقیق بالاتباع والعمل و لعل الحق لایعدوہ ولا بدلمن یفعل للعبادۃ ان یفعل عبادۃ لاتیہا و تعبا

محمد اعزاز علی غفرلہ؎

نابالغہ کی والدہ اور دو علاتی بھائی ہیں تو ولی نکاح علاتی بھائی ہیں

سوال ۳۷۵۔ ہندہ نابالغہ ہے اس کے ایک والدہ حقیقی اور دو بھائی بالغ علاتی ہیں والد قضا کر گیا۔ ان میں سے ولی کون ہے؎؟

الجواب صورتِ مذکورہ میں دونوں علاتی بھائی ولی قریب ایک درجہ کے ہیں اور ان کے بعد والدہ کا درجہ ہے پس علاتی بھائی دونوں مل کر اگر عقد کر دیں یا کوئی ایک ان میں سے عقد کر دے تو صحیح و نافذ ہو جائے گا بشرطیکہ کفو ہیں اور مہر مثل کے ساتھ کیا جائے الغرض علاتی بھائیوں کو حق ولایت میں ترجیح ہے کذا فی الشامی والبدایع فقط واللہ تعالےٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ؎

زنا سے جو لڑکی پیدا ہوئی اس سے زانی کا نکاح حرام ہے

سوال ۳۷۶ ایک مسلمان نے کافرہ عورت سے زنا کیا اس کافرہ کی لڑکی مسلمان ہو گئی اس لڑکی سے مسلمان مذکورہ کا نکاح جائز ہے؟

الجواب جس لڑکی کی ماں سے زنا کیا ہے اگرچہ بحالتِ کفر کیا ہو یہ لڑکی اس زانی کے نکاح میں کسی طرح نہیں آسکتی قال فی الدر المختار حرم بالصہریۃ اصل مزنیتہ الیٰ قولہ وفروعہن فقط واللہ تعالےٰ اعلم؎؟

نماز کے بعد امام کو کس طرف بیٹھنا چاہیئے

سوال ۳۷۷ پانچوں وقت فرض نماز جماعت کے بعد امام کو کس طرف منھ کر کے دعا مانگے؎؟

الجواب جن نمازوں کے سنتیں ہیں یعنی ظہر، مغرب، عشاء، ان میں تو امام قبلہ ہی کی طرف متوجہ رہ کر مختصر سی دعا مانگے اور پھر ختم کر کے سنتوں میں سب مشغول ہو جائیں اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں یعنی فجر اور عصر ان کے بعد اولیٰ یہ ہے کہ سب بیٹھکر تسبیحاتِ مسنونہ پڑھیں اور اس وقت امام کو چاہیئے کہ قبلہ کی طرف متوجہ نہ رہے پھر اختیار ہے کہ داہنی جانب یا بائیں جانب رخ پھیرے یا مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جائے بشرطیکہ کوئی مقتدی مسبوق اس کے پیچھے نماز میں مشغول نہ ہو اور اگر ایسا ہو تو صرف داہنے یا بائیں جانب ہی بیٹھنا چاہیئے کذا فی البدایع والکبیری شرح المنیہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خسر نے بیٹے کی بیوی کو شہوت سے چھو دیا تو وہ بیٹے پر حرام ہو گئی اور اس کے دوسرے احکام

سوال ۳۷۸ ایک شخص نے اپنے بیٹے کی منکوحہ کو کئی بار شہوت سے بوسہ دیا اور پستان وغیرہ کو ہاتھ لگایا اور بغل میں لیا آیا وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہو گئی یا عورت مذکورہ کی ساس اس کے خسر پر حرام ہو گئی؎

الجواب اگر فی الواقع لڑکی کا بیان صحیح ہے تو یہ لڑکی اپنے خاوند پر حرام ہو گئی اس کی ساس اس کے خسر پر حرام نہیں ہوئی لیکن یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح اس وقت تک نہیں کر سکتی جب تک کہ

خاوند اس کو چھوڑ نہ دے یعنی زبان سے کہدے کہ میں نے تجھکو چھوڑ دیا ہے اور اگر وہ چھوڑنے پر راضی نہ ہو (حالانکہ لڑکی کے بیان کی تصدیق کرتا ہے) تو لڑکی کو اختیار ہے کہ عدالتِ موجودہ کے ذریعہ سے یا پنچایت وغیرہ کے ذریعہ سے اُس کو چھوڑنے پر مجبور کرے اور اگر خاوند نے لڑکی کے بیان کی تصدیق نہیں کی تو پھر حاکم اُسے چھوڑنے پر مجبور نہیں کر سکتا دفی امالی ابی یوسف امرأة قبلت ابن زوجھا وقالت کانت عن شھوة ان کذبھا الزوج لایفرق بینھما ولو صدقھا انہ عن شھوة وقعت الفرقة الخ خلاصة الفتاوی ص۱ جلد ۲ وقال فی متن الدر المختار وحرم بالصھریة اصل مزنیتہ وممسوستہ بشھوة الی قولہ وفروعھن ثم قال وبحرمة المصاھرة لایرتفع النکاح حتی لایحل لھا التزوج بآخر الابعد المتارکة وانقضاء العدة وقال الشامی وعبارة الحاوی الابعد تفریق القاضی اوبعد المتارکة ثم قال والمتارکة لاتتحقق الا بالقول ان کانت مدخولاً بھا شامی باب المحرمات ص۲۹۰ ج ۲ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کافر کی عیادت وتعزیت اور جنازہ کے ساتھ جانے کے احکام

سوال ۳۷۹ اہل ہنود کے جنازہ کے ہمراہ مرگھٹ تک جانا شرعاً کیسا ہے (۲) ان کے مکان ماتم پرسی وصبر و تسکین دینے کو جانا کیسا ہے۔؟

الجواب کافر کی عیادت جائز ہے اور جب مرجائے تو اس کے وارثوں کی تعزیت بھی جائز ہے مگر تعزیت اس مضمون سے کی جائے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے بہتر بدلا عطا فرمائے لیکن کافر کے جنازہ کی ساتھ مرگھٹ تک جانا یہ جائز نہیں کیونکہ اس میں جیفہ کافر کی تعظیم وتکریم ہے اور وہ مستحق اہانت ہے نہ کہ مستحق تعظیم نیز جنازہ کے ساتھ جانے کا ایک مقصد شفاعت کرنا بھی ہے اور ظاہر ہے کہ کافر شفاعت کا اہل نہیں قال فی العالمگیریة الباب الرابع عشر من از کراھیہ ولاباس بعیادة الیھودی والنصرانی وفی المجوسی اختلاف کذا فی التھذیب ویجوز عیادة الذمی کذافی تبیین الی قولہ واذامات الکافر قال لولدہ او قریبہ فی تعزیتہ اخلف اللہ علیک خیراً منہ واصلحک ای اصلحک بالاسلام الخ عالمگیری کشوری ص۲۲۳ ج۴ وصرح باھانتہ جیفة الکافر فی جنائز الشامی والدر المختار حیث قال یغسلہ غسل الثواب النجس ویلف فیدہ بالاحتیاج ای اذالم یکن لہ قریب غیرہ من اہل ملتہ ثم قال قولہ قریب فالاولی ترکہ لھم شامی ص۵۹۷ ج ا فقط واللہ تعالیٰ

والدین اور مشائخ کے قدم چومنے کا حکم

سوال ۳۸۰ بزرگوں کے یا والدین کے پاؤں پر گرنا، قدموں کو چومنا جائز ہے یا نہیں

الجواب والدین یا مشائخ وصلحاء کے پیر چومنے میں اختلاف ہے بعض علماء جائز فرماتے ہیں بعض ناجائز اور ترک بہرحال سب کے نزدیک اولیٰ ہے اور انکے سامنے زمین پر گرنا یا زمین چومنا یہ سب کے نزدیک حرام ہے قال فی الدر المختار طلب من عالم او زاہد ان یدفع الیہ قدمہ ویمکنہ من قدمہ اجابہ وقیل لایرخص فیہ ثم قال وکذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام الفاعل والراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادة الوثن اھ از شامی ص۲۳۳ ج۵ کتاب الحظر والاباحة فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

خطبہ جمعہ کے متعلق ایک تحقیق | سوال ۳۸۱ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ جمعہ میں خطبہ کا طویل ہونا اور نماز کا قصیر ہونا شرعاً کیسا ہے؟ بعض مساجد میں امام صاحب خطبہ جمعہ تقریباً پندرہ منٹ میں ختم فرماتے ہیں اور نماز جمعہ تقریباً چار پانچ منٹ میں پس ارشاد فرمائیں کہ ان امام صاحب کا یہ طرز عمل حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب فی جمعۃ العالمگیریۃ من سنن الخطبۃ الرابع عشر تخفیف الخطبتین بقدر سورۃ من طوال المفصل ویکرہ التطویل عالمگیری کانپوری ص۱۵۷ ج۱)۔

عبارتِ مذکورہ سے واضح ہوا کہ خطبہ جمعہ کو طویل پڑھنا مکروہ ہے اور حد یہ ہے کہ طوال مفصل کی ایک سورت کی برابر ہو اس سے زیادہ ہوگا تو وہ طویل اور مکروہ سمجھا جائے گا کیونکہ یہ خلافِ سنّت ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ جو عام کتب حدیث میں منقول ہے یہ تھی کہ خطبہ مختصر اور نماز اسکی نسبت سے طویل پڑھاتے تھے جو امام اس کے خلاف کرتے ہیں وہ خلافِ سنّت کرتے ہیں فقط واللہ تعالےٰ اعلم کتبہ الاحقر محمد شفیع عفا اللہ عنہ مدرس دار العلوم دیوبند ۳ شعبان ۱۳۵۵ھ

الجواب صحیح | ص | الجواب صحیح | الجواب صحیح

بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ۔ شمس الحق عفا اللہ عنہ مدرس دار العلوم دیوبند۔ محمد اعزاز علی عفی عنہ مدرس دار العلوم

الجواب صحیح مسعود احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی دار العلوم دیوبند۔

عقیقہ کی کھال کا ڈول | سوال ۳۸۲ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسائل ذیل میں کہ

(۱) عقیقہ کی کھال کو فروخت کر کے اس کی قیمت کا ڈول بنوا کر مسجد میں ڈلوا دیا تو اس کے پانی سے وضو اور نماز ہوگی یا نہیں؟ کیونکہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس کے پانی سے وضو نہیں ہوتا اور اگر بالفرض وضو کر بھی لیا تو نماز نہیں ہوتی چونکہ یہ مسکین کا حق تھا؟

(۲) عقیقہ کی ایک ران سالم قابلہ یعنی (دائی) کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ یہاں پر لوگوں میں یہ رواج ہو گیا ہے کہ ایک ران سالم دایہ کو دینا ضروری سمجھتے ہیں؟

(۳) عقیقہ کی ہڈیاں دفن کرنا کیسا ہے۔ چونکہ یہاں پر لوگ ہڈیوں کو ایک جگہ مجتمع کر کے دفن کیا کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ان ہڈیوں کا دفن کرنا ضروری ہے بوجہ شرافت کے لہٰذا ان مسائل کا جواب مع حوالہ کتب تحریر فرما کر ممنون فرمائیں بینوا توجروا۔

الجواب (۱) وضو اور نماز تو درست ہو جاوے گی مگر اس شخص کے ذمہ واجب ہوگا کہ جس قدر پیسے عقیقہ کی کھال کی قیمت سے وصول ہوئے تھے اسکا صدقہ کرے ورنہ گنہگار ہوگا کیونکہ یہ پیسے واجب التصدق تھے (کذا فی البحر الرائق) اس نے بجائے صدقہ کے ڈول بنوا دیا تو صدقہ کرنا اس کے ذمہ رہا مگر اس ڈول سے وضو کرنے یا اس سے نماز ادا کرنے میں خلل کی کوئی وجہ شرعی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

(۲) عقیقہ کی ران دایہ کو دینا دراصل جائز بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے مگر اسکو ضروری سمجھنا بدعت اور گناہ ہے۔ جس جگہ یہ رواج ہو جاوے کہ اس کو ضروری سمجھتے ہوں وہاں نہ دینا ہی اولیٰ ہے اصل جواز کی تو یہ حدیث ہے:۔

اخبرنی عبدالملک انہ سمعت اباعبداللہ یقول فی عقیقۃ ویھدی الی القابلۃ منہا یحیٰی انہ اہدی الی القابلۃ حین عق الحسین رضی اللہ عنہ یعنی النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال الخلال انبانا محمد بن احمد قال حدثنی ابی ثنا حفص بن غیاث ثنا جعفر بن محمد عن ابیہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم امرھم ان یبعثوا الی القابلۃ برجل من العقیقۃ ورواہ البیہقی من حدیث حسین بن زید عن جعفر بن محمد عن ابیہ ان علیا رضی اللہ عنہ اعطی القابلۃ رجل العقیقۃ (کذا فی تحفۃ الودود باحکام المولود للحافظ ابن القیم ص۲۷ ؁

اور ضروری سمجھنے کے بدعت گناہ ہونے کی دلیل شرح منیہ کی عبارت ذیل ہے:۔

حیث قال فی ذکر سجدۃ الشکر امامایفعل عقیب الصلوٰۃ فمکروہ لان الجہال یعتقدونہ سنۃ وکل مباح یودی الیہ فمکروہ (کبیری شرح منیہ ص۶۶۶ ؁)

اور طیبی شرح مشکوٰۃ میں حدیث انصراف عن الیمین کے بیان میں مذکور ہے فیہ ان من اصر علی مندوب وجعلہ عزماولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان فکیف من اصر علی بدعۃ او منکر۔ (از مجموعۃ الفتاوی ص۲۹۵ ج۲) فقط واللہ تعالےٰ اعلم ؁

(۳) بعض علماء اس کو مستحق سمجھتے ہیں کہ عقیقہ کی ہڈیاں توڑی نہ جاویں بلکہ ایک جگہ جمع کرکے دفن کردی جاویں مگر امام مالک رح فرماتے ہیں کہ جس طرح عام قربانیوں کا حکم ہے کہ ہڈیاں توڑی جاتی ہیں اسی طرح عقیقہ کا بھی حکم ہے کوئی فرق نہیں ہے کما فی تحفۃ الودود باحکام المولود قول مالک تکسر عظامہا ویطعم منہا الجیران (ص۲۷ ؁) امام اعظم ابو حنیفہ رح سے اس بارے میں کوئی تصریح منقول نہیں دیکھی مگر کتب حنفیہ میں اس قدر مذکور ہے کہ عقیقہ عام احکام میں مثل قربانی کے ہے ؁

ظاہراس سے یہی ہے کہ گوشت اور ہڈیوں کے معاملہ میں بھی قربانی ہی کا حکم ہے اس لئے ہڈیوں کو جمع کرکے دفن کرنے کا التزام اور اس کو ضروری سمجھنا اچھا نہیں خلاف مذہب بھی ہے اور اندیشہ بدعت کا بھی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ مدرس دارالعلوم دیوبند ۲۲ جمادی الثانیہ ۵۶ھ

فوٹو کے متعلق شرعی تحقیق

سوال ۳۸۳ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ جدید فوٹوگرافی سے جو تصویریں کھینچی جاتی ہیں اُن میں آئینہ کی طرح عکس آتا ہے البتہ غیر مستقل اور مستقل طور پر صورت قائم ہو جانے کا فرق ہے پس ارشاد ہو کہ بلاضرورتِ شدیدہ مثلاً لازمی پاسپورٹ وغیرہ اس جدید طریقہ فوٹوگرافی سے جاندار کے پورے قد کی تصویر کھینچنا اور کھچوانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ پس اگر جائز ہے تو کیوں اور اس میں کیا مصلحت ہے۔؟ اور اگر ناجائز ہے تو اس طرح سے

تصویر کھینچنے والے اور کھچوانے والوں کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟ آیا ایسے اشخاص کے پیچھے نماز میں اقتداء درست ہے۔؟ اور کیا یہ لوگ فاسق کے حکم میں داخل ہیں؟ اور اس قسم کی تصویریں اپنے پاس رکھنا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب کسی جاندار کی صورت بنانا خواہ مجسمہ کی صورت میں ہو یا نقش اور رنگ کی صورت میں اور پھر خواہ قلم سے اس کی نقاشی کی جاوے یا پریس وغیرہ اس کو چھاپا جاوے اور یا فوٹو کے ذریعہ عکس کو قائم کیا جاوے یہ سب بلاشبہ تصاویر و تماثیل ہیں جن کی حرمت پر اس قدر احادیث صحیحہ وارد ہیں کہ اگر تواتر کا دعویٰ کیا جاوے تو غالباً صحیح ہوگا فوٹو کی تصویر کو یہ کہنا کہ یہ تصویر نہیں بداہت کا انکار ہے اور شبہ کہ آئینہ اور پانی میں اپنا عکس دیکھنا ممنوع نہیں اور فوٹو بھی ایک عکس ہے بالکل بے معنی اور بے اصل ہے کیونکہ فوٹو عکس نہیں بلکہ عکس کے ذریعہ تصویر بنانا ہے یعنی بجائے اس کے کہ تخمینہ اور نظر سے تصویر کھینچی جاتی فوٹو میں عکس سے تصویر بنائی جاتی ہے مسالہ کے ذریعہ عکس کو پائیدار بنانا ہی تصویر کشی ہے عکس اسوقت تک عکس ہے جب تک کہ اسکو پائیدار نہ کیا جاوے اور جب اسکو فوٹو کے ذریعہ سے قائم کر لیا گیا تو وہ عکس کی حد سے نکل گیا اور تصویر بن گیا اسکو تصویر کے مفہوم سے نکالنا نصوص شرعیہ کی تحریف ہے جو ایک مستقل دوسرا گناہ عظیم ہے اس مسئلہ کی مکمل تحقیق احقر کے رسالہ کشف السجاف عن وجہ فوٹو غراف اور رسالہ التصویر لاحکام التصویر موجود ہے۔ ضرورت ہو تو اس کو دیکھ لیا جاوے۔

اور جب یہ معلوم ہوگیا کہ فوٹو کے ذریعہ تصویر بنانا اور قلم وغیرہ سے تصویر کھینچنا دونوں ایک ہی حکم میں ہیں تو یہ بھی واضح ہوگیا کہ جاندار کا فوٹو لینا یا فوٹو کھچوانا دونوں گناہ کبیرہ ہیں۔ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں ارشاد ہے اشد الناس عذاباً یوم القیامۃ الذین یصورون ہذہ الصور (بخاری و مسلم بطرق متعددۃ و الفاظ مختلفہ)؟ نیز بخاری و مسلم کی طویل حدیث میں ہے۔ کل مصوّر فی النار یعنی ہر مصور جہنم میں جائے گا و قال تعالیٰ۔ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ الایۃ؟

اور فتح الباری شرح بخاری میں ہے قال اصحابنا وغیرہم تصویر صورۃ الحیوان حرام اشد التحریم و ہو من الکبائر سواء صنعہ لما یمتہن اولغیرہ فحرام بکل حال لانہ فیہ مضاہات بخلق اللہ تعالیٰ وسواء کان فی ثوب او بساط او دینار او درہم او فلس او حائط (الی قولہ) وبہ قال جماعۃ العلماء مالک والسفیان و ابوحنیفہ رح انتہی وفی رد المحتار ویکرہ الدخول الی بیت فیہ صور علی سقفہ او حیطانہ او علی الستر والازر والوسائد العظام (الی قولہ) وکذلک نفس التعلیق لتلک الصور الخ (شامی مکروہات الصلوٰۃ و مثلہ فی البدائع ص ۱۱۶ ج ۱)

احادیث مذکورہ اور عبارت فقہاء سے یہ بھی ثابت ہے کہ فوٹو اور مطلقاً تصویر کھینچنا، کھنچوانا اور ان کا استعمال کرنا اور ان کا اپنے پاس رکھنا گناہ کبیرہ ہے اور کرنے والا ان افعال کا فاسق ہے اور نماز اس کے پیچھے

جبکہ دوسرا امام صالح مستقل ہو مکروہ تحریمی ہے کما صرح بہٖ فی رد المحتار و عامۃ کتب المذہب واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر محمد شفیع عفا اللہ عنہ مدرس دار العلوم دیوبند۔ ۳؍ شعبان ۵۲ھ

الجواب صحیح — الجواب صحیح — الجواب صحیح

بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ۔ محمد اعزاز علی غفرلہٗ مدرس دار العلوم دیوبند۔ شمس الحق عفا اللہ عنہ مدرس دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح۔ مسعود احمد عفا اللہ عنہ۔ نائب مفتی دار العلوم دیوبند۔

سب جائداد پوتے کے نام کردی اور ملک کردی تو دوسرے وارثوں کا اس میں حق ہے یا نہیں؟

سوال ۳۸۴- زید نے انتقال فرمایا مرحوم نے اپنی جائداد اپنی عین حیات میں خود کے روبرو اپنے پوتے کو تحریراً و تقریراً بخش دی تو یہ آیا اس جائداد کے بخشدیئے جانے کے بعد اس میں کسی اور وارث کا کوئی حصہ شرعاً نکل سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب اس صورت میں اگرچہ زید بوجہ وارثوں کو محروم کرنے کے گنہگار ہوا لیکن اس کے انتقال کے بعد کسی وارث کو جائداد میں کوئی حق باقی نہیں رہا بلکہ وہ جائداد تمام پوتے کی ملک ہے مگر شرط یہ ہے کہ یہ ہبہ اور بخشش زید نے مرض موت میں نہ کی ہو بلکہ بحالت تندرستی کی ہو دوسرے اس جائداد پر پوتے کو قبضہ مالکانہ تمام اشتراکیت سے علیحدہ کرکے دیدیا ہو خلاصہ یہ کہ یہ ہبہ صحیح ہو کر ملک ثابت ہوگئی مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بلا عذر شرعی ایسا کرنا اور دوسرے وارثوں کو محروم کرنا گناہ ہے البتہ کوئی شرعی عذر ہو تو گناہ بھی نہ ہوگا حدیث میں ہے من قطع میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ قال فی خلاصۃ الفتاوی من الھبۃ ولو وھب جمیع مالہ لابنہ جاز فی القضاء وھو اٰثم نص عن محمد ھکذا فی العیون خلاصہ ص ۳۷۴ ج ۴- فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

بڑے گاؤں اور اسکے فناء میں جمعہ جائز ہے اور فناء مصر کی تعریف

سوال ۳۸۵ صلوٰۃ جمعہ قریہ کبیرہ میں جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کس دلیل سے اور فناء میں بھی جائز ہے یا نہیں اور آس پاس کے چھوٹے مواضعات فناء مصر میں داخل ہیں یا نہیں۔؟

الجواب بڑے گاؤں میں جمعہ جائز ہے اور اس کے فناء میں بھی لیکن اس کے آس پاس جو چھوٹے گاؤں ہیں وہ اس بڑے گاؤں کے فناء میں داخل نہیں بلکہ جُداگانہ بستیاں ہیں اس لئے وہاں جمعہ جائز نہ ہوگا کیونکہ فناء مصر وہ جگہ کہلاتی ہے جو مصالح مصر مثل عیدگاہ یا جانوروں کی چراگاہ وغیرہ کے لئے چھوڑی جاتی ہے دوسری بستیاں فناء نہیں کہلا سکتی اور بڑے گاؤں اور قصبات میں جمعہ کا جواز اسی بات پر مبنی ہے کہ وہ مصر کے حکم میں ہیں اور تعریف مشہور بڑے گاؤں کی یہ ہے کہ جس میں بازار اور گلی کوچے ہوں اور تمام ضروریات ہمیشہ وہاں ملتی ہوں۔ دیدل علی ما قلنا ما فی الشامی عن القہستان وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق (شامی باب الجمعہ ص ۵۳۷ جلد اول)۔

(وفی الدر المختار وهو یعنی الغفار ما حوله الی قوله لاجل مصالحه کدفن الموتی ورکفن الخیال از شامی ص ۵۳۷)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ!

سحر کرنے اور رد سحر کرنے کا حکم

سوال ۳۸۶ زید مع اپنی زوجہ ہندہ وسالے بکر کے اپنی بہو صالحہ پر بلاوجہ محض خباثتِ نفس کی بنا پر طرح طرح کے ظلم وستم کرتا چلا آیا ہے صالحہ پر ہر قسم کی تہمت وبہتان بدکاری کے تراش کر اس کو تمام عالم میں بدنام کر رہا ہے حالانکہ وہ عفیفہ وپاکدامن ہے علاوہ اس ایذا رسانی کے جادو وسحر سفلی عمل کرتا اور کراتا ہے اور علانیہ کہتا پھرتا ہے کہ اگر صالحہ جادو سے نہ مر سکی تو میں خود خنجر سے جان لونگا چنانچہ صالحہ نہایت تکلیف میں مبتلا ہے سحر ثابت ہوگیا ہے ایسے موذیوں کے لئے شرع شریف میں کیا حکم ہے اگر ان سحر کرنے والوں پر صالحہ کے والدین جواب میں ویسا ہی سحر کرادیں تو صالحہ کے والدین یا صالحہ قابلِ مواخذہ تو نہیں ہیں یا شرک تو عائد نہیں ہوتا ہے؟

الجواب سحر کی مختلف اقسام ہیں بعض تو کفر محض ہیں اور بعض نہیں جو اقسام کفر ہیں انکا استعمال کرنا یا سیکھنا سکھانا ہر حال میں حرام قطعی ہے خواہ دفع ضرر کے لئے ہو یا کسی اور غرض سے البتہ جو قسم سحر کی کسی عقیدہ کفریہ پر مشتمل نہیں وہ اگر دوسروں کے اضرار کے لئے بلاوجہ شرعی استعمال کیا جاوے تو وہ بھی حرام ہے اور اگر رد سحر یا دفع ضرر کے لئے کیا جائے تو یہ دوسری قسم جائز ہے اور تفصیل ان دونوں قسموں کی یہ ہے کہ جس سحر میں شیاطین وجنات وغیرہ سے استعانت وامداد طلب کی جائے اور انکو متصرف ومؤثر مانا جاوے یا جن میں قرآن شریف یا دوسرے اسلامی شعائر کی توہین کرنی ہو وہ تو کفر ہے اور جس میں یہ باتیں نہ ہوں بلکہ خواص ادویہ وغیرہ سے یا کسی اور مخفی طریق سے اثر ڈالا جاتا ہو وہ کفر تو نہیں مگر اس کا کرنا بقصد اضرار حرام ہے اور بقصد دفع ضرر جائز لہٰذا صالحہ کے لئے قسم دوم سحر کا استعمال جائز ہے اور اگر جان بچنے کی کوئی دوسری صورت نہ ہو تو قسم اول کا استعمال بھی جائز مگر خلافِ اولیٰ ہے بشرطیکہ دل میں عقیدہ اسلامیہ کے خلاف کوئی عقیدہ نہ رکھے صرف زبان سے کلمات کہے قال الشامی وفی ذخیرۃ الناظر تعلمہ فرض لرد سحر اہل الحرب وحرام لیفرق بہ بین المرأۃ وزوجہا وجائز لیوفق بینہما ثم قال فہذہ انواع السحر الثلاثۃ قد تقع بما ھو کفر من لفظ او اعتقاد او فعل وقد تقع بغیرہ کوضع الاحجار وللسحرۃ فصول کثیرۃ فی کتبہم فلیس کل ما یسمی سحرا کفرا اذ لیس التکفیر بہ لما یترتب علیہ من الضرر بل لما یقع بہ مما ھو کفر کاعتقاد انفراد الکواکب بالربوبیۃ او اہانۃ القرآن او کلام مکفر ونحو ذلک اھ شامی ج کتاب العلم ص ۴۲ ج ۱۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

شوہر کو مطیع کرنے کے لئے تعویز کرنے کا حکم

سوال ۳۸۷ بلاد دکن میں دستور ہے کہ شوہر کو مطیع کرنے کے لئے پان کا بیڑا اس طرح کھلایا جاتا ہے کہ پان کا بیڑا بی بی غسل کرتے وقت انگوٹھے میں دبا لیتی ہے اس پر تمام پانی غسل کا گرتا ہے وہی پان شوہر کو عام طور سے کھلایا جاتا ہے یہ طریقہ موجب مواخذہ

ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ شوہر کو بلا وجہ شرعی مطیع کرنے کی تدبیریں خواہ بیڑ اندکو رکھلانے سے یا کسی تعویذ وغیرہ کے ذریعہ سے مکروہ ہے البتہ اگر شوہر ظلم کرتا ہے اور اس کے جائز حقوق ادا نہیں کرتا یا اس سے نفرت رکھتا ہے تو یہ تدبیریں جائز حدود کے اندر جائز ہیں اور اس صورت میں بیڑ اندکو ربھی کھلانا جائز ہے بشرطیکہ اس پر کوئی نجاست نہ لگی ہو غسل کا پانی تو مفتی بہ قول کی موافق نجس نہیں ہے قال الشامی ورد فی الحدیث النھی عن التولیۃ بوزن عنبۃ وھی ما یفعل لیحبب المرأۃ الی زوجہا اشامی باب العلم ص۔۔ ج ا فقط واللہ تعالیٰ

سرکاری زمین میں عارضی طور پر مسجد بنانے سے وہ جگہ مسجد نہ ہو گی

سوال ۳۸۸ ایک عارضی منڈی دو سال سے آباد ہے اہل اسلام نے کئی مرتبہ مسجد بنانے کی اجازت مانگی مگر افسروں نے اجازت نہ دی اب اجازت دی ہے جس میں افسروں نے یہ تحریر کر دیا ہے کہ جب عارضی منڈی اُٹھائی جاوے گی تو مسجد بھی گرائی جاویگی کیا یہ عارضی مسجد بنائی جاوے یا نہیں ؟

الجواب ایسی مسجد جس کے لئے یہ شرط ہے کہ جب منڈی اٹھائی جائے گی تو مسجد بھی گرادی جائیگی شرعاً مسجد نہ ہوگی اور نہ اس کے احکام مسجد کے مانند ہوں گے لیکن نماز پڑھنے کے لئے مختصر سی ایسی جگہ باجازت سرکار بنالی جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ اگرچہ یہ حقیقی مسجد نہ بنے گی لیکن ایک گونہ مسجد کا فائدہ جماعت وغیرہ کا اہتمام اور جگہ کی پاکی وصفائی وغیرہ اس سے بھی حاصل ہو جائے گا اور یہ ایسی مسجد ہو جائیگی جیسی حدیث میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اپنے گھروں میں مسجدیں بناؤ مشکوٰۃ۔ لیکن باتفاق امت جو جگہ گھروں کے اندر نماز کے لئے بنائی جاتی ہیں وہ احکام مسجد میں نہیں ہوتی لیکن اہتمام نماز اور پاکی وصفائی وغیرہ ان سے بھی حاصل ہو جاتا ہے اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا بھی حکم فرمایا۔ الغرض اس جگہ پر مسجد کی صورت بغرض نماز وجماعت بنالینا مناسب ہے اگرچہ حقیقی مسجد نہ بنے اور اس کا پہلے ہی سے اعلان کر دیا جائے کہ یہ اصلی اور حقیقی مسجد نہیں۔ جب ضرورت نہ رہے گی منہدم کر دیجائیگی وہذا الذی ذکرناہ ملخص ما فی الشامی۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

جب مؤذن تکبیر کہے تو مقتدی کس وقت کھڑے ہوں

سوال ۳۸۹ یہاں عموماً رواج ہے کہ جس وقت تکبیر کہی جاتی ہے جب تک پوری نہیں ہوتی اُس وقت تک مقتدی تمام بیٹھے رہتے ہیں اور امام بھی بیٹھا رہتا ہے جب تکبیر پوری ہو جاتی ہے جب نماز پڑھائی جاتی ہے یہ مسئلہ درست ہے یا نہیں ؟

الجواب جس وقت تکبیر پڑھنے والا حی علی الصلوٰۃ پر پہنچے اس وقت مقتدیوں کو کھڑا ہو جانا چاہئے اور اگر اس سے پہلے شروع تکبیر ہی سے کھڑے ہو جائیں تب بھی جائز ہے کوئی مضائقہ نہیں اور جبکہ امام پہلے سے مصلے پر موجود نہ ہو باہر سے آئے تو جس وقت امام مصلے پر کھڑا ہو تو بہتر ہے کہ سب اُسی وقت کھڑے ہو جائیں قال فی المحلی شرح المؤطا قال ابو حنیفۃ ومحمد رح یقوم من عند حی علی الصلوٰۃ وشرع

الامام عند قد قامت الصلوٰۃ الی قولہ واما اذا لم یکن الامام معہم فالجمہور علی انہم لا یقومون حتی یرونہ لما فی البخاری اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتی ترونی محلی شرح موطا، فقط واللہ اعلم۔!

اجارہ اور رہن کی ایک صورت | سوال ۳۹۰ اجارہ ذیل کی صورتوں میں سے کس صورت میں جائز ہوگا اور یہ صورت شرعاً اجارہ کی ہے یا نہیں ایک شخص سے کسی نے کچھ روپیہ بطور قرض لیا اور قرضخواہ کو روپیہ کی ادائیگی تک قرضدار نے کچھ جائداد انتفاع کے لئے دیدیا تو اب اس کی دو صورتیں ہیں مالگذاری زمیندار کی کاشت والا ادا کرتا ہے یا روپیہ دینے والا کیا دونوں صورتیں جواز کی ہیں یا نہیں۔

الجواب یہ صورت اگر اسی طرح سے ہے جیساکہ سوال میں مذکور ہے تو رہن کی صورت ہے اجارہ کی نہیں خواہ مالگذاری کوئی ادا کرے اور رہن سے انتفاع اگرچہ باذن مالک ہو قول مفتی بہ پر حرام ہے اور کل قرض جر نفعاً فہو ربوا کے تحت میں داخل ہے جیساکہ شامی نے باب الربوا میں اس کی تصریح فرمائی ہے البتہ بطور استیثاق کے روپیہ دینے والا اپنے قرضدار کی جائداد کو اپنے قبضہ میں اس شرط سے رکھ سکتا ہے اس کے کل منافع مالک زمین کو دیدے اور مالگذاری وغیرہ بھی سب مالک ہی ادا کرے فقط واللہ تعالےٰ اعلم محمد شفیع غفرلہٗ

بعد طلاق کے چھوٹی لڑکیوں کی پرورش کا حق ماں کو ہے | سوال ۳۹۱ زید اپنی بی بی کو دینا چاہتا ہے لیکن زید کے نطفہ سے تین لڑکیاں ہیں ایک بعمر پانچ سال اور دوسری قریب چار سال اور تیسری بعمر نو ماہ ہے لہٰذا بعد دینے طلاق کے تینوں لڑکیاں کس کے پاس رہیں گی۔!

الجواب اگر طلاق دیدی گئی تو بعد تفریق تینوں لڑکیوں کی تربیت کی مالک ان کی والدہ ہوگی جب تک کہ وہ بالغہ نہ ہوجاویں لڑکیوں کی تربیت کا جبکہ وہ صغیر السن ہوں باپ کو اپنے پاس رکھکر پرورش کرنیکا اختیار نہیں البتہ سن بلوغ کو پہنچے کے بعد باپ کو اختیار ہے کہ لڑکیوں کو اپنے پاس رکھے اور اُن کا انتظام کرے قال فی الدر المختار والام والجدۃ احق بہا حتی تحیض وغیرہما احق بہا حتی تشتہی وقدر بتسع وعن محمد ان الحکم فی الام والجدۃ کذلک وبہ یفتی لکثرۃ الفساد وقررۃ الشامی والبحر فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تحریری طلاق کا حکم | سوال ۳۹۲ طلاق ذریعہ تحریر بگواہی چند گواہان ضلع غیر میں بذریعہ رجسٹری بھیجی جائے جائز ہوگی یا نہیں۔؟ (۲) طلاق نامہ دوسرے شخص کے پاس بھیجا جاوے وہ زید کی بیوی کو مضمون سے آگاہ کرکے رسید اپنی دیدیوے یا لینے سے انکار کرے تو جائز ہوگا یا نہ۔؟

الجواب طلاق بذریعہ تحریر بھی جائز ہے اگر طلاق غیر مشروط لکھی تو جس وقت الفاظ طلاق کا غذ پر آئے اُسی وقت طلاق پڑجائے گی بشرطیکہ طلاق نامہ میں اپنی عورت کو خطاب ہو کذا فی الدر المختار والشامی (۲) طلاق نامہ دوسرے شخص کے پاس بھیجے اور وہ عورت کو سنادے یہ بھی جائز ہے اور طلاق تو لکھنے کے ساتھ ہی پڑجائے گی سُنائے یا نہ سُنائے اور وہ سُن کر رسید دے یا نہ دے

لیکن بہتر یہی ہے کہ طلاق کی اطلاع عورت کو کردی جاوے تاکہ وہ عدت میں مشغول ہو جاوے فقط واللہ

زکوٰۃ صدقۃ الفطر وغیرہ کا روپیہ مسجد پر خرچ نہیں کر سکتے ۔

سوال ۳۹۲ چرم قربانی اور صدقہ فطر اور زکوٰۃ اور منّت اور نذر کی آمدنی کی رقم مدرسہ کی تعمیر مرمّت فرش بتی اور نادار طلبہ کی کتب اور خورد نوش میں صرف کی جاسکتی ہے یا نہیں اور یہی رقم غریب کے کفن اور مسجد اور تالاب اور پل وغیرہ کے تعمیر میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں

الجواب قال فی الدر المختار یصرف الی کلہم او بعضہم الی قولہ تملیکاً لا اباحۃ کما مر لا یصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی کفن میت وقضاء دینہ قال الشامی نحو مسجد کبناء القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانہار وکل مالاتملیک فیہ شامی کتاب الزکوٰۃ ص۶۴ ج۲ عبارتِ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ جس جس صورت میں زکوٰۃ کا روپیہ مصرفِ زکوٰۃ فقراء ومساکین وغیرہ کی مِلک نہ بنایا جاوے اسمیں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی جس سے ثابت ہوا کہ امورِ مسئولہ میں سے نادار طلبہ کی خورونوش یا کپڑے وغیرہ میں خرچ کرنے سے تو زکوٰۃ ادا ہو جائیگی اس کے علاوہ مدرسہ یا مسجد کے دوسرے اخراجات تعمیر مرمّت، فرش، بتی وغیرہ میں مدِ زکوٰۃ کا روپیہ صرف کرنا جائز نہیں اور اگر کیا گیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور یہی حکم صدقۃ الفطر اور قیمت چرم قربانی اور نذر وغیرہ کا ہے البتہ ایک حیلہ سے یہ تمام قسم کی رقمیں تمام امور مذکورۃ الصدر میں خرچ ہو سکتی ہیں وہ یہ ہے کہ کسی فقیر ومسکین کو اسکا مالک بنا کر پھر اس سے درخواست کی جائے کہ وہ مسجد یا مدرسہ کے بدّاتِ مذکورہ میں سے بطور چندہ اپنی طرف سے دیدے اگر اس نے ایسا کر لیا تو اس روپیہ کا مدّاتِ مذکورہ میں خرچ کرنا صحیح و درست ہوگا اور ادائے زکوٰۃ میں بھی شبہ نہ رہے گا۔ کذا فی الدر المختار فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

لڑکی کا باپ مجنون ہو تو اسکی ولایت ساقط ہوگی یا نہیں

سوال ۳۹۴ ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کی والدہ اور ماموں نے زید نابالغ سے جو ہندہ کی والدہ کا ماموں زاد برادر ہوتا تھا بلا خوشی و مرضی ولی جائز یعنی پدر حقیقی مسماۃ ہندہ کے جو کہ بقید حیات تھا کر دیا مگر پدر ہندہ خلل دماغ کی بیماری سے کبھی سالم العقل رہتا تھا اور کبھی دیوانہ رہتا تھا نکاح کے وقت صحیح العقل نہ تھا اب ہندہ بالغ ہو گئی اور زید بدستور نابالغ ہے ہندہ زید سے اپنا نکاح فسخ کرانے کی خواہش مند ہے کیا وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟!

(۲) اور بعد نکاح مہر مؤجل پانے کی مستحق ہے یا نہیں۔؟

الجواب صورتِ مسئولہ میں جبکہ ہندہ کا والد کسی کسی وقت صحیح العقل والحواس بھی رہتا تھا تو اس کی ولایت ساقط نہیں ہوئی المذا اب جو نکاح اس کی والدہ نے کرادیا ہے یہ والد کی اجازت پر موقوف ہے ہوش میں آنے کے بعد اگر والد نے اس نکاح کی اجازت دیدی تو نکاح صحیح اور لازم ہو گیا یہانتک کہ بعد بلوغ بھی لڑکی کو حق فسخ باقی نہ رہے گا اور اگر ہوش میں آنے کے بعد جب والد کو نکاح کی اطلاع ہوئی اس نے اجازت نہ دی بلکہ انکار کیا یہ نکاح باطل ہو گیا شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ فسخ کرانے کی کوئی حاجت قال الشامی لکن الکان ای المجنون مطبقاً تسلب

ولایتہ فلا تنتظر افاقتہ وفی غیر المطبق الولایۃ ثابتۃ لہ تنتظر افاقتہ کالنائم ۔ مقتضی النظر ان الکفؤ الخاطب
اذا فات بانتظار افاقتہ تزوج مولیتہ وان لم یکن مطبقاً والا انتظرہ علی ما اختارہ المتاخرون فی غیبۃ الولی
لی الاقرب (شامی باب الولی ص۴۲۵ ج۲-)۔

عبارت مذکورہ تقریر مذکور کی تصریح کرتی ہے نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر منگنی کرنے والے
جلدی کرتے ہوں اور وہ یہ کہیں کہ ہم باپ کے ہوش میں آنے کا انتظار نہیں کرتے اور یہ موقع نکاح
لئے اچھا ہے اور کفو میں ہے پھر اس کے ہاتھ سے جاتے رہنے کا اندیشہ ہو تو یہ والدہ اور ماموں کا کیا
نکاح بھی نافذ ہو جائے گا اگرچہ باپ ہوش میں آکر اجازت نہ دے لیکن اس صورت میں بعد بلوغ لڑکی ہند
کو اختیار رہو گا کہ بالغ ہوتے ہی اس نکاح سے بیزاری کا اعلان کر دے اور پھر کسی مسلمان حاکم کی عدا
میں یا مسلمانوں کی پنچائت میں اپنا مقدمہ پیش کر کے فسخ نکاح کا حکم حاصل کرے اور دوسری جگہ
نکاح کر لے (۲) مہر ۔.... کچھ واجب نہیں کیونکہ فسخ نکاح کی صورت میں نکاح کالعدم ہو جاتا
مہر واجب نہیں رہتا صرح بہ الشامی ص۴۲۱ ج۲- استنبولی فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع

نماز کے متعلق چند ضروری اور مفید سوال وجواب	سوال ۳۹۵ نماز میں امام کو نیت باندہ کر سب سے پہلے سبحانک اللہم پڑھنا چاہیئے یا نہیں اور مقتدی کے لئے کیا حکم ہے اگر مقتد

اُس وقت جماعت میں شامل ہوا جب کہ امام قرأۃ بآواز بلند شروع کر چکا یا دوسری یا تیسری رکعت
کی کسی حالت میں ہے تو مقتدی کو سبحانک اللہم پڑھنا چاہیئے یا نہیں اور اگر پڑھے تو کس وقت؟ (۲) اگر ایک شخص
نے تین یا چار رکعت نماز فرض یا دیگر نماز سنت وغیرہ کی نیت باندھکر نماز شروع کی اور آخری قعدہ میں سہو
قصد سے سیدھا کھڑا ہو جائے تو اسکی نماز ہوئی یا نہیں -؟ (۳) اوقات نماز ہر موسم کے لئے جداگانہ ہے یا ایک
اُن کا حساب گھڑی وغیرہ سے ہے یا کس حساب سے ہر نماز کا وقت کب سے کب تک رہا کرتا ہے -؟
(۴) اُن اشخاص کی نماز و روزہ وغیرہ کی پابندی کے لئے شرع کا کیا حکم ہے جو ایک گورنمنٹی عمارت میں کچھ
عرصہ کے لئے بکار سرکار زندگی بسر کرتے ہوں جن کے لئے گورنمنٹ برطانیہ کا علانیہ قانون ہو کہ کسی شخص
علانیہ طور سے مذہبی رسوم ادا کرنے کی اجازت نہیں ہے -؟

الجواب امام اور مقتدی دونوں قرأت شروع کرنے سے پہلے سبحانک اللہم پڑھنا چاہیئے اور اگر
کوئی مقتدی ایسی حالت میں شریک ہوا کہ امام قرأت شروع کر چکا ہے تو اگر قرأت جہریہ ہے تو
سبحانک اللہم نہ پڑھے اور اگر قرأت جہری نہیں بلکہ آہستہ قرأۃ پڑھنے کا وقت ہے تو سبحانک اللہم پڑھ
لے اسی طرح اگر امام رکوع یا سجدہ میں ہو تو تب بھی اگر یہ گمان ہو کہ سبحانک اللہم پڑھکر اس رکوع یا سجدہ
کو امام کے ساتھ پالے گا تو سبحانک اللہم پڑھے ورنہ ترک کر دے پھر جب اپنی باقی ماندہ نماز پڑھنے کے
اُٹھے اس وقت شروع میں سبحانک اللہم پڑھ لے قال الشامی عن قاضی خان ولو ادرک الامام بعد

اشتغل بالقراءۃ وقال ابن افضل لاثنی وقال غیرہ یثنی وینبغی التفصیل ان کان الامام یجہر لا یثنی وان کان یسر یثنی وھو المختار شیخ الاسلام خواہر زادہ وقال الشامی فی ادلہ جزم بہ فی الدرر وقال فی المنح و صححہ فی الذخیرۃ وفی المضمرات وعلیہ الفتویٰ (شامی ص۴۵۶ ج۱-استنبولی۔)

(۲) اس کو چاہیئے کہ کھڑا ہونے کے بعد جب یاد آئے تو پھر قعدہ کی طرف لوٹ جائے اور آخر میں سجدہ سہو کرے اگر اس نے ایسا کیا تو نماز صحیح ہوگئی مگر یہ اس وقت تک ہے جب تک اس زائد رکعت کا سجدہ نہیں کیا اور اگر سجدہ کرلیا تو اگر نفل ہے تو پھر بھی صحیح ہوگئی اور اگر فرض ہیں تو نفل بن گئے مگر فرض ادا نہیں ہوا فرض دوبارہ پڑھے کذا فی الہدایہ وعامۃ الکتب۔

(۳) ہر موسم اور ہر خطۂ ملک کے لئے باعتبار طلوع وغروب آفتاب کے اوقات نماز جدا جدا ہوتے ہیں اپنے اپنے شہر یا گاؤں وغیرہ میں بذریعہ مطبوعہ جنتری معلوم ہو سکتے ہیں مثلاً آجکل ہمارے اطراف میں صبح کی نماز پونے چھ بجے، ظہر کی نماز ۱ بجے عصر کی پانچ بجے مغرب کی سوا چھ بجے عشاء کی سوا آٹھ بجے ہوتی ہے اور ہمارے یہاں آجکل طلوع آفتاب سوا چھ بجے کے بعد ہوتا ہے اب اپنے یہاں کے طلوع وغروب کو دیکھکر جس قدر یہاں سے کمی بیشی ہو وہ کردی جائے۔

(۴) اگر یہ ہو سکے کہ سرکاری عمارت سے نکل کر کسی آزاد جگہ میں آزادی کے ساتھ اذان واقامت کہکر نماز پڑھی جائے تو بہتر ہے لیکن اگر یہ صورت مشکل ہو تو آہستہ آہستہ اذان پڑھکر دہیں آہستہ آہستہ نماز ادا کر لینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں احادیث اور عمل صحابہ میں اس کی نظائر موجود ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

طلاق مدہوش کا حکم اور اس کے متعلق شہادتوں پر جرح۔

سوال ۳۹۶- سوال وجواب متعلق طلاق آیا تھا جس کی ہمراہ بیان گواہان بھی منسلک تھے اس پر حضرت مفتی صاحب نے تحریر ذیل لکھی ہے:۔

یہ تو صحیح ہے کہ نظر بر حالات علمہ وعادۃ جاریہ اس طلاق دینے والے کو اس مدہوش اصطلاحی کے تحت میں لانا مشکل ہے جس کے متعلق فقہاء نے طلاق واقع نہ ہونے کو تحریر فرمایا ہے اس لئے اگر فی الواقع اس نے طلاق بلفظ ماضی یا حال دیدی ہے تو طلاق پڑگئی ورنہ نہیں۔ دیانۃً تو اتنا ہی حکم ہے لیکن قضاءً جبکہ گواہوں کے بیانات مختلف ہیں فیصلہ کس طرح کیا جائے سو اس کا جواب یہ ہے کہ ان تمام گواہوں میں حبیب اللہ اور علی اکبر اور میقن بانو کے بیان کو تو اگر سچا بھی مانا جائے تب بھی اس سے طلاق نہیں پڑتی کیونکہ اُن کے الفاظ سے صیغہ مستقبل ظاہر ہوتا ہے اور بلفظِ مستقبل طلاق واقع نہیں ہوتی اور اشرف علی اور موقن علی چونکہ اپنا ذاتی سماع بیان نہیں کرتے اس لئے اُنکی شہادت بھی ساقط ہوگئی اور ملکہ بانو کا بیان مبہم ہے اس سے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ الفاظِ مستقبل کے بولے تھے یعنی خواہم داد یا ماضی وحال کے یعنی دادم یا می دہم وغیرہ اور نبارک علی کے بیان کو اگر صحیح قرار دیا جائے تو اس میں الفاظِ کنایہ طلاق کے مذکور ہیں صریح نہیں لہذا وہ مرد کی نیت پر موقوف ہیں اور ظاہر ہے کہ بوقت اکراہ نیت طلاق کی ہونی مشکل ہے بلکہ محض وقت گذاری مقصود ہوتی ہے

اور جبکہ خاوند نیت کا منکر بھی ہے اور مذاکرہ طلاق بھی سوال میں مذکور نہیں اس لئے اس شہادت سے بھی طلاق ثابت نہ ہوئی بلکہ نیت شوہر پر موقوف ہوئی اب صرف جلال احمد کی شہادت رہ گئی جس سے تین طلاقوں کا وقوع صریح معلوم ہوتا ہے لیکن صرف ایک آدمی کی گواہی سے کوئی حکم طلاق کا شرعاً نہیں کیا جا سکتا اس لئے صورتِ مذکورہ میں حاکم یا ثالث فیصلہ کنندہ وقوعِ طلاق کا حکم نہیں دے سکتے البتہ اگر فی الواقع اس نے طلاق دی ہے تو عند اللہ طلاق پڑ چکی۔ اب اسکو اسکے احکام کا پابند رہنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ

قرض روپیہ دینے کی ایک صورت اور اس کا حکم | ۳۹۷ زید نے عمر سے کہا کہ میں آپ کو روپیہ دیتا ہوں آپ اس روپیہ سے گائے بیل بھینس کے فلاں قسم کے چمڑے خرید کر میرے ہاتھ فروخت کیجئے اور جب پانسو روپیہ کا مثلاً چمڑا جمع ہو جائے تو مجھ کو خبر دیجئے میں وقت مقررہ پر حاضر ہو کر دو روپیہ فی سیر کے حساب سے لوں گا آپ جس نرخ سے چاہیں خریدیں اور میرے روپیہ سے جو مال خرید ہو گا بغیر میری اجازت آپ دوسرے سے فروخت نہیں کر سکتے ہے۔

عمر نے ان تمام باتوں کو منظور کر کے زید سے پانسو روپیہ لے لیا اور عہ سیر چمڑا خرید کرنے لگا جب پانسو روپیہ کا چمڑا جمع ہو گیا تو زید کو خبر دی زید وقتِ مقررہ پر نہ آیا بلکہ پندرہ دن کے بعد آیا ان پندرہ دن کے اندر عمر کے چمڑے کا وزن اتنا کم ہو گیا کہ دو روپیہ سیر کے حساب سے چھ سو روپیہ کی قیمت چار سو ہی ہوئی اب زید کے ایک سو روپیہ عمر کے یہاں باقی رہے تو کیا زید کے لئے ایک سو روپیہ عمر سے وصول کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور چمڑے کا وزن کم ہونے کی وجہ سے عمر کو یہ نقصان ہوا کہ اس کے چھ سو روپیہ کے چمڑے کی قیمت چار سو روپیہ ہوئی تو کیا عمر کو یہ دو سو روپیہ زید سے وصول کرنا جائز ہے یا نہیں ہے

الجواب صورتِ مذکورہ دو چیزوں پر مشتمل ہے ایک معاملہ اور دوسرا وعدہ زید نے جو روپیہ عمر کو دیا یہ تو ایک معاملہ عاریت کا ہے لیکن روپیہ کی عاریت قرض کے حکم میں ہوتی ہے لما فی الهدایہ وعاریۃ الدراہم والدنانیر والمکیل والموزون والمعدود قرض لہذا جو روپیہ زید نے عمر کو دیا یہ اس کے ذمہ قرض ہو گیا پھر عمر نے جو زید سے کہا کہ تم اس روپیہ سے جس قدر چمڑا خرید یکے میں اس کو عہ سیر کے نرخ سے تم سے خرید وں گا اور تم بغیر میری اجازت کے کسی دوسرے کو نہ دینا یہ ایک وعدہ اور معاہدہ ہے جس کا حکم شرعاً یہ ہے کہ اس کا پورا کرنا ضروری ہے اور اس کے خلاف کرنا گناہ ہے لیکن خلاف کرنے کی صورت میں کوئی تاوان مالی اس پر شرعاً عاید نہیں ہوتا لہذا زید صورتِ مذکورہ میں خلاف وعدہ کرنے اور باعثِ نقصان بننے کی وجہ سے گنہگار تو ضرور ہوا لیکن عمر کو اس سے تاوان مالی وصول کرنے کا کوئی حق نہیں بلکہ عمر کو چاہیئے تھا کہ جس وقت وہ مال خرید چکا تھا اور زید نے آنے میں دیر کی تو زید کو ایک مرتبہ متنبہ کر دیتا کہ اب میرا نقصان ہوتا ہے اگر تم نے خود آ کر یا کسی کو بھیجکر مال فی الحال وزن نہ کرایا تو میں دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالوں گا ہے

حاصل یہ ہے کہ صورتِ مذکورہ میں زید کے لئے عمر سے ایک سو روپیہ وصول کرنے کا حق ہے اور عمر کو اپنے نقصان کا تاوان زید سے وصول کرنے کا حق نہیں۔ لیکن زید کو چاہیئے کہ چونکہ وہ نقصان کا باعث بنا ہے تو عمر کو راضی کرے اور استغفار کرے فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

| رضاعت کی ایک صورت | سوال ۳۹۸ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ سکینہ نے جب اس کی والدہ

بیمار تھی شاکر کی والدہ کا دودھ پیا اور شاکر کو سکینہ کی والدہ کا دودھ ایک دن پلایا گیا اب سکینہ شاکر کے حقیقی بھائی رؤف پر حلال ہے یا نہیں اور جب کہ سکینہ درؤف کی مناکحت ہو چکی ہے اور ایک لڑکی بھی موجود ہے نکاح صحیح ہوا یا نہیں اور درصورت ناجائز ہونے نکاح کے لڑکی ثابت النسب ہوئی یا نہیں اور دلیمہ جو سکینہ کی حقیقی بہن ہے اور شاکر کی والدہ کا اُس نے دودھ نہیں پیا بلکہ شاکر نے دلیمہ کی والدہ کا دودھ سکینہ کی ساتھ پیا ہے اب دلیمہ وشاکر کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ (۲) کیا دودھ پینے والے پر دودھ پلانے والی کی کل اولادیں حرام ہوں گی یا جس کے ساتھ پیا گیا ہو ؟

مفصل ارشاد فرمایا جاوے۔ بینوا توجروا۔

الجواب قال فی الدر المختار ولا حل بین الرضیعۃ وولد مرضعتہا قال الشامی ای من النسب (الی قولہ) والطلقہ فاخذ دالتحریم وان لم ترضع ولدھا النسبی (الی قولہ) وشمل ایضا مالو ولدتہ قبل ارضاعہا للرضیعۃ ولو بسنین ؟

عبارتِ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ دودھ پینے والے پر دودھ پلانے والی عورت کی کل اولاد حرام ہو جاتی ہے خواہ ایک کے ساتھ پیا ہو یا چند کے ساتھ یا کسی کے ساتھ بھی نہ پیا ہو بلکہ اگر نسبی اولاد نے اپنی والدہ کا دودھ بالکل بھی نہ پیا ہو تب بھی دودھ پینے والے پر یہ ساری اولاد حرام ہو جائے گی ؟

اب حالتِ مندرجہ سوال صورت اُولیٰ میں تو سکینہ رؤف کی رضاعی بہن ہو گئی کیونکہ رؤف سکینہ کی دودھ پلانے والی عورت کا حقیقی بیٹا ہے اور صورتِ ثانیہ میں شاکر دلیمہ کا رضاعی بھائی ہو گیا کیونکہ دلیمہ شاکر کی رضاعی ماں کی حقیقی بیٹی ہے اور معلوم ہو چکا کہ دودھ پلانے والی کی کل اولاد حقیقی دودھ پینے والے پر حرام ہو جاتی ہے خواہ اُس کی ساتھ دودھ پیا ہو یا نہ پیا ہو۔ لہٰذا سکینہ رؤف پر اور دلیمہ شاکر پر حرام ہے اور جو نکاح لاعلمی سے ہوا وہ نکاح صحیح نہ تھا اب علم ہونے کے بعد فوراً ایک کو دوسرے سے جُدا ہو جانا ضروری ہے اور جو لڑکی پیدا ہوئی وہ ثابت النسب ہے ؟

لما فی الدر المختار (وعدۃ المنکوحۃ نکاحاً فاسداً) فلا عدۃ فی باطل وکذا موقوف قبل الاجازۃ (اختیار) لکن الصواب ثبوت العدۃ والنسب بحر ومثلہ مرح الشامی عن الزیلعی ثم الحلوانی والبحر وغیرہم (شامی باب العدۃ ص۸۳۶ ج۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ ؟

| ہندوستان کی ریاستوں کا حکم کہ وہ مملوکہ جائدادوں کی طرح وراثت میں تقسیم کیجائینگی یا نہیں | سوال ۳۹۹ مسلمانوں کے ایک

خاندان میں قدیمی یہ دستور تھا کہ جاگیردار کے بڑے فرزند کو ولیعہد قرار دیکر والد کی وفات پر ولیعہد حکومت جاگیر قائم ہوتا تھا حالانکہ شریعت کے یہ امر صریح خلاف ہے کہ اُس کی رُو سے دوسرے بیٹوں کو بھی حق وراثت مساوی پہنچتا ہے جیساکہ بیگم صاحبہ بھوپال نے اپنی بحث میں جو ولایت جاکر کری لیکن اب بھوپال میں بجائے بڑے پوتے کے بیگم صاحبہ مرحومہ کا چھوٹا بیٹا تخت نشین ہوا اور آئندہ غالباً شریعت کے مطابق عمل ہوگا۔

پرانے رواج کی رُو سے جاگیردار (الف) نے اپنے پہلے بیٹے (ب) کو اس کی پیدائش پر ولی عہد قرار دیا چونکہ اُس (الف) کے نرینہ اولاد ۳-۴ سے زیادہ تھی اُس کے دوسرے بیٹے (ج) نے اہل عملہ سے ساز باز کرکے اپنے بھائی ولی عہد کی خلاف عمل کرکے خود جاگیر پر قابض ہوگیا اور اعلان کیا کہ (الف) شراب خوار ہے اور اگرچہ مسلمان ہے ہندو درویشوں سے موانست رکھتا ہے اور (ج) کی ساتھ سرکشی کرکے سے حقدار بائی جاگیر کا نہیں ہے اور قابل حد شریعت ہے جس پر اُس کو قتل کردیا۔ کیا ان صورتوں میں شریعت نبوی (ج) کے قتل کو جائز رکھتی ہے اگر جائز نہیں تو کس سزا کا (ج) مستوجب ہے جواب بقید حکم صریح ہونا چاہیئے۔

(۲) (ج) کے دوستوں میں سے ایک کس (د) بھی (ب) سے ملتا تھا مگر وہ برہنہ پھرتا تھا اور جب اس کو علماء کے روبرو لایا گیا تو اس کو تاکید ہوئی کہ برہنہ نہ پھرے مگر وہ برہنہ پھرتا رہا اور کلمۂ طیبہ میں سے صرف لا الہ کہتا تھا جب اُس سے پوچھا کہ پورا کلمہ کیوں نہیں پڑھتا تو جواباً کہا کہ میں ہنوز لا الہ سے عمل تجاوز نہیں کرسکا اور اس وقت باقی کلمہ پڑھوں تو عمل دار نہ ہونے کے سبب سے میں جھوٹا ہوں گا ان دونوں جہتوں سے شریعت کیا حکم ایسے شخص کی ساتھ قائم فرماتی ہے اور اگر (د) قتل کیا جاوے تو کس حکم کی رُو سے یہ عمل درست ہوگا؟

الجواب۔ ہندوستان کی موجودہ ریاستیں دو قسم پر ہیں ایک تو وہ جو باقاعدہ سلطنت وحکومت کی شان رکھتی ہیں جن میں سکہ اور فوج مستقل ہیں دوسرے وہ کہ زمینداری کی حقیقت سے متجاوز نہیں چونکہ عرف میں دونوں قسموں پر لفظ ریاست کا اطلاق کردیا جاتا ہے اس لئے تنقیح کی ضرورت ہے کیونکہ احکام دونوں کے جدا جدا ہیں۔

قسم اول کی ریاستیں ولی عہد یا نواب کی ملک نہیں ہیں اور نہ اُن کو مالکانہ تصرفات ریاست کے خزانہ میں کرنے کے حقوق حاصل ہیں اور عموماً البتہ اب بھی نہیں جاتا بلکہ خزانہ ریاست کا حساب وکتاب اور آمد و خرچ اور تمام کاروبار جدا ہوتا ہے اور ولی عہد اور نواب کی ذاتی جائداد و مالیات اُس سے بالکل ممتاز ہوتے ہیں اس کا عملہ جدا رکھا جاتا ہے۔

اور قسم دوم کی ریاستیں رئیس و نواب کی مملوک ہیں اور اُن میں یہ صورتیں نہیں ہوتیں۔

قسم اول کی ریاستیں اصل میں سلطنت دہلی و لکھنؤ کے صوبے اور انکے نواب سلاطین دہلی یا لکھنؤ کی طرف
صوبہ دار مقرر تھے جب نظم سلطنت میں خلل آیا تو یہ صوبے خود مختار اور مستقل ہوگئے انگریزی عملداری
کے بعد خود مختارانہ حیثیت کلی طور پر تو باقی نہ رہی بازہم بہت سے اختیارات ملکی مستقل فوج اور مستقل سکہ اور
اندرون ملک مستقل قانون کا رواج وغیرہ ان کے قبضہ میں رہے اس لئے ان کا شرعی حکم مملوک جائداد جیسا نہیں
کہ نواب کے انتقال کے بعد میراث کی طرح تقسیم ہوں بلکہ سلطنت و حکومت کا حکم رکھتی ہیں اور ان کے رئیس و نواب
امیر یا بادشاہ کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن چونکہ کامل اختیارات اور اسقدر قوت نہیں رکھتے جو امیر المؤمنین کیلئے ہونے
چاہئیں اسلئے عام احکام میں خلیفہ وامیر کے احکام ان کیلئے جاری نہیں کئے جاسکتے۔ اور قسم دوم کی ریاستیں البتہ
مملوکہ جائدادیں ہیں اور ان کا حکم شرعی یہی ہے کہ بعد وفات مورث ورثہ حسب حصص شرعیہ تقسیم ہوں اسکے
خلاف لڑنے والے اگر بلا رضا دیگر ورثہ کرتے ہیں تو ظلم کرتے ہیں لیکن صورت مسئولہ میں خواہ ریاست قسم
اول سے ہو یا قسم دوم سے (الف) کا قتل کرنا جائز نہ تھا کیونکہ شراب خواری یا ہنود درویشوں سے موانست
کے الزام بالفرض اگر یہ الزام ثابت بھی ہوجائے قتل مسلم جائز نہیں اسی طرح یہ کہنا ہی غلط ہے کہ الف بوجہ (ج) سے
سرکشی کرنے کے باپ کی جاگیر کا حقدار نہیں رہا کیونکہ اگر خود باپ کی بھی سرکشی کرتا تب بھی میراث سے محروم نہ ہوتا
اس کے ولیعہد کی سرکشی سے کیسے محروم الارث ہوسکتا ہے اور ولی عہد کوئی خلیفہ وقت یا امیر المؤمنین
نہیں اسکی سرکشی کرنے پر بغاوت کا حکم دیا جاوے اور باغی کو واجب القتل سمجھا جاوے جبتک وہ اور کوئی
ایسا نہ کرے جو موجب قتل ہو لہذا (ج) کا (الف) کو قتل کرنا حرام ہے پھر چونکہ یہ قتل قتل خطا میں داخل ہے
اسلئے (ج) پر کفارۂ قتل اور دیت اسکے عاقلہ پر واجب ہے اور کفارۂ قتل ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا ہے اور قتل
خطا ہونا اسکا اسوجہ سے ہے کہ اس نے ہنود کے ساتھ موانست اور شراب خواری وغیرہ کی وجہ سے اسکو کافر سمجھکر
یا اپنے کو امیر یا بادشاہ اور اسکو باغی سمجھکر قتل کیا ہے اگرچہ اسکا یہ خیال حقیقۃً غلط تھا قال فی الدر المختار والثانی
خطأ وهو نوعان لانه اما خطأ فی ظن الفاعل کان یرمی شخصا ظنه صیدا او حربیا او مرتدا فاذا هو مسلم الی قوله وموجبه ای موجب
هذا النوع من الفعل وهو الخطأ وما جرى مجراه الکفارة والدیة علی العاقلة من الشامی ص۲۲۳ ج ۵ وقال تعالی فتحریر رقبة
مؤمنة ودیة مسلمة الی اهله. جواب (۲)، (د) اور اگر یہ شخص ہوش و حواس اور عقل رکھتا ہے مجنون اور مجذوب
نہیں تو اس کا یہ قول سخت گناہ اور قریب بکلمۂ کفر ہے لیکن صرف اس لفظ سے کفر کا حکم نہ دیا جائیگا کیونکہ اسکے
قول کا یہ مطلب لیا جاسکتا ہے کہ اگرچہ حکم کلمۂ حق تو وہی ہے جو معروف و مشہور ہے یعنی لا الہ الا اللہ مگر میں بالفعل
تخلیۂ قلب عن غیر اللہ کی مشق میں مشغول ہوں اور کسی مسلمان پر کفر کے حکم کرنے میں انتہا درجہ کی احتیاط کرنا لازمی
ہے یہانتک کہ اگر اس کے کلام میں ننانوے احتمال ہوں جن میں ننانوے احتمالات اس کے کفر کے ہوں یہ ہوں
اور صرف ایک احتمال ایسا ہو کہ اس کے کلام کے معنی اسلامی عقیدہ پر اتر سکتے ہوں تو یہی احتمال مراد ہوگا اور
ننانوے احتمالات اس کے مقابلہ میں رد ہوجائیں گے صرح بہ فی جامع الفصولین باب کلمات الکفر ومثلہ صرح فی شرح الفقہ
الاکبر لملا علی قاری ص۱۹۵

لہٰذا اس شخص پر حکم کفر و ارتداد نہ لگایا جاویگا اور اگر مجنون یا مجذوب ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے افعال پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں ہو سکتا بہرحال اس کا قتل کرنا حدًا جائز نہیں البتہ امیروقت کو سزائے قید یا کوئی دوسری تعزیر قیام انتظام کیلئے دیدینا مصلحت و مناسب ہے فقط واللہ اعلم الجواب صحیح فقیر اصغر حسین عفا اللہ عنہ

شوہر کو یہ کہنا کہ میں سال بھر تک تجھے نہ بلاؤں تو تجھکو اختیار ہے جو جی چاہے کرنا ۔۔

سوال ۔۔۱۳۴ ایک شخص تین سال سے اپنی عورت کو نان نفقہ نہیں دیتا اور عورت کو اس کی ماں کے یہاں یہ کہکر بھیجدیا کہ مجھ سے کمایا نہیں جاتا تو یہاں رہ ایک سال تک میرا انتظار کرنا اگر میں لینے آیا تو چلی آنا ورنہ پھر تجھے اختیار ہے جو جی چاہے کرنا تین سال کے بعد عورت نے دوسرا خاوند کرلیا یہ جائز ہے یا کیا صورت ہونی چاہیئے؟

الجواب اگر فی الواقع اس کے خاوند نے یہ کہا تھا کہ اگر میں ایک سال تک تجھے نہ بلاؤں تو تجھے اختیار ہوگا جو جی چاہے کرنا تو اگر خاوند کی نیت ان الفاظ سے یہ تھی کہ پھر تجھے اپنے اوپر طلاق کرلینے اور مجھ سے تعلق زوجیت قطع کرلینے کا اختیار ہوگا یا اس موقعہ پر طلاق کا ذکر تھا اس پر یہ الفاظ کہے یا دوسرے قرائن و حالات ایسے موجود تھے جن سے نیت طلاق کا یقین ہوتا ہو تو اب ایک سال گذر جانے کے بعد جب خاوند نے اسکو نہیں بلایا تو اگر جس وقت کہ سال تمام ہوا اس وقت اسی مجلس میں اس نے کہدیا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کرلیا یا طلاق واقع کرلی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی اور اگر مرد کی نیت ان لفظوں سے طلاق کی نہ تھی اور نہ ایسے قرائن و حالات اور مذاکرہ طلاق تھا یا عورت نے سال تمام ہونے کے وقت فورًا اپنے اوپر طلاق واقع نہ کی تو اب ان لفظوں سے طلاق واقع نہ ہوگی اب عورت مذکورہ کیلئے مخلص یہ ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں اگرچہ حکومت انگریزی کا ماتحت ہو یا دیندار مسلمانوں کی پنچائت میں اپنا معاملہ پیش کرکے حکم تفریق حاصل کرلے اور حکم کی تاریخ سے تین حیض عدت کے گذار کر دوسری جگہ نکاح کرے اس سے پہلے جو نکاح کیا ہے وہ نکاح شرعًا معتبر نہیں کذا فی کتب الفقہ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

نابالغہ کا نکاح اس کے دادا نے باوجود والد کے موجود ہونے کے کر دیا ۔۔۔۔

سوال ۱۳۵ مسماۃ بکھان دختر حسین کا نکاح بعمر چار پانچ سال اس کے والد کے موجودگی میں دادا نے کر دیا تھا لڑکا خورد سال تھا بعمر پانچ چھ سال ایجاب و قبول نہ کرسکا لڑکے کے والد نے قبول کیا مجلس نے کہا کوئی بات نہیں گھر کی بات ہے اب لڑکی سولہ سترہ برس کی ہے جب تیرہ چودہ برس کی تھی تو ناطے والے ناطہ لینے آئے مگر لڑکی نے والدین سے انکار کر دیا والدین نے ناطہ والوں کو ٹالدیا پھر ناطے والے دو تین سال متواتر آتے رہے اس عرصہ میں والدین اپنی لڑکی کو سمجھاتے رہے کہ گھر اچھا ہے بر اچھا ہے خوبیگی ہے ضد اور ہٹ دھرمی ٹھیک نہیں لڑکی نے جواب دیا تو میں مفرور ہو جاؤں گی یا پھانسی کھا جاؤنگی اس وجہ سے والدین لڑکی کے ساتھ متفق ہیں اگر ایام نابالغی کا نکاح ناجائز ہو تو لڑکی کی منشار کے مطابق دوسری جگہ نکاح کر دیا جاوے؟

الجواب صورت مسئولہ میں لڑکی کے باپ نے اس مجلس میں یا اس کے بعد اگر صراحۃً زبانی اجازت اس نکاح کی دیدی ہے

یا عملاً اجازت دیدی مثلاً اس نکاح کے مخصوص کاروبار کو خود اپنے ہاتھوں کیا اور جو جوڑا کپڑے یا زیور وغیرہ خاوند کی جانب سے آتا ہے اس پر قبضہ کیا وغیر ذالک تب تو یہ نکاح صحیح اور لازم ہوگیا اب لڑکی کو بعد بلوغ بھی فسخ کا اختیار نہیں اور علحدگی کی صورت بجز اس کے نہیں کہ خاوند طلاق دے اور اگر لڑکی کے والد نے اس نکاح کی اجازت نہ صراحۃً دی ہو نہ عملاً تو پھر دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ بجائے اجازت کے انکار کر دیا ہو تو اس صورت میں یہ نکاح باطل ہوگیا شرعاً اس کا کچھ اعتبار نہ رہا اور نہ فسخ کرانے کی حاجت رہی دوسری صورت یہ ہے کہ نہ اجازت دی اور نہ انکار کیا بلکہ سکوت کیا تو اب بھی لڑکی کے بالغ ہونے تک یہ نکاح والد کی اجازت پر اور لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد اس کی اجازت پر موقوف ہے اگر اس نے اجازت دیدی تو جائز ورنہ باطل ہو جائے گا قال فی الدر المختار فلو زوج الابعد قیام الاقرب توقف علی اجازتہ قال الشامی تقدم ان البالغۃ لو زوجت نفسہا غیر کفو فللولی الاعتراض مالم یرض صریحا او دلالۃً کقبض المہر ونحوہ ولم یجعلوا سکوتہ اجازۃ والظاہر ان سکوتہ ھہنا ایضاً کذالک فلا یکون سکوتہ اجازۃً لنکاح الابعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً او دلالۃ شامی باب الولی ص۳۳۳ ج ۲ مصری لیکن عبارت مندرجہ سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ والد نے اس نکاح کی اجازت دیدی تھی جیسا کہ یہ لفظ اس پر صریح ہیں کہ والدین لڑکی کو سمجھاتے رہے اسلئے حاصل یہی ہوا کہ یہ نکاح نافذ اور لازم ہوگیا اب فسخ کا اختیار کسی کو نہیں سوائے اس کے کہ خلع یا طلاق کے ذریعہ رہائی حاصل کیجائے اور کوئی صورت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

بیوی کو ماں کہدیا تو نکاح نہیں ٹوٹا

سوال ۲ ۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اپنے کسی عزیز سے زنا کرتے دیکھ لیا اس وجہ سے غصہ میں اس عورت کو ماں کہدیا کہ یہ تو میری ماں ہے میرے کام کی نہیں رہی اس صورت میں عورت پر طلاق واقع ہوئی یا کفارہ لازم ہے ؟ الجواب اگر یہی لفظ کہے ہیں جو سوال میں مذکور ہے تو اس سے نہ طلاق پڑتی ہے اور نہ کوئی کفارہ عائد ہوتا ہے البتہ ایسا کہنا مکروہ ہے اور کہنے والا گنہگار ہے استغفار و توبہ اس کے ذمہ واجب ہیں کذا فی الدر المختار ورد المحتار وصرح بہ فی العالمگیریۃ باب الظہار فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نابالغ خود طلاق دے سکتا ہے نہ اسکی طرف سے اس کا ولی

سوال ۳ ۔ ایک لڑکا نابالغ ہے اسکی بیوی بالغ ہے اور وہ طلاق چاہتی ہے تو وہ لڑکا نابالغ بیوی کو طلاق دے سکتا ہے یا نہیں یا لڑکے کا ولی طلاق دیسکتا ہے الجواب نابالغ کا طلاق شرعاً معتبر نہیں اور نہ اس کا ولی اسکی طرف سے طلاق دے سکتا ہے اور دے بھی دے تو شرعاً معتبر نہیں نہ البتہ اگر لڑکے کے بلوغ میں دیر ہے اور لڑکی کیلئے نابالغ کی طرف سے نان نفقہ کی کوئی صورت نہیں نہ تو کوئی جائداد یا نقد اسکی ملک میں ہے اور نہ اس کا باپ وغیرہ تکفل کرتا ہے تو لڑکی مسلمان حاکم کی عدالت میں درخواست دیکر حکم طلاق حاصل کر سکتی ہے اور یہ حکم شرعاً طلاق ہی ہو جائے گا وہذا فی الاصل مذہب مالک افتی بہا علماء الحنفیۃ للضرورۃ وقد صرح بہ الشامی فی بحث النفقۃ بالاعسار بہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

جمعہ کی نماز بڑی جامع مسجد میں سب سے مقدم پڑھنا افضل ہے

سوال ۴ ۔ اگر جامع مسجد سے پہلے دوسری مسجد میں نماز

جمعہ ہو جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟ بعض ناجائز کہتے ہیں۔ **الجواب** کچھ مضائقہ نہیں لیکن بہتر یہی ہے کہ دوسری مسجدوں سے مقدم بڑی جامع مسجد میں پڑھی جاوے للخروج عن خلاف الائمۃ کما فی رد المحتار فقط واللہ

اذان خطبہ کا جواب زبان سے نہ دے

سوال ۵۔ بہم خطبہ کے اذان کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب جائز نہیں البتہ دل دل میں دینا بہتر ہے کذا فی الدر والشامی فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بچہ کو بوقت ولادت کسی بزرگ کا کپڑا پہنانا

سوال ۶۔ بہم وقت پیدائش بچہ کو کسی بزرگ کا کپڑا پہنانا جائز ہے یا نہ؟

الجواب بلاشبہ جائز اور باعث برکت ہے بشرطیکہ عقیدہ میں کوئی فساد نہ ہو احادیث میں اسکی نظیریں ملتی ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

سیرت کمیٹی کے نام سے جو مجلس کیجاتی ہے اسکا حکم

سوال ۷۔ بہم ۱۲ ربیع الاول کو مسلمانان نے جلسہ میلاد النبی منعقد کیا بعض لوگوں نے دوسرے دن دوسرا جلسہ کیا اس جلسہ کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۲) بعض لوگ دوسرا جلسہ کرنے والے کو مرتد کہتے ہیں اور یہ کہ ان کی توبہ قبول نہیں ہوتی یہ صحیح ہے یا نہیں اور مرتد کہنے والوں کیلئے کیا حکم ہے؟ (۳) اگر کوئی مسلمان العیاذ باللہ مرتد ہو جائے تو وہ تائب ہو کر مشرف باسلام ہو سکتا ہے یا نہ۔ **الجواب** جلسہ میلاد النبی جن تعینات وتقییدات کے ساتھ رائج ہو گیا ہے ہمارے نزدیک تو یہ وہی محفل میلاد ہے جسکو نئے لباس میں پیش کیا گیا ہے اور یہ بھی قدیم محفل میلاد کی طرح بہت سی بدعات ومنکرات پر مشتمل ہو گیا ہے جن میں بہت سے سوالات مندرجہ بالا میں مذکور ہیں اس لئے ہمارے نزدیک تو ایک بھی مناسب نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حق ہے کہ سال بھر میں صرف ایک مرتبہ آپ کا ذکر مبارک وہ بھی صرف ایک دن کیلئے کر کے فارغ ہو جائیں اور وہ بھی بہت سی خرافات ملا کر مسلمان کا فرض منصب ہے کہ کوئی دن آپکے ذکر مبارک سے خالی نہ جائے بلکہ اپنے ہر کام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو یاد رکھے الغرض ہمارے نزدیک تو جلسۂ میلاد کا صورت موجودہ پر انعقاد ہی بدعت ہے ایک ہو یا دو دونوں برابر (۲) ایسے لوگ ہرگز اسلام سے خارج نہیں ہوتے انکو خارج از اسلام کہنے والا سخت گنہگار ہے بلکہ اس پر خوف کفر کا ہے کما فی الخلاصہ وقاضیخان (۳) بلاشبہ مشرف باسلام ہو سکتا ہے اور اسکی توبہ قبول ہو سکتی ہے البتہ بعض خاص جزئیات میں بطور سیاست فقہاء نے لکھا ہے کہ توبہ قبول نہ کیجائیگی اسکی یہ مراد نہیں کہ وہ مسلمان نہیں ہوگا بلکہ یہ مراد ہے کہ سزائے ارتداد کو اس سے معاف نہ کیا جاوے گا اور یہ جزئی تو ان میں کسی طرح درج بھی نہیں جو عالم بلاوجہ لوگوں کو مرتد گمراہ کہتا ہے وہ خود گمراہ ہے حدیث میں ہے من قال ھلک الناس فھو اھلکھم فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

نکاح کے وقت جو وعدے کئے گئے ان کا ایفاء کس حد تک ضروری ہے

سوال ۸۔ بہم شوہر نے زوجہ سے قبل نکاح معاہدہ کیا کہ میں سسرال میں رہونگا اور زوجہ کو اپنے گھر نہیں لیجاؤنگا اور اس معاہدہ پر خسر نے داماد کے نام ایک جائداد لکھدی ہے اس معاہدہ کو پورا کرنا کہانتک زید کے ذمہ ضروری (۲) اگر میں دوسری شادی کرلوں تو میری

بیوی کو اختیار ہے کہ مجھ سے فارغخطی لیلے ؟ (۳) کوئی راستہ شریعت میں ہے کہ ایں دوسری شادی کرلوں اور پہلی بیوی کی فارغخطی بھی نہ ہو (۴) اگر میں دوسری شادی کرلوں تو جو جائداد مجھے شیخ روشن نے دی ہے وہ شرعاً انکے ورثاء واپس لے سکتے ہیں ؟ (۵) عقد سے پیشتر جو اقرار نامہ بابتہ اس کے کہ مسماۃ زینب کی رخصت انتہائی مجبوری میں ہوگی لکھا تھا شرعاً مجھے اس کا پابند ہونا پڑے گا یا نہیں ؟

الجواب ایفاء وعدہ ضروری ہے لیکن جب کوئی عذر شرعی پیش آجائے تو پھر واجب نہیں رہتا حدیث میں ہے اذا وعد الرجل ونوی ان یفی فلم یف بہ فلا جناح علیہ وفی روایۃ اخری فلا اثم علیہ رواہ ابو داؤد والترمذی وقال فی شرح الطریقۃ المحمدیۃ فی تفسیر ہذا الحدیث فلم یف بہ لتعذر ذالک علیہ او قسرا و لم یسم بہ نفسہ حدیقہ شرح طریقہ ج ۲ ص ۵ صورت مذکورہ میں چونکہ آپ کا عذر عند الشرع مقبول ومعقول ہے کہ اب سسرال میں گذارہ کی مستقل صورت نہیں رہی اور ملازمت کے چھوڑنے میں قوی اندیشہ پریشانی وذلت کا ہے ملازمت ہرگز نہ چھوڑیں اور آپ کو شرعاً جائز ہے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھیں اور بہتر یہ ہے کہ بلا سخت مجبوری کے دوسرا نکاح نہ کریں کہ سخت پریشانیوں اور دینی ودنیوی ضرر کا باعث ہوجاتا ہے (۲) اگر آپنے معاہدہ میں کوئی ایسا لفظ لکھا تھا کہ اگر میں بعد نکاح خلاف وعدہ کردوں یا دوسری شادی کروں تو زوجہ پر طلاق ہے تو طلاق یا فارغخطی نہیں ہوگی اور اگر کوئی ایسا لفظ معاہدہ میں لکھا تھا تو وہ الفاظ بتائیں جائیں ع ۳ ۲ میں مذکور ہوچکا۔

(۴) اس وعدہ کا ایفاء تو آپ کے ذمہ ضروری نہیں لیکن جو جائداد آپ کو اس وعدہ کی وجہ سے شیخ روشن نے دی تھی اگر آپ وعدہ وفا نہ کریں تو مروۃً آپکو مناسب ہے کہ وہ جائداد انکے ورثاء کو دیدیں اگرچہ قانوناً آپکی ملک ہوچکی (۵) جہانتک مجبوری ہو آپ کو اس اقرار نامہ کی پابندی ضروری ہے لیکن خوف زنا وغیرہ عذر معقول ہے اسکی بناء پر کچھ دنوں کیلئے آپ اپنے پاس رکھیں بقدر ضرورت رکھیں اور پھر میکہ پہنچادیں اور جہانتک ہوسکے اسکی کوشش کریں کہ فریق ثانی کی رضا وخوشی سے معاملہ طے ہوجائے فقط واللہ تعالےٰ اعلم

عورتوں کے پردہ اور تعلیم کے متعلق چند سوال وجواب

سوال ۹ ہم مسلمان آزاد بالغہ عورت منھ وہاتھ وقدم کھولکر باہر آمد ورفت کرسکتی ہے یا نہیں ؟ (۲) عورت مذکورہ برقع اوڑھکر کسی غیر محرم سے گفتگو یا تعلیم حاصل کرسکتی ہے ؟ (۳) آجکل مروجہ طریق ہے جو مسلمان بالغہ لڑکیاں کھلی گاڑیوں میں منھ ہاتھ کھولکر اسکول کالج میں پڑھنے جاتی ہیں اور غیر محرم مدرسوں سے تعلیم حاصل کرتی ہیں یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں (۴) طلب العلم فریضۃ علےٰ کل مسلم ومسلمۃ اس سے کونسا علم مراد ہے (۵) کن ضرورتوں کے وقت عورتیں برقع لیکر باہر آمد ورفت کرسکتی ہیں ؟ (۶) شریعت نے عورتوں کیلئے مردوں کی طرح تحصیل علوم وفنون میں اختیار ہے یا نہ ؟ فی زمانہ خصوصاً عورتوں کو تعلیم انگریزی اعلیٰ پیمانہ پر حاصل کرنا جائز ہے یا قطعی حرام (۷) مخالفین قرآن وحدیث سے حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ آزاد بالغہ مسلمہ کو منھ ہاتھ قدم کھولکر سینہ گردن وتمام بدن پر چادر ڈالکر جہاں چاہے آمد ورفت کرسکتی ہیں ان کا مستدل یہ آیۃ ہے یاایہا النبی قل لازواجک وبناتک الایۃ اس آیت سے مفسرین نے کیا مستنبط

کیا ہے اور جمہور علماء کی اب کیا رائے ہے اور یہی آیت نقاب کو ثابت کرتی ہے یا نہیں (۸) مرد و عورت کیلئے مقدار فرض علوم شرعیہ کو چھوڑ کر دیگر علوم و فنون میں منہمک ہو جانا جائز ہے یا نہیں ؟ (۹) اجنبی مرد عورت، اجنبیہ پر معاً نظر پڑ جانے سے سلام مسنون کا کچھ حکم ہے ؟ (۱۰) غیر محرم مرد کا غیر محرم عورت کی طرف بلا خواہش دیکھتے رہنا جائز ہے یا نہیں ؟ (۱۱) عورتوں کیلئے علم انگریزی سیکھنے کی کیا صورت ہے (۱۲) عورتوں کو نقاب ڈالنا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام سے ثابت ہے یا نہیں ؟

الجواب سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اس مخالفت کا منشاء ہرگز ہرگز یہ نہیں کہ قرآن و حدیث کو دیکھ کر ان لوگوں کو پردہ کشائی کا حکم معلوم ہوا اور اس لئے وہ پردہ کا خلاف کر رہے ہیں بلکہ اس کا منشاء محض یورپ کی کورانہ تقلید ہے اور مذہب سے آزادی ہے اسلئے اس کا جواب و علاج فتووں سے ہے نہ قرآن و حدیث کے صحیح مطالب انکے سامنے پیش کرنے سے بلکہ اصلی علاج یہ ہے کہ کسی طرح انکے قلوب میں قرآن و حدیث کی اور خدا و رسول کی عظمت و محبت اور خدا کا خوف پیدا ہو تو واللہ ان شبہات میں سے ایک بھی شبہ ایسا نہیں جو کسی سمجھدار انسان کو پیدا ہو سکے اس مسئلہ پر ہندوستان میں قدیم سے بہت سے رسائل مستقل لکھے جا چکے ہیں اور ابھی تقریباً تیسرا سال ہوتا ہے کہ اخبارات میں اس مسئلہ کا ایسا طوفان اٹھا تھا کہ کوئی پرچہ اس سے خالی نہ تھا اس سلسلہ میں بھی ہزاروں مضامین اور کافی شافی بحثیں ہر ایک آیۃ و احادیث پر آ چکی ہیں اگر کسی کو قرآن حدیث پر عمل کرنا ہو تو وہ کافی ہیں اور نہ کرنا ہو تو اس تحریر ہی سے کیا فائدہ ہوگا اسلئے اجمالاً بعض سوالات کے احکام لکھے جاتے ہیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اسجگہ دو مسئلے جدا جدا ہیں اکثر شبہات تو ان دونوں کے اختلاط اور جہالت سے پیدا ہو گئے ہیں وہ ایک یہ کہ ایک تو حکم ستر نماز کا ہے اور ایک مسئلہ حجاب و پردہ پوشی یہ دونوں علحدہ دو حکم ہیں ستر نماز کیلئے تو چہرہ اور ہاتھ اور قدم کا ڈھانپنا ضروری نہیں اور جن فقہاء نے انکے کھولنے کو تجویز کیا ہے وہ ستر نماز ہی کے متعلق لکھا ہے اور دوسرا مسئلہ یعنی حجاب کے متعلق یہ ہے کہ اس کا اصل مدار فتنہ پر ہے جتنا زیادہ احتمال فتنہ کا ہوگا اسی قدر اسکا انسداد ضروری ہے چہرہ کھولنے میں بالکل ظاہر ہے کہ سب سے زیادہ فتنہ ہے بازو تک ہاتھ یا کمر وغیرہ کھولنے میں بھی اتنا فتنہ نہیں جتنا چہرہ کھولنے میں ہے اسلئے چہرہ کا اجنبی آدمیوں سے چھپانا مسئلہ حجاب میں نہایت ضروری ہے اگرچہ مسئلہ ستر نماز میں ضروری نہیں یعنی نماز چہرہ کھول کر ہو جاتی ہے مگر اجنبی کے سامنے چہرہ کھول کر جانا جائز نہیں بلکہ بیان اشد معاملات میں سے ہے جن میں فقہاء نے اپنی بیوی کو مارنے اور تعزیر دینے کی بھی اجازت دی ہے درمختار کتاب التعزیر میں ہے ویعزر الزوج الزوجۃ علی ترکہا الزینۃ الی قولہ او کشفت وجہہا لغیر محرم .. اسیطرح عالمگیری کتاب الحظر والاباحۃ میں اور عامہ کتب فقہ کی کتاب الکراہیۃ وغیرہ میں صراحۃً چہرہ غیر محرم کے سامنے کھولنے کو ناجائز قرار دیا گیا ہے مگر ان بے علم مجتہد اور آزاد خیال کو کیا کیا جائے کہ فقہ کا ایک بھی باب دیکھ کر فتویٰ جاری کر دیا دوسرے ابواب سے قطع نظر ہے دوسری بات یہ سمجھئے کہ مسئلہ حجاب قرآن مجید میں بتدریج نازل ہوا ہے ابتدائے اسلام میں بالکل پردہ نہ تھا پھر قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم الآیۃ اور یدنین علیہن من جلابیبہن وغیرہ آیات نازل ہوئی جنمیں پردہ کا ابتدائی درجہ مذکور ہے اس کے بعد دوسری آیۃ آئی جنمیں پردہ کا خاص اہتمام ظاہر ہوتا ہے وانا سألتموہن متاعاً الیٰ قولہ

من ورار حجاب وغیرہ یہانتک کہ بالکل گھر کے اندر رہ کر پردہ کرنے کا حکم بھی قرآن ہی میں نازل ہوگیا و قرن فی بیوتکن لیکن ضروریات شرعیہ مثل نماز جماعت وغیرہ اس وقت تک مستثنیٰ تھی گو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے اسوقت بھی افضلیت اسی کی سمجھ میں آتی تھی کہ عورتیں اپنے گھروں میں نمازیں پڑھیں جیسے ارشاد ہے صلوتها فی بیتها افضل من حجرتها او کما قال (مشکوٰۃ) لیکن زمانۂ نبوت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارات وتصریحات کو سمجھنے والے صحابہ کرام نے زمانہ کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے ان ضروریات شرعیہ میں بھی عورتوں کے گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت کردی صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی مضمون صراحۃً مذکور ہے اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس حالت کو دیکھتے تو یقیناً عورتوں کو مسجدوں میں جانیسے روکدیتے اور اسیلئے جمہور صحابہ کی عورتیں خلفار راشدین ہی کے عہد میں مساجد میں جانیسے رک گئی تھیں اس سے یہ بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ جب نماز جیسے اہم کام اور جماعت جیسی فضیلت کیلئے اسکو نکلنے کی اجازت شریعت نے نہ دی تو کسی اور کام کیلئے کیسے اجازت ہوگی حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید کی بعض آیات کو دیکھکر تمام اصول اسلامیہ اور احادیث نبویہ اور تفاسیر صحیحہ سے قطع نظر کرکے ایک مراد متعین کرنا اور ان سے احکام نکالنا ایک مستقل اصولی غلطی ہے کہ اگر بالفرض بالفرض یہ حکم اتفاقاً صحیح بھی نکل آتا جب بھی جائز نہ تھا حدیث میں ہے من فسر القرآن برائیہ فاصاب فقد اخطأ یہاں بھی یہی آفت پیش آئی ہے اسلئے ان آیات کو اپنے مدعا کا مثبت سمجھے ہوئے ہیں (۱) تقریر مذکور سے معلوم ہوا کہ مسلمان بالغہ عورت یا قریب البلوغ کو منہ ہاتھ کھولکر باہر جانا جائز نہیں (۲) تعلیم حاصل کرنا بھی نامحرم مرد سے جائز نہیں البتہ اگر کوئی مسئلہ پیش آوے اور محرم کوئی آدمی ایسا نہ ہو کسی عالم سے دریافت کرسکے تو برقع وغیرہ کے پردہ کے ساتھ کسی عالم صالح سے مسئلہ پوچھ سکتی ہے لیکن باضابطہ تعلیم کسی مرد اجنبی سے حاصل کرنا جائز نہیں لخوف الفتنۃ بل تحققها (۳) ناجائز ہے (۴) ظاہر ہے کہ بے دینی کا علم مراد نہیں بلکہ علم شرعی (۵) ایک ضرورت تو ۲ میں مذکور ہوئی دوسری ضرورت یہ ہے کہ گذارہ کیلئے کوئی صورت نہو تو برقع وغیرہ پردہ کے اندر کسی کا کام کاج کردے (۶) انگریزی تعلیم مروجہ مردوں ہی کے لئے جائز ہونا مشکل ہو رہا ہے، عورتوں کیلئے کہاں عورتوں کو تو فقط ضروری دینی تعلیم اور امور خانہ داری سکھانا چاہئے اور بس آپ تو جن یورپینوں کی تقلید لوگ کرتے ہیں عورتوں کی آزادی وفحاشی سے عاجز گروہ بھی اس تجویز کو تسلیم کر رہے ہیں چنانچہ دائرۃ المعارف مؤلفہ علامہ فرید وجدی مصری میں لفظ مراۃ کے تحت میں امریکہ کے بڑے بڑے ماہرین کے اقوال ایسے ہی نقل کئے ہیں (۷) جواب نمبر اول سے پہلے تمہید میں آچکا ہے (۸) مرد کیلئے بقدر فرض علم حاصل کرنے کے بعد دوسرے علوم وفنون کی تحصیل اس شرط سے جائز ہے کہ اس میں کوئی دینی خرابی نہو اور عورت کیلئے فقط وہی تعلیم ہونی چاہئے جو ۶ مذکور ہے (۹) جوان عورت پر اگر نظر بلا اختیار پڑجائے یا ویسے ہی پس پردہ ملنا ہوجائے تو سلام نہ کرنا چاہئے بوڑھی عورت کو سلام کرنے میں مضائقہ نہیں کذا فی العالمگیریہ من کتاب الکراہیۃ (۱۰) جائز نہیں نص قرآن میں یغضوا من ابصارہم اسی کے ممانعت کیلئے وارد ہے

(۱۱) اوّل تو اس آفت کے عورت کو سکھانے کی ضرورت ہی کیا ہے اور اگر بالفرض کوئی ضرورت ہو تو اپنے محرم سے سیکھ سکتی ہے غیر سے نہیں (۱۲) ابتدائے زمانہ میں ثابت ہے اور آخری زمانہ خلفائے راشدین میں تقریباً متروک ہوچکا تھا شاذ و نادر واقعات قابل تاویل ہیں فقط واللہ سبحانہ تعالےٰ اعلم

کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

شوہر بیوقوف ہے اس نے بیوی کو الفاظ طلاق کہدیے اسکا حکم	سوال ۱۴۱۔ خلاصہ سوال یہ ہے کہ زید کا چھوٹا لڑکا لا یعقل و بیوقوف سیدھا ہے اس نے اپنی زوجہ کے متعلق یہ کہا کہ ہندہ میری بیوی نہیں رہی ہیں

اسکو طلاق دیتا ہوں ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

الجواب۔ صورت مذکورہ میں بکر کی بیوی پر طلاق بائنہ واقع ہوگئی کیونکہ طلاق صریح کے ساتھ ایک اور وصف کا اضافہ کر دیا یعنی یہ کہدیا کہ وہ میری نہیں رہا یہ کہ بیوقوف ناسمجھ ہے تو اس بات سے وقوع طلاق پر کوئی اثر نہیں پڑتا لما قال فی الدر المختار ویقع طلاق کل زوج الیٰ قولہ او سفیہا خفیف العقل وقال الشامی السفہ فی اللغۃ الخفۃ فی الاصطلاح خفۃ تبعث الانسان علی العمل فی مالہ بخلاف مقتضی العقل، شامی ص۴۳۴ ج۱ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

جماع کے وقت اگر کپڑا حائل ہو تو طلاق متعلق علی الجماع واقع ہوگی یا نہیں	سوال ۱۴۲۔ زید نے یہ کہا کہ اگر میں زوجہ سے بحالت حیض جماع کروں تو میری عورت کو تین طلاق ہے اس کے بعد بحالت حیض بوس

و کنار کرتے ہوئے التقائے ختانین ہوا زید برہنہ تھا اور عورت کپڑے پہنے ہوئے تھی باوجود کپڑے کے غیبوبت حشفہ ہوا اور زید کو انزال ہوا تو زید کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

الجواب صورت مسئولہ میں جسوقت دوسری مرتبہ غیبوبۃ حشفہ کے ساتھ انزال ہوا اس وقت سے تین طلاقیں پڑکر حرمت مغلظہ ثابت ہوگئی اور اب یہ عورت زید کے نکاح میں دوبارہ بغیر حلالہ نہیں آسکتی قال فی الاشباہ والنظایر فی احکام غیبوبۃ الحشفہ و یترتب علیہ احکام و عدمنہا وقوع الطلاق المعلق بہ ای بالوطی او الجماع ثم قال لافرق فی الایلاج بین ان یکون بحائل او لا لکن بشرط ان تصل الحرارۃ منہ ھکذا ذکروہ فی التحلیل فتجری فی سائر الابواب

کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ غیبوبۃ حشفہ اگرچہ کسی حائل کپڑے وغیرہ کے ساتھ ہو مگر جبکہ لذت وحرارت پہنچتی ہو تو حکم میں جماع کے ہے لہٰذا صورت مذکورہ میں جماع متحقق ہوگیا اور تین طلاقیں جو جماع پر معلق تھی واقع ہوگئی فقط واللہ سبحانہ تعالےٰ اعلم

باہتمام منیجر کتب خانہ امدادیہ دیوبند طبع گردید

عزیز الفتاوٰی

جلد چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الایمان و العقائد

خطاءً اگر کلمہ کفر نکلا تو فیما بینہ و بین اللہ کافر نہیں ہوتا

سوال ۵۴۳ - جہل در الفاظ سبب عذر است یا نہ - انکار امامت صغریٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کفر است یا نہ قصد در الفاظ کفر خصوصاً درست معتبر است یا نہ - قول فتاویٰ خیریہ ایں است کہ اگر کسے بگوید والعیاذ باللہ اگرچہ رسول اللہ باشد نیز ایں کا ر نکنم کفر نیست بلکہ قائل صفت حضور علیہ السلام کردہ و دیگر توجیہات اکیکہ صاحب خیریہ ظاہر نمودہ کہ از جملہ کتب فقہ و عقائد خلاف است - آیا فتویٰ بعدم کفر قائل ایں قول جائز است یا نہ - وگا ہے محمل صحت ایں قول وارد یا نہ ::

الجواب قال فی رد المحتار بدلیل ما صرحوا بہ من انہ اذا ادین تیکلم بکلمۃ مباحۃ فجری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطاءً ابلا قصد لا یصدقہ القاضی وان کان لا یکفر فیما بینہ وبین ربہ تعالیٰ الخ ثم ان مقتضی کلامہم ایضاً انہ لا یکفر بشتم دین مسلم ای لا یحکم بکفرہ لامکان التاویل الخ ثم قال بان التاویل ان مرادہ اخلاقہ الردیۃ و معاملتہ القبیحۃ لا حقیقۃ دین الاسلام الخ وفی الدر المختار واعلم انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک روایۃ ضعیفۃ کما حررہ فی البحر وعزاہ فی الاشباہ الی الصغریٰ وفی الدرر وغیرہا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب التکفیر و واحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ الخ پس از عبارت منقولہ ظاہر شد کہ جاہل بالفاظ السب را کافر نباید گفت و قصد در الفاظ کفر معتبر است بلا قصد فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ کافر نمی شود و قول صاحب خیریہ کہ نقل کردہ اند محل دلیل است تکفیر قائل نباید کرد - وانچہ سائل در بارہ انکار

امامتِ صغری سوال کردہ است مفہومش معلوم نشد کہ چیست اگر مراد این است کہ انکار امام بودن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم در نماز کفر است یا نے۔ ظاہر است کہ این جہل است از منکر و دلیل عدم وقوف او ست از علم شریعت۔ پس منکر مذکور جاہل و احمق است تکفیرش نباید کرد ممکن است کہ بعض از جہال را معلوم نباشد کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امامت فرمودہ اند یا نہ حالانکہ امام بودن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از احادیث کثیرہ ثابت است۔ پس انکار ازاں جہل است ولیکن در تکفیرش مبادرت نباید کرد۔ فقط واللہ تعالی اعلم۔ عزیز الرحمن عفی عنہ

امام اعظم پر مرجئہ ہونے کی تہمت اور غنیہ کی عبارت کا جواب

سوال نمبر ۵ - (۱) زید کہتا ہے کہ بخاری شریف صحیح ہے تو مذہب ابو حنیفہؒ باطل ہے اور مذہب ابو حنیفہؒ صحیح ہے تو احادیث بخاری باطل ہیں۔ (۲) امام اعظم کو مرجی بڑے پیر صاحب کا بتلایا ہوا کہتا ہے بجواب اس کے یہ کہا جانا صحیح ہے یا نہیں کہ اول تو غنیہ بڑے پیر صاحب کی تسلیم نہیں اور بالفرض ہو بھی تو یہی کہتے ہیں کہ قطان کہتا ہے اور غنیہ کی صحت میں کلام کا شاہد غنیہ کا یہ جملہ وہو بجہۃ العلو۔ اور اعتقاد وجہۃ باری پر علامہ ابن حجر کی عبارتیں بس ہیں (۳) طالب علم مذکور نے جب امام کو مرجی اور مولانا اشرف علی صاحب کو ہٹ دھرم بد مذہب کہا تو مدرسہ کے ایک سرپرست نے اس کو تھپڑ مارا کیا اس سے قصاص لیا جائے گا۔ (۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صرف ایک معراج جسمانی ہی ہوئی تھی علاوہ اس کے اور چند معراج روحانی بھی ہوئی ہیں یا نہیں (۵) وقت معراج کے عمر حضرت عائشہ کی کیا تھی

الجواب (۱) یہ قول زید کا بوجہ قلت درایت سرزد ہوا۔ اگر اس کو فہم تطبیق بین الاحادیث ہوتی ایسی بات نہ کہتا۔ اگر امام ابو حنیفہؒ کے اقوال موافق احادیث بخاری شریف ثابت ہو جاویں تو پھر زید کے اس قول کا ابطال خود بخود ہو جاوے گا (۲) شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری نے نقل کیا ہے ثم اعلم ان القونوی ذکر ان ابا حنیفہ رحمہ اللہ کان یسمی مرجیًا لتاخیرہ امر صاحب الکبیرۃ الی مشیۃ اللہ تعالی والارجاء التاخیر وکان یقول انی ارجو صاحب الذنب الکبیرۃ والصغیرۃ واخاف علیہما وانا ارجو لصاحب الذنب الصغیر واخاف علی الذنب الکبیر انتہی واما ما وقع فی الغنیۃ للشیخ عبد القادر الجیلانی عند ذکر الفرق الغیر الناجیۃ حیث قال ومنہم القدریۃ وذکر اصنافا منہم ثم قال ومنہم الحنفیۃ وہم اصحاب ابی حنیفۃ نعمان بن ثابتؒ زعم ان الایمان ہو المعرفۃ والاقرار باللہ ورسولہ وبما جاء من عندہ جملۃ علی ما ذکرہ البرہوتی فی کتاب الشجرۃ فہو اعتقاد فاسد وقول کاسد مخالف لاعتقاد فی الفقہ الاکبر الی ان قال فاین ہذا الارجاء عن ذلک الارجاء ثم قول ابی حنیفہ رحمۃ اللہ مطابق لنص القرآن وہو قولہ تعالی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء بخلاف المرجئۃ حیث لا یجعلون الذنوب ما عدا الکفر تحت المشیۃ الخ (۳) ایسے بد زبان کو تعزیزاً ضرب کرنا اور تھپڑ مارنا چاہیے تھا (۴) وخبر المعراج ای بجسد المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم یقظۃ الی السماء ثم الی ما شاء اللہ تعالی فی المقامات العلی حق فمن ردہ فہو ضال مبتدع الخ شرح فقہ اکبر۔ (۵) والتاویل الصحیح ان المعراج کان بمکۃ فی ۔

ـــــــــــــــ

۴ العوالی العسۃ حین لم تولد عائشۃ ۱ الخ شرح فقہ اکبر

ما یتعلق بالتفسیر و الحدیث

دفع تعارض مابین انما یتقبل اللہ من المتقین و من یعمل مثقال ذرة الخ

سوال ۵۱۵ آیۃ کریمہ - انما یتقبل اللہ من المتقین - اور آیۃ کریمہ من یعمل مثقال ذرة الخ میں تعرض معلوم ہوتا ہے ۔ **الجواب** تقویٰ کا ایک معنی یہ ہیں کہ شرک و کفر سے بچنا بعض مفسرین نے انما یتقبل اللہ من المتقین کے یہ معنے بیان فرمائے ہیں کہ اللہ تعالےٰ مومنین ہی سے قبول فرماتا ہے - پس اس صورت میں جملہ مومنین اس میں داخل ہیں - اگرچہ وہ گنہگار ہوں - اب کچھ تعارض نہ رہا - اور ایک مطلب یہ ہے کہ قبول کامل پرہیزگاروں سے ہوتا ہے اور فساق وفجار سے بھی اگرچہ اعمال صالحہ مقبول ہوتے ہیں مگر اس درجہ کے مقبول نہیں جیسے متقیوں سے اس صورت میں بھی کچھ اشکال نہیں - فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔

آیت ما ادری ما یفعل بی ولا بکم کی تفسیر

سوال ۵۱۶ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسلے میں کہ آیت شریفہ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم منسوخ ہے یا نہیں - اس آیت کے ظاہر معنے کیا ہیں اور کس علم کی نفی ہے - **الجواب** - اس آیت کے ظاہری معنے میں وہی قول ہے جو قاضی بیضاوی - ابو سعود شیخزادہ علی البیضاوی وغیرہ میں مذکور ہے کہ نفی ہے - درایۃ مفصلہ کی چاہے علم متعلق امور دنیا سے ہو یا آخرت سے - اس واسطے کہ کوئی لفظ تخصیص کا موجود نہیں ہے - بیضاوی میں ہے - ما ادری ما یفعل بی ولا بکم فی الدارین علی التفصیل شیخزادہ میں ہے - اختلف فی ان المراد بما نفی عنہ علمہ مما یفعل بہ و بہم من احوال الدنیا ام من احوال الآخرۃ والمصنف حملہ علی ما ہو اعم من احوال الدنیا والآخرۃ لعموم اللفظ وعدم المخصص اور یہ نفی ہے اس علم کی جو بغیر وحی کے ہو کیونکہ اس آیت کے ساتھ ہے - ان اتبع الا ما یوحی الی - بیضاوی ہی میں ہے وہو جواب عن اقتراحہم الاخبار عما لم یوح الیہ من الغیوب او استعجال المسلمین ان یتخلصوا عن اذی المشرکین - آیت کا یہ مطلب باعتبار لفظ کے ظاہر اور صریح ہے - اور اس صورت میں نسخ کی ضرورت نہیں ہے - تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان میں علامہ نظام الدین حسن بن محمد بن حسین النیساپوری فرماتے ہیں والاصح عند العلماء انہ لا حاجۃ الی التزام النسخ فان الدرایۃ المفصلۃ غیر حاصلۃ ولی تقدیر حصولہا فانہ لم ینف الا الدرا ... عن قبل نفسہ وانفی الدرایۃ من جہۃ الوحی - اور امام رازی ابن جریر بغوی وغیرہ نے امور دنیا غیر متعلق بشان نبوت کی نفی پر محمول کیا ہے اور اس حمل کی وجہ شان نزول کا قصہ ہے ان اقوال کی بنا پر بھی منسوخ نہیں ہے اور بعض نے نفی علم آخرت پر حمل کیا ہے یعنی ما ادری ما یفعل بی ولا بکم فی الآخرۃ - اور اس حمل کی وجہ یہ ہے کہ اس آیتہ کے نزول کے بعد کفار نے اعتراض کیا تھا کہ جب اُن کو اپنی بخات کی بھی خبر نہیں ہے تو ہم ان پر ایمان کیوں لائیں محققین تو اس حمل کا انکار کرتے ہیں بلکہ محال کہتے ہیں مگر اس کی دو صورت ہو سکتی ہے - علم آخرت کی نفی کی تخصیص بھی اگر مان لی جاوے تو وہ علم اجمالی ہو گا جس کی نفی ہوئی ہے یا تفصیلی - علم اجمالی کی نفی کی صورت میں آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ مرنے کے بعد میرا تمہارا کیا حال ہو گا

اس کا علم اجمالی بھی ہمیں نہیں ہے نعوذ باللہ۔ جو یہ مطلب لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آیت لیغفرلک اللہ الآیۃ کے نزول کے بعد یہ آیت منسوخ ہو گئی مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ امام ابن جریر، ابن خزیمہ حسن بصری وغیرہ نے ناجائز اور محال کہا ہے کہ آیت کا یہ مطلب لیا جائے اور منسوخ کہا جائے کیونکہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ عرصہ دراز تک باوجود نبی ہونے کے واقعی آپ کو اپنی نجات میں شک تھا جو صریح باطل ہے اس کے علاوہ اس آیت کے قبل سورہ بنی اسرائیل جن مزمل، مدثر، اعراف، مریم وغیرہ نازل ہو چکی تھیں۔ جس میں بڑی بڑی بشارتیں حضور کے متعلق موجود ہیں پھر نجات کا علم حاصل نہ ہونے کے کیا معنے۔ اور علم آخرت تفصیلی مراد ہو تو وہ منسوخ نہیں ہے یہ تمام معانی محکم و ثابت غیر منسوخ ہیں۔ الغرض نسخ کسی صورت سے صحیح نہیں بنتا حالانکہ عموم لفظ سے عدول کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے حررہ ابوالبرکات محمد عبدالرؤف داناپوری۔ اقول بعد حمد اللہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ ان الراجح ما رجحہ المحققون کالرازی۔ والسیوطی وابن جریر ابوسعود والبغوی والخازن وابن عباس فی تفسیرہ وغیرہم من المفسرین وابوجعفر النحاس فی الناسخ والمنسوخ وغیرہم من علماء ہذا الفن الذین لم یعدوا ہذہ الآیۃ المذکورۃ فی السوال من المنسوخ کالسیوطی فی اتقانہ حتی قال الشاہ ولی اللہ الدہلوی ان المجمع علیہ نسخ خمس آیات فقط لیست ہذہ منہا من ان المراد بقولہ تعالٰی وما ادری ما یفعل بی ولا بکم فی الدنیا لا فی الآخرۃ لما یلزم علی الثانی من عدم علم النبی بعد بعثتہ بما یصیر الیہ بعد الموت وذلک خلل فی ایمان من یعتقد ذلک وعلیہ فالراجح عدم النسخ کما صرح بہ غیر واحد من المحققین واللہ اعلم، اما انا فالذی اعتقدہ واثق اللہ علیہ ہو ما ذہب الیہ القاضی البیضاوی فی تفسیرہ وہو ان الآیۃ واردۃ فی نفی علم رسول اللہ باحوال الدنیا والآخرۃ تفصیلاً لا اجمالاً لاحیث قال رضی اللہ عنہ ما نصہ وما ادری ما یفعل بی ولا بکم فی الدارین علی التفصیل اذ لا علم لی بالغیب قلت ای علی التفصیل کلیا کان او جزئیا اذ ذلک من اختصاصیاتہ تعالٰی وحدہ لا شریک لہ وذلک لا ینافی ان اللہ تعالٰی اطلعہ علی کثیر من المغیبات التی لم یطلع علیہا احداً من خلقہ سواہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا ما اعتقدہ والسلام علی من اتبع الہدٰی۔ فقط حررہ احمد موسٰی مصری امام مسجد کلکتہ۔ جب ایک جماعت مفسرین و محققین علماء کے نزدیک بلا نسخ کے آیت کا مطلب صحیح بنتا ہے تو پھر نسخ کا احتمال غیر ضروری ہے۔ علاوہ ازیں احتمال نسخ سے نسخ نہیں ہو سکتا۔ فقط۔ عبدالوہاب بہاری مدرسہ عالیہ کلکتہ۔ اقول بالنسخ فی ہذہ الآیۃ مما لا یحتاج الیہ لان لہا محملا صحیحا لا یحوم حولہ النسخ مع ان النسخ بالاحتمال لا یثبت فالقول بانہا محکم صحیح لا سترۃ فیہ عبدالصمد اسلام آبادی۔ للہ در المجیب فقد صاح بالصواب فی الجواب۔ فقط حررہ العبد السید محمد امیر علی مدرس مدرسہ عالیہ۔ اجاب من اصاب محمد یحیٰی مدرس مدرسہ عالیہ۔ قد اصاب من اجاب فقط محمد عبدالشکور مدرس مدرسہ عالیہ۔ ہذا الجواب صواب واما احسن ما ذکر الغیب پوری من معنی الدرایۃ ان نفیہ من جہۃ نفسہ لا من جہۃ الوحی والحق ان قرن الصحابۃ والتابعین لم ینقل منہم ان ہذہ الآیۃ منسوخ مع ان الجمل الاخبار یۃ لا مجال للنسخ فیہ ومن ادعی النسخ فلا معول لہ عن جہۃ النقل بل نہایتہ التاویلات الکاسدۃ فقط

حررہ محمد ناظر حسن مدرسۃ العالیہ - یہ آیت منسوخ نہیں ہے اور نہ اس میں احتمال نسخ ہے۔ لانہ خبر
اور جو کسی نے منسوخ کہا ہے وہ مجاز ہے فقط محمد اسحٰق مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ۔ اقول وباللہ التوفیق
اختلف فی معنی الایۃ فاختار بعض المفسرین کصاحب الجلالین ان المراد نفی الدرایۃ مایفعل بہ وبہم
فی الدنیا وہو منقول عن الحسن وقال ابن الجوزی اصح فی معنی الایۃ قول الحسن واختارہ بعض المفسرین
ان المراد نفی الدرایۃ فی الآخرۃ وقدمہ البغوی علی الاول واسند فی تائیدہ حدیثا فی قصۃ عثمان
بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما ادری وانا رسول اللہ مایفعل بی ولا بکم قال البغوی ہو قول انس وقتادۃ
حسن وعکرمۃ وزاد القرطبی ابن عباس والضحاک ومعنی النسخ علی قول ہؤلاء الاکابر من الصحابۃ والتابعین
ان نفی الدرایۃ قبل الاعلام بمغفرۃ الذنوب المقدمۃ والمتاخرۃ والغرض منہ رد قول الکفار الذین فرحوا
بنزول ہذہ الایۃ وقالوا کیف نتبع نبیا لا یدری مایفعل بہ ولا بنا فنزل لیغفر اللہ ما تقدم من ذنبک
وما تاخر وقالت صحابۃ رض، ہنیئا لک رسول اللہ الخ۔ وتفصیلہ فی معالم التنزیل للبغوی وفتح البیان وغیرہ
وغیرہ نفی الدرایۃ فی الدارین ولا مانع منہ ولکن لا ینبغی ان یرد اقوال الاکابر ویعرض عن تفسیر السلف فانہم
ہم المتبوعون والمعول علیہم فی ہذا الباب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب، کتبہ
عزیز الرحمٰن مفتی دار العلوم فی دیوبند یکم محرم الحرام ۱۳۳۷ھ۔ آئینہ حاضر ہو نیز استدلال **سوال ۷ لہ ۵۔**
زید کہتا ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہر جگہ موجود ہیں اور انا ارسلناک شاہدًا الخ میں شاہد
کے یہی معنے ہیں کہ آپ ہر جگہ موجود ہیں۔ زید کا یہ قول صحیح ہے یا نہیں **الجواب** یہ قول زید کا پایہ ثبوت کو
نہیں پہنچا اور نہ پہنچ سکتا ہے محض افترا اور جہالت ہے اور یہ آیت انا ارسلناک شاہدًا الایۃ کا مطلب
تفسیر جلالین میں یہ بیان فرمایا ہے کہ ہم نے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم کو اپنی امت کا گواہ بنا کر بھیجا ہے
کہ تم قیامت کے دن اُن کی ایمان کی گواہی دوگے الخ عبارت اس کی یہ ہے انا ارسلناک شاہدًا علی
امتک فی القیامۃ اور تفسیر مدارک میں وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا کی تفسیر میں مذکور ہے - ای شاہدًا
علی من آمن بالایمان وعلی من کفر بالکفر الخ - اور اسی کے قریب قریب جملہ تفاسیر میں ہے پس
زید کا قول اور استدلال اس کا بالکل باطل ہے فقط کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

آیت الا ان تتقوا منہم تقاۃ کی تفسیر اور روافض کے تقیہ کا جواب

سوال ۸ لہ ۵۔ تقیہ کے لغوی اور اصلاحی معنے کیا ہیں (۲) ہم سنیوں کی مذہب میں
تقیہ مطلقًا ناجائز ہے۔ یا کسی خاص مقام اور خاص صورت میں جائز بھی ہے۔ (۳)
ہماری کتابوں میں جو اجراء الکلمۃ الکفر اللسان مع اطمینان القلب بالایمان، کو حالت اکراہ جائز لکھا ہے
تو اجرائے مذکور تقیہ ہے یا نہیں
الجواب (۱ و ۲ و ۳) صاحب جلالین اس آیت کی تفسیر میں لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء الی ان تتقوا منہم تقاۃ
لکھتے ہیں تقاۃ مصدر تقیۃ ای تخافوا مخافۃ فلکم موالاتہم باللسان دون القلب وہذا قبل عزۃ الاسلام ویجری

فیمن فی بلدٍ لیس فریبا فیہا۔ صاحب جمل لکھتے ہیں: والتقاہ التقیۃ یقال اتقی تقیۃ تفصیل اس کی تفسیر کبیر وغیرہ میں دیکھنا چاہیے فقط واللہ اعلم

صلوا خلف کل برو فاجر کا کیا مطلب ہے

سوال ۵۴۹۔ صلوا خلف کل برو فاجر کا کیا مطلب ہے۔

الجواب۔ اس حدیث کا مطلب صرف یہ ہے کہ نماز فاجر کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن دوسری احادیث اور نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ مکروہ ہوتی ہے۔ اور مکروہ کل تحریمی۔ جیسا کہ شامی میں نقول ہے وہاں مفصل دیکھ لیا جاوے۔ انہوں نے وجہ کراہت بھی نقل فرمائی ہے فقط

بعض عربی جملوں کے متعلق حدیث ہونے یا نہ ہونے کی تحقیق

سوال ۵۵۰: ایک رسالہ میں ذیل کے جملوں کو حدیث لکھا ہے (۱) انما نہیتکم عن صوتین احمقین صوت النوحۃ وصوت الغناء۔ ۲۔ کان ابلیس اول من تغنی واول من ناح (۳) التغنی حرام والتلذذ بہا کفر والجلوس علیہا فسق ومعصیۃ۔ یہ جملے حدیث ہیں یا نہ۔ **الجواب۔** یہ جملے الفاظ مذکورہ کے ساتھ کسی حدیث کی کتاب میں نظر نہیں آئے جملے اولے کے متعلق جامع صغیر میں یہ الفاظ حدیث کے منقول ہیں صوتان ملعونان فی الدنیا والآخرۃ مزمار عند نغمۃ ورنۃ عند مصیبۃ۔ رواہ البزار۔ اور جملۂ ثالثہ کو صاحب درمختار نے بزازیہ سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔ وفی البزازیۃ استماع الملاہی کضرب قصب ونحوہ حرام لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام استماع الملاہی معصیۃ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا کفر ای بالنعمۃ فصرف الجوارح الی غیر ما خلق لاجلہ کفر بالنعمۃ لا شکر الخ درمختار اور جملہ ثانیہ کہیں نظر سے نہیں گذرا فقط واللہ تعالی اعلم

نماز جنازہ کے بعد دعا کیلئے مجتمع رہنے کی تحقیق بحوالہ حدیث

سوال ۵۵۱۔ مرقات شرح مشکوۃ جزء خامس مصری صفحہ ۱۹۹ وفی روایۃ لہما عنہ وانہ وضع عمر علی سریرہ فتکنفہ الناس یدعون ویثنون ویصلون علیہ قبل ان یرفع وانا فیہم فلم یرعنی الا رجل قد اخذ بمنکبی من ورائی فالتفت فاذا ہو علی ابن ابی طالب فترحم علی عمر الی آخر الحدیث۔ یہی حدیث قسطلانی جزء سادس مناقب عمر مصری ص ۹۸ میں ہے۔ کیا حدیث مذکور حنفیوں کے یہاں معتبر ہے یا نہیں۔ اور اس سے جنازہ کو گھیر کر دعا کرنا سنت ثابت ہوتا ہے یا نہیں اور اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دعا کرنا قبل نماز کے معلوم ہوتا ہے یا بعد نماز کے۔ **الجواب** اس حدیث سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جنازے کے پاس موجود تھے وہ ان پر ثناء کر رہے تھے اور ان کے اوصاف حمیدہ بیان کر رہے تھے جس کی تفصیل ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کی اس روایت میں موجود ہے جس کو بخاری ومسلم نے بایں الفاظ روایت فرمایا ہے۔ وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال انی لواقف فی قوم فدعوا اللہ لعمر وقد وضع علی سریرہ اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقہ علی منکبی یقول یرحمک اللہ انی لارجو ان یجعلک اللہ مع صاحبیک لانی کثیرا ما کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کنت وابوبکر وعمر وفعلت وابوبکر وعمر وانطلقت وابوبکر وعمر ودخلت ابوبکر وعمر وخرجت وابوبکر وعمر فالتفت فاذا علی

اس حدیث سے ثناء خیر اور دعاء کی کیفیت معلوم ہو گئی اور حضرت علی رضؓ کی دعاء و ثناء کی کیفیت بھی مفصل واضح ہو گئی۔ جنازے پر عموماً ثناء خیر کا حکم حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جب کسی جنازے کو دیکھو تو اس پر ثناء خیر کرو کہ یہ میت ایسا اور ویسا تھا۔ یعنی اس کے اوصاف حمیدہ بیان کرو۔ اور مثلاً یہ کہو کہ یہ میت اچھا شخص تھا نمازی پرہیزگار وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے۔ تو اس سے اجتماع بقصد دعاء اور اہتمام دعا بہیئت خاصہ ثابت نہیں ہوتا حاصل یہ ہے کہ اتفاقاً کوئی امر پیش آنا دوسری بات ہے اور اسکا التزام اور اصرار بہیئت خاصہ امر آخر ہے اس اہتمام اور اصرار و التزام سے بہت سے امور مباحہ و مستحبہ بدعت ہو جاتے ہیں اس فرق کو خوب سمجھ لینا چاہیے۔ اور نظائر اس کے کتب فقہ میں مذکور ہیں کہ ایک شئی اصل سے مستحب ہوتی ہے مگر التزام و اہتمام و اصرار سے بدعت ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند

۵۵۲ ایک سو دس برس کا

فتوٰی دربارہ فاتحہ مروجہ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد۔ ماہ ذی الحجہ کی تعطیلوں امسال فقیر کو سفر مراد آباد پیش آیا بحالت سفر قصبہ ٹانڈہ بادلی متعلقہ ریاست رام پور میں قیام تھا کہ میرے معزز و معمر میزبان حافظ عبدالرحیم خانصاحب کے والد کی قلمی و مطبوعہ کتابوں میں اتفاق سے ایک فتوٰی نظر سے گذرا جسکو حافظ صاحب کے والد حافظ میاں باقی محمد خاں صاحب مرحوم و مغفور نے اپنے ہاتھ سے نقل کر کے دوسری کتابوں کے ساتھ جلد و محفوظ کر دیا تھا۔ آخر میں حافظ صاحب موصوف اس فتوٰی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں، بماہ صفر ۱۲۴۲ھ جناب مولوی محمود علی صاحب ساکن شہر بریلی عنایت اللہ خانصاحب ساکن موضع موہن پور متعلقہ قصبہ بیلی بھیت بہم متفق شدہ بخدمت حضرت مولانا سید محمد حیدر علی صاحب رام پوری تشریف آوردند بمکان مولانا موصوف اقامت ورزیدہ و فتوٰی دربارہ فاتحہ مروجہ پیش کش حضرت والا نمودند،، الخ۔ اس تحریر سے اور دیگر ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فتوے کے مفتی مولانا مولوی سید حیدر علی صاحب ہیں جو اب سے ایک سو دس برس پیشتر ریاست رام پور کے نامی گرامی اجلہ فضلا و محدثین میں سے تھے وہ رام پور جہاں ابتک علمائے حقانی کا اثر بہت کم اور علمائے سوء اور جہلائے مبتدعین کا بہت زیادہ ہے یہ فتوے فارسی میں ہے اور ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں چھپ بھی چکا ہے۔ مگر میرے لئے یہ بالکل ایک نئی اور عجیب شئے تھی۔ فتوے کی جامعیت کو دیکھکر بے اختیار دل میں آیا تو اس کا ترجمہ بامحاورہ کر کے ناظرین کی خدمت میں پیش کروں تاکہ عوام اہل اسلام متنبہ ہو جائیں کہ جو علماء کے اثرات کو یہ کہکر زائل کرنا چاہتے ہیں کہ کیا پہلے مولوی نہیں تھے جو رسوم مروجہ کو دور کرتے ہیں آج تم لوگ نئی نئی باتیں پیش کرتے ہو۔ وہ واقف اور خبردار ہو جائیں کہ علمائے حقانی ہر زمانے میں رسومات

بدعت کی بیخ کنی فرماتے رہے ہیں اور ہر زمانے میں اہلِ زمانہ تمہاری طرح ان کو رد کرتے چلے آئے ہیں فقط واللہ الموفق والمعین ۔ فقیر محمد احمد اللہ عمری مظفر نگری عفی عنہ متعلم دورہ، تفسیر و حدیث دارالعلوم دیوبند ۲ محرم صفر ۱۳۲۱ھ۔

صورتِ مسئولہ کیا فرماتے ہیں علمائے دینِ متین اس صورت میں کہ مسلمانوں کے ایک گروہ میں رواج ہے کہ بزرگوں اور مردوں کے نام سے کھانا پکاتے ہیں اور اپنے اعزا و اقارب وغیرہ کو مدعو کرتے ہیں مگر جب تک اس کھانے پر پکنے کے بعد سورہ فاتحہ نہیں پڑھی جاتی۔ نہ خود اس میں کوئی تصرف کرتے ہیں۔ نہ صاحبانِ ضیافت کو کھانے اجازت دیتے ہیں اور فاتحہ اس طرح دلائی جاتی ہے کہ کھانا پکا کر سب کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے اور چند اشخاص یا کسی خاص شخص سے کہا جاتا ہے کہ تم اس پر فاتحہ پڑھ کر کھانے کا ثواب فلاں کی روح کو بخشدو۔ وہ شخص اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص یعنی قل ہو اللہ اور تکبیر (اللہ اکبر) اور درود شریف اس کھانے پر پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے ثواب اس کا اور اس کلمہ و کلام کا فلاں کی روح کو بخشدیا۔ شرعاً اس قسم کا عمل سنت ہے یا مستحب یا مباح بینوا توحید۔ **بینوا و توجروا** (**نوٹ**) یہ فتویٰ اگرچہ مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کا نہیں ہے لیکن جو فتاویٰ مفیدہ متفقہ ہمیں باہم پہنچتے ہیں اُن کو بھی عزیز الفتاویٰ میں درج کر دیا جا ہے ۱۲۔

الجواب

صورتِ مرقومہ میں اگر کھانا متوفی بزرگوں کے نام سے بطور نذر کے پکایا جائے تو یہ نذر بذاتہ حرام اور شرک ہے کیونکہ نذر غیر اللہ تبارک و تعالیٰ جائز نہیں اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے آیہ ولا تجعلوا للہ انداداً الآیہ کی تفسیر میں غیر اللہ نذر ماننے والے کو مشرکین میں سے قرار دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں ازاں جملہ کسانیکہ در ذبح و نذور و قربانیہا باخدا دیگراں راہمسری کنند۔ انتہیٰ یعنی وہ لوگ بھی مشرکوں کے ہمراہ میں شمار ہوں گے جو قربانی اور ذبیحہ اور نذروں کے ماننے میں دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے برابر کر دیتے ہیں اور اگر پکا ہوا کھانا خالصاً لوجہ اللہ کرتے اور دعوت کر کے لوگوں کو کھلاتے ہیں اور اس کا ثواب متوفیوں اور بزرگوں وغیرہ کو بخشدیتے ہیں تو اس صورت میں اس کا ثواب انھیں بزرگوں کو پہنچتا ہے کیونکہ مردے زندوں کے کے اعمالِ حسنہ سے جو ان کے لئے کئے جائیں نفع اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ بزازیہ و درمختار میں مذکور ہے۔ انہ ینفع المیت خلافاً لمالک علیہ المعتزلۃ بناءً علی ان عمل الخیر لا ینفع الغیر وقد عرف فی الکلام وقد شہدۃ الآثار بالمختار وعلیہ العمل فی الامصار فی کل الاعصار وانہ حجۃ۔ یعنی عمل خیر میت کو نفع دیتا ہے اگرچہ امام مالکیہ اس کے خلاف ہیں اور معتزلہ ان کی تائید کرتے۔ اسی بناء پر وہ کہتے ہیں کہ عملِ خیر سوا اپنی ذات کے دوسرے کو نفع نہیں دیتا۔ مگر ان کے خلاف علماء علم کلام سے قول پسندیدہ اور آثار صحابہ (مفتی بہ) شاہد ہیں، کہ میت کو عمل خیر من الغیر ضرور نفع دیتا ہے۔ اسی پر مختلف بلاد و امصار میں ہر زمانے میں عملدرآمد رہا ہے اور یہی ہمارے حجت ہے مگر فاتحہ کی جو رسم ہندوستان کے مسلمانوں میں رائج ہے۔ وہ نہ سنت ہے۔ نہ مستحب۔ نہ مباح بلکہ سراسر سنت سنیہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے بچند وجوہ:۔

وجہ اوّل - یہ کہ خالصاً لوجہ اللہ کہانا پکا کر مہمانوں کو کہلانا فی نفسہ مسنون ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کا اس پر معمول رہا ہے اور کہانا کھلانے میں چار باتیں فرض ہیں اور چار سنت جیسا کہ فتاویٰ تاتارخانی میں ہے۔ اما الاربعۃ التی ہی فریضۃ اولہا ان لاتاکل الامن الحلال۔ والثانی ان تعلم انہ من اللہ تعالےٰ والثالث ان تکون راضیاً والرابع ان لاتعصی اللہ تعالیٰ ما دامت قوۃ الطعام فیک واما الاربعۃ التی ہی سنۃ اولہا ان تسمی اللہ فی الابتداء والثانی ان تحمد اللہ تعالیٰ فی الانتہاء والثالث ان تمضغ مضغاً تاماً والرابع ان لاتنظر الی لقمۃ غیرک والیضا فیہ ومن سنتہ ان یحمد اللہ تعالیٰ اذ فرغ من الطعام وینبغی ان یرفع صوتہ بالحمد الا ان یکون جلساءہ فرغ من الاکل، یعنی وہ چار باتیں جو کہانا کھلانے کے لئے فرض ہیں ان میں سے ایک کہ تم سوائے اکلِ حلال کے مالِ حرام اور مشتبہ میں سے نہ کہاوے دوسرے یقین کے ساتھ جان لو کہ توفیق اطعام کی طرف سے اور تم پر اس کا احسان ہے۔ تیسرے یہ کہ فراخ حوصلگی اور رضائے قلبی کے ساتھ کھلاؤ۔ چوتھے یہ کہ جب تک اللہ تعالیٰ نے تم کو کہانا کھلانے کی قوت اور ہمت دی ہے اللہ تعالیٰ نافرمانی نہ کیجو۔ اور ان میں سے چار سنتیں ہیں جو مہمان اور میزبان دونوں کے لئے باعث اجر عظیم ہیں۔ اول تو یہ کہ ابتداء طعام میں بسم اللہ پڑھے۔ دوسرے یہ کہ ختمِ طعام پر اللہ کا شکر زبان سے ادا کرے۔ یعنی الحمد للہ کہے۔ تیسرے یہ کہ ہر ہر لقمے کو اچھی طرح چبائے واہلِ اللہ کا تجربہ ہے کہ جس قدر زیادہ باریک ہو کر لقمہ حلق سے اترے گا اسی قدر اندرونی نورانیت اور اشراقِ قلب پیدا ہوگا نیز یہ کہ خوب چبا کر کہانا حکماء وصلحاء امت کا طریقہ ہے اور نہ تو حلق میں آیا پر عمل کرنا بے دوقوفوں اور چوپاؤں کا کام ہے فاختر ما یحلو لک ۱۲ مترجم غفرلہ ما چوتھے یہ کہ دوسرے لقمے پر نظر نہ ڈالے۔ نیز اسی میں یہ بھی لکھا ہے کہ سنت طعام میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب کھانے سے فارغ ہو الحمد للہ کہے۔ مگر آہستہ جب تک کہ ابھی دوسرے فارغ نہ ہوے ہوں۔ جب اہلِ محفل کہانے سے فراغت کر چکے ہوں اس وقت باوازِ بلند الحمد للہ کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ فائدہ زاہدہ از بندہ مترجم ۱ دعائے مسنونہ ختم طعام یہ پڑہنا زیادہ باعثِ ثواب ہے یعنی الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین ۂ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ اسنے ہم کو کہانا کھلا دیا اور پانی پلایا اور مسلمان (فرمانبردار اپنا) بنایا۔ بامثل اس کے اور مسنون دعا کتب حدیث میں سے یاد کرے اور اپنے میزبان کے شکریہ میں اس کے لئے ان الفاظ میں دعا کرے اللّٰھم بارک لہم فیما رزقتہم واغفرلہم وارحمہم اے اللہ ان کے واسطے اپنے انعامات میں برکت دے جو تو نے ان کو دیے ہیں اور ان کی مغفرت کر اور ان پر رحم فرما۔ ۲۱، پس اس بارے میں سنت سے اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ کہانے سے پہلے بسم اللہ اور ختم طعام پر الحمد للہ پڑہی جائے اور یہی طریقہ زمانہ صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور فقہائے مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ اور حرمین شریفین کے رہنے والوں میں رائج ہوا بلکہ تمام ملک حجاز میں آج تک اسی طرح جاری ہے اس صورت میں فاتحہ مروجہ مسلمانان ہند بے شبہ ناروا اور ناجائز ہے جیسا کہ مشکوٰۃ المصابیح میں ہے۔ عن العرباض رضی اللہ عنہ قال صلے بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم ثم اقبل علینا بوجہ

وعظنا موعظۃ بلیغۃ ذرفت منہا العیون ووجلت منہا القلوب فقال رجل یارسول اللہ ہذہ موعظۃ مودع فا
وصنا فقال اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ وان کان عبدا حبشیاً فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا
کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان
کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ۔ یعنی عرباض بن ساریہ صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہو بیٹھے اور ایسا بلیغ وعظ
بیان فرمایا کہ لوگوں کی آنکھیں اس سے بہنے لگیں اور دل کانپ اٹھا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ
یہ واعظ تو اس شخص کا سا واعظ ہے جو اہل وعیال کو سفر پر جاتے وقت بوقت رخصت سنائے آپ ہمکو اور
وصیت فرمائیں کہ آپ کے بعد ہمارے کام آئے۔ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں تم کو وصیت کرتا
ہوں اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے حاکم کی بات سنو اور مانو اگرچہ وہ غلام حبشی ہی کیوں نہ ہو کیونکہ تم میں سے
جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بڑے بڑے اختلاف دیکھے گا اس وقت تم میرے طریقہ اور میری حدیث یا فتہ
خلفائے راشدین کے طریقے کو نہ چھوڑنا۔ بلکہ اس پر مضبوط جمے رہنا اور اس کو اپنے دانتوں سے مضبوط
ومستحکم تھامے رہنا اور نئی باتوں سے بچے رہنا کیونکہ ہر نئی بات (دین میں) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی۔
وایضاً فیہ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمن رغب عن سنتی فلیس منی
ایضاً فیہ عن عمرو ابن عوف قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الدین لیارز الی الحجاز کما یارز الحیۃ
الی جحرہا ولیعقلن من الحجاز معقل الاروبیۃ من راس الجبل ان الدین بدء غریبا وسیعود کما بدء فطوبی
للغرباء وہم الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی۔ یعنی اسی مشکوٰۃ میں یہ بھی روایت آئی ہے
انس رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پس جس نے میری سنت سے منہ
پھیرا وہ مجھ سے نہیں نیز یہ کہ عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ بیشک دین (اسلام) حجاز میں اسی طرح مضبوطی سے جم جائے گا۔ جیسا کہ سانپ اپنے بل میں جمٹ جاتا ہے اور
لوگوں کو چاہیے کہ وہ حجاز سے ایسے بندھ جائیں جس طرح پہاڑی بکرا پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر اپنے آپ کو دشمنوں
سے محفوظ کر لیتا ہے، دین شروع میں اجنبی تھا اور آخر میں بھی اجنبی ہو جائے گا۔ پس خوشخبری ہو غرباء کو اور
وہ لوگ ہیں کہ ایسے وقت میں دین کی اصلاح کریں گے۔ جبکہ میرے بعد میری سنت کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہوگا۔

فائدہ جلیلہ از مترجم۔ اس حدیث میں بعض کم علم واعظ غریب اور غرباء کا ترجمہ محاورہ اردو کے مواقف
نادار غریب اور مفلس کر کے غریب مسلمانوں کو خوش کرتے اور اپنا توسیہ اکر لیتے ہیں۔ حالانکہ لغت حجاز میں غریب اس
اجنبی مسافر کو کہتے ہیں جس کو پردیس میں کوئی نہ جانتا ہو۔ مقصود یہ ہے کہ اسلام کی ابتدا، قرابت اجنبیت کی
ہے کہ اس کا کوئی ہمدرد و مونس نہ تھا وطن میں مسافر وانجان تھا۔ مکہ والے سوائے چند ملقاس طیبہ کے سارے
دشمن تھے۔ اہل مدینہ کی نصرت واعانت سے مستحکم ہوا آخر میں بھی کوئی ناصر ومددگار نہ رہیگا سوائے ایک اجنبی

جماعت علماء کے جنکو اہل زمانہ اجنبی سمجھیں گے اور انہیں کے اخلاص وللہیت پر اسلام قائم رہے گا بیشک کہ وہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مٹ چکی ہوگی دوبارہ قائم کرینگے پس ان اصلاح کنندہ مہدین کو رضاء ولقاء باری تعالیٰ کی بشارت ہو۔ **وجہ دوم** یہ کہ امر دین میں کوئی نئی بات بعد زمانہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد مبارک صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کے پیدا ہو۔ اور مخالف سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور عمل صحابہ ومجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کے جو شئی بھی ظاہر ہوگی مثل فاتحہ مروجہ مسلمانان ہند وغیرہ کی وہ ضرور نہایت بکردہ ہوگی۔ **وجہ سوم**۔ یہ کہ مالی خیرات کی بہت سی قسمیں ہیں ایک نقدی مثل روپیہ اشرفی وغیرہ تقسیم کرنا۔ یا غلہ کی جنس سے گیہوں۔ چنا۔ چاول وغیرہ صدقہ کرنا۔ یا پارچہ جات سوتی مثل سر لیصاف۔ تن زیب۔ محمودی وغیرہ اور ادنی کپڑے مثل شال دوشالے شملے وغیرہ ایسے ہی کمبل لحاف۔ توشک وغیرہ خیرات کرنا۔ اور ان کے علاوہ چوپائے ڈہور ڈنگر ہاتھی۔ اونٹ۔ گہوڑے وغیرہ اللہ واسطے دینا اور راہ خدا میں ہتہیاروں۔ ظروف مسی (برتن) وغیرہ ہبہ کرنا اور باغات وحویلی وغیرہ وقف فی بسم اللہ کرنا۔ تعجب ہے کہ ان سب کو خیرات کرتے وقت کسی ایک پر بھی رسمی فاتحہ نہ پڑہی جائے سوائے پکے ہوئے کہانے کے۔ آخر اس کا سبب کیا ہے۔ اس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ ہندی مسلمانوں نے بہت سی باتیں باہمی میل جول کے اثر سے متاثر ہوکر اپنی ہمسایہ قوم ہندوں سے لے لی ہیں اور ان کو کسی قدر تغیر کے ساتھ اپنے اندر رواج دے دیا ان میں سے بعض صریح کفر اور شرک محض ہیں جیسے کہ بزرگوں کے مزارات پر سجدہ کرنا اور ان کے نام کی نذریں مان کر قربانی وذبیحہ کرنا اور ان بزرگوں سے بذاتہ۔ بلاواسطہ الی اللہ کے مال اولاد رزق وغیرہ مانگنا۔ ایسے ہی بعض باتیں ان میں سے حرام محض ہیں۔ جیسے کنگنا۔ سہرا۔ منڈہا۔ دو گڑہ وغیرہ لغویات شادی بیاہ نکاح وغیرہ میں بجالانا۔ اور دساسول بچہیتر معلوم کرکے ان میں نئے کام نہ کرنا۔ نیز تیتر گیدڑ وغیرہ کی آوازوں سے شگون لینا۔ اور بیواؤں کا نکاح ثانی نہ کرنا۔ بلکہ جبرًا ان کو نکاح سے روکنا۔ ایسی سے بعض ان میں سے مکروہ ہیں بکراہیت تحریمہ مثل فاتحہ مروجہ کے۔ اب جاننا چاہیئے کہ اہل ہنود جو نیک عمل اپنے گمان میں کرتے ہیں بلا کسی قید کے بجالاتے ہیں سوائے پکے ہوئے کہانے کے جبکہ اس کا ثواب اپنے مردوں کو پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس کو اپنی اصلاح میں گنا گت کہتے ہیں جبتک کہ زناردار برہمن، کہانا سامنے رکھکر اس پر اپنی پڑہائی، گاتری کی منتر، نہ پڑہے مردوں کو نہیں پہنچ لیتا ہے اس کہانے میں کچھ بھی تصرف جائز نہیں سمجھتے ہندی مسلمانوں نے اس طریقہ کو پسند کرکے اپنے موتی امردوں، کو ثواب پہنچانے کا طریقہ فاتحہ کی صورت میں اپنے یہاں رائج کرلیا مگر چونکہ یہ عمل سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مانا جاچکا ہے۔ زمانہ خیر القرون صحابہ وتابعین وتبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لیکر آجتک مدینہ وحرمین شریفین کے رہنے والوں کے نزدیک بھی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اس لئے کسی صورت میں بھی اشد کراہت سے خالی نہیں جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں وارد ہوا ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابغض الناس الی اللہ ثلثۃ ملحد فی الحرام ومبتغ فی الاسلام سنۃ الجاہلیۃ ومطلب دم امرء بغیر حق لیھریق دمہ۔ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ تر دشمن تین شخص ہیں ایک ناحق کسی شخص کے حرم مکہ کے اندر کجروی کرنے والا یعنی امور محترمہ کا ارتکاب کرنے والا عدہ مولانا کے تعجب کا ازالہ ہم اس ایک شعر سے کرتے ہیں۔ شریعت میں نہیں کچھ اس کی بنیاد۔ ہے عبد الظن ملا نوکلی ایجاد التسمیہ دوسرا اسلام میں رسوم جاہلیت کا رواج دینے والا یعنی کفر کی رسم وارہ طلب کرنے والا۔ تیسرا ناحق کسی شخص کے خون کا طلب کرنے والا دفی بزازیۃ مروی عن ابن المبارک روی فی المنام قیل ما فعل اللہ بک فقال عاتبنی واوقفنی ثلاثین سنۃ بسبب انی نظرت باللطف الی مبتدع فقال لم لاتعادی عدوی فی الدین یعنی فتاویٰ بزازیہ میں مذکور ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا کہا مجھ پر عتاب ہوا۔ اور تیس برس سال جواب ہی کے لئے موقف میں ٹھہرائے رکھا محض اس قصور پر کہ میں نے ایک بدعتی کو نگاہ لطف سے دیکھا تھا۔ پس مجھ سے کہا گیا کیوں تو نے میرے دین کے دشمن سے عداوت نہ رکھی (اعاذنا اللہ منہا)۔ دفع اشکال ہ شاید کسی کو یہ اشکال پیش آئے کہ سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص وتکبیر و درود کا پڑھنا فی نفسہ عبادت ہے اور یہی عبادت فاتحہ مروجہ میں ہے۔ پس اس صورت میں فاتحہ خوانی کیوں مکروہ ہوئی۔ پس جاننا چاہیے کہ ہر عبادت کے لئے احکام شرعی کے مطابق ایک محل ومقام مخصوص ہے خصوصًا فاتحہ وتکبیر وغیرہ کے لئے اگر یہ عبادت بے محل واقع ہوگی تو اس کے پڑھنے والے پر ضرور عتاب ہوگا۔ جیسا کہ نماز فرائض وغیرہ میں ایک ایک مرتبہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ شروع ہے اور تشہد میں التحیات۔ اگر کوئی شخص ہر رکعت میں یا ایک رکعت میں سورہ فاتحہ دو مرتبہ پڑھے یا التحیات میں الحمد پڑھ دے سہوًا ہو تو سجدہ سہو لازم آئے گا۔ ایسے ہی قعدہ اولی درود شریف پڑھنا سجدہ سہو کو مستلزم ہے۔ وعلی ہذا القیاس۔ دیگر اعمال کو بے محل وبے موقع ادا کرنے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلاف سنت پر عمل کرنیکی ممانعت نہایت شدت کے ساتھ فرماتے تھے اگرچہ وہ عمل فی نفسہ عبادت ہو۔ چنانچہ فتاویٰ تاتارخانی میں ہے۔ وقد صح انہ ما قیل لابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان قومًا اجتمعوا فی مسجد یہللون ویصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویرفعون اصواتہم فذہب الیہم ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال ما عہدنا ہذا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما اراکم الا مبتدعین فما زال یذکر ذلک حتی اخرجہم من المسجد۔ یعنی یہ روایت صحت کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے کہا گیا کہ ایک قوم مسجد میں جمع ہو کر ذکر لا الٰہ الا اللہ اور درود شریف کا ورد با آواز بلند کیا کرتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس مسجد میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ہم نے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کبھی یہ معمول مقرر نہیں کیا۔ اور میں تم کو نہیں دیکھتا مگر یہ کہ تم لوگ بدعتی ہو یہی برابر فرماتے رہے یہاں تک انکو مسجد سے نکالدیا

وجہ چہارم - یہ کہ ہر عمل خیر پر اس وقت ثواب مترتب ہوتا ہے۔ جبکہ وہ عمل تمام ہو جائے۔ اور عمل خیر کی نیت کرنے سے وہ عمل تمام نہیں ہوتا۔ اور صدقے کا عمل اس وقت تمام ہو گا جبکہ وہ صدقہ مستحقین کو پہنچ جائے۔ اور جب تک کہانا مالک کے قبضہ و تصرف میں اس پر ثواب کا ترتب نہیں ہوتا۔ اس خیالی ثواب کا موتی کو بخشنا محض لغو اور باطل ہے۔ اور نہایت عجیب بات ہے کہ ایسے ثواب پہنچانے میں گویا مردوں کو دہوکا دیا جاتا ہے کہ بغیر ثواب کے مترتب ہوئے اس عمل کا ثواب ان کی طرف عائد کرتے ہیں۔ اور جس وقت مستحقین کو وہ عمل خیر صدقہ وغیرہ پہنچ جاتا ہے اسوقت خاموشی اختیار کرتے اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے ان کو اس طعام کا ثواب بخشدیا۔ یہ محض شیطانی شعبدہ ہے کہ ناحق ان بچاروں کو غلطی میں ڈالتے ہیں۔ اس لیے کہ شرع شریف میں ثواب کا بخشنا قبل از حصول محض لغو ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ ایک شخص قرآن شریف پڑھنے سے پہلے کہے کہ میں نے قرآن کا ثواب جس کی میں نیت کر رہا ہوں فلاں میت کو بخشدیا ایسا کلام صریح لغو اور بے فائدہ ہے **وجہ پنجم** - یہ کہانا کھلانے اور قرآن شریف پڑھنے کے لئے لوگوں جمع کرنا حالت تعزیت اور سوگ میں شرعاً مکروہ ہے جیسا کہ فتاوی بزازیہ ہے۔؛ ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم۔ واتخاذ الدعوۃ لقرأۃ القرآن وجمع الصلحآء والفقرآء للختم اولقراءت سورۃ الانعام والاخلاص والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قراءۃ القرآن لاجل الاکل یکرہ۔ یعنی میت کے مرتے ہی پہلے اور تیسرے دن اور ہفتہ کے بعد کہانا تیار کرنا اور کہانا مکروہ ہے اور قبر میت پر لیجانا مخصوص موسموں میں (مثل ایام عرس وغیرہ کے) اور لوگوں کو دعوت دینا قرآن شریف پڑھنے کے لئے اور صلحاء و فقراء کو ختم قرآن کے لئے یا سورہ انعام و سورہ اخلاص پڑھنے کیلئے جمع کرنا حاصل کلام یہ کہ قرآن شریف پڑھوانے کے وقت مجلس اکل و شرب منعقد کرنا ہر حال میں مکروہ ہے فاتحہ مروجہ میں یہ تمام صورتیں کراہیت کی ظاہرا موجود ہیں (وجہ ششم) یہ کہ ہاتھ اٹھانا صرف دعا کے لئے مشروع ہے جیسا کہ فتاوی تاتارخانی اور اسفنانی میں ہے عن محمد ابن حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالی قال الدعآء اربعۃ دعآء رغبۃ ودعآء رھبۃ ودعآء تضرع ودعاء خفیۃ وفی دعاء الرغبۃ یجعل بطون کفیہ الی السماء وفی دعآء الرھبۃ یجعل ظہر کفیہ الی وجہہ وفی دعاء التضرع یعقد الخنصر والبنصر ویحلق الوسطی والابہام ویشیر بالسبابۃ ودعآء الخفیۃ مایفعلہ المرء فی نفسہ۔ یعنی محمد بن حنفیہ رح سے روایت ہے کہ دعا کی چار قسمیں ہیں ایک دعاء رغبت اللہ تعلی کی مغفرت اور رضا، اور آخرت میں اس کے انعام جنت اور دیدار الہی کی طلب و خواہش کیلئے دعاء مانگنا۔ دوسری دعاء رہبۃ اللہ کے قہر و غضب اور زیغ قلب سے پناہ مانگنے اور آخرت میں اس کی ناراضی اور دوزخ اور اس کے عذاب سے بچنے کے لئے دعا کرنا۔ تیسری دعا تضرع نہایت عاجزی سے گڑگڑا کر دعاء مانگنا۔ چوتہی دعا خفیہ دل ہی دل میں باہستگی اللہ تعلی سے کچھ طلب کرنا دعاء رغبۃ میں ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف پہلائے اور دعائے رہبۃ میں اپنی ہتھیلیوں کی پشت کو اپنے

چہرے کے مقابل رکھے جسطرح فریاد کرتے ہوئے رکھتا ہے اور دعاے تضرع میں خنصر و بنصر کو ہتھیلی سے ملا کر بیچ کی انگلی (وسطی) اور ابہام انگوٹھے) سے حلقہ کرے اور شہادت والی انگلی سے اشارہ کرے اور دعائے خفیہ (پوشیدہ) بغیر زبان ہلائے دل ہی دل میں کرے۔ پس فاتحہ مروجہ میں کھانے پر ہاتھ اٹھانا ان دعاؤں میں سے کسی ایک دعا کے لئے بھی نہیں بلکہ یہ تو محض عطا اور بخشش ہے کیونکہ خود کہتے ہیں کہ میں نے اس طعام و کلام کا ثواب فلانے کی روح کو بخشدیا۔ اور عطاء دعاء کا بالکل عکس ہے۔ پس اس صورت میں ہاتھ اٹھانا صریح خلاف شرع ہے (ایک خطرہ کا جواب اور شبہ کا ازالہ)، اگر کسی کے دل میں یہ خطرہ گذرے کہ سورہ فاتحہ نفسہ دعاء ہے۔ پس فاتحہ مروجہ میں کیوں یہ دعاء سے خارج ہوگی۔ اسکی توضیح اس طرح ہے کہ سورہ فاتحہ اسوقت دعاء ہوتی ہے جبکہ دعاء کی نیت سے پڑہی جائے۔ اور رسمی فاتحہ میں تو سرے ہی سے دعا مدنظر نہیں۔ بلکہ مقصود سورہ فاتحہ کی قرأت کا ثواب ہے جو کہ ارواح اموات کو بخشا جاتا ہے نیز حالات قرات میں سورہ فاتحہ پڑہتے وقت ہاتھ اٹھانا کسی روایت سے ثابت نہیں۔ ورنہ حالت نماز میں جو کہ تمام عبادت کا خلاصہ اور جامع ہے قرأت فاتحہ کے ہاتھ اٹھانا مشروع ہوتا۔ اس کے علاوہ یہ قیاس اسوقت درست ہوتا۔ جب کہ فاتحہ دینے والے صرف سورہ فاتحہ پڑہتے وقت ہاتھ اٹھایا کرتے اور سورہ اخلاص وغیرہ پڑھتے اور مردوں کا نام لیتے وقت ہاتھ چھوڑ دیا کرتے۔ چونکہ رواجاً اول سے آخر تک ہاتھ اٹھائے رکھتے ہیں اس لئے فاتحہ مروجہ اول سے آخر تک حکم واحد میں ہے۔ یعنی تمام مجموعہ دعا نہیں بلکہ عطا ہے جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا۔ پس اس صورت میں سورہ فاتحہ کو دعاء قرار دینا اور اس کی آڑ لینا بالکل ایسا ہے جیسا کہ ڈوبنے والا دریا میں تنکے کا سہارا ڈہونڈتا ہے۔ جو بے سود و لاحاصل ہے۔ بلکہ اگر کوئی اس رسم کا موید یہ کہے کہ میں تو صرف سورہ فاتحہ کو بطور دعا کے ہاتھ اٹھا کر پڑہتا اور اس کے بعد میت کی بخشش و مغفرت اللہ تعلی سے طلب کرتا ہوں جو خود دعا ہے اس کے لیے ہاتھ اٹھانا جائز و روا ہے۔ پھر بھی یہ عوت موافق قاعدہ شرعیہ کے درست نہیں کیونکہ شرعاً کھانے کو دعاء کیلئے قبلہ بنانا اور دعا کو حضوری طعام کے ساتھ مشروط کرنا جائز نہیں (وجہ ہفتم) یہ کہ اجابت دعا کے لئے احادیث صحیحہ کے مطابق تین قسم کے محل و موارد اور اوقات ثابت ہیں اور فاتحہ مروجہ ان تینوں اقسام سے خارج ہے۔ اول اوقات اجابت۔ مثل شب قدر شعبان ہو یا رمضان میں (اور روز عرفہ۔ اور ماہ رمضان، نیز شب جمعہ، اور آدہی رات کا وقت، اور آخری تنہائی رات، اور صبح صادق۔ اور جمعہ کے دن ایک ساعت مقبولیت وغیرہ دوسرے احوال اجابت دعاء یعنی دعا کن کن حالت میں مقبول ہوتی ہے، وہ یہ ہیں۔ ہر آذان کے بعد سے اقامت صلوٰت تک، اور بعد آذان سننے اور ختم نے کے، اور جہاد میں صف آرائی کرتے وقت، روزہ افطیار کرتے وقت، تلاوت قرآن مجید کے بعد متصل، اور جس وقت بارش ہو رہی ہو وغیرہ۔ تیسرے مکانات اجابت یعنی کن کن مکانات کو اجابت دعا کیلئے خصوصیت حاصل ہے، منجملہ ان کے اکثر مقامات حرم محترم و مکہ معظمہ مثل طواف، زیر میزاب، رحمت

خانہ کعبہ کی داخلی میں۔ چاہ زمزم پر، صفا مروہ کے میدان میں سعی صفا مروہ کی حالت، مقام ابراہیم میں۔
میدان عرفات میں اور مزدلفہ و منٰی میں، امرؔ جمعرات کرتے ہوئے وغیرہ۔ پس کہانے کو سامنے رکھکر دعا کرنا
اور قبولیت دعا کی آرزو کرنا، اور تینوں اقسام سے خارج اور سعی لاحاصل ہے (وجہ ہشتم یہ کہ حکم شرع
یہ ہے کہ جس وقت کہانا سامنے آئے فوراً بلا تاخیر کہانا شروع کردے، اسوقت توقف و تاخیر ناروا و ناجائز ہے
یہاں تک کہ اگر روٹی یا چاول مثلاً آگئے ہیں اور ابھی قلیہ یا شوربا وغیرہ نہیں پہنچا تو اس کا بھی انتظار نہ
کرے۔ جیسا کہ فتاوٰی بزازیہ میں ہے۔ لاینتظر الادام بعد حضور الطعام۔ یعنی کہانا آنے کے بعد سالن کا انتظار
نہ کرے بلکہ کہانا سامنے آئے پر نماز جماعت کو موخر کردینا جائز ہے۔ جیسا کہ مشکوٰۃ میں ہے۔ عن ابن عمر قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضع عشاء احدکم واقیمت الصلوٰۃ فابدء وا بالعشاء ولایعجل حتی یفرغ منہ وکان
ابن عمر یوضع لہ الطعام واقام الصلوٰۃ فلا یاتیہا حتی یفرغ منہ وانہ یسمع قراءۃ الامام متفق علیہ۔ یعنی حضرت عبداللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت تم میں سے کسی کے سامنے
شام کا کہانا رکھ دیا جائے اور عشاء کی نماز کی تکبیر اقامت کہدی جائے (عشاء اولیٰ ہو یعنی مغرب کی نماز یا
عشاء آخر۔ تو تم کہانے کو مقدم کہو اور باطمینان کھالو جلدی نہ کرو۔ یہاں تک کہ فارغ ہو جاؤ۔ اور عبداللہ
ابن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول تھا کہ جب ان کے سامنے کہانا آجاتا تھا اور جماعت کھڑی ہو جاتی تھی تو
وہ بغیر کھانا کھائے جماعت میں شریک نہ ہوتے تھے حالانکہ ان کے کانوں میں امام کی قرأت کی آواز آتی
رہتی تھی۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا، صورتِ مروّجہ فاتحہ خوانی میں کہانا سامنے
رکہا ہوا ہے۔ فاتحہ دینے والے کا انتظار ہو رہا ہے کھانا ٹھنڈا ہو جائے تو ان کی بلا سے خلاف سنت ہو تو
ہوا کرے مالکِ طعام نا خود کہانا کھلاتا ہے، نہ دوسروں کو کہانے کی اجازت دیتا ہے۔ خواہ اس میں گھنٹے
گذر جائیں۔ یہ تحدید سراسر زیادتی اور خلاف شریعت و بدعت ہے۔ پس ہر زمانے میں مسلمانوں پر لازم
اور فرض ہے کہ عوام الناس کی خلاف شرع رسموں کے پابند ہوں اور امور خلاف شرع پر اصرار نہ کریں
کیونکہ گناہ صغیرہ پر اصرار کرنے سے کبیرہ کا ارتکاب ہو جاتا ہے ۱۲ (م) انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں
ہزاروں آدمی رسومات کی پابندی سے وادی ضلالت میں گر کر ہلاک ہو گئے ہیں۔ معاذ اللہ منہا۔ اور جسوقت
کسی بات میں اختلاف ہو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کریں، جیسا کہ فرمایا
باری تعالیٰ نے، وان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول الایہ۔ یعنی اگر کسی شئی میں تمہارا باہمی تنازع
ہے کہلانے پر فاتحہ دلوانے کا رواج عموماً جمعرات کا ہے۔ یہ اس لئے نہیں کہ شب جمعہ مقبولیت دعا کا محل ہے بلکہ
ان لوگوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ جمعہ کی رات میں دنیا بھر کے مسلمان مردے اپنے اپنے زندہ عزیزوں کے گھر ثواب کی
امیدوار ہو کر آتے ہیں۔ چونکہ اس کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے نہیں اسلئے یہ خیال غلط اور بے بنیاد ہے رہا مقبولیت
دعا کا وقت جمعرات کا دن یا جمعہ کی رات کا ہونا۔ اس کی مرے سے نیت ہی نہیں اور الاعمل بالنیات اعمال کا۔۔۔

داد مدار نیت پر ہے وہ یہاں مفقود ہے۔ لہذا یہ بھی باطل ہوا۔ واللہ اعلم ۱۲ بندہ مترجم غفرلہ ۔ ہم نے اپنے اساتذہ
اور اکابر کو دیکھا کہ مجلسِ دعوت میں جب کھانا ان کے سامنے رکھا گیا تو ایک لقمہ سے ابتداء بالطعام کر دیتے تھے
کھانے کی اجازت کا انتظار نہ فرماتے تھے۔ تاکہ اس کی کراہیت شرعیہ سے بچ جائیں ۱۲ م) ماہو تو اللہ و رسول کی طرف
رجوع کرو۔ جو شخص سنت حضرت رسالت کی حبل المتین کو ایسے وقت مضبوط پکڑ لے گا جبکہ امت میں بدعات کا فساد رونما
ہو سو شہیدوں کا ثواب پائے گا۔ جیسا کہ مشکوٰۃ میں ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید۔ رواہ البیہقی فی کتاب الزہد یہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما

واللہ اعلم بالصواب

سید محمد حیدر علی شاہ سکندر میاں شاہ زبردست عبد الرحمن ان اللہ غفور رحیم عبد العلی محمد غفران محمد عمران

مہر مولانا مولوی۔ مہر مولوی۔ مہر مولوی۔ مہر مولوی۔ مولوی عبد الرحیم صاحب اخوند زادہ مہر مولوی مہر مولوی۔ مہر مولوی

عرض مترجم / اللہ اکبر اس ایک رسم فاتحہ مروجہ میں کسقدر مفاسد شرعیہ ہیں جن کو وجوہات کے ضمن میں بصراحت
بیان کیا گیا ہے۔ اسقدر موانع اور مفاسد کے ہوتے ہوئے کیا کوئی صاحب عقل سلیم اس کی اباحت کو بھی کم از
کم تسلیم کر سکتا ہے۔ حاشا و کلا ہرگز نہیں۔ بلکہ اس بدعت کو بدعت سیہ کہنا سراسر زیبا اور لائق ہے۔ اور بدعت
سیئہ کی توضیح خود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرما دی ہے جس سے کسی مسلمان کو انکار کی
جرات نہیں ہو سکتی۔ کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار۔ ہر نئی بات دین میں بدعت ہے۔ اور ہر بدعت
گمراہی اور ہر گمراہی کا ٹھکانا جہنم ہے۔ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا اللہ تعلی جزائے خیر دے
فاضل مجیب کو اور ان کے درجات قرب بیش از بیش بلند فرمائے۔ ایک رسم فاتحہ کے ضمن میں متعدد بدعات
کا مدلل و مفصل رد فرما دیا۔ جزاہ اللہ عنا و من سائر المسلمین ۱۲۔ احقر محمد احمد اللہ عمری مظفر نگری عفی عنہ

خاتمہ ترجمہ نقل عبارت ناقل فتوی ہذا ۔ ماہ صفر ۱۳۴۷ھ میں جناب مولوی محمود علی خانصاحب
ساکن شہر بریلی اور عنایت اللہ خاں ساکن موضع موہن پور متعلقہ قصبہ بیلی بھیت باہم متفق ہو کر خدمت میں
حضرت مولانا سید محمد حیدر علی صاحب رامپوری مرحوم و مغفور کے رام پور تشریف لائے اور حضرت مولانا موصوف
کے مکان پر قیام کیا اور ایک فتوی در بارہ فاتحہ مروجہ طعام حضرت مولانا کی خدمت میں پیش کیا مولانا
موصوف نے مفصل و مشرح جواب تحریر فرما کر دوسرے علماء مستند کی مہریں کرا کے اُن کو سپرد کر دیا
اس کی نقل مطابق اصل اس عاصی نے لکھوا کر اپنے پاس محفوظ رکھ لی۔ فقط۔
اوپر کی تحریر ترجمہ شدہ حافظ باقی محمد خاں صاحب عرف میانصاحب کی ہے۔ آپکے صاحبزادے حافظ عبد الرحیم
خاں صاحب قصبہ ٹانڈہ بادلی متعلقہ رام پور سٹیٹ ضلع مراد آباد کی مسجد میاں والی میں جو آپ کے والد کے نام
سے مشہور ہے۔ امام اور معلم ہیں حافظ صاحب موصوف نہایت خلیق اور مہمان نواز ہیں قصبہ کا ہر چھوٹا بڑا باپ
کی برابر آپکی عزت کرتا ہے۔ سیکڑوں حافظ آپکے شاگرد ہیں۔ آپکے والد میانصاحب علاقہ صوات بنیر پشاور کے رہنے

نسباً شیخ علوی تھے آپکا سلسلۂ نسب محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ تک حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے۔ بوجہ ولایتی اور افغانستانی ہونیکے پٹھان اور افغان مشہور ہوگئے نوعمری میں وطن ترک کرکے ہندوستان تشریف لائے۔ حضرت امیر المومنین میر سید احمد صاحب مجدد سیزدہم صدی قدس سرہٗ سے مرید ہوکر اس قصبہ میں اقامت فرمائی۔ چند ہی روز میں اسقدر ہر دلعزیز ہوئے کہ آپکی مسجد جسمیں آپ امامت کراتے تھے آجتک مسجد میاں والی مشہور ہے۔ ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست ✻ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء۔ قصبہ ٹانڈہ مسلمان بنجاروں کی بستی اور مراد آباد کے گوشۂ شمال مشرق میں اس سڑک پر واقع ہے جو کاشی پور ہوتی ہوئی نینی تال چلی گئی۔ کسی زمانہ میں کفر و شرک کا ماوٰی و مسکن تھا۔ یہاں کے باشندوں کی زبانی معلوم ہوا کہ کوئی گھر نہ تھا جسمیں ہولی دیوالی وغیرہ ہندوانی تیوہار نہ منائے جاتے ہوں صرف بت پرستی نہیں تھی مگر گور پرستی اور پیر پرستی عام تھی۔ اللہ تعالیٰ جزاء خیر اور مدارج علیا عطا فرمائے حضرت میانصاحب موصوف کو کہ آپکے فیض صحبت اور تبلیغ و ہدایت سے دفعۃً قصبے کی کایا پلٹ گئی۔ وہ بستی جو کفر و شرک کا صنم خانہ بنی ہوئی تھی الحمد للہ آپکی برکت سے کعبۂ توحید بن گئی۔ مسلمانوں کا کوئی گھر نہیں جو حضرت میانصاحب کا مداح اور ثنا خواں نہ ہو۔ آج آپکے اور آپکے خلف صالح عبد الرحیم صاحب کے باقیات صالحات سے صدہا حافظ اور متعدد عالم قصبہ میں نظر آتے ہیں۔ ایک مدرسہ و یتیم خانہ صرف اہل قصبہ کی امداد سے جاری ہے جسمیں تمام ضروری دینی تعلیم قصبہ کے بچوں اور بیرونی لاوارث طلبا کو دیجاتی ہے۔ پردہ کا رواج عام ہے۔ الاماشاء اللہ کوئی بوڑھی بڑی عورت باہر نہیں نظر آتی عقائد میں پکے حنفی اور متبع سنت نبوی حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ کے کثرت سے مرید ہیں حالانکہ اس قصبہ کے اطراف و جوانب میں وہی پرانی لکیر کے فقیر مسلمان بدعتی اس کثرت سے ہیں کہ العظمۃ للہ فی الحقیقت حفت الجنۃ بالمکارہ کا نقشہ یہیں نظر آرہا ہے اللّٰھم زد فزد۔ سعدی رحمۃ اللہ کا قول ہر جا کہ گلے است خار است وجائے کہ گنجے است مار است یہاں پر صادق ہو رہا ہے۔ یہ سب اس فتوے کے ناقل حافظ باقی محمد خانصاحب کے اخلاص کا نتیجہ ہے۔ واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

كتاب الطهارة

بیوی سے ہمبستری ہوئی صبح کو وہ حائضہ ہوگئی تو غسل جنابت فرض نہیں ہے ختم حیض پر غسل کرے

سوال ۵۵۳۔ ایک شخص اپنی بیوی سے ہمبستر ہوا صبح کو اس کی بیوی حائضہ ہوگئی تو اس کی بیوی پر غسل جنابت فرض ہے یا نہ

الجواب۔ غسل جنابت اس پر فرض نہیں رہا حیض سے پاک ہوکر غسل کرے فقط

اگر ایک تالاب میں ناپاک پانی موجود ہے اور بارش کی وجہ سے بہت سا پانی جاملا مگر کچھ حصہ پانی تالاب سے نہ نکلا تو یہ پاک ہے

سوال ۵۵۴۔ ایک تالاب میں ناپاک پانی موجود ہے بارش ہوئی اور پانی پاک اوپر سے آیا اور ناپاک پانی کو جو ایک کنارے تالاب کے تھا دھکا لگا کر دوسرے کنارے تک لے گیا پھر بکثرت پانی سے بھر گیا مگر کچھ حصہ پانی کا تالاب سے باہر نہیں نکلا۔ پانی پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب۔ وہ پانی پاک ہوگیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

شامی کی ایک عبارت کا مطلب

سوال ۵۵۵۔ عبارت شامی مندرجہ ذیل کا کیا مطلب ہے بان یدخل

من جانب ويخرج من آخر حال دخوله وان قل الخارج قال ابن الشحنة لانه صار جاريا حقيقة ويخرج بعضه وقع الشك في بقاء النجاسة الخ **الجواب**۔ یہ عبارت شامی کی درمختار کے اس قول کی شرح میں ہے۔ ثمه المختار طهارة المتنجس بمجرد جريانه قوله بمجرد جريانه اى بان يدخل من جانب ويخرج من آخر. مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر ایک طرف سے پانی داخل ہو اور دوسری طرف سے اسی وقت نکلے۔ اگرچہ نکلنے والا قلیل ہو ابن شحنہ فرماتے ہیں کہ وجہ پاک ہونے کی یہ ہے کہ وہ پانی جاری ہوگیا۔ حقیقۃً اور بعض ناپاک پانی کے نکلجانے سے بقاء نجاست میں شک ہوگیا۔ پس شک کے ساتھ نجاست کے بقاء کا حکم نہ کیا جاوے گا فقط واللہ تعالیٰ علم عزیز الرحمن۔

جو رطوبت زخم سے باہر نہ ہو اور سائل نہ ہو اس سے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ کپڑے ناپاک ہوتے ہیں

سوال ۵۵۶۔ بواسیر کی پھنسی بعد مواد نکلنے کے مثل داد کے ہوجاویں۔ اور اندر ان کے رطوبت ہو مگر سائل نہ ہو۔ البتہ اٹھتے بیٹھتے وقت کپڑے کو لگتی ہو تو اس میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور کپڑا ناپاک ہوتا ہے یا نہیں۔ **الجواب**۔ جو رطوبت زخم سے باہر نہ تھی اور سائل نہ ہو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا كذا في كتب الفقه اور کپڑا بھی ناپاک نہیں ہوتا کیونکہ قاعدہ کلیہ فقہاء لکھتے ہیں ماليس بحدث ليس بنجس پس جو صورت آپ نے تحریر فرمائی ہے اس میں نہ وضو ٹوٹتا ہے۔ نہ کپڑا ناپاک ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ علم عزیز الرحمن

زخم کی جو رطوبت خواہ دبنے سے نکلے یا دبانے سے وضو ٹوٹتا ہے

سوال ۵۵۷۔ زخم ایسے موقع پر ہے کہ نشست و برخاست سے دبتا ہے جو رطوبت دبنے کی وجہ سے نکلے وہ ناقض وضو ہوگی یا نہ۔ قصداً دبانے یا بلاقصد دبنے میں کوئی فرق ہے یا نہ۔ **الجواب**۔ دبنے یا دبانے سے اگر رطوبت سائلہ نکلے جو کہ موقع زخم سے باہر بہ جاوے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر نکلکر زخم ہی میں رہی تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ الغرض بلاقصد دبجانے یا قصداً دبانا برابر ہے اگر خود دب کر بہنے والی رطوبت باہر نکل آوے جو دبا کر نکالی جاوے اور وہ بھی زخم سے باہر تک بہ جاوے تو وضو ٹوٹ جاوے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ علم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

ہاتھ پیر دل میں جب زخم ہو تو مسح کی کیفیت اور حکم

سوال ۵۵۸۔ جب ہاتھ پیر میں زخم ہو اور پانی لگانے سے اندیشہ بڑھنے کا ہو تو کس طریق سے مسح کرے۔ زخم کے آس پاس خشک جگہ تو ضرور رہے گی اگر پہلے رکھا ہوا ہے تو کیا پھاہا پر مسح کرے۔ اور اگر اس پانی کے اندر جانے کا اندیشہ ہو تو کیا آس پاس مسح کرلیوے اور اس کا کیا طریق ہے اور اگر پٹی زخم سے زیادہ جگہ پر ہو تو کس طرح مسح کرے اور حاجت غسل میں کیا کرے۔ **الجواب**۔ جبکہ دھونے سے اندیشہ زخم کے بڑھنے کا ہو تو اس پر مسح درست ہے مسح میں تر ہاتھ پھیرنا ہوتا ہے اس جگہ پر اول تو یہ حکم ہے کہ اگر بلا پٹی پھاہا کے تر ہاتھ پھیرنے میں کچھ اندیشہ نہ ہو تو بلا پٹی پھاہا کے اس جگہ پر تر ہاتھ پھیرے۔ اگرچہ بعض بعض موقع اس میں خشک رہ جاوے اور بلا پٹی وغیرہ مسح کرنے میں زخم کا خوف ہے تو پٹی یا پھاہا پر ہاتھ پھیرے آس پاس کی جگہ خشک رہنے سے کچھ حرج نہیں ہے۔ ہاتھ سب جگہ پھیرے۔ اگرچہ پانی کہیں لگے اور کہیں نہ لگے جیسا کہ مسح میں ہوتا ہے

تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور پٹی اگرچہ موقع زخم سے زیادہ ہو تمام پٹی پر مسح کرے تو کچھ حرج نہیں اور غسل کی ضرورت ہو تب بھی یہی حکم ہے کہ زخم کی جگہ مسح کرے۔ جیسے اوپر مذکور ہوا اور باقی بدن کو دھو وے اور پانی بہاوے۔ فقط واللہ اعلم

چشمہ دار کنوئیں میں حیوان گر کر مرجائے تو اس کی طہارت کا طریقہ

سوال ۵۵۹۔ ایک چاہ چشمہ دار ہے جس میں دو ڈھائی بانس پانی ہوگا ایک بھنگی جس کا بدن اور کپڑے نجس تھے گر کر مرگیا دوسرے روز اس کو نکالا گیا۔ اب کس قدر پانی نکالنے کے بعد چاہ مذکور پاک ہوگا **الجواب**۔ اس صورت میں دو سو سے دو سو تک وجوباً اور تین سو استحباباً ڈول تک پانی نکالنے سے چاہ پاک ہوگا۔ جزم بہ فی الکنز والملتقی وہو مروی عن محمد وعلیہ الفتوی۔ خلاصہ وتاتارخانیہ عن النصاب وہو المختار معراج عن العتابیہ وجعلہ فی غایۃ روایۃ عن الامام وہو المختار والایسر کما فی الاختیار وانا دفی النہرانہ المتین واجتبان والمائۃ الثالثۃ مندوبۃ الخ شامی فقط۔ واللہ تعالی اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

جس کنوئیں میں جانور مرجائے اور ریزہ ریزہ ہوجائے تو اسکو اتنے دن چھوڑ دے کہ ہڈی گوشت مٹی گارا بن جائے پھر سارا پانی نکالدے

سوال ۵۶۰۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ایک کتا چاہ مسجد میں کہ جس میں زیادہ بیس ہاتھ پانی ہے اور کتے کو گرے ہوئے ڈیڑھ ماہ کا عرصہ ہوا جس میں جھام لگوائی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوکر نکلیں تو احتمال ہے کہ ضرور اس میں ہڈیاں کتے کی باقی ہوں گی اور پانی بھی دو ہاتھ کم ہوگیا تھا۔ بالکل تمام پانی نہیں نکل سکتا اب شریعت کا کیا حکم ہے کس طرح وہ چاہ پاک ہوسکتا ہے پانی اس کا خوب نکلوا دیا جاوے۔ اور ہڈی باقی رہ جاوے تو اس کا کیا حکم ہے **الجواب**۔ ایسے چاہ کے پاک ہونے کی صورت فقہاء نے یہ لکھی ہے کہ اس چاہ کو اتنے عرصہ تک کو چھوڑ دیا جاوے کہ اس کتے کی ہڈیاں وگوشت و پوست گل کر مٹی اور گارا ہوجاوے اور بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ چھ مہینہ تک اس کو چھوڑ دیا جاوے اس کے بعد کل پانی اس کا نکالدیا جاوے اور کل پانی نکالنا دشوار ہو تو بوجہ چشمہ دار ہونے چاہ کے تو دو سو ڈول سے تین سو تک نکالنے سے چاہ پاک ہوجائے گا۔ کما فی رد المختار بنزح کل مائہا بعد اخراجہا الا اذا تعذر کخشبۃ او خرقۃ متنجسۃ فینزح الماء الی حد لا یملاء نصف الدلو یطہر الکل تبعا الخ وفی الشامی واشار بقولہ متنجسۃ الی انہ لابد من اخراج عین النجس کلحم میتۃ الخ قلت فلو تعذر ایضا فی القہستانی عن الجواہر لو وقع عصفور فیہا فعجزوا عن اخراجہ فما دام فیہا فنجسۃ فتترک مدۃ یعلم انہ استحال وصار حماۃ وقیل مدۃ ستۃ اشہر الخ۔ شامی۔ لیکن جبکہ علۃ طہارتہ استحالہ ہے۔ یعنی مٹی وگارا ہوجانا اس جانور کا تو ظاہر ہے کہ ہر ایک جانور کیلئے بقدر چھوٹے بڑے ہونے کے مدت مختلف ہوگی۔ اور یہ صورت بھی طہارت آب چاہ ہوسکتی ہے کہ جھام لگا کر اس کی مٹی نکلوائی جائے جب بظن غالب ہڈیاں اس کی نکل جاویں اور گوشت و پوست کا مٹی ہوجانا معلوم ہوجائے تو پانی اس کا نکلوا دیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

بہشتی زیور میں جو لکھا ہے کہ سانپ اور چوہے کی کھال پاک نہیں ہوتی دباغت سے یہ موافق کتب فقہ کے ہے

سوال ۵۶۱ بہشتی زیور میں جو لکھا ہے کہ سانپ اور چوہے اور سور کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی۔ اور سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ کتب فقہ میں ہے یطہر الجلد بالدباغت الا الخنزیر والآدمی۔ تو چوہے کی کھال اس بنا پر پاک ہونی چاہیئے وہ صحیح ہے یا نہ۔ **الجواب**۔ مسئلہ مرقومہ بہشتی زیور صحیح ہے اور عبارت کتب فقہ وکل اھاب اذا دبغ فقد طہر الخ۔ کے منافی نہیں ہے کیونکہ یہ امر تو ظاہر ہے کہ دباغت سے کل کھالیں سوائے انسان وخنزیر کے پاک ہو جاتی ہیں۔ رہا سانپ و چوہے کی کھال کا دباغت سے پاک نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ان میں بسبب صغر دباغت ممکن نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار واما لا تحتملہا فلا دعلیہ فلا یطہر جلد حیۃ صغیرۃ وفارۃ الخ۔ پس نہ ہوگی پاک چھوٹے سانپ اور چوہے کی کھال الخ۔ یعنی جبکہ اثر دباغت حقیقی وحکمی بوجہ صغر قبول نہیں کرتیں تو پاک بھی نہیں ہوتیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

نجس تیل صابن بنانے سے پاک ہو جاتا ہے

سوال ۵۶۲۔ بہشتی گوہر میں لکھا ہے کہ ناپاک تیل کا اگر صابن بنا لیا جاوے تو پاک ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہ **الجواب**۔ یہ مسئلہ در مختار جلد اول صفحہ ۲۱ مطبوعہ مجتبائی میں بایں عبارت مذکور ہے۔ ویطہر زیت تنجس بجعلہ صابونًا الخ۔ اور وجہ اس کی پاک ہونے کی انقلاب عین ہے۔ شامی میں اسی قول کے تحت میں مذکور ہے۔ وعلیہ یتفرع بالو وقع انسان وکلب فی قدر الصابون فصار صابونًا یکون طاہرًا لتبدل الحقیقۃ الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

اگر کلی کرنے میں منہ سے خون نکلتا ہو تو کلی چھوڑ دینا چاہیئے

سوال ۵۶۳۔ ایک شخص کلی کرتا ہے تو اس کے منہ سے خون نکلتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد بند ہو جاتا ہے۔ تب وہ وضو ختم کرتا ہے۔ چونکہ کلی کرنے سے وضو ٹوٹنے کا اندیشہ ہے اس لئے اگر وہ کلی نہ کرے اور نماز پڑھے تو درست ہے یا نہ

الجواب۔ ایسے حالت میں کلی نہ کرنا درست ہے۔ بدون کلی کے نماز صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حیض ونفاس کے بعد جو سفیدی آتی ہے اگر فرج داخل سے ہے تو ناپاک ہے

سوال ۵۶۴ حیض اور نفاس سے فارغ ہو کر جو سفیدی آتی ہے وہ اگر کپڑے کو یا بدن کو لگ جاوے تو بدن وکپڑا پاک رہے گا یا نہ:

الجواب۔ رطوبت فرج خارج پاک ہے واما رطوبۃ الفرج الخارج فطاہرۃ اتفاقاً در مختار اور رطوبت فرج داخل ناپاک ہے۔ ومن وراء باطن الفرج فانہ نجس قطعاً در مختار پس اگر وہ سفیدی پانی اندر سے آیا ہے تو وہ ناپاک ہے۔ اگر قدر درہم سے زیادہ بدن یا کپڑے کو لگ جاوے تو دھونا چاہیے۔ فقط

پیپ کہ زخم سے باہر نہ ہو وہ پاک نہیں اور نجاست کم از درہم اگر کپڑے پر لگ گئی پھر پانی کی وجہ سے پھیل گئی تو مانع صلوٰۃ نہیں

سوال ۵۶۵۔ اگر کوئی نجاست مثلاً پیپ لہو وغیرہ کپڑے کو لگ جاوے مگر مقدار درہم سے کم لگے یا بطور کہ ابھی وہ زخم کے منہ سے بہ کر علیحدہ بھی نہیں ہوئی تھی کہ فوراً پاجامہ کو لگ گئی اور پھر پانی پڑ کر مقدار درہم کی برابر یا اس سے زائد ہو گئی۔ تو کپڑا پاک ہے یا نہ۔ اور بدن بھی پاک ہے یا نہیں

الجواب جو پیپ زخم سے باہر نہیں بہی وہ ناپاک نہیں۔ اگر کپڑے یا بدن کو لگ جاوے اگرچہ مقدار درہم سے زیادہ ہو کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہوگا۔ وہ اگر پانی پڑکر زیادہ بھی ہو جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے جیساکہ درمختار میں ہے۔ وکل مالیس بحدث لیس بنجس الخ۔ اور نجاست اگر درہم سے کم بدن یا کپڑے کو لگی اور پانی لگ کر زیادہ ہو جاوے تو وہ مانع عن الصلوٰۃ نہیں ہے۔ کما فی الشامی وان کثر باصابۃ الماء الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

کنویں میں نجس چیز اگر واقع ہو جائے اور معلوم نہ کہ کب پڑی ہے اسکا

سوال ۵۶۶۔ ماتت فارۃ فی البئر ثم عجن من ہذا الماء او من ماء الذی نزح قبل ہذا العلم ہل یوکل ہذا العجین ام لا۔

الجواب۔ قال فی الدر المختار وقال من وقت العلم فلا یلزمہم شیء قبلہ وفی رد المحتار قولہ فلا یلزمہم ای فی اصحاب البئر شیء من اعادۃ الصلوٰۃ او غسل ما اصابہ ماءہا کما صرح بہ الزیلعی الخ۔ وفیہ قال فی فتاوی الفتاوی قولہما ہو المختار۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قول صاحبین رح کے موافق جو کہ مختار و مفتی بہ ہے حکم اس عجین کا جو قبل از علم وقوع نجاست اس پانی سے گوندھا گیا طہارت وحلت اکل ہے فقط

مستعمل جوتا کنویں سے نکالنا چاہیے اور حکم اسکا

سوال ۵۶۷۔ اگر جوتہ کنوئیں میں گر جاوے تو اس کا نکالنا کنوئیں سے ضروری ہے یا نہیں

الجواب۔ مستعمل جوتہ کا کنوئیں سے نکالنا چاہیئے۔ پھر اگر اس پر پلیدی معلوم ہو تو پانی کنوئیں کا نجس ہے کنوئیں سے حسب قاعدہ پانی نکالنا چاہیے اور اگر پلیدی معلوم ہو تو پانی ناپاک نہیں ہے فقط

زمین نجس پر جب پانی ڈالدیا جاوے اور جاری ہو جائے قدر ذراع تو زمین پاک ہو جاتی ہے

سوال ۵۶۸۔ نجس زمین پر اگر پاک پانی زیادہ بہا دیا جاوے تو زمین پاک ہو جائے گی یا نہیں

الجواب۔ زمین پاک ہو گئی۔ اور پانی بھی پاک ہے کما فی الشامی عن الذخیرۃ اذا صب علیہا الماء فجری قدر ذراع طہرت الارض والماء طاہر بمنزلۃ الماء الجاری۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو کپڑا بارش میں پڑا ہوا ہو اور بہت پانی اسپر پڑ جائے تو بغیر نچوڑنے کے پاک ہو گیا

سوال ۵۶۹۔ جو کپڑا نجس ہے اگر وہ تمام برسات صحن میں دیوار پر پڑا رہا اور کبھی نچوڑا نہیں گیا یا ناپاک کپڑے پر اسقدر پانی ڈالا گیا کہ زائل نجاست ہو گیا مگر کپڑا نچوڑا نہیں گیا۔ تو ان صورت میں کپڑا پاک ہوا یا نہیں

الجواب وہ کپڑا پاک ہو گیا۔ کما فی الدر المختار او لو غسل فی غدیر او صب علیہ ماء کثیر او جری علیہ الماء طہر مطلقاً بلا شرط عصر وتجفیف وتکرار غمس ہو المختار۔ فقط واللہ اعلم

آنکھ دکھنے میں جو آنسو نکل آتے ہیں فتح القدیر کی تحقیق کی بنا پر جب تک پیپ ہونا اسکا ظاہر نہ ہو ناقض وضو نہیں اگرچہ درمختار میں مطلقاً ناقض قرار دیا ہے

سوال ۵۷۰۔ آنکھ دکھنے میں جو آنسو نکل آتے ہیں وہ پاک ہیں یا نہیں۔

الجواب درمختار میں لکھا ہے کہ وہ آنسو پانی وغیرہ جو

دکھنی آنکھ سے نکلے ناقض وضو ہے تو اس سے نجس ہوتا ہے۔ مگر صاحب فتح القدیر کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک پیپ ہونا اس کا ظاہر نہ ہو ناقض وضو نہیں کما قال الفقہاء ما لیس بحدث لیس بنجس۔ فقط

گندک کو اگر پیشاب میں پکایا جاوے پاک نہیں ہوتا۔ کما فی الشامی

سوال ۵۷۱۔ اگر گندک کو پیشاب میں پکائی جاوے اور اسکو اتنا پکاوے کہ پیشاب باقی نہ رہے تو وہ گندک پاک ہو جاوے گی یا نہیں

الجواب۔ وہ گندک کبھی پاک نہ ہوگی۔ کما فی الشامی والخانیۃ اذصب الطباخ فی القدر مکان الخل خمرا غلطاً فالکل نجس لا یطہر ابداً وما روی عن ابی یوسف انہ یغلی ثلاثا لا یوخذبہ وکذا الحنطۃ اذطبخت فی الخمر لا تطہر ابداً الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

سانپ کا تیل نجس مغلظ ہے

سوال ۵۷۲۔ سانپ کا تیل پاک ہے یا ناپاک۔

الجواب۔ سانپ کا تیل نجس مغلظ ہے۔ اگر بدن پر مقدار درہم سے زیادہ لگایا جاوے تو بدون دھونے کے پاک نہ ہوگا۔ اور نماز نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اعضاء وضو کو رومال سے پوچھنا درست ہے

سوال ۵۷۳۔ وضو کرکے رومال سے منہ پوچھنا درست ہے یا نہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جب ریش کا پانی زمین پر گرتا ہے تو فرشتوں کو اٹھانے میں تکلیف ہوتی ہو یہ کہاں تک صحیح ہے

الجواب۔ اعضائے وضو کو رومال سے پوچھنا مستحب اور آداب میں سے ہے۔ درمختار میں ہے۔ ومن الآداب تعاہد موقیہ وکعبیہ الخ۔ التمسح بمندیل الخ۔ اور شامی نے اس میں زیادہ تفصیل کی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ رومال سے پوچھنا مکروہ نہیں ہے۔ بلکہ جائز ہے اور منہ کا پوچھنا درست ہے اور ریش کا بھی اور اگر نہ پوچھا جاوے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ اور یہ قول کہ ریش کا پانی گرنے سے فرشتوں کو اس کے اٹھانے میں تکلیف ہوتی ہے بے اصل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

کتاب الصلوٰۃ

اگر کوئی شخص پہلے سلام کے ختم ہوتے ہوئے دوسرے سلام کے ختم ہونے سے پہلے جماعت کے شریک ہو اجماعت کا ثواب نہیں ملتا

سوال ۵۷۴۔ اگر کوئی شخص جماعت میں دوسرے سلام کے ختم ہونے سے پہلے اور پہلے سلام کے بعد شریک ہو جاوے تو اس کو جماعت کا ثواب ہوگا۔ یا نہیں

الجواب۔ وہ شخص جماعت میں شریک نہیں ہوا۔ اور نہ جماعت کا ثواب اس کو نہیں ملا۔ درمختار میں ہے وتنقضی قدوۃ بالاول الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

داڑھی کے متعلق شرعی فتویٰ

سوال ۵۷۵۔ زید عالم شریف النسب ہے مگر ڈاڑھی قصر کراتا ہے تو زید کی امامت درست ہے یا نہ۔ اور ڈاڑھی کس قدر رکھنی چاہیے

الجواب۔ وعن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین اوفروا اللحی واحفوا الشوارب وفی روایۃ انہکوا الشوارب واعفوا اللحی متفق علیہ اس حدیث سے داڑھی کا چھوڑنا اور زیادہ کرنا اور موچھ کتروانا اور کم کرانا ثابت ہوا اور داڑھی کا منڈوانا اور کتروانا جبکہ داڑھی قبضہ سے زیادہ نہ ہو حرام ہے۔ پس اگر زید مرتکب فعل حرام کا ہے کہ قبضہ سے کم داڑھی کو کترواتا یا منڈواتا ہے تو وہ فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ زید میں اگر سب باتیں موافق شرع کے ہیں لیکن ایک بات میں خلاف اور فعل حرام کا مرتکب ہے تو وہ فاسق ہے۔ اور اس کو چاہیئے کہ اس فعل حرام سے بھی توبہ کرے اور داڑھی اور کترواتے۔ البتہ اگر قبضہ سے زیادہ ہو تو زیادہ کتروانا فقہاء نے جائز لکھا ہے فقط۔

درمابین سنت وفرض کلام دنیاوی ثواب کم کرتا ہے

سوال ۵۷۶ ھل الکلام الدنیوی بین السنۃ التی قبل الظہر والتی قبل الفجر وبین فرضہما مفسد للسنۃ ام موجب لانحطاط ثواب السنۃ ام وایضاً الاکل والشراب۔

الجواب موجب لنقص الثواب لا مفسد لما قال فی الدر المختار ولو تکلم بین السنۃ والفرض لا یسقطہا ولکن ینقص ثوابہا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

وتر کے متعلق ایک فتویٰ

سوال ۵۷۷۔ زید نے عشاء کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی اب وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ زید کا قول ہے کہ شامی میں لکھا ہے کہ وہ شخص وتر کو جماعت سے نہ پڑھے۔

الجواب صورت مسئولہ میں شامی میں بیشک ایسا ہی نقل فرمایا ہے جیسا کہ مجیب اول زید نے نقل فرمایا لیکن طحطاوی نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ جس نے عشاء کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی وہ وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے۔ حیث قال قولہ فلیراجع قضیۃ التعلیل فی المسئلۃ السابقۃ لقولہم لانہا تبع ان یصلی الوتر بجماعۃ فی ہذہ الصورۃ لانہ لیس تبع للتراویح ولا للعشاء عند الامام رحمۃ اللہ تعالیٰ حلبی طحطاوی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

ترجیع اذان میں کیا ہے

سوال ۵۷۸ اذان ترجیع کے ساتھ کہنا افضل ہے یا بلا ترجیع

الجواب۔ عند الحنفیہ اذان ترجیع نہیں ہے بلکہ در مختار میں فرمایا کہ ترجیع مکروہ ہے۔ ولا ترجیع فانہ مکروہ ملتقے۔ شامی نے فرمایا کہ مکروہ تنزیہی مراد ہے اور یہ بھی شامی ہے۔ لاتفاق الروایات علی ان بلالاً لم یکن یرجع وما قیل انہ رجع لم یصح ولانہ لیس فی اذان الملک النازل من السماء بجمیع طرقہ الخ وما روی من الترجیع فی اذان ابی محذورۃ یعارضہ ما رواہ الطبرانی الخ فقط۔

فرض مغرب سے پہلے دو رکعت نفل مکروہ ہیں

سوال ۵۷۹۔ فرض مغرب سے پہلے دو رکعت نفل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پڑھنا ثابت ہے یا نہیں

الجواب۔ فرض مغرب سے پہلے دو رکعت نفل مکروہ ہیں کیونکہ اس میں تاخیر فرض مغرب لازم آتی ہے شامی میں ہے۔ وروی محمد عن ابی حنیفۃ عن حماد انہ سئل ابراہیم النخعی عن الصلوٰۃ قبل المغرب

قال فنہی عنہا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر لم یکونوا یصلونہما الخ

ثم اجاب عما ورد من فعل بعض الصحابۃ ومن امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصلاتہما لانہ اذا اتفق الناس علی ترک العمل بالحدیث المرفوع لایجوز العمل بہ لانہ دلیل ضعفہ الخ شامی فقط

اقتداء حنفی کا شافعی کے پیچھے درست ہے | **سوال ۵۸۰** شافعی المذہب کی اقتداء امام حنفی المذہب کے پیچھے

اہل حرمین کا اس پر عمل ہے | درست ہے یا نہ۔ ایک شخص اقتداء شافعی المذہب امام حنفی کے پیچھے ناجائز بتلاکر عدم جواز پر عبارت ذیل کا حوالہ درج کر کے ایک خط بذریعہ رجسٹری بھیجدیا ہے جس سے آپس میں تفرقہ پڑگیا ہے۔ وہ عبارت یہ ہے۔ قال شیخنا ابن حجر الھیثمی تبعا لشیخہ اندگری الانصاری وکذا لو کان الامام لایعتقد وجوب بعض الارکان او الشروط وان اتاہا لانہ یقصد بہا النفلیۃ وہو مبطل عندنا کما فی فتح المعین الخ

الجواب مذہب حنفیہ میں اس بارہ میں تحقیق یہ ہے کہ اقتداء حنفی بامام شافعی المذہب جائز ہے اور معتبر عند الشافعیہ بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی اقتداء شافعی بامام حنفی درست ہے اور جس قسم کی روایت اس شخص منکر نے لکھکر بھیجی ہے۔ اس قسم کی روایت مذہب حنفیہ میں بھی ہیں۔ مگر وہ معتبر نہیں ہیں۔ اسی قبیل سے یہ روایت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ علمائے حرمین کا عمل اس کے خلاف ہے وہاں برابر شوافع حنفیہ کا اور حنفیہ شوافع کا اقتداء بلا انکار کرتے ہیں باقی روایت ہر قسم کی ہوتی ہیں مگر اعتبار محققین کے قول کا ہے پس ایسی روایت سے کچھ تردد جواز اقتداء شافعی بامام حنفی نہ ہونا چاہیے۔ پوری تفصیل کتب مذہب شافعیہ کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ جو زیادہ یہاں موجود بھی نہیں ہیں۔ اور دیکھنے کی فرصت بھی نہیں فقط واللہ سبحانہ وتعالی اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

بچوں کا صف میں کھڑا ہونا | **سوال ۵۸۱**۔ بے ریش لڑکوں کا صف میں کھڑا ہونا کیسا ہے۔

الجواب۔ نابالغ لڑکوں کو مردوں سے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے۔ لیکن اگر ایک لڑکا ہو تو اس کو مردوں کے برابر صف میں کھڑا ہونا درست ہے۔ درمختار میں ہے۔ ثم الصبیان ظاہرہ تعددہم فلو واحدا دخل الصف وہکذا فی الشامی۔ فقط واللہ تعالی اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

سجدہ تلاوت کے متعلق | **سوال ۵۸۲** تاخیر سجدہ تلاوت جائز است یا نہ۔

الجواب اقول وباللہ التوفیق قال فی الدر المختار وہی علی التراخی علی المختار وفی الشامی قولہ یجب ای موسعا الخ شامی۔ فثبت ان الصحیح فی سجدۃ التلاوۃ ہو الوجوب علی التراخی وان کان الافضل ہو الاداء علی الفور کذا فی الدر المختار ویکرہ تاخیر ہا تنزیہا فقط واللہ اعلم

نماز میں سونیکا مسئلہ | **سوال ۵۸۳**۔ نماز میں کوئی شخص اس طرح سو گیا جو مفسد صلوۃ نہیں

اور اس اثناء میں بقدر سہ تسبیح ادائے فرض میں تاخیر ہوگئی تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں۔

الجواب۔ قال فی الدالمختار فان آتی بہا او باحدہا بان قام او رکع او سجد او قعد الا خیرنا سیا لا یعتد بما آتی بہ بل یعیدہ وہل یسجد لتاخیر الرکن الظاہر نعمہ۔ عبارت شامی مندرجہ بالائے سے معلوم ہوا کہ سجدہ سہو لازم ہونا چاہیے۔ فقط واللہ تعلی اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

نماز قصر کا حکم | **سوال ۵۸۴**۔ اگر پیمایش کرتے ہوئے آس پاس کے گاؤں میں پھرنا ہو اور جائے قیام سب جگہ تین منزل سے کم ہے۔ اور پیمایش کرتے ہوئے کبھی اس گاؤں سے اس گاؤں میں۔ اور اس سے تیسرے اور چوتھے میں تو اس طرح فاصلہ بہت سے گاؤں کا تین منزل سے زیادہ ہوجائے گا۔ یا کچھ معلوم نہ ہو تو نماز کے قصر کا کیا حکم ہے

الجواب۔ اس طرح پیمائش میں پھرنے سے۔ جب کے اول ارادہ تین منزل کے سفر کا نہیں ہے یا معلوم نہیں ہے اگرچہ پھرتے پھرتے زیادہ ہوجاوے نماز کے قصر کا حکم نہیں ہے۔ نماز پوری پڑھنی چاہیے فقط

امام نے بجائے لما قطون کے لنا قطون پڑھا نماز ہوگئی | **سوال ۵۸۵**۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام نے پہلی رکعت میں مقدار دس آیت کے بعد سہواً بجائے لما قطون کے لنا قطون پڑھا ہے اس صورت نماز فاسد ہوگی یا نہیں

الجواب۔ نماز ہوگئی فقط واللہ تعلے اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے | **سوال ۵۸۶**۔ ایک مسجد کا در اور ستون ایسا ہے کہ امام اگر ان دونوں جگہوں میں کھڑا ہو کر نماز پڑھاوے تو مقتدی بخوبی امام کو دیکھ سکتے ہیں۔ تو ایسی دونوں جگہوں میں نماز پڑھنا کیسا ہے آیا مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی

الجواب۔ قال فی الشامی والاصح ما روی عن ابی حنیفۃ انہ قال اکرہ ان یقوم بین الساریتین الخ اس سے معلوم ہوا کہ امام کو در یا محراب میں اس طرح کھڑا ہونا کہ قدم بھی باہر نہ ہوں مکروہ ہے اور مراد مکروہ سے کراہت تنزیہی ہے۔ فقط واللہ تعلی اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

وطن اصلی میں اگرچہ نیت پندرہ دن کی نہ ہو مگر پوری نماز ادا کریگا اور وطن اقامت میں پندرہ دن کی نیت اقامت کرنے | **سوال ۵۸۷**۔ ایک شخص نے کسی وجہ سے اپنے اہل و عیال کو الف شہر سے ب شہر کو بھیج دیا۔ اور وہ الف شہر کے گرد و نواح میں مسافت طے کر کے وقت گذارتا ہے۔ اگر وہ شخص الف شہر میں آئے جہاں اس کا کرایہ کا مکان مقفل ہے تو وہاں مقیم کہلایا جائے گا یا مسافر

دوسرے جب وہ شخص ب شہر میں جائے جہاں اس کے کل عزیز و اقارب ہیں مگر وہاں اس کا قیام دس روز سے بھی کم ہے۔ اور اسکو الف شہر کو واپس آنا ہے۔ جہاں وہ مستقل طور پر

قیام پذیر ہے۔ تو ایسی صورت میں وہ ب شہر میں مقیم سمجھا جائے گا یا مسافر اس کو ہر طرح کا آرام ب شہر میں ہے۔ اور الف شہر میں اس کے اہل وعیال عارضی طور پر چلے گئے ہیں

الجواب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اصلی وطن ب شہر ہے جہاں اس کے کل عزیز و اقارب ہیں پس اگر اس کا وطن اصلی ب شہر ہی ہے تو وہاں پہنچتے ہی فوراً نماز پوری پڑھنی چاہیے اور الف شہر میں اگر وہ بوجہ ملازمت رہتا ہے تو وہ وطن اقامت ہے اگر وہاں پندرہ دن یا زیادہ کے قیام کی نیت سے ہو تو نماز پوری پڑھے ورنہ قصر کرے حاصل یہ ہے کہ وطن اصلی میں نماز پوری پڑھنی چاہیے اگرچہ ایک دو روز کو وہاں اوے۔ اور وطن اقامت میں اگر پندرہ دن کی نیت قیام کی ہو تو پوری نماز پڑھنی چاہیے ورنہ قصر کرے اور وطن اصلی وہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے اور والدین رہتے ہیں اور نکاح ہوا ہے۔ غرض جس جگہ کا وہ اصلی رہنے والا ہے وہ وطن اصلی ہے۔ جب تک اس کو چھوڑ کر دوسرا وطن نہ بنا لیوے وہ ہی وطن اصلی رہے گا فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

ختم فی التراویح کے متعلق چند احکام **سوال ۵۸۸**۔ بعض حافظ پانچ سات روز میں ایک مسجد میں قرآن شریف تراویح میں پورا ختم کر کے دوسری مسجد میں دوسرا ختم تراویح میں سناتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں۔ اور دوسری مسجد والوں کی تراویح درست ہوتی ہے یا نہیں حافظ لوگ اور بعض عالم اس کو جائز بتلاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حافظ کو ایک ختم سنت ہے۔ دوسرا ختم نفل ہے اور مقتدیوں کے واسطے ختم سنت ہے تو سنت والوں کی نماز نفل والے کے پیچھے کیسے ہوگی اس کی تحقیق فرما دیں

الجواب۔ ایک مسجد میں پانچ سات روز میں قرآن شریف ختم کر کے دوسری مسجد میں دوسرا ختم حافظوں کو کرنا درست ہے اور دوسری مسجد والوں کی تراویح صحیح ہیں۔ کیونکہ تراویح کی نماز تمام رمضان شریف میں سنت موکدہ ہے۔ اور دوسری مسجد میں جو حافظ نے تراویح پڑھائی وہ بھی سنت موکدہ ہوئی۔ لہذا دونوں کی نماز متحد ہوئی علاوہ بریں نفل پڑھنے والے کے پیچھے سنت بھی ہو جاتی ہیں اور یہ شبہ کہ ختم قرآن شریف ایکبار سنت موکدہ ہے دوسرا اور تیسرا ختم نفل ہے ساقط ہے کیونکہ اصل نماز امام کی سنت موکدہ ہے ختم کے سنت نہ ہونے سے وہ نماز سنت نہ ہونے سے خارج نہیں ہوئی۔ اور مقتدیوں کی نماز میں کوئی نقصان نہیں آیا۔ لیکن افضل اور بہتر اس زمانہ میں یہ ہے کہ امام حافظ ایک ختم سے زیادہ تراویح میں نہ پڑھے۔ تاکہ مقتدیوں کو گراں نہ ہو۔ کما فی الدر المختار لکن فی الاختیار، الافضل فی زماننا قدر ما لا یثقل علیہم و فی الشامی منہم استحب الختم فی لیلۃ

السابع والعشرین رجاء ان ینالوا لیلۃ القدر الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مسبوق کے پیچھے اقتداء صحیح نہیں **سوال ۵۸۹** ایک شخص نماز جماعت میں تیسری یا چوتھی رکعت میں شامل ہوا نماز ختم ہونے کے بعد یہ شخص مثلاً زید اپنی نماز پوری کر رہا تھا کہ عمر نے زید کو جو چوتھی رکعت میں شامل جماعت ہوا تھا اپنا امام کر لیا اور اس نے بعد پورا کرنے اپنی نماز کے سلام پھیر دیا تو یہ نماز درست ہوگی یا نہیں

الجواب جو شخص تیسری یا چوتھی رکعت میں امام کی ساتھ شامل ہوا اور اقتداء امام کا کیا وہ مسبوق کہلاتا ہے جس وقت وہ اپنی باقی ماندہ نماز پوری کرنے کھڑا ہو تو اس کے پیچھے کسی کو اقتداء کرنا درست نہیں ہے۔ درمختار میں ہے۔ لایجوز الاقتداء بہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

احتیاط الظہر کے متعلق **سوال ۵۹۰** میں احتیاط الظہر نہیں پڑھتا نہ پڑھنے میں کچھ خرابی تو نہیں

الجواب امصار و قری کبراہ میں یعنی جس جگہ نماز جمعہ عند الحنفیہ واجب ہے اور ادا ہو جاتی ہے وہاں احتیاط الظہر ترک کر دینا چاہیئے یہی احتیاط ہے۔ اور درمختار میں صاحب بحر کا فتویٰ اسی پر نقل فرمایا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مسبوق مقتدی کی نماز پوری کرنے کی ترکیب **سوال ۵۹۱** اخیر قعدہ میں امام کے سلام کے ساتھ ہی مقتدی سلام پھیریں یا مقتدی اپنی باقی ماندہ درود دعاء پوری کر کے سلام پھیریں

الجواب ساتھ ہی سلام پھیریں۔ البتہ اگر کسی مقتدی کا تشہد یعنی التحیات کچھ باقی رہ جاوے تو اس کو پوری کر کے سلام پھیرے۔ شامی میں ہے۔ والحاصل ان متابعۃ الامام فی الفرائض والواجبات من غیر تاخیر واجبۃ فان عارضہا واجب لاینبغی ان یفوتہ بل یاتی بہ ثم یتابعہ کما لو قام الامام قبل ان یتم المقتدی التشہد فانہ یتمہ ثم یقوم الخ۔ بخلاف ما اذا عارضہا سنۃ الخ فقط واللہ اعلم

جنگل میں نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان **سوال ۵۹۲** جنگل میں نماز پڑھنے کی جو بڑی فضیلت آئی ہے تو تنہائی میں ہے یا جماعت سے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جنگل میں جماعت بہت دشوار ہے

الجواب جنگل میں نماز پڑھنے کی فضیلت ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مسجدوں سے زیادہ اس میں فضیلت ہے۔ حدیث شریف سے مساجد کا خیر البقاع ہونا ثابت ہے۔ بلکہ مطلب اس کا یہ ہے جب کوئی شخص جنگل میں ہو اور وقت نماز کا آگیا تو وہیں نماز پڑھ لے۔ اگر چند آدمی ہیں جماعت کریں۔ اگر ایک ہے تو تنہا پڑھے۔ ہر طرح فضیلت حاصل ہے۔ شامی میں ہے۔ وروی فی الخبر ان من صلی علی ہیئۃ الجماعۃ ای باذان واقامۃ ولو کان منفرداً۔ صلت

یصلوٰۃ صفوف الملائکۃ الخ

امرد کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے

سوال ۵۹۳ ۔ ایک نوعمر بے داڑھی مونچھ کا لڑکا ایک مسجد کی امامت پر مقرر کیا جاتا ہے وہ حالت قیام نماز میں بیباکانہ آسمان کی طرف دیکھتا ہے اور اکثر اپنی مصنوعی تجویز میں آکر آء اللہ اکبر (نعوذ باللہ منہا) کہتا ہے جماعت کے اکثر ناواقف مسلمان اس کی امامت کو جائز سمجھکر اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ اور جو شخص بوجہ مذکورہ اس کی اقتداءً مکروہ جان کر انکار کرتا ہے اور اپنے گھر میں یا مسجد میں بعد نماز جماعت علیحدہ پڑھنے کو ترجیح دیتا ہے اس کو جماعت کا گنہگار سمجھکر ترک تکلم وغیرہ کرتے ہیں۔ امام مذکور کی امامت مقتدیین کا یہ فعل۔ اور منکر کا انکار جائز ہیں یا کیا۔ اقتداء کرنے والے حق پر ہیں یا وہ لوگ جو اقتداء نہیں کرتے

الجواب درمختار میں ہے وکذا تکرہ خلف امرد وسفیہ الخ اور شامی ہے الظاہر انہا تنزیہیۃ الخ۔ حاصل یہ ہے کہ امرد کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے۔ نماز ہوجاتی ہے لیکن اگر کوئی غلطی مفسد صلوٰۃ اس سے سرزد ہو تو نماز نہیں ہوتی جو لوگ امرد مذکور کے پیچھے نماز جائز سمجھکر پڑھتے ہیں وہ حق پر ہیں۔ نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔ البتہ اللہ کی ہمزہ اولیٰ کو مد کرنا مفسد صلوٰۃ ہے۔ ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ لیکن اگر اس مد کو وہ چھوڑ دے اور اللہ اکبر وہ صحیح طریقہ سے پڑھے یعنی بالحذف تو نماز صحیح ہے۔ پس اگر یہ نسبت مد کرنیکی اس امام کی طرف صحیح ہے تب تو تارکین نماز خلف امام مذکور حق پر ہیں اور نیز طعن نہیں ہو سکتا ورنہ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اس امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے حق پر ہیں امام کے امرد ہونیکی وجہ سے ترک جماعت درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

وتر باجماعت پڑھنے کا حکم

سوال ۵۹۴ اگر نماز تہجد بعد نماز فرض عشاء بابین سنت و وتر کے ادا کرے بارہ رکعت یا آٹھ یا دس یا چھ یا چار۔ اور اکثر آدمی شوقین نماز تہجد ہوں تو اگر اس نماز کو جماعت سے ادا کرے یا آخیر شب میں جماعت سے پڑھ لے تو کچھ حرج یا گناہ تو نہیں۔ سنا گیا ہے معتبر ذرائع سے کہ جناب مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے کہیں لکھا ہے اگر اس نماز کو جماعت سے پڑھ لے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے مستحبات سے ہے

الجواب بعض احادیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد نماز عشاء قبل النوم اگر نوافل تہجد پڑھ لی جاوے تو ثواب تہجد کا حاصل ہوتا ہے۔ شامی میں ہے۔ وہذا یفید ان ہذہ السنۃ تحصل بالتنفل بعد صلاۃ العشاء قبل النوم۔ اور جماعت سے ادا کرنا تہجد کا مکروہ ہے۔ اگر بتداعی ہو۔ درمختار میں ہے۔ ای یکرہ ذلک لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد الخ۔ اور حضرت مولانا گنگوہی کی طرف نسبت کرنا جماعت تہجد کے جواز کو صحیح نہیں ہے۔ حضرت مولانا اس سے منع ہی فرماتے تھے فقط

قال فنهى عنهما وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم وابابكر وعمر لم يكونوا اصلونهما الخ

ثم اجاب عما ورد من فعل بعض الصحابة ومن امره رسول الله صلى الله عليه وسلم بصلاتهما لانه اذا اتفق الناس على ترك العمل بالحديث المرفوع لايجوز العمل به لانه دليل ضعفه الخ شامی فقط

اقتداء حنفی کا شافعی کے پیچھے درست ہے — اہل حرمین کا اس پر عمل ہے

سوال ۵۸۰ شافعی المذہب کی اقتداء امام حنفی المذہب کے پیچھے درست ہے یا نہ۔ ایک شخص اقتداء شافعی المذہب امام حنفی کے پیچھے ناجائز بتلاکر عدم جواز پر عبارت ذیل کا حوالہ درج کرکے ایک خط بذریعہ رجسٹری بھیجدیا ہے جس سے آپس میں تفرقہ پڑ گیا ہے۔ وہ عبارت یہ ہے۔ قال شیخنا ابن حجر الهیثمی تبعاً لشیخه الذکریٰ الانصاری وکذا لو کان الامام لایعتقد وجوب بعض الارکان او الشروط وان اتیٰ بها لانه یقصد بها النفل وهو مبطل عندنا کما فی فتح المعین الخ

الجواب مذہب حنفیہ میں اس بارہ میں تحقیق یہ ہے کہ اقتداء حنفی بامام شافعی المذہب جائز ہے اور معتبر عند الشافعیہ بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی اقتداء شافعی بامام حنفی درست ہے اور جس قسم کی روایت اس شخص منکر نے لکھکر بھیجی ہے۔ اس قسم کی روایت مذہب حنفیہ میں بھی ہیں۔ مگر وہ معتبر نہیں ہیں۔ اسی قبیل سے یہ روایت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ علمائے حرمین کا عمل اس کے خلاف ہے وہاں برابر شوافع حنفیہ کا اور حنفیہ شوافع کا اقتداء بلا انکار کرتے ہیں باقی روایت ہر قسم کی ہوتی ہیں مگر اعتبار محققین کے قول کا ہے پس ایسی روایت سے کچھ تردد جواز اقتداء شافعی بامام حنفی نہ ہونا چاہیے۔ پوری تفصیل کتب مذہب شافعیہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ جو زیادہ یہاں موجود بھی نہیں ہیں۔ اور دیکھنے کی فرصت بھی نہیں فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم — کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

بچوں کا صف میں کھڑا ہونا

سوال ۵۸۱ بے ریش لڑکوں کا صف میں کھڑا ہونا کیسا ہے۔

الجواب نابالغ لڑکوں کو مردوں سے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے۔ لیکن اگر ایک لڑکا ہو تو اس کو مردوں کے برابر صف میں کھڑا ہونا درست ہے۔ درمختار میں ہے۔ ثم الصبیان ظاهره تعددهم فلو واحداً ادخل الصف وهکذا فی الشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

سجدہ تلاوت کے متعلق

سوال ۵۸۲ تاخیر سجدہ تلاوت جائز است یا نہ۔

الجواب اقول وباللہ التوفیق قال فی الدر المختار وهی علی التراخی علی المختار وفی الشامی قوله یجب ای موسعاً الخ شامی۔ فثبت ان الصحیح فی سجدة التلاوة هو الوجوب علی التراخی وان کان الافضل هو الاداء علی الفور کذا فی الدر المختار ویکره تاخیرها تنزیهاً فقط واللہ اعلم

نماز میں سونیکا مسئلہ

سوال ۵۸۳ نماز میں کوئی شخص اس طرح سو گیا جو مفسد صلوٰۃ نہیں

الحمد اور سورت سے پہلے بسم اللہ سنت سمجھکر پڑھیں۔ لیکن آمین نہ پڑھیں۔ اس بارہ میں امام عاصم رحمۃ اللہ کا اتباع نہ کریں یعنی بسم اللہ کو جہر سے نہ پڑھیں خواہ نوافل وتراویح ہوں یا فرض۔ ہکذا فی الدر المختار وغیرہ۔ فقط

عورتوں کو پشت قدم ڈھکنا ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے

سوال ۵۹۹ عورتوں کو نماز میں پیروں کا چھپانا واجب ہے یا نہیں۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جبتک قدم نہ چھپے نماز نہیں ہوتی

الجواب۔ نماز میں پشت قدمین کا ڈھکنا فرض نہیں ہے اگر قدمین کھل جاویں تو نماز ہو جاتی ہے معتبر اور معتمد یہی ہے اگرچہ اس میں اختلاف ہے اور حدیث شریف میں جو ظہور قدمین کا ڈھکنا آیا ہے اُس سے یہ مطلب ہے کہ ایسا کرنا بہتر ہے سو اس میں کچھ کلام نہیں ہے کہ یہ بہتر ہے۔ لیکن اگر پیر کھل جاویں تو نماز ہو جاتی ہے۔ ہکذا فی الدر المختار والشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

وطن اصلی کے معنے

سوال ۶۰۰۔ درمختار میں وطن اصلی میں اسجگہ کو بھی لکھا ہے او تاہلہ یعنی نکاح کرنے کی جگہ تو کیا مطلقاً وہ جگہ جہاں نکاح ہوا ہے وطن اصلی ہے یا اس کا کچھ اور مطلب ہے اس کی کیا تفصیل ہے

الجواب۔ وطن اصلی کے یہ معنی لکھتے ہیں کہ وطن قرار ہو یعنی وہاں رہنا مقصود ہو۔ پس موضع تاہل یعنی تزوج وطن اصلی اُسی وقت ہوتا ہے کہ وہاں رہنا مقصود ہو۔ اور اُس کی زوجہ وہاں رہتی ہو۔ یہ مطلب نہیں کہ اگر کسی جگہ سے نکاح کر کے عورت کو لے آیا تو پھر بھی وہ موضع نکاح وطن ہو جاوے۔ حاصل یہ ہے کہ جس جگہ اس کی زوجہ رہتی ہے اور اس کو وہاں رہنا مقصود ہے تو وہ بھی وطن اصلی ہے۔ اگر دو زوجہ دو شہر میں رہتی ہیں تو دونوں وطن اصلی ہیں۔ ولو کان لہ ابلیتان فایتہما دخل صار مقیماً۔ شامی۔ اس عبارت سے واضح ہے کہ زوجہ کا وہاں ہونا۔ یا رہنا معتبر ہے محض نکاح کر کے کہیں سے لے آنا یہ سبب وطن بننے کا نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

عورت تابع شوہر ہے

سوال ۶۰۱۔ عورت کا وطن اصلی اس کی سسرال ہے۔ یا والدین کا گھر وطن ولادت سے کیا مراد ہے مطلقاً یا وہ جگہ جس کو عرف میں وطن کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی جگہ ملازم ہو اور اس کا وطن وہاں سے سفر شرعی کی مسافت ہو تو اگر یہ شخص ملازمت کی جگہ سے دس بارہ میل کا سفر کرے تو مسافر ہے یا نہیں

الجواب۔ عورت تابع مرد کے ہے شوہر اس کا جہاں اس کو رکھے وہیں اسکا وطن ہوگا وطن ولادت وہ ہے جہاں وہ پیدا ہوا ہو اس کے والدین وہاں رہتے ہیں۔ ملازمت کی جگہ جہاں وہ مقیم ہے۔ اور بوجہ اقامت کے نماز پوری پڑھتا ہے تو جب تک وہاں سے مسافت شرعیہ کے

سفر کی ارادہ سے نہ نکلے گا قصر نہ کرے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

سوال ۶۰۲۔ نماز فرض بعد دعا کی مقدار؟ جس نماز کے بعد سنت موکدہ ہیں اس نماز میں دعا مانگنے کی کتنی تعداد ہے؟ اور جس نماز کے بعد سنت موکدہ ہوں اس میں دعا، زیادہ دیر مانگے تو اس کی تابعداری کرنی چاہیے یا نہیں۔؟

الجواب۔ جن نمازوں کے بعد سنت موکدہ ہیں ان میں فرضوں کے بعد زیادہ تاخیر کرنے کو مکروہ لکھا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ کچھ حرج نہیں ہے۔ پس بہتر ہے کہ امام جتنی دیر دعا مانگے اس کی ساتھ دعا مانگے

لاحق مقتدی کی امامت کی ایک صورت

سوال ۶۰۳۔ امام ظہر کی نماز پڑھا رہا ہے جو اس کے پیچھے کا آدمی ہے اس کی وضو ٹوٹ گئی اتنے وہ وضو کر کے آیا امام ایک رکعت پڑھ چکا ہے۔ جب وہ آدمی آکر شامل ہوگیا تو امام کی وضو ٹوٹ گئی وہ اس آدمی کو اپنا خلیفہ بنا کر چلا گیا وضو کرنے وہ مقتدیوں کی نماز کو پورا کرے تو اپنی تین رکعت ہوتی ہیں۔ اور اپنی نماز کو پورا کرے تو مقتدیوں کی پانچ رکعت ہوتی ہیں۔ کیا کرنا چاہیے

الجواب۔ جس مقتدی کی وضو ٹوٹ گئی اور وضو کرنے گیا اور اس کی ایک رکعت فوت ہوگئی تو وہ لاحق ہے اس کو حکم یہ ہے کہ جس وقت وہ آوے پہلے وہ اپنی رکعت فوت شدہ پڑھے پھر امام کے شریک ہو۔ پس اگر اس نے ایسا کیا تو اس کی نماز امام کے برابر ہوگئی اور اگر اس نے اپنی فوت شدہ رکعت پہلے ادا نکی اور امام کے شریک ہوگیا اور پھر امام کی وضو ٹوٹ گئی اور اس نے اس لاحق کو امام بنا دیا تو اسکو چاہیئے کہ جس وقت امام کی چوتھی رکعت پوری ہو جاوے تو یہ شخص کسی مدرک کو خلیفہ بنا دیوے۔ جو اول سے امام کے شریک تھا وہ سلام پھیر دے گا اور وہ شخص اپنی رکعت فوت شدہ اٹھکر پوری کرے۔ فقط

نابینا غیر محتاط کی امامت کا حکم

سوال ۶۰۴۔ ایک نابینا غیر محتاط جس کی قرائت کی حالت یہ ہے کہ حروف و حرکات کو مخارج سے حسب قاعدہ تجوید ادا نہیں کرتا اور آواز بھی اچھی نہیں ہے۔ اس صورت میں ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے

الجواب۔ درمختار میں ہے کہ نابینا کا امام ہونا مکروہ تنزیہی ہے اور اس کی علت یہ ہے کہ وہ نجاست وغیرہ سے نہیں بچ سکتا اور لوگوں کو اس کی امامت سے کراہت ہوتی ہے۔ شامی نے کہا اگر نابینا موجودین میں زیادہ مسائل نماز سے واقف ہو تو پھر اس کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے بلکہ اس کی امامت افضل ہے بینا سے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مکتوم نابینا کو صحابہ کا امام مقرر کیا

اور وہ آپ کے سفر کے جانے کے بعد امام ہوتے تھے الحاصل اگر یہ وصف نابینا ہیں نہ ہو تو اسکی امامت مکروہ تنزیہی ہے اور آواز کا اچھا ہونا۔ اور حروف کو مخارج سے پوری طرح ادا کرنا اور تجوید کے ساتھ پڑھنا امور مستحسنہ میں سے ہے۔ اگر کسی نے قواعد تجوید کے موافق نہ پڑھا لیکن کوئی غلطی ایسی نہیں کی کہ نماز میں فساد لازم آوے تو نماز ہوگئی اُس نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

قضاء نماز کی ترتیب | **سوال ۴۰۵**۔ اگر خالی عصر کی ظہر و عصر دونوں نمازیں قضاء ہیں۔ وعصر مغرب کے وقت ان تینوں نمازوں کو کسی طرح ادا کرے جبکہ مغرب کا وقت نماز کے لئے تھوڑا ہے اگر قضا ہوئی نمازوں کو مقدم کرتا ہے تو نماز مغرب کا وقت ہاتھ سے جاتا ہے کس طرح ترتیب جائز ہے اور نیز جبکہ یہ جائز ہے کہ اگر چار یا پانچ نمازوں کی قضاء میں ترتیب نہ دے تو جس وقت میں جو نماز وقت کی پڑھے گا نفل شمار ہوگی

الجواب۔ مغرب کا وقت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے رہتا ہے۔ پس ظہر و عصر کو اول قضاء کر کے پھر مغرب کی نماز وقت میں پڑھے اور مسئلہ یہ بھی ہے کہ اگر وقتیہ نماز کا وقت تنگ ہو جاوے کہ سوائے وقتیہ کے قضاء کی گنجائش نہ رہی تو پھر ترتیب ساقط ہو جاتی ہے اس حالت میں وقتیہ پہلے پڑھے اور قضا بعد میں پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

نماز میں آیت سجدہ کا حکم | **سوال ۴۰۶**۔ بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ اگر سجدہ تلاوت کی نیت رکوع میں کرلی جاوے تو سجدہ ادا ہو جاتا ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر امام نے آیت سجدہ پڑھکر رکوع کیا اور رکوع میں نیت سجدہ کی کرلی تو امام اور سب مقتدیوں کی طرف سے سجدہ ادا ہو جاوئے گا یا نہیں

الجواب امام نے اگر نیت سجدہ کی رکوع میں کی تو اگر نماز سری ہے کہ مقتدیوں کو آیت سجدہ کی خبر ہی نہیں ہوئی تو امام کی نیت کافی ہے۔ اور اگر نماز جہری ہے اور مقتدیوں نے سجدہ کی نیت نہیں کی۔ اگرچہ امام نے کرلی تو مقتدیوں کو امام کے سلام کے بعد سجدہ تلاوت کر کے پھر قعدہ آخیرہ کر کے سلام پھیرنا چاہیئے۔ الغرض امام کی نیت مقتدیوں کی طرف سے کافی نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ پس ایسے موقع پر چاہیئے کہ امام سجدہ کی نیت نہ کرے بلکہ سجدہ ہی کرے تا کہ مقتدیوں کو وقت نہ ہو ان کا بھی سجدہ ادا ہو جاوے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

اگر باہر سے کوئی شخص اندر والے کو آواز دے تو کھنکار نا درست ہے نماز نہ توڑے

سوال ۶۰۷۔ کسی حالت میں اگر دروازہ کوٹھے کا اندر سے بند کر کے کوئی نماز شروع کرے اور دوسرا شخص باہر سے اندر جانا چاہے جبکہ اندر والے شخص کا احوال نماز پڑھنے کا معلوم نہیں۔ حالانکہ باہر والے نے ایسا تنگ کیا ہے کہ اندر والے کو نماز کا رجوع مشکل ہو گیا ہے اب نمازی کیا طریقہ اختیار کرے۔ (الف) اسی نماز قائم ہوئی حالت میں مقابلہ دشمن از قسم انسان یا حیوان یا حشرات الارض کس طرح کرے۔ جس میں اندیشہ نقصان ہو

الجواب۔ ایسی حالت میں اگر کھنکارنے سے کام چل جاوے تو کھنکارنا درست ہے تاکہ باہر سے آنیوالا سمجھے کہ نماز پڑھ رہا ہے۔ جیسا کہ درمختار میں کہا او للاعلام انہ فی الصلاۃ فلا فساد علی الصحیح الخ باقی نماز توڑنا اس صورت میں درست نہیں ہے۔ کما یظہر من تفصیل العلماء (الف) نماز توڑ دے درمختار میں ہے ویباح قطعہا لنحو قتل حیۃ الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امام راتب مسجد کا اولی بالاقامت ہے غیروں سے اگرچہ وہ اعلم نہ ہو۔

سوال ۶۰۸۔ زید کو اپنے والد سے کامل حق امامت اور سجدہ وغیرہ کا ملا اور زید میں خلاف شریعت ہرگز کوئی بات ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ نہایت متقی پرہیزگار دیندار سید عالم کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر مستقیم اور قوم بھی زید ہی کی امامت پر خوش اور راضی ہے اگر ایسے شخص کا حق جبراً ضبط کر کے خالد نماز پنجگانہ جمعہ وغیرہ پڑھائے زید کی موجودگی میں تو تنہا خالد کو امامت کرنا اور اسکے پیچھے لوگوں کو اقتداء کرنا جائز ہے یا نہیں

الجواب۔ درمختار میں ہے واعلم ان صاحب البیت ومثلہ امام المسجد الراتب اولی بالامامۃ من غیرہ مطلقاً ای وان کان غیرہ من الحاضرین من ھو اعلم واقرء منہ الخ شامی پس معلوم ہوا کہ اولا بالامامت اس صورت میں زید ہے نہ خالد۔ ایسی حالت میں کہ زید امام قدیم مقرر کردہ قوم ہے خالد کو جبراً امام بننا ناجائز اور مکروہ ہے۔ لحدیث ابی داؤد ولا یقبل اللہ صلوۃ من تقدم قوماً وہم لہ کارہون درمختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

نماز کے متعلق چند ضروری سوالات و جوابات

سوال ۶۰۹۔ اگر جماعت میں مقتدی سو گیا اور امام کے ساتھ ایک سجدہ کرنا رہ گیا تو نماز ہوئی یا نہیں (۲) اگر نماز میں درود شریف مکرر پڑھ لیا تو سجدہ سہو واجب ہو گیا یا نہیں (۳) فرض میں یا سنت میں سورت کے بجائے التحیات پڑھ جاوے اور پھر یاد آوے تو کیا سورت ملا لے اور سجدہ سہو کرے یا نہ کرے (۴) نماز کے اندر تین سجدے بھولکر کرے تو سجدہ سہو واجب ہو گیا یا نہیں (۵) اگر سجدہ میں التحیات پڑھنے لگے تو کیا کرنا چاہیئے (۶) نماز میں بھولکر دو دفعہ الحمد پڑھ گیا تو سجدہ سہو ہوگا یا نہیں

(۷) مقتدی نے یہ سمجھ کر کہ امام پانچویں رکعت کو کھڑا ہوتا ہے لقمہ دیدیا اور در حقیقت وہ چوتھی ہی تھی تو مقتدی کی نماز کیسی ہوئی (۸) نماز میں ایک آیت بھولکر چھوٹ گئی اور پھر سجدہ سہو کرلیا تو نماز کیسی ہوئی (۹) جبکہ سجدہ سہو واجب نہ ہوا ور سجدہ سہو اور کسی وہم پر کرے تو نماز کیسی ہوتی ہے۔ اکثر لوگ ذرا سے وہم پر مثلاً ترک سنت ہی پر سجدہ سہو کر لیتے ہیں (۱۰) فرض چار رکعت کی نیت تھی مگر پانچ رکعت کے تمام پر یاد آیا تو سجدہ سہو کرنے کیے نماز صحیح ہو جاسے گی۔ جبکہ وہ چوتھی رکعت کے قعدہ میں بھی نہ بیٹھا ہو۔ اور اگر قعدہ میں بھی بیٹھا ہو تو تب۔ اور اگر ایک رکعت اور ملالی جاوے تو کیا چار فرض اور دو نفل ہو جائیں گے یا سب کے سب نفل (۱۱) جمعہ کے روز اذان اول ایک شخص نے کہی اور اذان جمعہ منبر کے سامنے کی دوسرے نے تو تکبیر کہنا کس کا حق ہے۔ (۱۲) کوئی اذان یا تکبیر غلط کہے تو دوبارہ لوٹائی جاوئے یا نہیں۔

الجواب - جب تک سجدہ نہ کرے گا نماز نہ ہوگی اسکو چاہئے کہ جس وقت بیدار ہوا فوراً اُس سجدہ کو کرکے امام کے ساتھ ہو جاوے ورنہ امام کے سلام کے بعد ایک سجدہ ادا کرکے پھر سجدہ سہو کرلیوے۔ بدون ادا کرنے اُس سجدہ فوت شدہ کے اُس کی نماز نہ ہوگی (۲) اس صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں (۳) سورۃ پڑھے اور سجدہ سہو کرے (۴) سجدہ سہو لازم ہے (۵) نماز ہو گئی اور جس وقت یاد آوے التحیات کو چھوڑ کر سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے گا تب نماز صحیح ہوگی (۶) سجدہ سہو لازم نہیں۔ (۷) مقتدی کی نماز میں کچھ حرج نہیں ہوا۔ (۸) اس صورت میں سجدہ سہو لازم نہ تھا لیکن اگر کرلیا نماز ہو گئی۔ (۹) نماز ہو جاتی ہے۔ اگر چوتھی رکعت میں بقدر تشہد بیٹھ گیا ہو تو سجدہ سہو کرنے سے نماز فرض ادا ہو جاتی ہے۔ اور اگر چھٹی رکعت ملالی تھی تو دو نفل ہو جاویں گے اور اگر چوتھی رکعت میں نہ بیٹھا تھا تو نماز فرض نہیں ہوئی اگر چھٹی رکعت ملالی چھ نفل ہو جاویں گے۔ (۱۰) دونوں میں سے جو چاہے تکبیر کہدے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ (۱۲) لوٹائی جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

وترکی نماز میں ہاتھ اُٹھانے کی وجہ

سوال ۱۶۱ - وترکی نماز میں جب قنوت پڑھتے ہیں تو ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہنے کی کیا وجہ ہے

الجواب - وتر کی تیسری رکعت میں تکبیر کہکر ہاتھ اٹھانے کی یہ وجہ ہے کہ مصنف ابی بکر بن شیبہ میں ایسا ہی وارد ہوا ہے۔ باب تکبیر القنوت ورفع الیدین حدثنا عبد السلام بن حرب عن لیث عن عبد الرحمٰن بن الاسود عن ابیہ ان عبد الرحمٰن مسعود رض کان اذا فرغ

من القراءۃ کبر ثمہ حنت فاذا فرغ من القنوت کبر ثمہ رکع ومثلہ عن البراء حدثنا عبد الرحمن بن محمد المحاربی عن لیث عن الاسود عن ابیہ عبد اللہ انہ کان یرفع یدیہ اذا قنت فی الوتر مصنف ابی بکر بن شیبہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

جماعت ثانیہ مطلقاً مکروہ ہے

سوال ۶۱۱۔ جماعت ثانیہ مطلقاً ناجائز ہے یا اس میں کوئی تفصیل ہے،

الجواب قال فی رد المحتار ولنا انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان خرج لیصلح بین قوم فعاد الی المسجد وقد صلی اہل المسجد فرجع الی منزلہ فجمع اہلہ وصلی بہم ولو جاز ذلک را ای تکرار الجماعۃ فی المسجد) لما اختار الصلوٰۃ فی بیتہ علی الجماعۃ فی المسجد ولان فی الاطلاق ہکذا تقلیل الجماعۃ معنیً فانہم لایجتمعون اذا علموا انہا لاتفوتہم واما مسجد الشارع فالناس فیہ سواء لا اختصاص لہ بفریق دون فریق اھ ومثلہ فی البدائع وغیرہا ومقتضی ہذا الاستدلال کراہتہ فی المسجد المحلہ ولو بدون اذان ویؤیدہ ما فی الظہیریۃ لو دخل جماعۃ المسجد بعد ما صلی فیہ اہلہ یصلون واحداناً وہو ظاہر الروایۃ شامی جلد اول ص۳۷۱

وفی موضع اٰخر منہ وروی عن انس ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانوا اذا فاتتہم الجماعۃ فی المسجد صلوا فی المسجد فرادیٰ الخ ص۲۶۵ باب الاذان۔

ان روایات سے ظاہر ہوا کہ ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ جماعت ثانیہ مسجد محلہ میں مطلقاً مکروہ ہے اگرچہ بلا اذان واقامت ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

سنت فجر اگر قضا ہوئی تو امام محمدؒ کے نزدیک بعد طلوع کے مستحب ہے قضا کرنا۔

سوال ۶۱۲۔ جو شخص فجر کی جماعت میں شامل ہو گیا اور سنتیں نہیں پڑھی وہ بعد فرض کے سنت پڑھے یا سورج نکلنے بعد پڑھے۔

الجواب وہ شخص بعد فرض کے آفتاب نکلنے سے پہلے سنتیں نہ پڑھے کہ یہ مکروہ ہے اگر چاہے آفتاب نکلنے کے بعد زوال سے پہلے پہلے پڑھ لیوے یہ بہتر ہے۔ کما فی الشامی واما اذا فاتت وحدہا فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع لکراہۃ النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذلک عندہما وقال محمد احبّ الی ان یقضیہا الی الزوال الخ شامی ص۶۲۲ جلد اول فقط واللہ اعلم

لا الٰہ الا اللہ کسی عارض کے کہنے کی وجہ سے قول ملتی یہ نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال ۶۱۳۔ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے ناگاہ بندوق یا گولہ کی آواز اس کے کان میں آئی بے اختیار اس کے منہ سے محض الا اللہ نکلا اس صورت نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہ۔ لفظ لا اللہ بغیر لا الٰہ کا ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ قال فی الدر المختار ولو سقط شئ من السطح فبسمل او دعی لاحد او علیہ فقال اٰمین تفسد ولا یفسد الکل عند الثانی والصحیح قولہما الخ وفی رد المختار قولہ فبسمل یشکل علیہ ما فی البحر

لو لدغتہ عقرب او اصابہ وجع فقال بسم اللہ قبل تفسد لانہ کالانین وقبل لا لانہ لیس من کلام الناس وفی النصاب وعلیہ الفتویٰ وجزم بہ فی الظہیریۃ وکذا لو قال یارب کما فی الذخیرۃ الخ۔ پس معلوم ہوا کہ صورتِ مسئولہ میں راجح عدم فساد نماز ہے اور ذکر الا اللہ بدون لا الہ کے صوفیائے کرام میں معروف ومروج ہے اور درست ہے کیونکہ مقصود اس سے اثبات بعد النفی ہے اسی لئے صوفیائے کرام جو ذکر فرماتے ہیں تو اول پورا کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں۔ پھر اسی نفی اول کی ساتھ اثبات کا کلمہ متصل کرتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ مقصود الا اللہ سے یہی ہوتا ہے کہ کوئی معبود ومقصود اللہ کے سوا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

مجموعہ مسافت اگر مدت سفر شرعی ہو یا زیادہ تو قصر کرنا چاہیئے

سوال ۶۱۴ - دورہ میں مجھ کو اطراف دیہات میں پھرنا پڑتا ہے اور مسلسل بیس روز پچیس روز زیادہ دس روز جیسی صورت ہو میں اپنی مستقر سے باہر رہتا ہوں مگر کسی ایک مقام ایک ہفتہ سے زائد قیام کی اجازت نہیں ہے لیکن یہ مقامات مستقر سے تین دن تین رات کی مسافت پر نہیں ہوتے ہیں بلکہ مستقر کے اطراف ایک دائرہ میں گردش رہتی ہے مسلسل لمبی مسافت کا لحاظ کیا جاوے تو بہت زیادہ مسافت ہو جاتی ہے۔ اندریں صورت نماز میں قصر واجب ہے یا نہیں؟

الجواب۔ چونکہ مجموعہ مسافت مدتِ سفر شرعی سے زیادہ ہے لہٰذا مستقر تک لوٹنے تک اس صورت میں نماز کو قصر کرنا چاہیئے۔ قال فی الدر المختار حتیٰ یدخل موضع مقامہ۔ ان سار مدۃ السفر الخ قولہ ان سار مدۃ السفر قید بقولہ حتیٰ یدخل ای انما یدوم علی القصر الی الدخول ان سار ثلثۃ ایام الخ شامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

الصاق کعبین در رکوع سنت ہے

سوال ۶۱۵ الصاق کعبین در رکوع وسجود سنت موکدہ یا مستحب؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار فی بیان سنن الصلوٰۃ والصاق کعبیہ ای فی الرکوع وفی رد المختار قولہ والصاق کعبیہ ای حیث لا عذر۔ ازیں عبارت واضح است کہ بلا عذر الصاق کعبین از سنن موکدہ است وممکن است کہ مراد از الصاق محاذات در رکوع وسجود کعبین باشد۔ فقط

قطع صلوٰۃ کے وجوہ واجبہ مستحبہ ومباحہ

سوال ۶۱۶ - شکستن نماز فرض وغیرہ بکدام وقت وبچہ وجہ روا باشد۔

الجواب - وجوہ قطع صلاۃ در باب ادراک الفریضۃ از در مختار وشامی بہ بیند در شامی است۔ عن ط صاحب البحر علی ہامشہ ان القطع یکون حراماً ومباحاً ومستحباً وواجباً فالحرام لغیر عذر والمباح اذا خاف فوت مال والمستحب القطع للاکمال والواجب لاحیاء نفس فی الدر المختار ویجب القطع لنحو انجاء غریق او حریق ولو دعاہ احد ابویہ فی الفرض

لا یجیبہ الا ان یستغیث بہ فقط واللہ اعلم

نقل اصابع وقت اذان سنت ہے **سوال ۸۱۴** اذان کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر درود شریف پڑھنا کیسا ہے۔ (۲) دلائل الخیرات میں یہ حدیث لکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ جو لوگ غائبانہ آپ کو درود بھیجتے ہیں۔ اور جو لوگ آپ کے بعد میں پیدا ہوں گے اور وہ درود بھیجیں گے ان دونوں کے درود کا کیا حال ہو گا فرمایا کہ میں بگوش سنتا ہوں درود اہل محبت کا اور پیش ہوتا ہے مجھ پر درود غیر اہل محبت کا بواسطہ ملائکہ کے یہ حدیث کونسی کتابوں کی ہے اور صحیح ہے یا نہیں

الجواب۔ اذان میں جب نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سنے درود شریف پڑھنا مستحب ہے اور اذان کا جواب دینا بھی مستحب ہے پس جس وقت موذن سے کلمہ شہادتین رسول اللہ سنے خود بھی یہ کلمہ کہکر صلی اللہ علیہ وسلم کہے۔ (۲) اس روایت دلائل الخیرات کا حال معلوم نہیں کہ صحیح ہے یا نہیں۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ کس کتاب کی حدیث ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

تنحنح بلا عذر تحسین صوت کیلئے بھی مفسد صلوٰۃ نہیں ہے **سوال ۸۱۵** اگر فرض نماز میں امام صاحب بلا عذر تنحنح کریں جو محض حسن صوت کیلئے ہوا۔ اور جس کی تعداد تین مرتبہ تک پہنچ گئی ہو تو اس تنحنح کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں۔ اور نیز سورۃ والضحیٰ کی قرأۃ اسطرح ہو کہ جس قدر الف مقصورہ سورۃ مذکورہ میں واقع ہیں اُن تمام کو یائے ساکنہ اور اُس کی حرف ماقبل کو مکسورہ کرکے پڑھیں۔ جیسا والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ الخ۔ سورہ اور لفظ ربک وما قلیٰ بضم قاف پڑھیں تو کیا یہ قرأت درست ہے اور اس سے نماز صحیح ہو جاتی ہے یا نہیں

الجواب۔ قال فی الدر المختار والتنحنح بلا عذر الخ فلو لتحسین صوتہ الخ فلا فساد علی الصحیح الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حسن صوت کیلئے تنحنح کرنے نماز فاسد نہیں ہوتی اگرچہ تین بار یا کم وبیش ہو لاطلاق الروایۃ۔ اور سورہ والضحیٰ میں اسطرح قرأۃ کرنا جسطرح آپنے لکھا ہے امالہ ہے۔ اور امالہ عند القراء صحیح ہے اور اس کی اقسام اور کیفیات قراء سے دریافت کرنا چاہئے وما قلیٰ بضم قاف لحن ہے اور کوئی قرأۃ معلوم نہیں ہوتی قراء سے تحقیق بھی کرلیں۔ امالہ سے وما قلیٰ تو ہو جاوے گا۔ لیکن قاف کے ضمہ کی کوئی وجہ نہیں اور معنی میں تبدل کا شبہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اصل وقلاک وما قلاک ہے قاف بوجہ رعایت فواصل حذف ہو گیا۔ مطلب اوپر سے یہ ہے اور نہ تم تمہارے رب نے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑا۔ اور نہ تم کو مبغوض رکھا۔ پس جبکہ قلا کی جگہ قلیٰ بضم

قاف پڑھا گیا تو صیغہ مجہول کا ہو گیا۔ اور اشکال یہ پیش آیا کہ ضمیر اگر رب کی طرف پھیری تو خلاف مقصود ہے اور سیاق آیت کے مناسب نہیں اگرچہ مفسد صلاۃ بھی نہیں لامکان احتمال تاویل الصحۃ اور اگر ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع کریں تو ماقبل و مابعد کے طرز کے خلاف ہے۔ جیسا کہ ماقبل میں ما ودعک ربک مذکور ہے۔ اور مابعد میں وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ۔ الی السورۃ۔ سب میں خطاب ہے اور وما قلی ماضی مجہول غائب کا صیغہ ہو گا بہر حال اس کے غلط ہونے اور لحن ہونے میں کلام نہیں۔ گو فساد نماز نہیں ہوا فقط

نابالغ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی

سوال ۶۱۹۔ نابالغ کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ حنفیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ نابالغ کا اقتداء بالغین کو فرض و نفل کسی میں درست نہیں ہے۔ پس تراویح بھی نابالغ کے پیچھے نہیں ہوتی۔ یہی مذہب صحیح حنفیہ کا ہے اور بلوغ پندرہ برس کی عمر میں ہے۔ لہذا تاوقتیکہ لڑکا بالغ ہو اس کو امام نہ بنادیں ویسے نفلوں میں قرآن شریف اس کا سنتے رہیں یعنی وہ لڑکا نفل کی نیت باندھکر کھڑا ہو جاوے اور سننے والے ویسے ہی بیٹھ کر اس کا قرآن شریف سنتے رہیں۔ جب پندرہ برس کا پورا ہو جاوے امام تراویح بنادیں۔ قال فی الدر المختار ولا یصح اقتداء رجل بامرۃ وخنثی وصبی مطلقا ولو فی جنازۃ ونفل النخ علی الصحیح النخ۔ اور شامی میں ہے۔ والمختار انہ لایجوز فی الصلوۃ کلہا النخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

ایک ہاتھ والے کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے۔

سوال ۶۲۰ جس کا ایک ہاتھ شانہ سے

پیدائشی نہیں ہے درانحالیکہ اور کوئی آدمی نماز پڑھانے کے قابل نہیں ہے یا موجود ہے مگر نماز پڑھانے سے گریز کرتا ہو اس کے پیچھے نماز درست ہو گی یا نہیں۔ اور اس کو امام مقرر کردینا ایسی مسجد میں جائز ہے یا نہیں۔

الجواب جس کے ایک ہاتھ ہو اس کی امامت کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ کذا فی الشامی یعنی مکروہ تنزیہی۔ پس اگر کوئی دوسرا شخص لائق امامت موجود ہو اس کو امام بنادیں۔ ورنہ ایک ہاتھ والے کے پیچھے ہی نماز پڑھیں۔ کہ تنہا نماز پڑھنے سے اس کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے۔ ہذا ان وجد غیرہم والا فلا کراہۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

سوال ۶۲۱۔ زید حد درجہ کا رشوۃ خوار اور کذاب ہے

نماز پنجگانہ کا بہت محافظ نہیں بلا وجہ ترک کرتا ہے اور بزرگان دین کی شان میں کلمات گستاخانہ کہتا ہے۔ اس کی امامت کا کیا حکم ہے۔

الجواب۔ قال فی رد المختار واما الفاسق فقد عللو کراہۃ تقدیمہ بانہ لایہتم لامر دینہ

وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً ولایخفی انہ اذا کان اعلم من غیرہ لاتزول العلۃ فانہ لایؤمن ان یصلی بہم بغیر طہارۃ فہو کالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراہۃ تقدیمہ کراہۃ تحریم لما ذکرنا قال ولذا لم تجز الصلوٰۃ خلفہ اصلاً عند مالک وروایۃ عن احمد الخ۔ جلد اول شامی ص۳۷۶ باب الامامۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۶۲۱ (نماز عشاء نصف شب کے بعد مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی۔) نماز عشاء بعد نصف شب کے مکروہ تحریمی ہے یا نہیں۔ اور اگر بعد نصف شب کے پڑھی جاوے تو واجب الاعادہ ہے یا نہیں۔ مولانا عبدالحی صاحب مجموعہ فتاوی جلد اول ص۲۳۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مکروہ تحریمی ہے نماز عشاء کی بعد نصف شب کے اور واجب الاعادہ ہے۔ اور اگر اعادہ نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور مولانا اشرف علی صاحب بہشتی زیور میں لکھتے ہیں کہ نماز کا وقت صبح صادق تک ہے اور بعد نصف رات کے مکروہ ہے اور ثواب کم ہو جاتا ہے۔ ان دونو تحریروں میں کونسی تحریر صحیح ہے۔ اگر کبھی نماز عشاء بعد نصف رات کے پڑھی جاوے تو اس کا اعادہ کیا جاوے یا نہیں۔ اور اگر واجب الاعادہ نہیں ہے۔ تو مولوی عبدالحی صاحب کے فتویٰ کا کیا مطلب ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب بعد نصف شب کے عشاء کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ بعض نے مکروہ تحریمی فرمایا اور بعض نے مکروہ تنزیہی۔ فان اخرہا الی مازاد الی النصف کرہ لتقلیل الجماعۃ۔ درمختار قولہ کرہ ای تحریماً کما یاتی تقییدہ فی المتن او تنزیہاً ہو الاظہر کما تذکرہ من الحلیۃ۔ شامی۔ ثم قال تحت قول الماتن تحریماً کذا فی البحر عن القنیۃ لکن فی الحلیۃ ان کلام الطحطاوی یشیر الی ان الکراہۃ فی تاخیر العشاء تنزیہیۃ وہو الاظہر ۱۲۔ شامی پس جو فقہاء مکروہ تحریمی فرماتے ہیں ان کے نزدیک واجب الاعادہ نہیں کیونکہ مکروہ تنزیہی کا مآل خلاف اولیٰ کی طرف ہے اور علامہ شامی کے قول اور حلیہ کی روایات سے معلوم ہوا کہ مکروہ تنزیہی ہونا اظہر ہے اور وجہ اظہر ہونے کی یہ ہے کہ علت اس کراہت کی تقلیل جماعت ہے نہ یہ کہ وقت میں کوئی خرابی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مولانا عبدالحی صاحب نے اگر واجب الاعادہ لکھا ہے تو مکروہ تحریمی کی روایت کو لیکر احتیاطاً واجب الاعادہ لکھا۔ اور مولانا اشرف علی صاحب کا مطلب اگر مکروہ سے مکروہ تنزیہی ہے اور اعادہ کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن

سوال ۶۲۲ (خارج عن الصلوٰۃ شخص اگر لقمہ دے مصلی کو تو مصلی تحقیق کر کے اپنی ذات سے عمل کرے) ایک روز نماز عشاء کی جماعت میں خادم دوسری رکعت میں شریک ہوا مگر امام کی ساتھ دونو طرف سلام پھیر کر نماز ختم کی دعاء مانگی۔ مگر اسوقت ایک دوسرے مقتدی نے جو اپنی نماز امام کے ساتھ پوری کر چکا تھا مجھے جتلایا کہ تم کھڑے ہو کر نماز پوری کرو

کہ کراہت تنزیہی بھی ہے اور ۔ ۱۲

پس اگر اس حالت میں یہ عاصی کھڑا ہو کر نماز پوری کر لیتا تو نماز ہو جاتی یا نہیں اور جس صورت میں کہ میں نے ان کا کہنا نہیں مانا بلکہ از سر نو چار فرض ادا کئے۔ تو یہ نماز ہو گئی یا نہیں۔ میرے نہ ماننے کی یہ وجہ ہوئی کہ دل میں یہ خیال اور شبہ پیدا ہوا کہ خارج از نماز لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب ۔ اگر اس شخص کے بتلانے کے بعد کچھ تأمل کر کے خود یاد آ جاتا کہ میری ایک رکعت باقی رہی ہے اور اس بنا پر اٹھکر ایک رکعت پوری کر کے نماز پوری پوری کر کے سجدہ سہو کر لیا جاتا تو نماز ہو جاتی۔ کیونکہ وہ امتثال غیر شخص کا نہیں ہے۔ بلکہ جب خود یاد آ گیا تو اس کی طرف کھڑا ہونا منسوب ہوگا درمختار میں ہے۔ حتی لو امتثال امر غیرہ فقیل لہ تقدم فتقدم او دخل فرجۃ الصف فوسع لہ فسدت بل یمکث ساعۃ ثم یتقدم برایہ اور شامی میں عدم فساد کی تصحیح کی ہے وقدمنا عن الشرنبلالی عدم الفساد وتقدم تمام الکلام علیہ الخ شامی جلد اول۔ فقط واللہ اعلم

سوال ۶۲۳ ۔ بعض دیہات وقصبات میں نماز عشاء کے اور جمعہ کے قبل الصلوٰۃ کہنا اگر سنت ہے تو رائج کیوں نہیں متروک کیوں ہے

تثویب امام ابی یوسف نے ضرورت قاضی ومفتی کو جائز رکھا ہے۔ اب جبکہ ضرورت نہیں جائز نہیں ہے۔

الجواب ۔ یہ تثویب ہے جس کو بضرورت جائز رکھا گیا تھا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ نے خاص قاضی وغیرہ کیلئے اس اطلاع کو جائز رکھا تھا یہ لوگ مسلمانوں کے کاموں میں مشغول رہتے ہیں ان کو دوبارہ جماعت اطلاع کی ضرورت ہے وخصہ ابو یوسف بمن یشتغل بمصالح العامۃ کالقاضی والمفتی والمدرس واختارہ قاضی خاں الخ پس اب یہ قصہ ہی نہیں لہذا تثویب بھی متروک ہو گئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمٰن

سوال ۶۲۴ ۔ اگر کوئی شخص نماز جہریہ میں قدر قرأت پڑھکر بھول گیا۔ مقتدی نے بغرض یاد دہانی لقمہ دیا مگر امام نے لقمہ نہ لیا حتی کہ مکرر سہ مکرر پر بھی لقمہ نہ لیا بلکہ نماز کو فسخ کر کے از سر نو تحریمہ سے نماز پوری کی امام کا یہ فعل جائز ہے یا ناجائز

امام کا نماز جہری میں مقتدی کا لقمہ نہ لینے کا حکم ہے۔

(۲)۔ جس شخص کو ایسی صورت پیش آوے تو اسکو نماز فسخ کر کے از سر نو تحریمہ کرنا چاہئے یا انتقال الی آیۃ دالی سورۃ اخری کرنا چاہئے۔ یعنی درصورت عدم قرأۃ ما یجوز بہ الصلوٰۃ۔

(۳)۔ اگر کوئی شخص صورت بالا میں نماز فسخ کر کے از سر نو تحریمہ پر زور دے اور انتقال الی آیۃ وسورۃ اخری کو ناجائز کہے اور فسخ نماز میں اس عبارت کو حجت پکڑے جو کہ صبح کی سنتوں کے متعلق ہے اذا خاف فوت الجماعۃ یترکہا صورت بالا میں اس عبارت کو فسخ نماز کی دلیل بنانا صحیح ہے یا نہیں (۴) عبارت مذکورہ میں یترکہا کے یہ معنی ہیں اگر کسی کو

جماعت کی فوت ہوجانے کا خیال ہو۔ اور اس نے سنتیں شروع نہ کی ہوں تو سنتوں کو چھوڑ کر جماعت میں ملجاوے یا یہ معنی بھی ہیں کہ اگر کسی نے بامید جماعت سنتیں شروع کی اور بعد شروع خوف فوت جماعت ہوا تو سنتوں کو توڑ کر جماعت میں ملجاوے۔ بفسطینز کہا" دونوں صورتوں کو شامل ہے۔ یا کسی ایک صورت کو اور کونسی صورت کو۔ اگر ثانی صورت کو شامل ہے تو حدیث لاتبطلوا اعمالکم کا کیا مطلب ہے

الجواب - (۱ و ۲) امام کو اس صورت میں لقمہ لیلینا چاہیئے تھا یا دوسری آیت یا سورت کی طرف انتقال کرنا چاہیئے تھا۔ اور اگر بقدر "ما تجوز به الصلوٰة یا قدر مستحب مقدار قرأة ہو چلی تھی تو رکوع کر دینا چاہیئے تھا۔ توڑنا نماز کا ایسی حالت میں فقہا نے نہیں لکھا۔ ردالمختار میں ہے تتمہ یکرہ ان یفتح من ساعتہ کما یکرہ للامام ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الی آیۃ اخری لایلزم من وصلہا مایفسد الصلوٰۃ او الی سورۃ اخری او یرکع اذا قرأ قدر الفرض کما جزم بہ الزیلعی وغیرہ فی روایتہ قدر المستحب کما رجحہ الکمال الخ وفی الدر المختار بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لایفسد مطلقاً لفاتح وآخذ بکل حالٍ الخ وفی الشامی قولہ بکل حالٍ ای سواء قرأ الامام ما تجوز بہ الصلوٰۃ ام لا انتقل الی آیۃ اخری ام لا تکرار الفتح ام لا ھو الاصح۔ پس جبکہ فقہا نے اس قدر وسعت اس میں رکھی ہے تو پھر نماز کو فسخ کر دینا مناسب نہ تھا اور بحکم "لاتبطلوا اعمالکم"۔ اس حالت میں نماز کو توڑ دینا ممنوع تھا۔ (۳) یہ امر اوپر واضح ہوا کہ ایسی حالت میں فقہا نے لقمہ لینے کو یا انتقال الی آیت اخری۔ (۴) یا الی سورۃ اخریٰ کو جائز کہا ہے۔ پس اس کو ناجائز کہنا اور نماز کو توڑ کر دوبارہ تحریمہ باندھنے۔ (۵) پر زور دینا بوجہ جہل کے ہے۔ مسائل شرعیہ سے عالم وفقیہ ایسا نہیں کہہ سکتا اور احتیاط نہیں ہے۔ بلکہ وہم ہے اور خطا ہے۔ اور عبارت مذکورہ کو اس بارہ میں دلیل لانا اور صریح روایات جواز و حکم فقہا کو چھوڑنا دوسرا جہل ہے۔ اور یہ استدلال غلط ہے" یتر کہا" کے یہ معنی ہیں کہ شروع نہ کرے نہ یہ کہ شروع کر کے قطع کر دے۔ شروع کر کے قطع کرنے کی ممانعت فقہا نے صراحتہً لکھی ہے۔ والشارع فی النفل لایقطع مطلقاً ویتمہ رکعتین وکذا سنۃ الظہر وسنۃ الجمعۃ اذا اقیمت او خطب الامام یتمہا اربعاً علی القول لرابع لانہا صلاۃ واحدۃ ولیس القطع للاکمال بل للابطال خلافاً لما رجحہ الکمال درمختار قولہ خلافاً لما رجحہ الکمال حیث قال وقیل یقطع علی راس الرکعتین وہو الراجح الخ شامی فقط

سوال ۶۲۵۔ | ایک دو آدمیوں کے سننے سے جہر نہیں ہوتا

اگر کوئی شخص نماز میں آمین ایسے طور کہے کہ ایک دو آدمی قریب کے سن لیں تو عند الاحناف نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب۔ عند الحنفیہ آمین آہستہ آہستہ کہنا سنت ہے۔ لیکن اگر دو آدمی برابر کے

سن لیں تو وہ جہر نہیں وہ بھی آہستہ میں داخل ہے۔ کما قال فی در المختار وادنی المخافتۃ اسماع نفسہ ومن یقربہ ولو سمع رجل او رجلان فلیس بجہر الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

سوال ۶۲۶۔ (قبر جبکہ برابر کردی جائے تو وہاں نماز پڑھنا درست ہے) قبر کہنہ وجدید کو مسجد میں شامل کرنا جائز ہے یا ناجائز بینوا توجروا۔؟

الجواب قبر کہنہ وجدید کا جبکہ نشان باقی نہ رہا مثلاً یہ کہ مٹی برابر کردی جاوے کہ سطح زمین برابر ہوجاوے۔ تو اس میں کچھ حرج نہیں اور نماز وہاں درست ہے۔ اور اگر بہت مرتفع ہے۔ شرح منیۃ الکبیری میں ہے۔ وکذا قال فی الفتاویٰ۔ لا باس بالصلوٰۃ فی المقبرۃ اذا فیہا موضع اعد للصلوٰۃ ولیس فیہ قبر۔ وہذا لان الکراہۃ معللۃ بالتشبیہ باہل الکتاب وہو منتف فیما کان علی الصفۃ المذکورۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن عفی عنہ

سوال ۶۲۷۔ (اگر کسی پر جھوٹی تہمت لگائی جائے امامت اسکی درست ہے) ایک شخص عمدہ قرآن شریف پڑھتا ہے۔ اور شریف آدمی ہے: مرض شہر بھر قابل امامت کے اس شخص کو جانتا ہے۔ صرف ایک شخص اس پر یہ الزام لگاتا ہے کہ سفلی عمل پڑھتا ہے: اس نے دو بندوں کو گواہ کرلیا ہے کہ بیشک یہ سفلی عمل پڑھتا ہے۔ وہ امام بالکل انکار کرتا ہے۔ اب یہ فرمائیے کہ جو شخص ایسے نیک پر کہ جس کو تمام بستی کے آدمی اچھا جانتے ہوں الزام لگاوے اس کی کیا سزا ہے۔؟

الجواب ۔ جبکہ اس الزام و تہمت کا ثبوت نہ ہو جو امام پر لگایا تو امامت اس کی بلا کراہت صحیح ہے۔ جھوٹا الزام لگانے والا فاسق ہے۔ اور عاصی ہے۔ توبہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن عفی عنہ

سوال ۶۲۸۔ (لنگڑے کے پیچھے نماز بلا کراہتہ درست ہے) ایک شخص کے پیر میں لنگ ہے اور مسجد کا امام ہے۔ لیکن قرآن شریف اچھا پڑھتا ہے۔ نماز ایسے امام کے پیچھے پڑھنی درست ہے یا نہیں

الجواب ۔ شامی ہے۔ وکذا اعرج یقدم ببعض قدمہ بالاقتداء بغیرہ۔ اولیٰ تاتارخانیہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ لنگڑے کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

سوال ۶۲۹۔ (ابرص کے پیچھے نماز مکروہ جب ہو کہ اس کا برص ظاہر ہو) اگر کسی شخص کے زیر ناف سفید داغ ہوں تو اسکی امامت کا کیا حکم ہے۔؟

الجواب ۔ امامت اس کی بلا کراہت درست ہے۔ کیونکہ فقہاء نے جو ابرص کی امامت کی امامت کو مکروہ لکھا ہے تو اس میں یہ قید ہے کہ ابرص اس کا ظاہر ہوا۔ اور یہ داغ ظاہر نہیں۔ وکذا یکرہ خلف امرد وسفیہ ومفلوج وابرص شاع برصہ الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

فاسق امام کے پیچھے نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے۔

سوال ۶۳۰۔ امام فاسق کے پیچھے نماز کروہ ہونے کے خیال سے اپنے گھر میں یا مسجد میں قبل جماعت یا بعد جماعت اکیلا نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز اور اکیلا نماز پڑھنے والا تارک جماعت تو نہ کہلائے گا۔؟

الجواب ۔ درمختار میں ہے۔ وفی النہر عن المحیط صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعۃ الخ۔ اس پر علامہ شامی نے لکھا ہے: (قولہ نال فضل الجماعۃ) افاد ان الصلوۃ خلفہما اولی من الانفراد الخ۔ پس معلوم ہوا کہ تنہا پڑھنے سے یہی بہتر ہے کہ جماعت مذکورہ میں شامل ہو۔ فقط واللہ تعالی اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اگر دو آدمی امام مقتدی ہوں مقتدی کا پیچھے ہٹنا افضل ہے جبکہ ثالث آدمی ملجائے

سوال ۶۳۱۔ امام مقتدی صرف دو آدمی ہیں اس لیے برابر کھڑے ہوئے ہیں اب تیسرا آدمی اور آگیا تو امام آگے بڑھے یا مقتدی پیچھے ہٹے۔؟

الجواب ۔ اس حالت میں امام آگے بڑھے یا مقتدی پیچھے کو ہٹے دونوں امر جائز ہیں۔ لیکن مقتدی کا پیچھے ہٹنا اولی ہے بہ نسبت امام کے آگے بڑھنے سے۔ کما فی الشامی وہو اولی من تقدمہ لانہ متبوع الخ۔ فقط واللہ تعالی اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

باب فی الجمعۃ والعیدین والجنائز

جامع مسجد کا فرش عیدگاہ میں بچھانا درست نہیں۔؟

سوال ۶۳۲۔ جامع مسجد کا فرش عیدگاہ میں بچھانا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۔ جامع مسجد کا فرش چٹائی وغیرہ عیدگاہ میں بچھانا درست نہیں ہے فقط واللہ اعلم

نماز جمعہ کا سوائے جامع مسجد کے دوسری مسجد میں ہونے حکم

سوال ۶۳۳۔ نماز جمعہ سوائے جامع مسجد کے دوسری مسجد میں بھی جائز ہے یا نہیں

الجواب ۔ دوسری مسجد میں بھی سوائے جامع مسجد کے بلا کسی شرط کے درست ہے فقط

نماز عیدین کے بعد مصافحہ بدعت ہے

سوال ۶۳۴۔ نماز عیدین کے بعد مصافحہ و معانقہ آپس میں کرنا سنت سے ثابت ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۔ نماز عیدین یا دیگر نمازوں کے بعد تخصیص مصافحہ کی کرنا اور اسی وقت خاص میں اس کو سنت جاننا اور معمول بہ ٹھیرانا بعض فقہاء نے منع لکھا ہے

اور تبیین محارم میں اس کو روافض کے طریقہ سے لکھا ہے۔ اور مکروہ فرمایا ہے۔ شامی میں ہے ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط. انہ یکرہ المصافحۃ بعد اداء الصلوٰت بکل حال لان الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ما صافحوا بعد اداء الصلوٰۃ ولانہا من سنن الروافض اھ ثمہ نقل عن ابن حجر من الشافعیۃ انہا بدعۃ مکروہۃ لا اصل لہا فی الشرع الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی

عید کی نماز سے پہلے مطلقاً نفل منع ہے اور بعد میں مصلی میں منع ہے۔

سوال ۶۳۵۔ چہ فرمایند علمائے دین ومفتیان شرح متین اندریں مسئلہ کہ خواندن نماز نفل در عیدگاہ قبل یا بعد نزد علمائے حنفیہ روا است یا نہ۔ درمختار میں ہے۔ ولا یتنفل قبلہا مطلقاً وکذا لا یتنفل بعدہا فی مصلاہا قال

الجواب۔ درمختار میں ہے۔ ولا یتنفل قبلہا مطلقاً وکذا لا یتنفل بعدہا فی مصلاہا قال الشامی قولہ وکذا لا یتنفل الخ کما فی الکتب الستۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صلی اللہ علیہ وسلم خرج فصلی یوم العید لم یصل قبلہا ولا بعدہا وہذا النفی بعدہا محمول علیہ فی المصلیٰ الخ۔

اذان ثانی جمعہ کا جواب زبان سے نہ دینا چاہئے

سوال ۶۳۶۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خطبۂ ثانی کی اذان کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں

الجواب۔ درست نہیں۔ کما فی الدر المختار وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

منبر بیسار محراب میں ہونا چاہیے

سوال ۶۳۷۔ منبر کس جگہ ہونا چاہیے اگر مسجد کی محراب کے اندر داہنے حصہ میں پختہ اینٹ کا منبر بنایا جاوے اور منبر کے بعد اس قدر محراب میں باقی رہے کہ اس میں امام کھڑا ہوسکے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ شامی میں ہے۔ ومن السنۃ ان یخطب ای المنبر علیہ اقتداء بہٖ صلی اللہ علیہ وسلم کان ثلث درج الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو صورت سوال میں درج ہے درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

نماز جمعہ عند الحنفیہ مخصوص بمصر است

سوال ۶۳۸۔ ما قولکم رحمہم اللہ دریں مسئلہ کہ فی الحال در صوبہ بنگال جم غفیر در دیہات نماز جمعہ ادا می کنند۔ صرف بایں وجہ کہ از ایام ماضیہ ہر خاص وعام نماز جمعہ بایں چنیں قریہ ادا کردہ می آیند۔ وگروہے از علمائے حنفیہ آں دیار می گویند کہ نزد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ گرچہ در دیہات نماز جمعہ روا نیست مگر بایں مسئلہ بتقلید امام شافعی رح در قریہ نماز جمعہ می گذاریم۔ پس قول اوشاں چگونہ است و نماز جمعہ خاص وعام و گروہے موصوفان از علمائے کرام ادا شود یا نہ۔ بر مسلک حنفیہ جوابے مدلل تحریر فرمایند۔ بینوا توجروا

الجواب۔ جمعہ باتفاق حنفیہ مخصوص بمصر است در قریٰ جائز نیست۔ کذا فی الہدایہ۔ علاوۃ الجمعۃ لا تصح الا فی مصر جامع او مصلی المصر ولا تجوز فی القریٰ۔ ومنقول از امام ابو حنیفہ رح در بیان مصر

ایں است کہ بازار۔ وکوچہا۔ وحاکم نافذ کنندہ حدود داشتہ باشد۔ کذا فی المواہب للطرابلسی مگر چوں تسلط کفار غالب شد۔ وحاکم اسلام مفقود شد پس تحقیق شرط حاکم نافذ کنندہ مفقود شد پس اگر قریٰ مسئول عنہا بازار۔ وکوچہا میدارند۔ پس بوجب روایت مذکورہ جمعہ وا عیاد آنجا بوجہ شرائط دیگر انہا بلاشبہ رواست۔ والا فلا لما فی الشمنی فلا یودی فی مفاضہ ولا قریۃ لما روی البیہقی فی المعرفۃ وعبد الرزاق وابن ابی شیبہ فی مصنفیہما عن علی انہ قال لاجمعۃ ولا تشریق ولا صلوٰۃ الفطر ولا اضحیٰ الا فی مصر جامع او لمدینۃ ولانہ کان لمدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قریٰ کثیرۃ ولم ینقل عنہ علیہ السلام انہ امر باقامۃ الجمعۃ فیہا انتہی۔ وظاہر است کسانیکہ نماز جمعہ در دیہات تقلید شافعیہ ادا می کنند در نماز پنجگانہ وشرائط تعداد ودیگر مسائل بر مسلک شافعیہ عمل نمی کنند ایں را تلفیق می گویند وتلفیق نزد فقہا باطل است۔ پس قول بعض علماء حنفیہ درباره جواز صلوٰۃ جمعہ در دیہات بتقلید شافعی ہرگز صحیح ودرست نیست ونماز جمعہ اوشاں نہ نزد حنفیہ صحیح می شود ونہ نزد شافعیہ۔ پس گناہ ترک نماز ظہر وقیام جمعہ بصورت عدم جواز او بروئے لازم می آید فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مصر کی معتبر ومفتی بہ تعریف اور مالیسع اکبر مساجدہم تعریف کی نقض

سوال ۶۳۹ عند الاحناف وجوب جمعہ کیلئے مصر تو یقیناً شرط ہے چونکہ تعریف مصر میں اختلافِ عظیم ہے لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ تعریف معتبر ومفتی بہ کونسی ہے اور اُس کا ماخذ کیا ہے۔ مدلل بیان فرمادیں۔ وہ قریہ جس کی آبادی ۱۲۰۰ یقیناً ہے۔ اور پانچ مساجد بھی ہیں اور تمام حوائج اہلِ قریہ بھی دستیاب ہوتی ہیں۔ اور صاحب ہدایہ کی تعریف ہذا وعنہ انہم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدہم لم یسعہم کا بعینہ مصداق ہے۔ اور صاحبِ شرح وقایہ کی عبارتِ ہذا ولا یسع اکبر مساجدہ اہلہ مصر پر بھی انطباق ہے۔ علاوہ بریں چونکہ قریہ مذکورہ میں شریف اہل علم آباد ہے۔ ان کی وجہ سے گرد ونواح کے اہل دیہات برائے شرکتِ جمعہ جمع ہو جاتے ہیں۔ اور خوب مجمع ہو جاتا ہے۔ لہذا بیان فرمایئے کہ قریہ مذکورہ میں بنا بر تعریف صاحبِ ہدایہ وشرح وقایہ جمعہ جائز ہے یا نہ۔ ثانی شق میں دلیل اعراض عن التعریفین وماخذ قول مفتی بہ ضرور تحریر فرما کر عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور ہوں۔

الجواب مصر کی یہ تعریف وہو مالا یسع اکبر مساجدہ اہل المکلفین بہا۔ منقوض ہے صحیح یہ ہے کہ مصر عرفاً وہ بستی۔ شہر یا قصبہ کہلائے جانے کی مستحق ہو۔ اور قریہ کبیرہ وشل قصبہ کے ہو۔ اور ضروریات مردماں وہاں ملتی ہوں وہ بھی بحکم مصر ہے۔ شامی میں ہی

ونقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیہا اسواق الی ان قال وفیہا ذکرنا اشارة الی انہ لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب الخ شامی۔ وفی باب العیدین من الدر المختار من القنیۃ صلاۃ العید فی القری تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ در مختار شامی میں ہے۔ ومثلہ الجمعۃ الخ۔ پس معلوم ہوا کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ درست نہیں ہے۔ حالانکہ تعریف ما لا یسع اکبر مساجدہ الخ۔ بہت سی قریوں پر صادق آتی ہے۔ اس لئے شامی نے اس تعریف کے ذیل میں نقل فرمایا ہے۔ قولہ وما لا یسع ہذا یصدق علی کثیر من القری الخ۔ اور اس تعریف پر یہ بھی نقض کیا گیا ہے کہ حرمین شریفین کی مسجد حرام اور مسجد نبوی اس تعریف سے خارج ہو جاتی ہیں کیونکہ وہاں "ما لا یسع" صادق نہیں آتا بلکہ ان مساجد میں وہاں کے رہنے والوں سے بہت زیادہ وسعت ہے۔ کذا فی شرح المنیۃ الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

عید اور جمعہ کی نماز قریہ صغیرہ میں مکروہ تحریمی ہے

سوال ٦٣٠. گاؤں میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہ

الجواب۔ عید کی نماز گاؤں میں مکروہ تحریمی ہے کیونکہ نماز عیدین کیلئے وہی شرائط ہیں جو جمعہ کے لئے ہیں۔ اور جبکہ وہ نماز عید نہ ہوئی تو نفل ہوگی۔ اور نفل کو ابتدائی وجماعت کثیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔ کما فی الدر المختار وفی القنیۃ صلاۃ العید فی القری تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ الخ قولہ صلاۃ العید ومثلہ الجمعۃ۔ شامی قولہ بما لا یصح، ای علی انہ عید والا فہو نفل مکروہ لادائہ بالجماعۃ شامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن۔

اذان بین یدی الخطیب کا جواب دینا اور دعا پڑھنا ممنوع ہے

سوال ٦٣١. خطیب کے سامنے جو اذان کہی جاتی ہے اسکا جواب دینا اور اسکے بعد دعا پڑھنا کیسا ہے

الجواب۔ اذان بین یدی الخطیب کا جواب دینا اور اس کے بعد دعا پڑھنا در مختار و شامی سے ممنوع ثابت ہوتا ہے۔ در مختار باب الاذان میں ہے وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب الخ ص ۲۶۶ جلد اول شامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اگر قریب چند چھوٹے چھوٹے گاؤں کے آدمیوں کو جمع کر لیا جاوے تو شہر کا حکم نہیں ہوگا اور جمعہ جائز نہ ہوگا

سوال ٦٣٢. اگر قریب کے چھوٹے چھوٹے گاؤں کے مردوں کو جمع کر لیا جاوے جس کی مردم شماری دو ڈھائی ہزار ہو جاوے تو وہ بحکم شہر ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اور جمعہ وہاں درست ہو جائے گا یا نہیں۔

الجواب۔ مواضع جو بنگال میں ہیں ان کی کیفیت معلوم ہونے سے یہ معلوم ہوا کہ وہ قریۂ صغیرہ ہیں ہر ایک بستی ان میں سے قریہ صغیرہ ہیں کیونکہ ہر ایک بستی میں جو علیحدہ نام کے ساتھ موسوم ہے چند مکانات ہوتے ہیں۔ اور غالباً ہر ایک بستی ان مواضع میں سے تیس یا

جماعت کی فوت ہو جانے کا خیال ہو۔ اور اس نے سنتیں شروع نہ کی ہوں تو سنتوں کو چھوڑ کر جماعت میں ملجاوے یا یہ معنی بھی ہیں کہ اگر کسی نے بامید جماعت سنتیں شروع کی اور بعد شروع خوف فوت جماعت ہوا تو سنتوں کو توڑ کر جماعت میں ملجاوے۔ بفسطینز کہا" دونوں صورتوں کو شامل ہے۔ یا کسی ایک صورت کو اور کونسی صورت کو۔ اگر ثانی صورت کو شامل ہے تو حدیث لاتبطلوا اعمالکم کا کیا مطلب ہے

الجواب ۔ (۱ و ۲) امام کو اس صورت میں لقمہ لیلینا چاہیے تھا یا دوسری آیت یا سورت کی طرف انتقال کرنا چاہیے تھا۔ اور اگر بقدر "ما تجوز بہ الصلوٰۃ یا قدر مستحب مقدار قرأۃ ہو چلی تھی تو رکوع کر دینا چاہیے تھا۔ توڑنا نماز کا ایسی حالت میں فقہا نے نہیں لکھا۔ ردّ المختار میں ہے۔ تتمہ یکرہ ان یفتح من ساعتہ کما یکرہ للامام ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الی آیۃ اخریٰ لا یلزم من وصلہا ما یفسد الصلوٰۃ او الی سورۃ اخری او یرکع اذا قرأ قدر الفرض کما جزم بہ الزیلعی وغیرہ فی روایۃ قدر المستحب کما رجحہ الکمال الخ وفی الدر المختار بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لفاتح وآخذ بکل حال الخ وفی الشامی قولہ بکل حال ای سواء قرأ الامام ما تجوز بہ الصلوٰۃ ام لا انتقل الی آیۃ اخری ام لا تکرار الفتح ام لا ہو الاصح۔ پس جبکہ فقہا نے اس قدر وسعت اس میں رکھی ہے تو پھر نماز کو فسخ کر دینا مناسب نہ تھا اور بحکم "لاتبطلوا اعمالکم" اس حالت میں نماز کو توڑ دینا ممنوع تھا۔ (۳) یہ امر اوپر واضح ہوا کہ ایسی حالت میں فقہاء نے لقمہ لینے کو یا انتقال الی آیت اخری۔ (۴) یا الی سورۃ اخریٰ کو جائز رکھا ہے۔ پس اس کو ناجائز کہنا اور نماز کو توڑ کر دوبارہ تحریمہ باندھنے۔ (۵) پر زور دینا بوجہ جہل کے ہے۔ مسائل شرعیہ سے عالم و فقیہ ایسا نہیں کہہ سکتا اور احتیاط نہیں ہے۔ بلکہ وہم ہے اور خطا ہے۔ اور عبارت مذکورہ کو اس بارہ میں دلیل لانا اور صریح روایات جواز و حکم فقہاء کو چھوڑنا دوسرا جہل ہے۔ اور یہ استدلال غلط ہے" یتر کہا" کے یہ معنی ہیں کہ شروع نہ کرے نہ یہ کہ شروع کر کے قطع کر دے۔ شروع کر کے قطع کرنے کی ممانعت فقہاء نے صراحۃً لکھی ہے۔ والشارع فی النفل لا یقطع مطلقاً ویتمہ رکعتین وکذا سنۃ الظہر وسنۃ الجمعۃ اذا اقیمت او خطب الامام یتمہا اربعاً علی القول لا ربع لانہا صلاۃ واحدۃ ولیس القطع للاکمال بل للابطال خلافاً لما رجحہ الکمال در مختار قولہ خلافاً لما رجحہ الکمال حیث قال وقیل یقطع علی راس الرکعتین وہو الراجح الخ شامی فقط

ایک دو آدمیوں کے سننے سے جہر نہیں ہوتا

سوال ۶۲۵ ۔ اگر کوئی شخص نماز میں آمین ایسے طور کہے کہ ایک دو آدمی قریب کے سن لیں تو عند الاحناف نماز ہوئی یا نہیں۔

الجواب ۔ عند الحنفیہ آمین آہستہ آہستہ کہنا سنت ہے۔ لیکن اگر دو آدمی برابر کے

پس ان روایات وعموم ادلہ کے بعد یہ کہنا کہ دعا بعد نماز عیدین بالتخصیص منقول ہے یا نہیں ایسا ہے جیسا کوئی یہ کہے کہ خاص ظہر کے یا عصر کے بعد یا فلاں فلاں خاص نماز کے بعد دعا ثابت ہے یا نہیں الحاصل جیسا کہ یہ تمام نمازیں اس حکم میں داخل ہیں اسی طرح عیدین کی نماز بھی اسمیں داخل ہیں فقط

کتاب الجنائز

مسلمان اگر عمر بھر بھی نماز نہ پڑھے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیے

سوال ۶۴۵۔ ایک شخص مرگیا ہے جس نے تمام عمر میں کبھی نماز نہیں پڑھی تھی۔ اس کی نماز جنازہ چالیس قدم بذریعہ رسی کے کھینچکر ایک دوسرے شخص نے پڑھائی اُن لوگوں کیلئے کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ واقعی رسی میں باندھکر بے نمازی مسلمان کے کھینچنے کا حکم شریعت سے نہیں ہے ایسا نہ کرنا چاہیے تھا اُس کیلئے استغفار کرنا چاہیے۔ اور نماز جنازہ بے نمازی مسلمان کی پڑھنی چاہیے۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ صلوا علیٰ کل برٍ وفاجر الحدیث فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

اگر کسی مصیبت سے بت پرست اپنا بچہ کسی مسلمان کو دیدے اور وہ بچہ مرجائے تو اُسکی نماز جنازہ نہ پڑھنی چاہیے

سوال ۶۴۷۔ کسی بت پرست نے بوجہ کسی مصیبت کے اپنے شیرخوار بچہ کو کسی مسلمان کو دیدیا۔ اب وہ طفل انتقال کرگیا اس کی جنازہ کی نماز پڑھی جاوے گی یا نہیں۔ اور تجہیز وتکفین مثل مسلمانوں کے ہوگی یا نہ ؟

الجواب۔ اس بچہ پر نماز نہ پڑھی جاوے گی۔ اور تجہیز وتکفین مثل مسلمانوں کے نہ کریں گے کما فی الدر المختار کصبی سبی مع احد ابویہ لا یصلی علیہ انہ منع لہ ای فی احکام الدنیا لا العقبیٰ الخ

قبر میں میّت کا منہ کس طرف ہونا چاہیے

سوال ۶۴۸۔ میت کا منہ قبر میں قبلہ کی طرف کرنا ضروری ہے یا کہ داہنی کروٹ پر لٹانا سنت ہے

الجواب۔ کتب فقہ میں یہ لکھا ہے ویوجہ الیہا وجوباً یعنی میت متوجہ کیا جاوے قبلہ کی طرف اور یہ واجب ہے اور شامی میں لکھا ہے لکن صرح فی التحفۃ بانہ سنۃ یعنی تحفہ میں یہ تصریح کی ہے کہ قبلہ کی طرف متوجہ کرنا میت کو سنت ہے۔ اور در مختار میں ہے وینبغی کونہ علی شقہ الایمن۔ اور لائق ہے میت کا ہونا داہنی کروٹ پر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن

غسال کے پیچھے نماز وغیرہ درست ہونیکی تحقیق

سوال ۶۴۹۔ جو شخص غسل میت کا پیشہ کرے اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور گواہی دینا شرعاً جائز ہے۔ یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو

فتاوی خیریہ والے نے جو غاسل میت کی امامت کو مکروہ اور گواہی کو نامعتبر لکھا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔

الجواب: غسل میت پر اجرت لینے کے جواز و عدم جواز میں اختلاف ہے در مختار میں ہے والافضل ان یغسل المیت مجاناً فان ابتغی الغاسل الاجر جاز ان کان ثمہ غیرہ الخ وفیہ تفصیل فی کرہ الشامی وعبارۃ الفتح ولا یجوز الاستیجار علی غسل المیت ویجوز علی الحمل والدفن واجازہ بعضہم فی الغسل ایضاً انتہی شامی۔ پس مجوزین قائل جواز امامت بلا کراہت وقبول شہادت ہیں اور غیر مجوزین قائل کراہت امامت وعدم قبول شہادت ہیں۔ پس قول صاحب فتاوی خیریہ مبنی قول عدم جواز پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن

دفن کے بعد میت کو قبر سے نکالنا جائز نہیں

سوال ۶۵۰۔ اگر بوجہ عذر کے میت کو تابوت میں رکھ کر گھر میں دفن کرے اور بعد زائل ہونے عذر کے اس تابوت کو نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ دفن کے بعد میت کو یا اُس تابوت کو قبر سے نکالنا درست نہیں ہے۔ ولا یخرج منہ بعد اہالۃ التراب الا لحق آدمی کان تکون الارض مغصوبۃ او اخذت بشفعۃ در مختار فقط

نماز جنازہ میں مقتدیوں کیلئے ثناء و درود پڑھنے کی تحقیق

سوال ۶۵۱۔ نماز جنازہ میں امام کے پیچھے ثناء و درود و دعاء پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ اگر نہ پڑھے تو کیا حرج ہوگا؟

الجواب نماز جنازہ میں مقتدیوں کو امام کے پیچھے ثناء و درود و دعاء و تکبیر پڑھنا چاہئے در مختار میں ہے کہ ان سب کا پڑھنا سنت ہے۔ اگر نہ پڑھا تو ترک سنت ہوگا۔ اور بعض فقہاء نے دعاء کا پڑھنا فرض فرمایا ہے۔ کذافی شرح المنیہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

میت خنثیٰ مشکل کو غسل مرد دے یا عورت؟

سوال ۶۵۲۔ ایک میت کہ جس کا ستر مرد اور عورت دونوں کا ہو تو اس کو غسل مرد دے یا عورت؟

الجواب۔ اگر میت خنثیٰ مشکل ہے تو اس کو غسل نہ دیا جاوے گا نہ مرد غسل دے نہ عورت بلکہ تیمم کرا دیا جاوے وتیمم الخنثیٰ المشکل در مختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن

میت کے پیچھے باجرت معروفہ و مشروط قرآن پڑھنا جائز نہیں

سوال ۶۵۳: اس طرف رواج عام ہے کہ اگر کوئی شخص مر جاوے تو بعد دفن کے قرآن پڑھاتے ہیں جمعہ تک اور ملا نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ قیامت تک حساب منکر و نکیر و ضغطہ قبر رفع ہو جاتا ہے۔ آیا بعد دفن کے قبر پر قرآن پڑھانا جائز ہے یا نہیں

الجواب۔ اُجرت معروفہ یا مشروطہ پر جو قرآن شریف میت کیلئے پڑھواتے ہیں اس میں محققین نے لکھا ہے کہ میت کو ثواب نہیں پہنچتا۔ کیونکہ جب پڑھنے والے کو ثواب نہ ہوا بوجہ نیت اجر عوض کے تو میت کو ثواب کہاں سے پہنچے گا۔ البتہ اگر کوئی شخص للہ قرآن شریف کا ثواب میت کو پہنچا دے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ثواب میت کو ملے گا خواہ مکان پر پڑھ کر

ثواب پہنچاوے۔ یا گھر پر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

زوج اپنی عورت کو غسل نہیں دے سکتا

سوال ۶۵۴ بی بی اگر مر جاوے تو خاوند اس کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ نہیں دے سکتا ویمنع زوجہا من غسلہا ومسہا لا من النظر الیہا علی الاصح فیہ درمختار ثم اجاب عن غسل علی ؓ فاطمۃ ؓ بانہ محمول علی بقاء الزوجیۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن۔

نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا کیسا ہے

سوال ۶۵۵ (مع جواب دیگر علماء) جنازہ کی نماز مسجد میں حنفیہ کے نزدیک کیسا ہے۔ مکروہ تحریمی یا تنزیہی۔ صورت ثانیہ کراہت کی علت کیا ہے اور اگر علت مرتفع ہو جاوے تو کیا حکم ہے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ مسجد میں پڑھی یا نہیں اور حضرت ابوبکر وعمر کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی یا نہیں۔ اور اگر جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھی جاوے تو درست ہے یا نہیں۔؟

جواب اقول اول نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اس کی کراہت کی علت یہ ہے کہ مسجد فرض نماز اور اس کے توابع و نوافل کیلئے بنائی جاتی ہے نہ کہ نماز جنازہ کیلئے اس لئے اسکی اصلی غرض کے خلاف استعمال میں لانا ہے جو جاعث کراہت ہے۔ لہذا اگر علت رفع ہو جاوے یعنی صرف نماز جنازہ کیلئے کوئی مسجد مخصوص ہو تو اس میں نماز جنازہ ادا کرنا جائز ہے؟

قول ثانی۔ نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اس کی کراہت کی علت یہ ہے کہ مسجد کو پاک صاف رکھنے کا حکم ہے۔ اور میت کو مسجد میں لانے سے نجاست گرنے کا احتمال ہے اگر نجاست گری خلاف حکم کا ہوا جو باعث کراہت ہے۔ لہذا اگر علت رفع ہو جاوے یعنی مسجد تلویث ہونے کا احتمال نہیں ہے تو نماز جنازہ مسجد میں ادا کرنا درست ہے؟

قول ثالث۔ جنازہ کی نماز مسجد میں حنفیہ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے اور بعض علماء تحریمی کے قائل ہیں۔ اگر نماز جنازہ مسجد میں پڑھ لی جاوے تو بھی درست ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر دونوں بیٹوں بیضاء کے نماز جنازہ مسجد میں پڑھی ہے۔ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی نماز بھی مسجد میں پڑھی گئی ہے۔ اور آنحضرت سے صاف آیا ہے کہ من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلاشی علیہ یعنی جو شخص نماز جنازہ مسجد میں پڑھے اُسپر گناہ نہیں۔ اور سنن ابی داؤد میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے من صلی علی خیال فی المسجد فلاشی علیہ یعنی جو پڑھے نماز جنازہ کی مسجد میں پس نہیں ہے کوئی خوف اوپر اس کے پس اس حدیث سے اجازت معلوم ہوئی ہے۔ ان تینوں قول میں کونسا صحیح ہے اور جو صحیح نہیں اس کا جواب مدلل

الجواب۔ صحیح اور مختار عند الحنفیہ یہ ہے کہ نماز جنازہ کی مسجد جماعت میں مطلقاً مکروہ ہے خواہ جنازہ مسجد میں ہو یا خارج من المسجد ہو۔ کیونکہ علت کراہت کی یہ ہے کہ مسجد فرائض خمسہ کیلئے اور ان کے توابع کے بنائی گئی ہے اور مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے۔ روایت ابوداؤد واحمد میں ہے۔ من صلی علی میت فی المسجد فلا شئی لہ اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے۔ فلیس لہ شئی اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے۔ من صلی علی الجنازۃ فی المسجد فلا صلوٰۃ لہ پہلی دو روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ جس نے جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھی اس کو کچھ ثواب نہ ہوگا۔ اور ابن شیبہ کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ اس کی نماز نہ ہوگی۔ یعنی کامل نماز نہ ہوگی۔ اور ایک روایت ابی اور ابن ماجہ کی یہ ہے کہ فلا اجر لہ یعنی اس کو ثواب کچھ نہ ملیگا۔ بہرحال یہ جملہ روایات ممانعت کی دلائل قویہ ہیں اور صحابہ میں جن کی نماز مسجد میں پڑھی گئی وہ بوجہ کسی خاص ضرورت کے۔ جو شرح نے لکھدیا ہے ان سے استدلال درست نہیں۔ اور حضرت عائشہؓ نے جب ارادہ سعد بن وقاص کے جنازہ کی نماز کا مسجد میں پڑھنے کا کیا تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس پر انکار کیا۔ چنانچہ صاحب لمعات اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ ان عائشۃ لما توفی سعد بن ابی وقاص قالت ادخلوا بہ المسجد حتی اصلی علیہ فانکر ذلک علیہا الحدیث انکار الصحابۃ والتابعین مع کثرتہم دلیل علی ان الامر استقر بعد ذلک علی ترکہ ونسخہ اھ لمعات علی المشکوٰۃ۔ باقی یہ کہ نماز جنازہ مسجد میں مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی اس میں دونوں قول حنفیہ کے ہیں دلائل سے قول کراہت تحریمی کا راجح ہے اور مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے یعنی فرضیہ ساقط ہو جاتی ہے۔ لیکن چونکہ مکروہ وممنوع ہے لہذا ایسا نہ کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

نقل عبارت شاہ صاحب حدیث ابی داؤد میں فلا شئی لہ ہے تخریج ہدایہ میں ہے قال الخطیب المحفوظ فلا شئی لہ اھ سعد بن ابی وقاص کے واقعہ میں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امہات المومنین نے مسجد میں محض دعا کی ہے۔ موطا مالک میں ہے انہا امرت ان یمر علیہا بسعد بن ابی وقاص فی المسجد لتدعو لہ اھ قصہ سہیل کا جو عہد نبوت میں واقع ہوا ہے ایک ہی واقعہ ہے کما فی الموطا ممکن ہے کہ منہ کے عذر سے ہوا ہو۔ سنت نہیں اور مصلہ جنائز کے عہد نبوت میں مسجد کے جنب میں تھا۔ کما ذکرہ السمہودی۔ وقائع میں تطرق احتمال ہوتا ہے۔ شرائع میں ایسا نہیں۔ فقط محمد انور عفا اللہ عنہ مدرس اول مدرسہ ہذا

اگر مسلمان تمام عمر نماز نہ پڑھے تب بھی اس کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے

سوال ۶۵۶۔ ایک شخص نے نماز عمر بھر نہیں پڑھی بعد مدت دراز کے وہ مر گیا پس اس

شخص کے غسل وجنازہ وغیرہ کی نسبت کیا حکم ہے ہمارے اطراف کے ایک مولوی صاحب نے ذیل کی آیت سے اس کے غسل وجنازہ کی ممانعت فرمائی ہے ایا صحیح ہے یا نہیں۔ ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ۔

الجواب۔ حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر الحدیث۔ موافق اسی حدیث کے ہر ایک مسلمان کے جنازہ کی نماز وغسل ہونا ضروری ہے اور بے نمازی بھی مسلمان ہے اس کی جنازہ کی نماز اور غسل بھی ضروری ہے اور فقہاء رحمہم اللہ نے جن لوگوں کو مستثنیٰ فرمایا ہے ان میں بے نمازی کو داخل نہیں فرمایا۔ اور آیت موصوفہ سے استدلال بے نمازی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنے کا محض غلط اور باطل ہے۔ آیتِ مذکورہ نے کفار و منافق کی جنازہ کی نماز نہ پڑھنے کا امر فرمایا ہے۔ یا یوں سمجھو کہ منافقین وکفار کے جنازہ کی نماز سے منع فرمایا ہے مسلمانوں کے جنازہ کی نماز کی ممانعت اس سے سمجھنا سخت غلط بیانی وہو کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

بدعات مروجہ میت

سوال ۶۵۷۔ بدعات مروجہ میت کے متعلق کیا حکم ہے۔

الجواب۔ اقول وباللہ التوفیق۔ دفن میت سے فارغ ہوکر واپسی میں جو اہل میت نے کھانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا اسکو شرح منیۃ الکبیر میں ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔ علی انہ قد عارضہ ما رواہ الامام احمد بسند صحیح وابو داؤد عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جنازۃ فرأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو علی القبر یوصی الحافر یقول اوسع من قبل رجلیہ اوسع من قبل راسہ فلما رجع استقبلہ داعی امرأتہ فجاء وجی بالطعام فوضع بین یدیہ ووضع القدم فاکلوا وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلوک لقمۃ فی فیہ ثم قال انی اجد لحم شاۃ اخذت بغیر اذن اہلہا آخر الحدیث۔

اس روایت کو نقل کرکے صاحب شرح منیہ لکھتے ہیں فہذا یدل علی اباحۃ صنع اہل المیت الطعام والدعوۃ علیہ۔ لیکن جواب اس کا یہ ہے کہ واقعہ خاص ہے اور اتفاقیہ ہے۔ لیکن جبکہ رسم ہو جاوے اور طرح طرح کی خرابیوں کا مشتمل ہو۔ جیسا کہ اس زمانے میں ہے تو پھر اسکی ممانعت میں شبہ نہیں۔ علاوہ بریں حدیث جریر کنا نعد الاجتماع الی اہل المیت وصنعہم الطعام من النیاحۃ مقتضی حرمت ہے اور یہ واقعہ خاصہ مقید اباحۃ تو حسب قاعدہ اصول محرم کو ترجیح ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

میت کو دفن کرنے کے بعد نکالنا جائز نہیں

سوال ۶۵۸۔ زید باشندہ بھاگلپور سے تار کا

مرد مسلمان اتفاق سے برائے سیر و سیاحت دارجلنگ میں آیا جو غالباً بھاگلپور سے دارجلنگ تک ریل میں قضا رکار بقضائے الٰہی فوت ہوگیا اس کے باپ کو بذریعہ تار اطلاع دی گئی۔ زید کے باپ نے بھاگلپور سے تار کا جواب دیا کہ اس کو تمام مسلمان مقبرہ میں دفن کردو۔ چنانچہ از روئے شرع شریف مطابق حکم تار اُس کی تجہیز و تکفین مسلمانوں کے مقبرہ میں ہو گئی۔ اب آٹھ یا نو روز کے بعد زید کا والد آیا اُس نے اپنی خواہش ظاہر کی کہ مردہ کو قبر سے نکالکر اپنے وطن بھاگلپور لیجاؤں گا چنانچہ گورنمنٹ سے اجازت طلب کی گورنمنٹ سے حکم ہوا کہ مذہبی معاملہ ہے گورنمنٹ کو کچھ حق نہیں ہے مسلمانوں سے دریافت کرو اس پر ایک درخواست انجمن اسلامیہ میں انہوں نے دی انجمن اسلامیہ کی پیش امام مسجد نے فتوی دیا کہ لیجا سکتے ہیں۔ اور مردہ کو قبر سے نکال سکتے ہیں۔ خود شریک تھے اور عام مسلمانوں کے نام انجمن سے ایک نوٹس جاری ہوا کہ کل مسلمان اس کار خیر میں شریک ہوں نعش بھاگلپور روانہ ہوگئی۔ چونکہ ہم چند مسلمانوں کو اس نئی بات ہو جانے سے تشفی نہیں ہوئی لہذا بذریعہ استفتاء ہذا دریافت کرتے ہیں کہ جو نئی بات ہوئی کہ جس کو ہم لوگوں نے کبھی دیکھی نہ سنی اسلئے تشفی نہیں ہوئی۔ تو آیا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا صحابہؓ یا تابعینؒ کے زمانہ میں ایسا واقعہ ہوا یا نہیں۔ اور مطابق مذہب حنفیہ مردہ مدفون کو قبر سے نکال لیجانا جائز ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب۔ میّت کو دفن کرنے کے بعد نکالنا اور کسی دوسری جگہ لیجانا درست نہیں ہے۔ شامی میں ہے واما نقلہ بعد دفنہ مطلقاً۔ قال فی الفتح واتفقت کلمۃ المشائخ فی امرأۃ دفن ابنہا وہی فی غیر بلدہا فلم تصبر وارادت نقلہ علی انہ لایسعہا ذلک الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

مردوں اور عورتوں کو عید سے پہلے یا بعد عید کی نماز کی سنت پڑھنا مکروہ ہے

سوال ۶۵۹۔ مردوں اور عورتوں کو عیدین کی نماز پہلے یا بعد میں نفل پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ اور غسل کرنا اور اچھے کپڑے پہننا کیسا ہے۔ ؟

الجواب۔ درمختار میں ہے ولا یتنفل قبلہا مطلقاً الخ وکذا لا یتنفل بعدہا فی مصلاہا فانہ مکروہ عند العامۃ الخ۔ ترجمہ یہ ہے کہ نہ نفل پڑھے پہلے عیدین کی نماز کے مطلقاً اور ایسی طرح بعد نماز عیدین کے عیدگاہ میں کہ یہ اکثر کے نزدیک مکروہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردوں اور عورتوں سب کو مکروہ ہے اور غسل کرنا اور اچھے کپڑے بدلنا اس دن سب کو مستحب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قریہ صغیرہ میں جمعہ ادا نہیں ہوتا

سوال ۶۶۰۔ عند الاحناف وجوب جمعہ کیلئے مصر تو یقیناً

شرط ہے۔ لیکن چونکہ تعریفِ مصر میں اختلافِ عظیم ہے۔ لہٰذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ تعریف معتبر و مفتی بہ کونسی ہے اور اس کا ماخذ کیا ہے۔ مدلل بیان فرمادیں۔ وہ قریہ جس کی آبادی ۲۰۰۰ یقیناً ہے اور پانچ مساجد بھی ہیں۔ اور تمام حوائجِ اہل قریہ بھی دستیاب ہوتی ہیں۔ اور صاحب ہدایہ کی تعریف ہذا وعنہ انہم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدہم لم یسعہم کا بعینہ مصداق ہے۔ اور صاحب شرح وقایہ کی عبارت ہذا ولا یسع اکبر مساجدہ اہلہ مصر پر بھی انطباق ہے۔ علاوہ بریں چونکہ قریہ مذکورہ میں شریف اہل علم آباد ہیں اُن کی وجہ سے گرد و نواح کے اہل دیہات برائے شرکتِ جمعہ میں جمع ہو جاتے ہیں اور خوب مجمع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا بیان فرمائے کہ بنا بر تعریف صاحب ہدایہ و شرح وقایہ جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ ثانی شق میں دلیل اعراض عن التعریفین و ماخذ قول مفتی بہ ضرور تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔؟

الجواب۔ مصر کی یہ تعریف وہو مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا منقوض ہے صحیح ہے کہ مصر فاؤہ بستی شہر یا قصبہ کہلائی جانے کی مستحق ہو۔ اور قریہ کبیرہ میں جو مثل قصبہ کے ہو۔ اور ضروریات مرد ماں وہاں ملتی ہوں وہ بحکم مصر ہے۔ شامی ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیہا اسواق الیٰ ان قال فیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر الخ شامی وفی باب العیدین من الدر المختار عن القنیۃ صلاۃ العید فی القریٰ تکرہ تحریماً۔ شامی میں ہو ومثلہ الجمعۃ الخ۔ پس معلوم ہوا کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ درست نہیں ہے حالانکہ تعریف مالا یسع اکبر مساجدہ الخ بہت سے قریوں پر صادق آتی ہے۔ اسلئے شامی نے اس تعریف کے ذیل میں نقل فرمایا ہے۔ قولہ ومالا یسع ہذا یصدق علی کثیر من القریٰ الخ۔ اور اس تعریف پر یہ بھی نقض کیا گیا ہے کہ حرمین شریفین کی مسجد حرام و مسجد نبوی اس تعریف سے خارج ہوئی جاتی ہے۔ کیونکہ وہاں مالا یسع صادق نہیں آتا بلکہ ان مساجد میں وہاں کے رہنے والوں سے بہت زیادہ وسعت ہے۔ کذا فی شرح المنیہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قریہ مخصوصہ میں جمعہ کا جائز نہ ہونا جواب سابق سے واضح ہے۔ کیونکہ جس تعریف کی بناء پر اس میں جمعہ کے جواز کا خیال ہوتا تھا جبکہ وہ تعریف ہی منقوض ہوگئی تو جمعہ اس بناء کی رُو سے کیسے صحیح ہوگا اور قریہ مخصوص بلحاظ آبادی قریہ کبیرہ بھی نہیں ہے بلکہ قریہ صغیرہ ہے اس وجہ سے اس میں جمعہ ہونے کے شرائط موجود نہیں ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ قریہ کبیرہ ہونا باعتبار کثرت آبادی کے نہیں ہوتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۶۶۱۔ اگر کسی عیدگاہ کو ہجیڑے نے بنوائی ہو جس کا پیسہ ناچ گانوں سے حاصل ہوا ہو	اگر عیدگاہ حرام پیسے سے بنی ہوئی ہو تو اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

اور اس جگہ کو لوگ ہیجڑے کی چھتری کہتے ہوں اس عیدگاہ میں نماز پڑھنی اچھی ہے یا کسی میدان میں؟ **الجواب**۔ نماز عیدین شہر سے باہر جنگل میں یا عیدگاہ میں پڑھنا مسنون ہے اور جس عیدگاہ میں حرام پیسہ لگا ہو۔ اس میں مکروہ ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ میدان میں پڑھیں قال فی الدر المختار واما المتخذ لصلاۃ جنازۃ وعید فہو مسجد فی حق جواز الاقتداء۔ وفی الشامی قال تاج الشریعۃ اما لو انفق فی ذلک مالاً خبیثاً وماسببہ الخبیث والطیب فیکرہ لان اللہ تعالیٰ لاتقبل الا الطیب فیکرہ تلویث بیتہ بما لایقبلہ الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

سوال ۶۶۲۔ دربارہ مصافحہ بعد الصلوٰۃ

بعد صلوٰۃ عیدین مصافحہ کرنا بدعت ہے۔؟

الجواب۔ لکن قد یقال ان المواظبۃ علیہا بعد الصلوٰۃ خاصۃً قد یؤدی الجہلۃ الی اعتقاد سنیتہا خصوص ہذہ المواضع الی ان قال ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انہ تکرہ المصافحۃ بعد اداء الصلوٰۃ بکل حال الخ۔ ولانہا من سنن الروافض الخ۔ آخر عبارت سے یہ واضح ہوا کہ یہ طریقہ روافض کا ہے۔ اس لئے اس کا التزام نہ کرنا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

سوال ۶۶۳۔

عید کی نماز جنازہ سے پہلے اور خطبہ جنازہ کے بعد ہونا چاہیئے

بعد ادائے عید قبل از خطبہ صلوٰۃ جنازہ بکراہت جائز ہے۔ یا بلا کراہت یا خلاف اولیٰ ہے۔؟

الجواب۔ در مختار میں ہے کہ عید کی نماز جنازہ کی نماز سے پہلے ہونی چاہیے۔ اور جنازہ کی نماز خطبہ سے پہلے ہونی چاہیئے۔ پس مقدم کرنا جنازہ کا خطبہ عیدین پر ضروری ہے۔ فقط

سوال ۶۶۴۔

خطبہ جمعہ کے درمیان وعظ کہنا اور اردو فارسی کی اشعار پڑھنا مکروہ ہے

خطبہ جمعہ میں اردو فارسی واشعار ونظم پڑھنا کیسا ہے

الجواب۔ خطبہ جمعہ میں اردو فارسی ونظم ونثر پڑھنا مکروہ و بدعت ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے مسوّیٰ ومصفّیٰ شرح موطا میں تحقیق فرمایا ہے کہ عربی ہونا خطبہ کا سنت مستمرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہ کا ہے کبھی اس کا خلاف سلف سے نہیں منقول ہوا۔ اور جو عمل مستمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہؓ کا ہو وہ سنت ہے۔ اس کا خلاف بالضرور بدعت ہوگا۔ یہ بھی حضرت شاہ صاحب موصوف نے ارقام فرمایا ہے کہ صحابہؓ باوجودیکہ بلاد عجم فارس وغیرہ تشریف لے گئے اور مسائل دینیہ اور احکام شریعت ان کو ان کی زبانوں میں تعلیم فرمائے۔ لیکن خطبہ میں کچھ تغیر نہیں کیا اور اس میں رعایت مخاطبین کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ خطبہ وعظ اور نصیحت ہے ان کی زبانوں میں ترجمہ نہیں کیا۔ یہ ایسا ہے جیسا کہ قرآن شریف بغرض وعظ

وتذکیر نازل ہوا ہے۔ اور قرآن شریف سے تذکیر مقصود ہے۔ لیکن نماز میں قرآن شریف کا ترجمہ پڑھنا درست نہیں۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ خطبہ مثل شطر صلوٰۃ کے ہے۔ جیساکہ شامی ہے۔ قولہ بل کشطرہا فی الثواب ہذا تاویل لما ورد بہ الاثر من ان الخطبۃ کشطر الصلوٰۃ فان مقتضاہ انہا قامت مقام رکعتین من الظہر کما قامت الجمعۃ مقام رکعتین منہ الخ شامی باب الجمعۃ وفی بیان الصلوٰۃ ذکرہ الدعاء بالعجمۃ لان عمر رضی اللہ عنہ نہی عن رطانۃ الاعاجم والرطانۃ کما فی القاموس الکلام بالعجمۃ۔ الغرض روایاتِ فقہیہ سے اور عمل صحابہ سے بھی ثابت ہے کہ خطبہ میں اردو وفارسی نظم ونثر مکروہ اور بدعت ہے۔ اور درمیان خطبہ کے وعظ کہنا بھی ایسا ہی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

کتاب الزکوٰۃ

سادات کو ہر زمانہ میں زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔؟

سوال ۶۶۵۔ سادات کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔ اور امام صاحب کی ظاہر روایت سے جواز معلوم ہوتا ہے۔؟

الجواب۔ ظاہر مذہب اور مفتی بہ مذہب حنفیہ کا یہی ہے کہ سادات کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔ درمختار میں ہے ثم ظاہر المذہب اطلاق المنع قولہ اطلاق المنع یعنی سواء فی ذلک کل الازمان وسواء فی ذلک دفع بعضہم لبعض ودفع غیرہم لہم الخ۔ فقط۔۔۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ مفتی دارالعلوم دیوبند

پراوڈنٹ فنڈ کے روپیہ وصول ہونے سے پہلے زکوٰۃ نہیں؟

سوال ۶۶۶۔ بعض ملازمت ہائے انگلشیہ میں ایک طرز پراوڈنٹ فنڈ کا جاری ہے۔ پراوڈنٹ فنڈ یہ ہے کہ تنخواہ ملازم میں سے ایک مقدار ہر ماہ میں کٹتی رہتی ہے اور وہ روپیہ جمع ہو کر بوقت علیحدگی خود ملازم یا در صورت فوت ملازم اس کے ورثہ کو ملتا ہے اس سوال میں خالص بریلی کالج فنڈ کی بحث ہے۔ جبکے قواعدہ میں ابتداءً یہ تھا کہ اگر ملازم چاہے تو پانچ فی صدی اپنی تنخواہ میں سے پراوفنڈ میں جمع کرتا رہے۔ لیکن جبکہ بعض ملازمین نے اس قاعدہ پر اعتراض کر کے پوری تنخواہ ماہانہ لینی چاہی تو کمیٹی منتظمہ کالج نے قاعدہ مذکورہ کے بجائے اجبار کر دیا۔ جس سے ہر ملازم کی تنخواہ میں سے ماہانہ رقم وضع ہونے لگی۔ اور اختیار نہیں رہا کہ کبھی وہ حالتِ ملازمت میں بجز صورت علیحدگی یا فوت ہونے رقم مجراہ کردہ لے سکے یہ رقم مجراہ شدہ وقتاً فوقتاً

الہ آباد بنک میں ہر ملازم کے نام کے آگے تعداد رقم مجرا شدہ ششماہی اور سالانہ لکھی جانے لگی اور اس پر منافع دوسرے خانہ میں لکھا جانے لگا اور تیسرے خانہ میں رقم مجرا شدہ کے برابر رقم اور لکھی جانے لگی کمیٹی منتظمہ بلکہ گورنمنٹ کا عطیہ خاص اپنی طرف سے یہ رقم ملازم کالج کیلئے تھی اور ہے یعنی وقت علیحدگی ملازم کے مجموعہ تینوں رقم کے ملنے کا قاعدہ ہوا۔ لیکن رقم مجرا شدہ از تنخواہ کے ملنے کا وقت علیحدگی ہر حال میں وعدہ تھا اور ہے پر اپنی رقم عطیہ کے ملنے کو کمیٹی نے اس بات کے ساتھ مشروط کیا کہ وقت علیحدگی ملازم کے اول کمیٹی کی طرف سے رزیلوشن تجویز ہو گئے۔ آیا اس ملازم کو رقم عطیہ ملے یا نہیں۔ حکم ہونے پر رقم مذکور عطیہ ملازم کو دی جاوے گی ورنہ نہیں۔ یہ طریقہ پنشن کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے جو بوقت پیری یا علیحدگی ملازم کو امداد دے سکے اور ساتھ میں ایک نوع دباؤ یا لالچ دلانے کی صورت بھی ہے۔ اور ترغیب پر وفیسران اور معلمان کالج کیلئے وفاداری گورنمنٹ کی کہ ان کا روپیہ جز و تنخواہ جو جمع ہو کر زائد رقوم ہو کر ہزاروں تک ہو کر کمیٹی کے اختیار و قبضہ میں رہتا ہے اگر وہ وفادار نہیں تو ان رقوم سے ہاتھ اٹھائیں۔ بالجملہ یوم اگست ۱۹۱۵ء کو ایک پروفیسر کو رقم مبلغ ایک ہزار سات سو چون روپیہ چودہ آنہ ایک پائی مجموعہ ہر سہ مدات مذکورہ یعنی رقم مجرا شدہ از تنخواہ مبلغ چھ سو نوے روپیہ و رقم سود یا منافع مذکورہ تعداد دو سو اٹھائیس روپیہ دس آنہ آٹھ پائی و رقم عطیہ از جانب کمیٹی مساوی رقم اول تعداد چھ سو نوے روپیہ کا بحمدہ تعالیٰ عطا ہوا۔ اور روپیہ پروفیسر کے ہاتھ میں آ گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا اس رقم پر بعد حولان حول زکوٰۃ اس کے ذمہ لازم و واجب ہو گی یا سر دست زکوٰۃ سنین ماضیہ کی واجب ہے۔؟

الجواب۔ ہر سہ رقم وصول ہو جانے کے بعد حولان حول ہو جانیکے بعد زکوٰۃ دینا واجب ہو گا۔ سنین ماضیہ کی زکوٰۃ کسی رقم کی بھی لازم نہ ہو گی۔ رقم منافع و رقم عطیہ پر عدم وجوب زکوٰۃ ظاہر ہے کہ ابھی ملک مزکی میں نہیں آئی اور رقم مجرا شدہ کا بھی یہی ہی کیونکہ شان مصادرہ موجود ہے اور اجبار اس کی دلیل ہے اور معرض سقوط میں ہونا اس کا مستبعد نہیں والاصل فیہ حدیث علیؓ لازکوٰۃ فی مال الضمار در مختار قولہ حدیث علی کذا عزاہ فی الہدایۃ الی علی لیس بمعروف وانما ذکرہ سبط ابن الجوزی فی اثار الصاف عن عثمان و ابن عمر کذا فی شرح النقایہ لملا علی قاری شامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔؟

عشری زمین کی تعریف اور باوجود مالگذاری لینے کے عشر واجب ہے یا نہیں۔؟

سوال ۶۶۷۔ زمین عشری کیا تعریف ہے۔ اور کیا اپنی طرف سب زمین عشری ہے۔ اور سب کا عشر دینا واجب ہے۔ حالانکہ سرکار بھی مالگذاری لیتی ہے اور جو برہمن مہاجن مسلمان نے لے لی ہے اس کی آمدنی پر بھی عشر دیا جاوے اور عشر مالک

کی ذمہ ہے یا کاشتکار کے۔ اگر مالک خود کاشت کرے تو کیا حکم ہے۔ ؟

الجواب۔ عشری زمین کا مطلب یہ ہے کہ جس زمین میں عشر واجب ہو وہ عشری ہے جس وقت پورا حال معلوم نہ ہو جیسا کہ اس وقت ہے تو عموماً یہ حکم کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی مملوکہ زمین عشری سمجھی جاتی ہے اور کفار کی مملوکہ اراضی خراجی۔ پس مسلمان کے پاس جو زمین مثلاً معافی کی چلی آتی ہے یا اس نے کسی مسلمان سے خریدی ہے۔ وہ عشری ہے اور جو زمین کافر سے خریدی ہے وہ خراجی رہے گی اور بعض حضرات نے ایسا بھی لکھا ہے کہ جب سرکار سب زمینوں کا محصول لیتی ہے تو سب خراجی ہی ہیں۔ مگر مقتضائے احتیاط یہ ہے کہ مسلمان اپنی اراضی مملوکہ میں عشر نکالیں۔ زمین اگر اجارہ پر دی گئی تو امام صاحب کے نزدیک عشر مالک پر ہے رقم اجارہ میں سے دسواں حصہ صدقہ کرے اگر مالک خود کاشت کرے تو تمام پیدا وار کا دسواں حصہ نکالے۔ محصول سرکاری وغیرہ کچھ وضع نہ ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

فدیہ صوم کا ایک مسئلہ

سوال ۶۶۸۔ فدیہ صوم میں اگر ایک ماہ یا کم وبیش ایک مسکین کو کھانا دیا جاوے اور لقایا ایک ماہ یا کم وبیش کی قیمت اسی کو ایک دفع ایک دن دیدی جاوے تو جائز ہے یا نہیں

الجواب۔ کفارہ میں تو ایک محتاج کو ایک دن میں زیادہ دینے سے ایک دن کا فدیہ ادا ہوتا ہے مثلاً قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو یا روزہ کے کفارہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینے کا حکم تو اس میں اگر ایک فقیر کو ایک دن میں زیادہ مقدار دے گا تو وہ ایک دن کا ہوگا زیادہ محسوب نہ ہوگا۔ اور شیخ فانی جسکو رمضان کے روزوں کا فدیہ دینا درست ہے۔ اس میں اگر ایک محتاج کو کئی روز کا فدیہ دیدیوے تو ادا ہو جاتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وبلا تعدد فقیر۔ شامی میں ہے۔ قولہ وبلا تعدد فقیرا لخ ای بخلاف کفارۃ الیمین للنص فیہا علی التعداد الخ چونکہ آپ نے تصریح نہیں فرمائی کہ آپ کی مراد کفارۂ صوم کا ہے جو کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا دیا جاتا ہے یا جو شخص عاجز روزہ رمضان کے رکھنے سے ہے وہ جو فدیہ ادا کرتا ہے وہ مراد ہے اول و ثانی کے حکم میں فرق ہے کفارہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا یا ناج یا نقد دیوے یا ایک مسکین کو ساٹھ دن دیوے یہ ضروری ہے ایک مسکین کو ایک دن میں زیادہ دیگا تو ایک دن کا ہی ادا ہوگا۔ الحاصل کفارہ میں تعدد فقرا ئکا یا تعداد ایام کا ضروری ہے اور فدیہ میں تعدد فقراء و تعدد ایام کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

زمین عشری سے اگر خراج لیا جاوے۔ ظلماً۔ تو عشر دینا دیانۃً لازم ہے

سوال ۶۶۹۔ مولانا عبد الحی صاحب در مجموعۂ فتاوی جلد دوم نوشتہ اند کہ ہر کہ در زمین مملوکہ خود باب باران کاشت کرد عشر غلہ بروے واجب الادا است۔ مگر در صورتیکہ خراج زمین مذکورہ بحاکم وقت دادہ شود دراں وقت عشر ساقط است بحکم عبارت رد المحتار وغیرہا لایجتمع العشر مع الخراج انتہی۔ تفصیل ایں مسئلہ چگونہ است و قولہ لایجتمع العشر مع الخراج چہ معنی وارد۔

الجواب۔ معنی قولہ لایجتمع العشر مع الخراج انہ لا یوخذ من الارض الخراجیۃ العشر ولا من العشریۃ الخراج ولکن ان اخذ من العشریۃ الخراج فہل یسقط العشر فہو محل تامل۔ پس ظاہر آن

است کہ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم حکم زمین خراجی نوشتہ اند کہ اگر از زمینِ خراجی حکام خراج گیر
فقط ادائے عشر لازم نخواہد شد۔ لیکن اگر از زمین عشری خراج گرفتہ شد ظاہر آن است کہ دیانۃً بذمہ
مالک ادائے عشر لازم است۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

کس زمین پر خراج اور کس پر عشر ہے۔

سوال ۶۷۰۔ میرے پاس تین قسم کی ہے انہیں سے کونسی زمین پر خراج ہے۔ اور کونسی پر عشر یا کیا۔؟ قسم اول جنگل سرکاری پڑا ہوا تھا۔ سرکار میں درخواست کی گئی تو مجھے ملی اور میری ملک میں ہے۔ قسم دوم ایک کافر سے خریدی گئی جو میرے ملک میں ہے۔ قسم سوم سرکاری زمین مثلاً ایک سال یا زیادہ کیلئے زراعت کے واسطے دی جاتی ہے۔؟

الجواب۔ قسم اول زمین عشر لازم است لان العشر الیق بالمسلم وما اسلم اہلہ طوعاً وفتح عنوۃً وقسم بین جیشنا والبصرۃ ایضاً باجماع الصحابۃ عشریۃ لانہ الیق بالمسلم (درمختار) قولہ لانہ الیق بالمسلم ای لما فیہ من معنی العبادۃ (ردالمحتار) وفیہ دلوان المسلم والذمی سقاہا مرۃ بماء العشر ومرۃ بماء الخراج فالمسلم احق بالعشر والذمی بالخراج الخ۔ و در قسم دوم خراج است او اشتری مسلم من ذمی ارض خراج یجب الخراج الخ (درمختار) و در قسم سوم عشر در خارج لازم است لانہم صرحوا بان الملک غیر شرط فیہ بل سبب وجوبہ الارض النامیۃ وشرطہ ملک الخارج ای لا ملک الارض کما فی الاراضی الموقوفۃ کذا فی ردالمحتار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

صدقہ فطر و زکوٰۃ کا ایک مسئلہ

سوال ۶۷۱۔ ایک شخص چند قطعہ زمین کا مالک ہے اس کی آمدنی اہل و عیال میں صرف کر کے جو کچھ باقی رہتا ہے وہ مقدار نصاب سے کم ہے، اور قیمت ان قطعات کی دس نصاب ہوگی اس پر قربانی اور صدقہ فطر دینا واجب ہے یا نہ۔؟ بر تقدیر عدم وجوب اخذ صدقہ فطر و دیگر صدقات نافلہ و واجبہ جائز است یا نہ۔؟ (۲) کونسی زمین عشری اور کونسی خراجی ہے اگر زمین عشری سے خراج لیا جاوے تو عشر ساقط ہو جاتا ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ (۱) فی التاتارخانیۃ سئل محمد عن لہ ارض یزرعہا او حانوت یستغلہا او دار غلتہا ثلثۃ آلاف ولا تکفی لنفقتہ ونفقۃ عیالہ سنۃ یحل لہ اخذ الزکوٰۃ وان کانت قیمتہا تبلغ الوفاً وعلیہ الفتویٰ وعندہما لا یحل۔ پس معلوم شد کہ موافق قول امام محمد کہ مفتی بہ است صدقہ فطر و قربانی بر وے واجب نیست و اخذ زکوٰۃ و صدقہ فطر وغیرہ او را روا است و احوط آن است کہ صدقہ فطر بدہد و قربانی کند و زکوٰۃ و صدقہ فطر نہ گیرد۔ (۲) اراضی مملوکہ مسلمانان را کہ حال آنہا معلوم نیست احتیاطاً عشری باید شمرد و عشر از آنہا باید داد و از زمین عشری اگر خراج گرفتہ شود عشر ساقط نمی شود۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن

اراضی دار الحرب کے متعلق ایک مسئلہ۔؟

سوال ۶۷۲۔ پنجاب میں موات زمین کا احیاء انگریزوں نے پنجابیوں سے کرایا ہے۔ نہریں انگریزی خرچ سے طیار ہوئی ہیں۔ آباد خود کاشتکار کرتے ہیں بعض کاشتکاروں سے سرکار نے قیمت لیکر زمین ان کی ملک کر دی ہے بیع ہبہ وغیرہ کا ان کو اختیار دیا ہے۔

محصول معین لیتے اور جن سے قیمت وصول نہیں ہوئی سرکار نے انکو موروثی قرار دیا ہے انکو بیع وغیرہ کا اختیار نہیں ان سے محصول زیادہ لیتے ہیں یہ دونوں قسم کی زمین عشری ہے یا خراجی اور اجارہ کی صورت میں عشر مالک پر ہے یا مستاجر پر اور مزارعت کی صورت میں کس پر۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ اراضی دار الحرب کو علامہ شامی نے عشری اور خراجی ہونے سے خارج کیا ہے جیسا کہ وہ لکھتے ہیں ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دار الحرب فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر الخ شامی باب الرکاز۔ غالباً اسی بنا پر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے مالابدمنہ میں اراضی ہندوستان کو عشری قرار نہیں دیا باقی اس میں کچھ شبہ نہیں کہ عشر دینا احوط ہے اور عشری زمین کو اگر اجارہ پر دیا جاوے یا مزارعت پر تو اجارہ کی صورت میں امام صاحب موجر پر اور صاحبین مستاجر پر عشر واجب فرماتے ہیں۔ والعشر علی الموجر الخ وقالا علی المستاجر در مختار الحاوی وبقولہما ناخذ الخ اور مزارعت کی صورت میں عشر دونوں پر بقدر حصہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

ہندوستان کی زمین نہ عشری ہے نہ خراجی

سوال ۶۷۳ ۔ عشری زمین کسے کہتے ہیں اور خراجی زمین کیسے کہتے ہیں۔ اور جو لوگ زمینداروں کو مالگذاری ادا کرتے ہیں ان لوگوں پر کس حساب سے غلہ میں صدقہ واجب ہے۔ اور عشر اجارہ کی صورت میں مستاجر پر ہوتا ہے؟

الجواب ۔ شامی کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمین عشری اور خراجی نہیں ہے اگر احتیاطاً عشر دے تو بہتر ہے اور جو لوگ زمینداروں کو مالگذاری ادا کرتے ہیں ان میں اختلاف ہے کہ عشر کس پر واجب ہے۔ امام صاحب زمیندار پر واجب فرماتے ہیں۔ اور صاحبین مستاجر پر۔ اور در مختار میں ہے وبقولہما ناخذ اور شامی نے بھی بعد تفصیل و تحقیق کے صاحبین کے قول کو ترجیح دی ہے اور مفتی بہ و ماخوذ بہ کیا ہے۔ حیث قال فلا ینبغی العدول عن الافتاء بقولہما ذلک۔ زکوٰۃ و صدقہ فطر و قیمت چرم قربانی کا صدقہ کرنا فقراء پر لازم ہے اور مسجد و پل وغیرہ میں صرف کرنا ان کا جائز نہیں ہے۔ فقط

کتاب الصوم

اگر روزہ کی نذر مانی پھر بیمار ہوگیا تو انتظار صحت کرے۔ زندگی میں فدیہ نہ دے۔ مگر وقت موت وصیت لازم ہے

سوال ۶۷۴ ۔ ہندہ کا شوہر کسی آفت میں مبتلا ہوگیا تھا اس نے چھ مہینے کے روزے پے بہ پے رکھنے کی نذر مانی اللہ تعالیٰ نے اس کے شوہر کو نجات بخشی۔ ہندہ ایضاً نذر میں تاخیر کرتی رہی کہ سخت بیمار ہوگئی

اب وہ کیا کرے **الجواب** انتظارِ صحت کرے بعد صحت کے روزہ نذر کے رکھے اگر اچھی نہ ہو تو وصیت فدیہ کی کرے کہ اُس کے مال میں سے اُس کے ورثہ فدیہ ادا کریں۔ اور فدیہ ایک روزہ کا مثل فطر کے ہے۔ زندگی میں اسکو فدیہ دینا درست نہیں۔ یعنی اس فدیہ سے روزے ادا نہ ہونگے۔ تندرست ہوکر پھر روزے رکھنے ہوں گے۔ ورنہ وصیت کرنا لازم ہوگا۔ وقضوا لزوماً ما قدروا بلا فدیۃ ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصیۃ الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

اعتکاف عشرۂ اخیر رمضان کا واجب نہیں ہے تو اسکی قضاء بھی واجب نہیں۔

سوال ۴۷۵۔ زید نے رمضان شریف کے آخر عشرہ کا اعتکاف کیا درمیان میں بیمار ہو کر اعتکاف توڑ دیا اب بعد صحت کے اس اعتکاف کی قضاء کرے یا نہیں۔ اور روزہ بھی قضاء کرے یا نہ۔ اور بیماری میں پانچ روزے قضاء ہوئے اعتکاف میں وہ روزے ادا ہو سکتے ہیں یا نہ

الجواب۔ درمختار میں ہے وشرط الصوم لصحۃ الاول اتفاقاً فقط علی المذہب قولہ لصحۃ الاول ای المنذور (شامی) فلو شرع فی نفلہ ثم قطعہ لا یلزمہ قضاء لانہ لا یشترط لہ الصوم علی الظاہر من المذہب الخ۔ اما النفل فلہ الخروج قولہ اما النفل ای الشامل للسنۃ المؤکدۃ (طحطاوی شامی) الخ۔ ان روایات سے یہ ظاہر ہے کہ اعتکافِ عشرہ اخیرہ رمضان کی قضاء لازم نہیں ہوتی۔ علامہ شامی نے محقق ابنِ ہمام کا اس میں خلاف بھی نقل کیا ہے۔ لیکن اکثر متون وشروح اسی پر ہیں کہ اعتکاف عشرہ آخیرہ رمضان واجب نہیں ہے اور قضاء سوائے واجب کے لازم نہیں ہوتی۔ اور نفل بھی شروع کرنے سے اگرچہ لازم ہو جاتی ہے۔ مگر اعتکاف میں اسی قدر واجب ہوگا جو اقل نفل ہے بہر حال مقتضی ان روایات کا یہ ہے کہ اعتکاف کی قضاء نہیں۔ اور صرف انہیں پانچ روز کی قضاء لازم ہے جو قضاء ہوئے ہیں اور ایک روزہ پہلی تاریخ رمضان کا نہیں رکھا گیا اس قضاء لازم ہے۔ اور اگر اعتکاف کی بھی قضاء کرے تو وہ روزہ رمضان کے جو قضاء ہوئے اس میں وہ اعتکاف بھی ہو سکتا ہے تو گویا اس صورت میں کل دس روزے رکھے جاویں چھ روزے رمضان قضاء ہو جاویں گے اور باقی چار روزے اور رکھنے چاہیئیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

ہلال رمضان وعیدین کے بارہ میں مختصر تحقیق۔

سوال ۴۷۶۔ ایک مولوی صاحب کے روبرو چار شہادتوں سے ثابت ہوا کہ پنجشنبہ کو تیسویں رمضان ہے بنا" مولوی صاحب موصوف نے حکم دیا کہ روزِ جمعہ عیدِ فطر کریں۔ اور جن لوگوں نے پنجشنبہ سے ابتدائے صوم کی ہے ایک روزہ قضاء رکھیں زید نے اس حکم کی مخالفت کی۔ اس صورت کیا حکم ہے۔

الجواب . ولو کانوا ببلدۃ لا حاکم فیہا صاموا بقول ثقۃ وافطروا باخبار عدلین مع العلۃ للضرورۃ ای ان قال وقیل بلا علۃ ای بہلال الصوم والفطر الخ شامی ، جمع عظیم یقع العلم الشرعی

وہو غلبۃ الظن بخبرہم وہو مفوض الی رای الامام من غیر تقدیر بعدد علی المذہب عن الامام انہ یکتفی بشاہدین واختارہ فی البحر وصحح فی الاقضیۃ الاکتفاء بواحد ان جاء من خارج البلد او کان علی مکان مرتفع واختارہ ظہیر الدین الخ وقال فی الشامی واعتمدہ فی الفتاوی الصغریٰ ایضاً وہو قال الطحاوی الخ الغرض شامی نے اس قول کو ترجیح دی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر قرائن سے صدق خبر مظنون ہو تو اس پر بھی عمل کر سکتے ہیں وغلبۃ الظن حجۃ موجبۃ للعمل کما صرحوا بہ شامی وقال قبلہ والظاہر انہ یلزم اہل القریٰ الصوم بسماع المدافع او رؤیۃ القنادیل من المصر لانہ علامۃ ظاہرۃ تفید غلبۃ الظن الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔؁

| اگر رمضان میں چھ روزے قضاء ہوئے اور انکو شوال میں ادا کیئے تو حدیث من صام رمضان واتبعہ ستا من شوال الخ کا ثواب حاصل ہوگا یا نہ۔؁ |

سوال ۶۷۷۔ ما قولکم فیمن فاتہ شیئ من رمضان و صام ستاً من شوال بنیۃ القضاء والنفل معاً فہل یحصل ثواب للفرض والنفل کما ہو المعتمد عند الائمۃ الشافعیۃ ام لا فان قلتم نعم فہل یحصل الثواب المذکور فی خبر من صام رمضان واتبعہ ستاً من شوال الخ۔ ام یحصل اصل السنۃ فقط۔ وان قلتم لا فہل یحصل الثواب المذکور فی الخبر اذا صامہا بعد قضاء رمضان ام لا کما ہو عند الشافعیۃ بل یحصل عندہم اصل السنۃ لا غیر۔؁

الجواب ۔ظاہر خبر من صام رمضان ثم اتبعہ ستاً من شوال کان کصیام الدہر رواہ مسلم ان ہذا الستۃ ینبغی ان یکون غیر رمضان۔ ایضاً لا یصح فی الفرض نیۃ النفل ولا یحصل ثواب لست بالقضاء فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔؁

| اخبار صوم اور افطار کی تحقیق۔ |

سوال ۶۷۸۔ خبر افطار ما رمضان میں ایا کتاب القاضی الی القاضی کی شرائط ملحوظ ہیں یا نہیں اگر ملحوظ ہیں تو نسی جزئی ہے۔ اور خبر تار کی معتبر ہے یا نہیں۔؁

الجواب۔ قال فی الدر المختار واختلاف المطالع الخ غیر معتبر الخ۔ فیلزم اہل المشرق برؤیۃ اہل المغرب اذا ثبت عندہم رؤیۃ اولئک بطریق موجب الخ وقال صاحب رد المحتار فی شرح قولہ بطریق موجب کان یتحمل اثنان الشہادۃ او یشہد اعلی حکم القاضی او یستفیض الخبر الخ فظہر انہ لا حاجۃ الی کتاب القاضی الی القاضی فی اخبار الصوم والافطار وانہ لیس بطریق متعین الایجاب۔؁

خبر تار صوم وافطار میں شرعاً معتبر نہیں ہے۔ لیکن اگر قرائن دیگر بھی موجود ہوں تو مفید عمل ہو سکتی ہے۔ فقط

| کفارہ صوم کی چند صورتیں۔؁ |

سوال ۶۷۹۔ کفارہ صوم میں اگر آٹھ دس برس کے بچے بھی کھانا کھانے میں شریک ہو جائیں تو کفارہ ادا ہو گا یا نہیں (۲) اگر ہر مسکین کو ایک روز ادا اور باقی کو دوسرے روز کھلایا جائے تو جائز ہے یا نہیں (۳) اگر طعام کی قیمت دی جائے تو نابالغ اور عورت کو بھی دے سکتے ہیں یا نہیں (۴) مدرسہ کا مہتمم کفارہ کے کھانا کھانیکا وکیل ہو کر طلبہ کی خوراک میں روپیہ

کو صرف کر سکتے ہیں جو کفارہ ادا ہونے کی غرض سے رکھے ہیں

الجواب. آٹھ دس برس کی بچوں کو جو کہ قریب البلوغ نہ ہوں کھانا کھلانے سے کفارہ ادا نہیں ہوتا. البتہ اگر انکو مقدار کفارہ تملیکاً دیدی جاوے مثلاً نصف صاع گندم یا اسکی قیمت ہر ایک بچے کی ملک کردی جاوے تو درست ہے. کذا فی الدر المختار والشامی قال فی الدر المختار ولا یجزی غیر المراھق بدائع (۲) درست ہے. (۳) اس طرح کرسکتا ہے کہ کفارہ کے پورے روپیہ کا کپڑا خرید کر محتاج طلبہ کی ملک کردے یہ درست ہے. فقط واللہ تعالیٰ اعلم. کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

فطرہ یک شخص بچندکس وبالعکس دادن جائز است

سوال ۶۸۰. فطرہ یک شخص بچند کس و بالعکس دادن جائز است یا نہ

الجواب. قال فی الدر المختار وجاز دفع کل شخص فطرتہ الی مسکین او مساکین علی ما علیہ الاکثر وبہ جزم فی الولوالجیۃ والخانیۃ والبدائع والمحیط وتبعھم الزیلعی فی الظہار من غیر ذکر خلاف وصححہ فی البرہان فکان ہو المذہب الخ. کما جاز دفع صدقۃ جماعۃ الی مسکین واحد بلا خلاف یعتد بہ الخ. پس معلوم شد کہ فطرہ یک کس دبالعکس دادن جائز است. فقط واللہ اعلم

روزہ کا حکم نابالغوں کے بارے میں مثل صلوٰۃ کے ہے.

سوال ۶۸۱. نابالغ طلبہ کو رمضان کے روزے رکھنا بہتر ہے یا اس میں سعی کرنا جبکہ روزہ رکھنے سے انکو ضعف ہوتا ہو اور وہ تعلیم میں مصروف رہتے ہوں

الجواب. درمختار میں ہے وان وجب ضرب ابن عشر علیہا بید لا بخشبۃ لحدیث مروا اولادکم بالصلوٰۃ وہم ابناء سبع واضربوہم علیہا ابناء عشر قلت والصوم کالصلوٰۃ علی الصحیح کما فی صوم القہستانی معزیاً للزاہدی وفی حظر الاختیار انہ یومر بالصوم والصلوٰۃ وینہی عن شرب الخمر لیالف الخیر ویترک الشر الخ. اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکوں کا حکم روزے کے بارے میں مانند نماز کے کہ سات برس کی عمر سے نماز روزے کا حکم دیا جاوے اور دس برس کی عمر میں مار کر نماز روزہ رکھوایا جاوے. پس چاہیے کہ رمضان شریف میں بچوں سے تحصیل علم کی محنت کم کی جاوے اسی وجہ مدارس اسلامیہ میں عموماً رمضان شریف کی تعطیل کردی جاتی ہے. فقط واللہ تعالیٰ اعلم.

دو شخص عادل کی گواہی سے رمضان ثابت ہو جاوے توبعد اکمال ثلثین افطار واجب ہوتا ہے.

سوال ۶۸۲. دو شخص عادل کی شہادت پر روزہ ماہ رمضان کا رکھا گیا بعد تیس روزے کے افطار واجب ہے یا کہ جائز یہ عبارت درمختار بعد صوم ثلاثین بقول عدلین حل الفطر. حل الفطر کا مفاد وجوب ہے یا کہ جواز

الجواب. جبکہ رمضان شریف کا روزہ عادلین شہادت پر رکھا گیا تو تیس تاریخ کو ابر غبار تو افطار بعد تیس دن کا واجب ہے اور مفاد حل الفطر کا اس صورت میں وجوب ہے قال فی الشامی والحاصل انہ اذا غم شوال افطروا اتفاقاً اذا ثبت رمضان بشہادۃ عدلین فی الغیم او الصحو الخ اور درمختار کی عبارت سے کچھ پہلی ہے جاز لہذا القاضی ان یحکم بالشبہات مما واقع ہے اس پر درمختار نے یہ

تصریح فرمائی ہے کہ جاز وجوب کی منافی نہیں ہے (کما قولہ جاز) الظاہران المراد بالجواز الصحۃ فلاینافی
فی الوجوب تامل الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔ با۔

تراویح کا بیس رکعت ہونا باجماع صحابہ ثابت ہے۔

سوال ۳۳۷۔ حدیث صحیح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آٹھ رکعت تراویح پڑھنا ثابت ہے۔ ( ) حضرت عمر بن الخطاب نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو گیارہ رکعت تراویح پڑھنے یا پڑھانے کا حکم دیا۔ یعنی انتظام کیا کہ صحیح حدیث کا حوالہ ہو۔ بینوا توجروا

الجواب۔ حدیث مرفوع صحیح لذاتہ سے فقط دو امر ثابت ہیں اول یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو تراویح کی ترغیب فرمایا کرتے تھے۔ مگر اس حدیث میں کوئی عدد مذکور نہیں جیسا کہ بخاری میں ہے عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لرمضان من قام ایمانا واحتسابا غفرلہ ماتقدم من ذنبہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فضیلت رمضان کی بابت فرماتے تھے کہ جو شخص فضیلت رمضان کا اذعان اور طلب آخرت کرتے ہوئے قیام رمضان کرے گا اس کے سارے گذشتہ گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی قیام رمضان سے مراد صلوٰۃ تراویح ہے جیسا کہ علامہ عینی نے کرمانی سے نقل کیا ہے۔ دوم یہ کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود تین دن صلوٰۃ تراویح کو جماعت کا اہتمام فرمایا۔ حتیٰ کہ لوگوں کو اور گھر والوں کو اور عورتوں کو سب کو جمع فرمایا۔ لیکن تین دن سے زائد آپ نے یہ اہتمام نہ رکھا بلکہ جماعت کی مداومت ترک فرمادی جس کی وجہ خاص یہ ہے عن ابی ذر قال صمنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یقم بنا شیئا من الشہر حتی بقی سبع فقام بنا حتی ذہب ثلث اللیل فلما کانت السادسۃ لم یقم بنا فلما کانت الخامسۃ قام بنا حتی ذہب شطر اللیل فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو نفلتنا قیام ہذہ اللیلۃ فقال ان الرجل اذا صلی مع الامام حتی ینصرف حسب لہ قیام لیلۃ فلما کانت الرابعۃ لم یقم بنا فلما کانت الثالثۃ جمع اہلہ ونساءہ والناس فقام بنا حتی خشینا ان یفوتنا الفلاح قلت ما الفلاح قال السحور ثم لم یقم بنا بقیۃ الشہور رواہ الترمذی وابو داؤد والنسائی وابن ماجہ۔ ۹

اس حدیث سے صلوٰۃ تراویح کی سنیت بخوبی ثابت ہوتی ہے اور جماعت کا ثبوت بھی بوجہ احسن ہوتا ہے۔ اگرچہ آپ نے عذر خاص کی وجہ سے جماعت پر مواظبت ترک فرمادی جو اور احادیث میں صریحاً مذکور ہے مگر اس میں بھی مثل ماسبق رکعات کے عدد کچھ مذکور نہیں ہیں۔ ہاں اسکے کیلئے حسن لغیرہ اور آثار صحابہ بکثرت موجود ہیں۔ روی ابن ابی شیبۃ من حدیث ابن عباسؓ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ"۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہورہا ہے کہ صلوٰۃ تراویح آپ نے بیس رکعتیں پڑھی ہیں۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ لیکن یہ کچھ مضر نہیں۔ کیونکہ اس کے مؤید آثار صحابہ کرام بکثرت موجود ہیں

اور یہ حدیث بالفرض چھوڑ بھی دی جائے تو افعال و اقوالِ صحابہ کرام آپ کے قول و فعل کی مفسر بن سکتے ہیں اور وہ بکثرت موجود ہیں آثار صحابہ کرام عن السائب بن یزید انہم کانوا یقومون فی رمضان بعشرین رکعۃً فی زمان عمر بن الخطاب رضؓ۔ یہ اثر صریحًا اجماع صحابہ پر دال ہے و عن ابی الحسناء عن علیؓ انہ امر رجلاً یصلی بہم فی رمضان عشرین رکعۃً و عن زید بن وہب قال کان عبد اللہ بن مسعودؓ یصلی لنا فی شہر رمضان فینصرف و علیہ لیل قال الاعمش کان یصلی عشرین رکعۃً و یوتر بثلث عن العینی جلد دوم صہ ۳۵۶۔

الحاصل ان تمام آثار سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ تراویح مسنون ہے اور بیس رکعت ہے اور سب سے بڑھکر اور قوی دلیل تو یہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے بیس رکعت کا حکم دیا تو تمام صحابہ حاضرین و غائبین نے سکوت کیا کسی سے انکار ثابت نہیں یہ اجماع پر دال ہے۔ اور علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین و اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم۔ پر نظر رکھتے ہوئے کوئی مسلمان بشرط انصاف تراویح کی بیس رکعت کی سنت کا انکار نہیں کر سکتا۔ پس حق یہ ہے کہ بیس رکعت تراویح کی مسنون ہیں جیسا کہ ترمذی نے اکثر اہل علم سے حکایت کیا ہے۔ و قال ابن حجر اجمع الصحابۃ علی ان التراویح عشرون رکعۃً و قال ابن عبد البر و ہو قول جمہور العلماء۔ اور وہ آثار جن میں مذکور ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو تراویح پڑھانے کا حکم دیا وہ یہ ہیں۔ عن السائب ابن یزید ان عمر بن الخطابؓ جمع الناس فی رمضان علی ابی بن کعب و علی تمیم الداری علی احدی و عشرین رکعۃً الخ قال ابن عبد البر ہو محمول علی ان الواحدۃ للوتر عینی جلد دوم صہ ۳۵۶ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب و تمیم الداری دونوں کو امام بنایا کہ لوگوں کو اکیس رکعت رمضان میں پڑھائیں جن میں بیس تراویح ہیں اور ایک وتر جیسا کہ ابن عبد البرؒ نے کہا ہے کہ سائب بن یزید کی اس روایت سے تراویح کی بیس رکعتیں ثابت ہوگئیں اور یہ بحث سے خارج ہے کہ وتر کی رکعتیں ہیں۔ اور حضرت عمرؓ سے اس کے بارہ میں گیارہ وتیرہ وغیرہ کی بھی روایتیں ہیں جن کو شراح حدیث ابتدائے زمانہ عمرؓ پر محمول کرتے ہیں جبتک کہ اہتمام و انضباط تراویح کا متعلق نہیں ہوا تھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

سوال ۴۷۶

ایک شہر میں اور نیز اسکے قریب و جوار میں ۲۹ شعبان یوم شنبہ کو نہایت غلیظ ابر تھا۔ اس روز اس شہر میں اور نیز اس کے قریب و جوار میں چاند نہیں دیکھا گیا اور نہ کہیں سے خبر آئی مجبورًا شعبان کی ۳۰ یوم پوری کرکے اگلے روز یعنی دوشنبہ کو روزہ رکھا گیا رمضان کے ختم سے دو تین دن قبل ایک شہر سے جو ایک مہینہ کے راستے سے زیادہ دور تھا یہ خبر بذریعہ خط آئی کہ یہاں ۲۹ شعبان کو ابر تھا مگر دو شخصوں کی شہادت پر رمضان کی پہلی یکشنبہ کو قرار دی گئی

ظاہر الروایہ اور مفتی بہ قول عدم اعتبار اختلاف مطالع ہے اور خبر پر عمل تب نہیں ہو سکتا کہ کوئی منکر نہ ہو۔

جس کے پاس یہ خط آیا وہ بھی عالم تھے۔ چنانچہ مکتوب الیہ یہ خط لیکر قاضی شہر کے پاس جو کہ عالم دیندار ہیں
آیا ہے۔ اور میں اس شخص کو خوب جانتا ہوں۔ اور یہ بھی میں پہچانتا ہوں کہ یہ خط اسی شخص کا ہے۔ علاوہ
بریں ایک اور جگہ سے آدمی آیا وہ کہتا ہے کہ مفتی صاحب نے اپنی جگہ منگل کی عید کا اعلان کر دیا ہے۔ لہذا
ہمارے نزدیک یکشنبہ کو پہلی رمضان قرار دینے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس حساب سے آج یوم دوشنبہ
کو تیس ۳۰ رمضان ہے عید کی نسبت یہ اعلان دینا کہ چاہے چاند ہو یا نہ ہو کل عید کا دن ہے اور روزہ
حرام ہے۔ قاضی صاحب نے قبل اس کے کہ اپنی رائے کا اظہار کریں شہر کے ایک بڑے مشہور عالم سے
کہ جو وہاں کے مفتی بھی ہیں اور شہر کے لوگ انکو اپنا پیشوا جانتے ہیں مشورہ لیا اور کل کیفیت بیان
فرمائی۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ خبر قابل اعتبار نہیں قاضی صاحب نے بنا ءً علیہ اول تو علماء
حنفیہ کا اس میں بڑا اختلاف ہے۔ چنانچہ بعض کے نزدیک اختلاف غیر معتبر ہے مطلقاً۔ اور بعض کے نزدیک
معتبر ہے۔ اور بعض کا مذہب یہ ہے کہ جن دو مقاموں میں ایک مہینہ کی مسافت ہو ایسے مقاموں
میں ایک جگہ کی روایت دوسری جگہ کیلئے ملزم نہ ہوگی اور اس سے کم میں حکم ایک مقام کا دوسرے مقام
کیلئے لازم نہ ہوگا۔ چنانچہ فتاوی تاتارخانیہ میں ہے۔ اہل بلدۃ اذا رأوا الہلال ہل یلزم فی حق کل بلدۃ
اختلفوا فیہ فبعضہم قالوا لا یلزم فانی المعتبر فی حق اہل بلدۃ رؤیتہم وفی الخانیہ لاعبرۃ باختلاف المطالع وقال القدو
ری ان کان بین البلدتین تفاوت لا یختلف بہ المطالع یلزم وذکر الحیوانی انہ صحیح من مذہب اصحابنا انتہی
اور جامع الرموز میں ہے، قل ما یختلف بہ المطالع شہرا ور طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں لکھتے ہیں قولہ کما ذہب
الیہ صاحب۔ التجرید وہو الاشبہ لان انفصال الہلال من شعار الشمس یختلف باختلاف الاقطار کما فی
دخول الوقت وخروجہ وہذا مثبت فی علم الافلاک والہیئۃ واقل ما اختلف المطالع مسیر شہر کما فی الجواہر انتہی
اور صاحب ہدایہ مختار النوازل میں لکھتے ہیں۔ اہل بلدۃ صاموا تسعۃ وعشرین یوم بالرؤیۃ واہل بلدۃ اخری
صاموا ثلثین بالرؤیۃ فعلی الاولین قضاء یوم اذا لم یختلف المطالع بینہما واما اذا اختلف لا یجب القضاء
انتہی۔ اور جن علماء نے مطلقاً مطالع کو معتبر سمجھا ہے انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ روی کریب ان
ام الفضل بعثتہ الی معاویۃ بالشام قال فقدمت الشام وقضیت حاجتہا واستہل علی شہر رمضان وانا
بالشام فرأیت الہلال لیلۃ الجمعۃ ثم قدمت المدینۃ فی آخر الشہر فسئلنی عبداللہ بن عباس ثم ذکر
الہلال متی رأیتم الہلال فقلت رأیناہ لیلۃ الجمعۃ فقال انت رأیتہ فقلت نعم رواہ الناس وصاموا
وصام معاویۃ فقال لکنا رأیناہ لیلۃ السبت فلا نزال نصوم حتی نکمل ثلثین اونراہ فقلت اولا
یکتفی برؤیۃ معاویۃ وصیامہ قال لا ہکذا امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رواہ الجماعۃ
الا البخاری وابن ماجۃ منتقی۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مصفی شرح موطا
مطبوعہ فاروقی کے صـ ۲۴۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔ ؟۔

مسئلہ۔ اگر ہلال در یک شہر دیدہ شد و دیگر شہر تفحص کردند و نہ دیدند اگر آں شہر قریب است لازم است حکم رویۃ ایشاں اگر بعید است لازم نیست بحدیث ابن عباس و بقیاس بر مسئلہ فطر و حج کہ در حیثیت منصوص شد۔ و بجائے آں است کہ مراد بعد مسافت قصر است و ایراد کردہ نہ شود کہ مسافت قصر را باہلال ہیچ تعلق نیست۔ زیرا کہ مشروعیۃ اکتفاء بر رویۃ خود از جہت حرج است در تکلیف ما بلاغ اخبار نہ از جہت اختلاف مطالع و عادت قاضیہ است ببلوغ اخبار در مواضع قریبہ پس اگر از آخر شہر یکہ در آں رویت متحقق شد ہر دو مرحلہ شد حکم آں لازم نیست۔ ھا

پس اِس عبارت سے بخوبی واضح ہوگیا کہ اوّل بہت سے علماء اختلافِ مطالع کو معتبر سمجھتے ہیں اور جو علماء اس کے قائل بھی ہیں کہ اہل مشرق کی رویت سے اہل مغرب کیلئے ثابت ہو جاتی ہے وہ بھی خط تار کا اعتبار نہیں کرتے۔ چونکہ الخط یشبہ الخط۔ پس مفتی صاحب نے ان تمام علماء کے اقوال کو پیش نظر رکھکر غور اور خوض کے بعد نہایت نیک نیتی سے یہ رائے دی کہ میرے نزدیک یہ خبر میں طریق موجب میں داخل نہیں ہیں۔ اس پر ایک رئیس صاحب اور ان کے مؤید علماء نے قاضی صاحب پر نہایت زور دیا کہ آپ ہمارے موافق ہوکر اعلان عید پر جو کہ پہلے سے اپنی ہمراہ لکھکر لائے تھے دستخط کردیجئے۔ قاضی صاحب نے فرمایا جبکہ میرا قلب اور اجتہاد اس بیان پر اطمینان نہیں لاتا تو میں کیسے آپ کے موافق ہوکر زبردستی دستخط کردوں۔ یہ معاملہ دنیوی نہیں ہے جو آپ کی خاطر سے آپکے متفق ہو جاؤں۔ قیامت کے روز مجھ سے باز پرس ہوگی اس کا بار میری گردن پر رہے گا۔ جب رئیس اور ان کے مؤیدین نے نہایت زور دیا قاضی صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ صاحبوں کی رائے ہے تو آپ خود اعلان کردیں آپ کی مخالفت نہ کروں گا۔ مگر دستخط نہیں کرونگا رئیس اس پر خفا ہوئے حتیٰ کہ باوجود افطاری کے وقت ہو جانے سے افطاری کھانے سے بھی انکار کردیا اور صاحب کو مغفرت پہچانے کو بیٹھے رہ گئے۔

اب سوال یہ ہے کہ قاضی کا اپنی تحقیقات اور اجتہاد کے موافق ان حضرات کے نہ ہونا اور ان کا خفا ہونا اور مجبور کرنا اور بغض رکھنا یا کوئی رئیس یا عالم شہر کے قاضی یا مفتی کو اسکی تحقیقات کیخلاف رائے دینے پر مجبور کرسکتا ہے یا نہیں۔ بیّنوا۔

(۳) کیا رمضان و عید میں خط کا بالکل اعتبار نہیں ہے۔ اور اگر ہے تو کونسی صورتیں اور طریقے ہیں کہ جن سے خط کا اعتبار کیا جاسکتا ہے۔ محض کسی کا یہ کہدینا کہ میں کاتب کے خط کو پہچانتا ہوں کافی ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کیوں۔ کیونکہ کلام تو اسی خط میں ہے۔ جو کہ مکتوب الیہ کاتب کے خط کو پہچانتا ہو اور جب پہچانتا ہی نہ ہوگا تو وہاں تشابہ ہی نہ ہوگا

الجواب۔ اقول باللہ التوفیق۔ یہ امر ظاہر ہے اور کتب حنفیہ سے ثابت ہے کہ

حالت ابر وغبار میں ایک شخص عادل مستور کی گواہی سے بھی رمضانیت ثابت ہو جاتی ہے۔ پس دو عادل یا مستور کی گواہی سے رمضانیت بدرجہ اولی ثابت ہو گئی۔ اور یہی مسلم ہے۔ کہ صحیح و مختار مذہب کے موافق اختلاف مطالع ہلال صوم وفطر میں معتبر نہیں۔ اہل مغرب کی رویت سے اہل مشرق پر حکم ثابت ہو جاتا ہے اور جبکہ معتبر و رائج اور ظاہر الروایت ومفتی بہ عدم اعتبار اختلاف مطالع ہے تو پھر اسمیں بحث کرنا ہم مقلدین کے بے موقع ہے۔ کیونکہ فقہاء محققین کی توضیح کی بارے میں ہمارے لئے کافی حجت ہے۔ درمختار میں ہے۔ واختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاهر المذهب وعليه اكثر المشائخ۔ وعليه الفتوى بحر عن الخلاصة وفي رد المحتار للشامي وظاهر الرواية الثاني وهو المعتمد عندنا وعند المالكية والحنابلة لتعلق الخطاب عاما في حديث صوموا لرؤيته الخ۔ البتہ اہل مغرب کی رویت اہل مشرق کیلئے ثابت ہونے کیلئے یہ ضروری ہے کہ اہل مشرق کو طریق موجب سے اہل مغرب کی رویت متحقق ہو جائے اور طریق موجب کی تشریح رد المحتار میں اسطرح کی گئی ہے کہ دو شاہد اگر دوسرے شہر کی رویت ین کی بیان کریں یا وہاں کے عالم قاضی کا حکم کو دو شاہد بیان کریں یا خبر اس شہر کی رویت عام مستفید ہو جائے۔ صورت مسئولہ میں بظاہر ان ہر سہ امور میں سے کوئی امر نہیں پایا گیا۔ اس لئے قاضی صاحب کا اس پر حکم رمضانیت نہ کرنا موافق شریعت کے ہے۔ یہ اعتراض ان پر بے موقع ہے۔ اور مجبور کرنا غیر مناسب ہے۔ باقی جن حضرات نے اس خط کو معتبر مان کر اس پر حکم کیا وہ بھی صحیح ہے۔ کیونکہ جن مواقع میں تزویر گمان نہ ہو وہاں فقہاء نے خط کو معتبر مانا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ باہمی خط وکتابت میں احتمال تزویر بہت بعید اور ضعیف ہے۔ شامی میں جلد رابع کتاب القاضی الی القاضی میں اسکی تصریح ہے۔ قال في الفتح من الشهادات ان خط السمسار والصراف حجة للعرف الجاري به قال البيري هذا الذي في غالب الكتاب حتى المجتبى فقال في الاقرار واما خط البياع والصراف والسمسار فهو حجة وان لم يكن مصدرا معنونا يعرف ظاهرا بين الناس وكذالك ما يكتب الناس فيما بينهم يجب ان يكون حجة للعرف الخ۔ اور اس سے پہلے شامی میں یہی ہے کہ خط کا غیر معمول بہ یا غیر معتمد ہونا قضاء کی اعتبار سے ہے یعنی قاضی اس پر حکم نہ کرے گا وقت منازعت، نہ یہ کہ مطلقاً خط غیر معتبر ہے۔ وفي الاشباه لا يعمل بالخط درمختار قال الشامي عبارة الاشباه لا يعتمد على الخط ولا يعمل بمكتوب الوقف الذي عليه خطوط القضاة الماضيين الخ قال البيري المراد من قوله لا يعتمد اي لا يقضي القاضي به عند المنازعة لان الخط مما يزور ويفتعل الخ۔ وذكر العلامة العيني في شرحه على الاشباه ان للشارح العلامة الشيخ علاء الدين رسالة حاصلها بعد نقله الاشباه ان ابن سحنة وابن وهبان جزما بالعمل بدفتر الصراف ونحوه لعلة الامن عن التزوير كما جزم به البزازي والسرخسي وقاضي خان۔ الحاصل جس جگہ تزویر سے امن ہو وہاں خط پر عمل کرنیکو فقہاء نے لکھا ہے۔ پس جس کسی کے نزدیک خط معروف ہو اور تزویر سے مامون ہو۔ وہ اس پر عمل کر سکتا ہے۔ لہذا ان لوگوں پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے جنہوں نے

بوقت مذکورہ خط پر عمل کیا؟ (۲) جبکہ یہ امر محقق ہوا کہ بصورت امن عن التزویر خط کا اعتبار ہے اور وہ معمول بہ ہے تو اگر کوئی عالم یا قاضی یہ لکھکر بھیجے کہ میرے سامنے شہادت معتبر رویتِ ہلال کی گذری اور میں نے اس کو قبول کر لیا اور اس پر حکم کر دیا تو جو لوگ اس خط کو پہچانتے ہوں یا قرائن سے معلوم ہو کہ اس کا خط ہے کوئی وجہ تزویر وغیرہ کی نہیں ہے تو ان لوگوں کو اس پر عمل کرنا جائز ہے۔ اور گویا اس عالم نے ان کے سامنے یہ بیان کر دیا کہ میں نے ایسا حکم کر دیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

ہلال رمضان کیلئے ایک عادل یا مستور کی خبر کافی ہے۔ اور عیدین کیلیے دو عادل اور فاسق کی شہادت بصورت وجود قرائن صدق قاضی قبول کر سکتا ہے۔

سوال ٦٧٥۔ رویتِ ہلال رمضان وشوال وذی الحجہ میں بحالتِ ابر شہادت کیلئے کیسے اشخاص کی ضرورت ہے عادل یا غیر عادل کسی مقام پر عادل گواہ موجود نہ ہوں تو غیر عادل کی شہادت معتبر ہوگی یا نہیں۔ فی زمانہ بوجہ کثرت فسق وفجور کس طرح پر عمل کیا جاوے۔ بحالت ابر اگر چند فاسق رویت کی شہادت دیں تو کیا ان کی شہادت معتبر سمجھی جاوے گی ایک شہر کی رویت دوسرے شہر کے واسطے ملزم ہے یا نہیں۔

الجواب۔ قال فی الدر المختار وقبل بلا دعوی الخ للصوم مع علة کغیم وغبار خبر عدل او مستور علی ما صححه البزازی علی خلاف ظاهر الروایة لا فاسق اتفاقا وهل له ان یشهد مع علمه بفسقه قال البزازی نعم ربما قبله الخ وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة ولفظ اشهد ثم قال والاضحی وبقیة الاشهر التسعة کالفطر علی المذهب الخ۔ اس عبارات سے معلوم ہوا کہ ہلال رمضان کے بارہ میں بصورتِ ابر وغیرہ ایک عادل یا مستور کی گواہی کافی ہے اور عید الفطر وذی الحجہ میں ہلال کیلئے دو عادل مرد یا ایک مرد دو عورتیں گواہی دیں۔ یہ بھی اس عبارات سے معلوم ہوا کہ فاسق بھی گواہی دیدے کیونکہ ممکن ہے کہ قاضی حسب قول امام طحاوی رحمۃ اللہ اسکی شہادت کو مسموع کرے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر قرائن صدق گواہ قاضی کے نزدیک محقق ہوں تو وہ قاضی فاسق کی گواہی بھی قبول کر سکتا ہے۔ اور اس پر حکم کر سکتا ہے۔ ایک شہر کی رویت دوسرے شہر والوں کیلئے بھی لازم ہے جبکہ دوسرے شہر والوں کو رویت اس شہر والوں کے نزدیک محقق ہو جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

کتاب النکاح والرضاع

جو زیورات شوہر کی طرف سے زوجہ کو ملے وہ اگر مہر میں۔

سوال ٦٧٦۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ

کو طلاق دیا پس مہر مقرر شدہ میں زیورات از وقت نکاح تا وقت طلاق شمار ہوں گی یا نہیں۔

دئیے ہیں تو مہر میں محسوب ہوں گے۔ اگر ہدیۃً دیا ہے تو مہر میں شمار نہ ہوگا اگر عاریۃً ہے تو شوہر کی ملک ہے۔

الجواب۔ اگر شوہر نے مہر میں حساب کرکے اور شمار کرکے دیا ہے تو مہر میں محسوب ہوگا۔ اور اگر ہدیۃً و ہبۃً دیا ہے تو مہر میں شمار نہ ہوگا۔ اور اگر محض عاریۃً دیا تھا تو وہ زیور شوہر کی ملک ہے۔ اگر وہ چاہے مہر میں محسوب کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

باپ یا ولی اقرب اگر خبر گیری نہ کریں یا غائب ہوں تو نکاح ولی ابعد کر سکتا ہے۔

سوال ۶۷۷

ایک شخص نے اپنی زوجہ کو مع دو لڑکیوں کے نکالدیا اور بالکل ان کی خبر گیری کسی قسم کی نہیں کرتا۔ جب لڑکیاں جوان ہوگئیں اور باپ نے کچھ توجہ اور خبر گیری نہ کی تو ماں نے مجبور ہو کر ان کا نکاح کر دیا۔ اس صورت میں ماں ولی جائز ہو سکتی یا نہیں

الجواب۔ ولی اقرب اس صورت میں باپ ہے۔ ماں کا درجہ ولایت میں عصبات کے بعد ہے لیکن اگر باپ بالکل خبر گیری نہ کرے اور نکاح اولاد وغیرہ سے بالکل بے خبر رہے اور بے تعلق ہو جاوے تو کتب فقہ میں لکھا ہے کہ ایسی حالت میں ولی ابعد کو اختیار نکاح بالغہ کا ہو جاتا ہے۔ درمختار میں ہے للابعد من اولیاء البنت التزویج بعضل الاقرب ای بامتناعہ عن التزویج الخ۔ اور غیبۃ ولی اقرب کی صورت میں بھی ولی ابعد کو اختیار نکاح ہو جاتا ہے۔ وللولی الابعد التزویج بغیبۃ الاقرب الخ مسافۃ القصر واختار فی الملتقی مالم ینتظر الکفو الخاطب جوابہ الخ۔ پس صورت مسئلہ میں جبکہ باپ نے کوئی تعلق لڑکیوں کی خبر گیری اور نکاح وغیرہ سے نہیں رکھا اور کبھی ان کے نکاح کی تجویز نہیں کی تو اس صورت میں ماں کا نکاح کیا ہوا صحیح ہوا۔ اور نیز جبکہ فی الحال وہ لڑکیاں بالغہ ہیں اور اس نکاح کو انہوں نے جائز رکھا تو اگر وہ نکاح موقوف بھی تھا تو لڑکیوں کی اجازت سے صحیح ہو سکتا ہے۔ کما ہو القاعدۃ فی نکاح الفضولی۔ فقط

بالغہ اگر نکاح کی طلب اجازت پر خاموش رہے یا ہنسے تو اس کی اجازت متصور ہوگی۔

سوال ۶۷۸

زید کا رشتہ تقریباً چار سال سے عمر کی دختر ہندہ سے چارہ تھا اور زید اس عرصہ میں مدت تک مع والدہ خود عمر کے مکان پر مقیم رہا جسکی وجہ سے عمر کی دختر ہندہ قبل نکاح زید سے بخوبی واقف ہو چکی تھی زید نے نکاح کا تقاضہ کیا تو عمر نے چند آدمیوں کے سامنے اپنی دختر مسماۃ ہندہ بالغہ کا نکاح زید سے کیا اور قبل از نکاح عمر اپنی دختر ہندہ سے اجازت لینے گیا۔ چنانچہ گھر میں چند عورتوں کے سامنے عمر ہندہ سے کہا کہ میں ترا نکاح فلاں شخص تارہی یعنی زید کے ساتھ کرتا ہوں۔ یہ سنکر ہندہ ہنسی اور خاموش ہو گئی اس کے بعد نکاح پڑھا گیا۔ اور چند مہینے زید ہندہ ایک جگہ رہے وغیرہ وغیرہ۔ اب عمر کہتا ہے کہ نکاح ہندہ کا صحیح نہیں ہوا۔ کیونکہ جب میں ہندہ سے اجازت لینے گیا تھا تو زید کا نام نہیں لیا تھا بلکہ بغیر نام ظاہر کئے بیٹی سے دریافت کر لیا تھا پھر بعد نکاح کے جب میں نے

گھر میں جاکر زید کا نام ظاہر کیا اور ہندہ نے سنا تو روئی اور یہ کہا کہ میں زید سے راضی نہیں ہوں مگر میں بوجہ شرم اور مسئلہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے خاموش رہی۔ عمر کے اس کہنے سے اور اس حیلے سے نکاح درست ہوا یا نہیں

الجواب۔ ۔ درمختار میں ہے فان استاذنہا ہو ای الولی فسکتت عن ردہ مختارۃ اوضحکت الخ وہو اذن ان علمت بالزوج الخ۔ پس موافق تفصیل سوال کی ہندہ کو جبکہ یہ معلوم تھا کہ اسکا نکاح زید کی ساتھ کیا جاتا ہی اور اس پر اس نے اجازت دی یا سکوت کیا یا ہنسی تو نکاح منعقد ہو گیا۔ اور بصورت صحت واقعہ مذکورہ انعقاد نکاح ہندہ و زید میں کچھ شبہ اور تردد نہیں عمر دالدہ ہندہ کا حیلہ مذکورہ پیش کرنا قرائن مذکورہ کی موجودگی میں بالکل کذب اور افترا معلوم ہوتا ہی۔ اور اس عمر فاسق ہے۔ اور امانت اس کی مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مرضعہ کی تمام اولاد مرضع پر حرام ہے

سوال ۶۷۹۔ زید نے بکر کو دودھ پلایا اسوقت اسکی گود میں مریم بھی۔ پس بکر اور مریم کا نکاح حرام ہوا۔ مگر زاہد کی دوسری لڑکی عابدہ جو مریم کے بعد پیدا ہوئی اس کا اور بکر کا نکاح ہو سکتا ہی یا نہیں۔ ۴۔

الجواب۔ مرضعہ کی تمام اولاد مرضع کی بہن بھائی ہیں۔ پس زاہد کی دختر عابدہ جو مریم کے بعد پیدا ہوئی وہ بھی بکر کی بہن رضاعی ہے۔ اور واخواتکم من الرضاعۃ میں داخل ہے۔ اور نکاح بکر کا اس سے حرام ہے۔ ولاحل بین الرضیعین وولد مرضعتہا وولد ولدہا لانہ ولد الاخ وقال قبلہ وان اختلف الزمن والاب وفی الشامی قولہ وان اختلف الزمن الخ۔ کان ارضعت الولد الثانی بعد الاول بعشرین سنۃ الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔ ۴۔

زوجہ کا نفقہ زوجہ کیساتھ سفر میں نہ جانے سے ساقط نہیں ہوتا۔

سوال ۶۸۰۔ زوجہ اپنے شوہر کو ہمراہ جانے سے سفر میں انکار کرتی ہی اگر شوہر نفقہ بند کردے تو کیا حکم ہے

الجواب۔ درمختار میں ہی۔ او ابت الذہاب الیہ او السفر معہ او مع اجنبی بعثہ لنقلہا فلہا النفقۃ۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے نفقہ نہ دینے میں شوہر گنہگار ہوگا۔ ۴ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

رضاع کے متعلق مفصل دو فتوے۔ ۴۔

سوال ۶۸۱۔ زینب کہتی ہی کہ میری بہن حلیمہ اپنے زمانہ حمل میں بیمار تھی اور اسی بیماری کی حالت میں اس کی لڑکی سلیمہ پیدا ہوئی چونکہ وہ نہایت ہی کمزور تھی دودھ نہ کھینچ سکتی تھی میری اس سے کئی ماہ قبل ہمیدہ ہو چکی تھی اس لیے کہ دودھ اترائے میں اپنی لڑکی ہندہ سے دو مرتبہ دودھ کھنچوایا تاکہ دودھ اترانے کے بعد سلیمہ جو نہایت ہی کمزور تھی دودھ پی سکے۔ دو ہی مرتبہ سلیمہ سے دودھ کھنچوایا گیا۔ یہ نہیں معلوم کہ دودھ اس کے

اندر پہنچ یا نہیں۔ حلیمہ کا دودھ ہندہ کو محض بغرض اثر آنے دودھ کے دیا گیا ہے۔ رضاعت
کی غرض سے نہیں دیا گیا جو رسم رضاعت کا اطلاق ہو سکے۔ کیا اس طریق سے دو مرتبہ دودھ کھینچنے
سے ہندہ اور سلیمہ رضاعی بہنیں ہوئی یا نہیں۔ یہ قول صرف زینب مرضعہ کا ہے اس کی والدہ بھی اس
امر کی شہادت دیتی ہے۔ اور کوئی گواہ اس رضاعت کا نہیں زینب کا شوہر جب ہندہ پیدا ہوئی
گھر پر نہ تھا۔ کہتا ہے کہ میں صرف سماعی شہادت اپنی زوجہ سے سنکر دیتا ہوں۔ ایا دو عورتوں شہا
دت اس بارہ میں کافی ہو سکتی ہے اور کسی امام کے نزدیک دوستے کوئی حد بھی مقرر ہے یا نہیں اور
وقت ضرورت دوسرے امام کے مذہب پر فتویٰ دینے کی اجازت ہے یا نہیں۔ ۴۔

الجواب۔ یہ جواب مولانا حسین احمد صاحب نے یہانسو سے لکھا ہے) رضاع شرعاً
چوسنا پستان عورت کا ہے وقت مخصوص پر۔ درمختار میں ہے۔ مص ثدی ادمیتہ فی وقت مخصوص
خواہ وہ چوسنا قلیل ہو یا کثیر ہدایہ میں ہے۔ قلیل الرضاع وکثیرہ سواء اذا حصل فی مدۃ الرضاع تعلق به
التحریم۔ مدت رضاعت کے اندر عورت نے اگر کسی بچے کو دودھ پلایا اگرچہ وہ قلیل ہی ہو
حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ قلیل کی حد یہ ہے کہ یقینی پیٹ کے اندر دودھ کا جانا معلوم ہو
جاوے۔ عالمگیری میں ہے۔ والقلیل مفسر بما یعلم انہ وصل الی الجوف اور اگر شک ہو تو ایسی
صورت میں رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ درمختار میں ہے۔ ویثبت به وان قل ان علم وصوله
بجوفه من او انفه لاخیر فلو التقم الحلمة ولم یدر ادخل اللبن فی حلقه ام لا لم یحرم لان فی المانع شکا ولوالجیه
غایۃ الاوطار میں لکھا ہے۔ سو اگر لڑکے نے سر پستان منہ میں لیا اور معلوم نہ ہوا کہ دودھ حلق میں داخل ہوا
یا نہیں تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔ اس واسطے کہ حلت کے مانع میں شک ہے یعنی حلت اصل ہے اور بالیقین
ثابت ہے اور مانع حلت یعنی دودھ کے اندر جانے میں شک ہے تو شک سے یقین زائل نہیں ہوتا و
لوالجیہ۔ عالمگیری میں ہے۔ المرأۃ اذا جعلت ثدیها فی فم الصبی ولم تعرف مص اللبن یعنی التقمها لا یثبت
الحرمۃ بالشک الخ۔ عورت نے منہہ میں چھاتی دی اور یقینی طور پر دودھ کا پیٹ میں جانا معلوم
نہ ہوا تو بوجہ شک کے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ حرمت کیلئے اتنا پینا ضرور ہے کہ پیٹ
میں اتر جاوے اور اس پر پینے کا اطلاق نہ سکے۔ اگر دودھ کی کوئی چیز پکا کر بچہ کو دیدی تو اس سے
تحریم ثابت نہ ہوگی اس لئے کہ اس پر رسم رضاعت کا اطلاق نہیں آتا۔ عالمگیری میں ہے ولو
جعل اللبن مخیضا او رائبا او شیرازا او جبنا او اقطا او مصلا فتناوله الصبی لا یثبت التحریم لان
اسم الرضاع لا یقع علیه. کذا فی البدائع۔ صورت مسئولہ میں محض دودھ کا رستہ کھل جانے اور اتر
آنے کی وجہ سے دو مرتبہ چھاتی کا بچہ سے کھچوانا پایا جاتا ہے۔ اور یہ یقینی ثابت نہیں کہ دودھ اسکے
پیٹ میں گیا تو ایسی حالت میں حرمت کیلئے کافی نہیں ہو سکتا اثبات رضاعت کیلئے محض عورتوں

گھر میں جاکر زید کا نام ظاہر کیا اور ہندہ نے سنا تو روئی اور یہ کہا کہ میں زید سے راضی نہیں ہوں لگر میں بوجہ شرم اور مسئلہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے خاموش رہتا۔ عمر کے اس کہنے سے اور اس حیلے سے نکاح درست ہوا یا نہیں

الجواب ۔ ۔ درمختار میں ہے فان استاذنہا ہو ای الولی فسکتت عن ردہ مختارۃ او ضحکت الخ وہو اذن ان علمت بالزوج الخ۔ پس موافق تفصیل سوال کی ہندہ کو جبکہ یہ معلوم تھا کہ اسکا نکاح زید کی ساتھ کیا جاتا ہی اور اس پر اس نے اجازت دی یا سکوت کیا یا ہنسی تو نکاح منعقد ہو گیا۔ اور بصورت صحت واقعہ مذکورہ انعقاد نکاح ہندہ و زید میں کچھ شبہ اور تردد نہیں عمر والدہ ہندہ کا حیلہ مذکورہ پیش کرنا قرائن مذکورہ کی موجودگی میں بالکل کذب اور افترا معلوم ہوتا ہی۔ اور اس عمر فاسق ہے۔ اور امانت اس کی مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مرضعہ کی تمام اولاد مرضع پر حرام ہے

سوال ۶۷۹۔ زید نے بکر کو دودھ پلایا اسوقت اسکی گود میں مریم بھی۔ پس بکر اور مریم کا نکاح حرام ہوا۔ مگر زاہد کی دوسری لڑکی عابدہ جو مریم کے بعد پیدا ہوئی اس کا اور بکر کا نکاح ہو سکتا ہی یا نہیں۔ ؟۔

الجواب ۔ مرضعہ کی تمام اولاد رضیع کی بہن بھائی ہیں۔ پس زاہد کی دختر عابدہ جو مریم کی بعد پیدا ہوئی وہ بھی بکر کی بہن رضاعی ہے اور واخواتکم من الرضاعۃ میں داخل ہے اور نکاح بکر کا اس سے حرام ہے۔ ولا حل بین الرضیعین وولد مرضعتہا وولد ولدہا لانہ ولد الاخ وقال قبلہ وان اختلف الزمن والاب وفی الشامی قولہ وان اختلف الزمن الخ۔ کان ارضعت الولد الثانی بعد الاول بعشرین سنۃ الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

زوجہ کا نفقہ زوجہ کیساتھ سفر میں نہ جانے سے ساقط نہیں ہوگا۔

سوال ۶۸۰۔ زوجہ اپنے شوہر کی ہمراہ جانے سے سفر میں انکار کرتی ہی اگر شوہر نفقہ بند کردے تو کیا حکم ہے

الجواب ۔ درمختار میں ہی۔ او ابت الذہاب الیہ او السفر معہ او مع اجنبی بعثہ لنقلہا فلہا النفقۃ۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں عورت کا نفقہ شوہر کی ذمہ لازم ہے نفقہ نہ دینے میں شوہر گنہگار ہوگا۔ ؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

رضاع کی متعلق مفصل دو فتوے۔ ؟۔

سوال ۶۸۱۔ زینب کہتی ہی کہ میری بہن حلیمہ اپنے زمانہ حمل میں بیمار تھی اور اسی بیماری کی حالت میں اس کی لڑکی سلیمہ پیدا ہوئی چونکہ وہ نہایت ہی کمزور تھی دودھ نہ کھینچ سکتی تھی میری اس سے کئی ماہ قبل بیوہ ہو چکی تھی اس لیے کہ دودھ اترائے میں اپنی لڑکی ہندہ سے دو مرتبہ دودھ کھنچوایا تاکہ دودھ اترانے کی بعد سلیمہ جو نہایت ہی کمزور تھی دودھ پی سکے۔ دو ہی مرتبہ سلیمہ سے دودھ کھنچوایا گیا۔ یہ نہیں معلوم کہ دودھ اسکی

دو چسکیوں سے عدم حرمت حدیث لاتحرم المصۃ والمصتان سے مفہوم ہوتی ہے. حدیث ام الفضل بنت الحارث میں ہے کہ ایک اعرابی آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے. عرض کی یا رسول اللہ میرے ایک بی بی تھی دوسری میں نے اور کی. پہلی بی بی نے کہا میں خیال کرتی ہوں میں نے اس کو دو چسکی دودھ پلایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاتحرم الاملاجۃ والاملاجتان ہدایہ میں ہے. وقال الشافعی لا یثبت التحریم الا بخمس رضعات لقولہ لاتحرم المصۃ والمصتان ولا الاملاجۃ والاملاجتان عینی میں زیر قولہ قال الشافعی ہے وبہ قال احمد فی ظاہر الروایۃ واسحاق وعن احمد ثلاث وعنہ واحدۃ وقال الرافعی وظاہر المذہب وجہان احدہما کقول ابی حنیفۃ والثانی ثلاث رضعات واختارہ مشائخنا وقال ثقات القیاس بثلاث رضعات وہو قول زید ابن ثابت کذا فی شرح الاقطع وقال ابن عبید وابو ثور انما تحرم الثلث من مفہوم لاتحرم المصۃ والمصتان ویروی عن عائشۃ انہا قالت لاتحرم الا سبع رضعات وعن حفصۃ لاتحرم الا عشر رضعات تحت قول لاتحرم المصۃ الخ روی ہذا الحدیث مرفوعا فروی قولہ لاتحرم المصۃ والمصتان وروی قولہ ولا الاملاجۃ والاملاجتان من حدیث ام الفضل بنت الحارث قالت دخل اعرابی علی رسول اللہ وہو فی بیتی فقال یا رسول اللہ الخ. فقط کتبہ حسین احمد مقیم فی بلدہ اعظم ١٣٠٥ھ۔

الجواب الثانی

(یہ جواب مدرسہ دیوبند کی طرف سے ہے) اقول باللہ التوفیق حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ مدۃ رضاعت میں اگر قلیل میں کسی عورت کا بھی شکم رضیع میں چلا جاوے تو حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور بظن غالب اگرچہ کا دودھ پینا معلوم ہو جاوے تو حرمت رضاعت ثابت ہے. پس صورت مسئولہ میں جبکہ دودھ حلیمہ ہندہ سے کھچوایا اور دو مرتبہ پستان حلیمہ کا ہندہ شیرخوارہ بچے کے منہ میں دیا گیا گو غرض اس سے دودھ پلانا نہ تھا. صرف کچھ اگر پستان حلیمہ کا ہلکا کرنا تھا کہ سلیمہ ضعیف ہو دودھ پی سکے. لیکن ظاہر ہے کہ ہندہ نے اس دودھ کھینچکر پی تو گر نہیں دیا ہے بلکہ وہ ہندہ کے پیٹ میں پہنچ گیا اور جبکہ حلیمہ کے پستان میں دودھ بھرا ہوا تھا تو ظاہر ہے کہ ہندہ جو چند ماہ کی بچی تھی اس نے بظن غالب دودھ پیا اور ظن غالب کا ہی اعتبار ان امور میں ہے. لہذا مذہب حنفیہ کے موافق حرمت رضاعت ثابت ہے۔ ویثبت بہ الخ. وان قل ان علم وصولہ لجوفہ من فم او انف الخ. لا غیر فلو التقم الحلمۃ ولم یدر ادخل اللبن فی حلقہ ام لا لم یحرم قال العلامۃ الشامی قولہ فلو التقم تفریع علی التقیید بقولہ ان علم وفی القنیۃ امرأۃ تعطی ثدیہا صبیۃ واشتہر ذلک بینہم ثم تقول لم تکن فی ثدی لبن حین القمت ثدی ولم یعلم ذلک الا من جہتہا جاز لابنہا ان یتزوج بہذہ الصبیۃ الخ شامی. اس روایت سے ظاہر ہوا کہ اگر مرضعہ کے پستان میں دودھ نہ ہو تو اس وقت پستان منہ میں لینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی. اور اگر دودھ پستان میں بھرا ہوا ہو جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے اور بچہ دودھ کھینچنے والا قوی ہو تو دودھ پیٹ میں جانے میں کچھ شبہ نہیں معلوم ہوتا. البتہ اگر یہ واقعہ اس طرح دودھ پلانے کا مسلم نہ ہو تو صرف رعور تو کی

شہادت سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ کما فی الدر المختار والرضاع حجتہ حجۃ المال وہی شہادۃ عدلین او عدل وعدلتین الخ قولہ حجتہ ای دلیل اثباتہ وہذا عند الانکار لانہ یثبت بالاقرار مع الاصرار کما مر وفی الشامی قولہ وان قل، اشار بہ الی نفی قول الشافعی الخ وروی عن ابن عمر انہ قیل لہ ان ابن الزبیر یقول لاباس بالرضعۃ والرضعتین فقال قضاء اللہ خیر من قضاءہ۔ قال تعالیٰ وامھاتکم الاتی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

سوتیلی ماں کی بیٹی جو دوسرے خاوند سے ہو، اسکی ساتھ نکاح جائز ہے۔

سوال ۶۸۲۔ زید کا باپ مرگیا اس کی سوتیلی ماں ہندہ نے دوسرا نکاح کرلیا۔ اب ہندہ کے لڑکی پیدا ہوئی اس لڑکی سے زید کا نکاح کرلیا یہ نکاح درست ہوا یا نہیں۔

الجواب۔ زید کا نکاح ہندہ کی لڑکی سے جو کہ دوسرے شوہر سے پیدا ہوئی ہو شرعاً صحیح ہے۔ کیونکہ محرمات میں اور قاعدہ حرمت میں وہ داخل نہیں ہے بلکہ واحل لکم ما وراء ذلکم میں داخل ہے۔ کیونکہ ہندہ کی دختر نہ زید کی اخیافی بہن ہے۔ نہ علاتی یعنی ماں شریک بہن ہے۔ نہ باپ شریک بہن ہے۔ اور حقیقی بہن نہ ہونا اظہر ہے۔ بلکہ یہ لڑکی زید سے محض اجنبیہ ہے لہذا حلت میں کچھ شبہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

کافرہ عورت سے نکاح کا شرعی طریقہ

سوال ۶۸۳۔ احوال یہ ہے کہ یہاں سب لوگ ہندو رہتے ہیں کوئی مسلمان نہیں ہے۔ چالس چالس میل تک سب کافر رہتے ہیں۔ ہم نے دکان کی ہے عرصہ دو سال ہوا ایک عورت ہماری دکان میں رہنا چاہتی ہے اور ہمارے بھائی نے اس کو ایک روز مکان پر رکھ لیا ہے گناہ زنا کا ہوا یا نہیں ہوا۔ اور نکاح اس کا کس طرح کرنا ہے یا کہ نکاح کیونکہ غیر قوم اور اب دین میں آگئی ہے۔

الجواب۔ جو کافر عورت مسلمان ہو جاوے، اور وہ کسی کافر کے نکاح میں ہو اس سے اگر کوئی مسلمان نکاح کرنا چاہے تو تین حیض کے بعد نکاح کرے۔ تاکہ شوہر اول سے فرقت ہو جاوے ولو اسلم احدھما اے احد المجوسیین الخ لم تبن حتی تحیض ثلثا الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

اگر عورت بوقت اجازت دلی ساکت رہی یا روئی بلا آواز یا خلوت برضا یا تمکین زوج وطی پر تو یہ رضا ہے

سوال ۶۸۴۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں بمذہب حنفیہ کہ ایک عورت مسمیٰ ہندہ کا نکاح اس کے خاندانی بزرگ نے ایک قریب رشتہ دار لڑکے کے ساتھ تجویز کیا اور حسب رسم وعادت جب گواہ ہندہ سے اجازت لینے کو گھر میں آئے تو اس نے کچھ جواب نہیں دیا اور صرف سکوت ہی پر اکتفا نہ کیا۔ بلکہ ناپسندی کی وجہ سے رونا شروع کیا اور بہت عرصہ رونے کے بعد خاموش اور مغموم رہی اور تاہنوز اس تجویز سے نہایت ناخوش بلکہ منکر رہتی کہتی ہے، کہ میرا

شرعاً نہیں ہوا چند ماہ کے بعد حسب مراسم جب رخصت کا وقت ہوا تو وہ اپنے شوہر کے یہاں نہایت غمگین کی حالت میں روتی ہوئی ماں باپ کی مجبوری سے بھیجی گئی وہاں سے آنے کے بعد اب کسی طرح شوہر کے یہاں جانے پر راضی نہیں۔ اسنے اپنے خیال کو تحریراً و تقریراً باوقاتِ مختلفہ ظاہر کر چکی ہے۔ ہندہ ایک بالغ خواندہ اور شریف الخاندان عورت ہے شرعاً اس کے خیال میں کیا حکم ہے۔

الجواب۔ ولی یا اس کے وکیل کی اجازت لینے کے وقت اگر لڑکی بالغہ خاموش رہی یا بلا آواز روئی تو شرعاً یہ اجازت سمجھی جاتی ہے نکاح ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح رخصت ہونے کے بعد اگر شوہر سے وطی و خلوۃ برضامندی زوجہ ہو تو یہ بھی علامت اجازت نکاح کی ہے۔ اس سے بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے۔ فان استاذنہا ہو ای الولی او وکیلہ الخ فسکتت الخ او بکت بلا صوت الخ فہو اذن الخ وفیہ ایضاً وتمکینہا من الوطی والخلوۃ بہا برضاہا۔ حاصل یہ ہے کہ دل کی ناراضی اور ناخوشی کو نہیں دیکھا جاتا اگر بظاہر اس نے وقت اجازت طلب کرنے سے انکار نہیں کیا اور سکوت کیا یا بدون آواز کے روئی تو یہ اجازت سمجھی جاتی ہے۔ اس صورت میں نکاح ہو جاتا ہے۔ اور بعد نکاح کے ناراضی اور ناخوشی ظاہر کرنا مفید نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

خنثیٰ اور عنین مفصل حکم در بارۂ نکاح۔

سوال ۴۸۴۔ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے والدین نے ایک مرد خنثیٰ جس کا عضوئے تناسل بہت صغیر ہے اور اسکی جڑ میں ایک سوراخ ہے اس میں سے پیشاب آتا ہے۔ بعد بلوغ لڑکی کے یہ بات معلوم ہوئی۔ اس صورت میں اگر وہ لڑکی دوسرے شخص سے عقد کرنا چاہے تو بلا طلاق کر سکتی ہیں یا نہ۔

الجواب۔ اگر وہ شخص جس سے نکاح اس لڑکی نابالغہ کا کیا گیا ہے خنثیٰ مشکل ہے اس کا مرد اور عورت ہونا متحقق نہیں ہے تو وہ نکاح موقوف رہتا ہے بعد میں اگر متحقق ہو جاوے کہ مرد ہے تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے۔ اور اگر متحقق ہو جاوے کہ عورت ہے تو نکاح باطل ہے۔ کیونکہ عورت کا نکاح عورت سے صحیح نہیں ہے اور خنثیٰ مشکل وہ ہے کہ اس کی دونوں علامتیں ہوں مرد کی بھی اور عورت کی بھی یا کوئی بھی نہ ہو۔ اور اگر اخیر تک بھی اشکال باقی رہے کہ نہ اس کا مرد ہونا معلوم ہو نہ عورت ہونا تو نکاح باطل ہو جاتا ہے۔ صورتِ مسئولہ میں سائل نے لکھا ہے کہ عضو تناسل اس کا بہت صغیر ہے اور اس کی جڑ میں سوراخ ہے کہ اس سے پیشاب آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ خنثیٰ نہیں ہے۔ بلکہ رجل ہے۔ لیکن نامرد اور عنین ہے اس میں فقہاء نے یہ تفصیل فرمائی کہ اس صورت میں نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ پھر اگر عضو تناسل شوہر کا اس قدر صغیر ہے کہ مثل گھنڈی کے ہے کہ ادخال اس کا فرج زوجہ میں ممکن نہیں ہے تو حکم اس مجبوب یعنی مقطوع الذکر کا سا ہے کہ عورت کی طلب پر قاضی ان میں فوراً تفریق کرادیوے گا۔ اور جو ایسا نہیں بلکہ عنین ہے تو ایک سال کی مہلت شوہر کو بغرضِ علاج دی جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر عورت طلب کرے قاضی تفریق کرادیگا

مگر اس زمانہ میں جبکہ نہیں تو حکم مسلم غیر یقینی یہ کام کرے گا۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو بدون طلاق دینے شوہر کے اور بدون گذرنے عدت کے اگر خلوت ہو چکی ہو دوسرا نکاح عورت کا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اپنی مطلقہ عورت سے نکاح کا حکم

سوال ۶۸۵۔ اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کو چند بار طلاق دے یعنی تین دفعہ سے زیادہ یہ کہدے کہ میں نے تجھ کو طلاق دی تو اب پھر اس عورت سے بغیر حلالہ کے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ اور اب اسکی مطلقہ سے اس کو تعلق زوجیت کا باقی رہا یا نہیں۔ اور حلالہ کی شکل کیا ہے یا جس سے اس کا نکاح کرا دیا جاوے پہلے اس سے شرط کر لی جاوے کہ نکاح کے بعد تو طلاق دیدینا اور صحبت نہ کرنا یا نابالغ سے اس کا نکاح کرا دیا جاوے۔ اور وہ نابالغ طلاق دیدے تب اس سے پھر نکاح کیا جاوے۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ بدون حلالہ کے اس عورت مطلقہ ثلثہ سے شوہر اول کا نکاح درست نہیں ہے اور حلالہ میں شوہر ثانی کا وطی کرنا شرط ہے نابالغ غیر قادر علی الجماع سے حلالہ نہیں ہو سکتا اور پھر نابالغ کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی۔ مراہق یعنی قریب البلوغ اگر نکاح کرے وطی کرے اور بعد بلوغ کے طلاق دیکر تو صحیح ہے اور شرط طلاق کی شوہر ثانی سے نہ کرنی چاہیئے۔ کہ یہ مکروہ تحریمی ہے۔ بلکہ بعد نکاح وہ خود طلاق دیدیوے اس وقت بعد گذرنے عدت کے شوہر اول نکاح کر سکتا ہے۔ درمختار میں ہے۔ وکرہ التزوج تحریماً لحدیث لعن اللہ المحلل والمحلل لہ بشرط التحلیل، الخ کتزوجتک علی ان احلک وان حلت للاول لصحۃ النکاح وبطلان الشرط فلا یجبر علی الطلاق، الخ اما اذا اضمر ذلک لایکرہ وکان الرجل ماجوراً لقصد الاصلاح درمختار قولہ بشرط التحلیل تادیل لحدیث بحمل اللعن ذلک، الخ شامی فقط

بچے کے حلق میں دودھ کا جانا محقق نہ ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی

سوال ۶۸۶۔ بکر کی ماں نے زید کو جب وہ ایک سال کا تھا اپنا پستان زید کے منہ میں دیا جب زید نے پستان چوسا تو بکر کی ماں کی پستان میں جلن معلوم ہوئی اس نے زید کو علیحدہ کر کے پستان دبا دیا تو اندر سے پانی نکلا اس پانی کا زید کے حلق میں جانے نہ جانے کا بکر کی ماں کو کچھ علم نہیں ہے اس صورت میں بکر ماں زید کی رضاعی ماں ہو سکتی یا نہیں زید کی لڑکی کا نکاح بکر سے جائز ہے یا نہ۔

الجواب۔ باب الرضاع درمختار میں ہے۔ ہو مص من ثدی آدمیۃ ولو بکرا او میتۃ او آیسۃ الخ۔ اور عالمگیری کا یہ ہے۔ دخل فی فم الصبی من الثدی مائع لونہ اصفر تثبت حرمۃ الرضاع لانہ لبن تغیر لونہ الخ۔ اور شامی میں ہے وفی القنیۃ امرأۃ کانت تعطی ثدیہا صبیۃ واشتہر ذلک بینہم ثم تقول لم یکن فی ثدیی لبن حین القمتہا ثدیی ولم یعلم ذلک الا من جہتہا جاز لابنہا ان یتزوج بہذہ الصبیۃ الخ ط وفی الفتح لو ادخلت حلمۃ فی فی الصبی وشکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمۃ بالشک الخ۔ روایۃ قنیہ فتح القدیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت یہ کہے کہ میری پستان میں اس وقت دودھ نہ تھا اور بچہ کے حلق میں دودھ کا

جانا محقق نہ ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی اس صورت میں زینب کی دختر کا نکاح بکر سے درست ہے فقط

بالغہ کا نکاح بغیر مرضی ولی کے کفو میں درست نہیں۔ اور کفو میں صحیح ہو جاتا ہے

سوال ۴۸۷۔ ایک لڑکی بعمر پندرہ سالہ موجود ہے باپ بلا مرضی باپ کے خود اپنا عقد کرسکتی ہے یا نہ۔ اور بالغہ و باکرہ کا حکم ایک ہے یا نہ
(۲) لڑکی پندرہ سالہ وطن چھوڑ کر دوسری جگہ جا کر نکاح کرے بلا اطلاع باپ کے یہ نکاح جائز ہے یا نہ

الجواب۔ مذہب حنفیہ میں بالغہ اپنا نکاح اپنی رضا اور خوشی سے کرسکتی ہے۔ خواہ وہ بالغہ باکرہ ہو یا ثیبہ اور پندرہ برس عمر جب پوری ہو جاوے حکم بلوغ کا ہو جاتا ہے۔ لیکن جواز نکاح کیلئے یہ شرط ہے کہ کفو میں وہ عورت اپنا نکاح کرے اگر غیر کفو میں وہ عورت نکاح کرے گی نکاح باطل ہو جائے گا۔ کما فی الدر المختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وہو المختار للفتوی الخ۔ د (اگر کفو میں نکاح کرے صحیح ہو جاتا ہے)

مہر مثل باپ کی عورتیں کے مانند جو اسکی بہن اور جمال وغیرہ میں مثل ہو اور اس میں علاتی بہن اور حقیقی بہن برابر ہیں

سوال ۴۸۸۔ ایک عورت کا نکاح مہر مثل پر ہوا بعد چند روز کے میاں بیوی میں مہر کے متعلق اختلاف ہوا بیوی کا یہ قول ہے کہ میرا مہر مثل میری ماں اور حقیقی بہن کے برابر یعنی جتنا جتنا ان کا تھا اتنا ہی میرا ہے۔ بخلاف خاوند کے وہ کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ تمہارا مہر تمہاری سوتیلی ماں کے برابر ہے۔ اب عند الشرع کس کا قول معتبر ہے اور خاوند کو کونسا مہر ادا کرنا ہوگا۔ اور وقت نکاح کے بجز مہر مثل کے کوئی تفصیل نہیں کی گئی تھی۔

الجواب۔ در مختار میں ہے ومہر مثلہا الشرعی مہر مثلہا اللغوی ای مہر امرأۃ تماثلہا من قوم ابیہا لا امہا الخ سنا وجمالاً الخ۔ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ باپ کے اقربا میں جو عورت اس کی مثل ہو عمر اور صورت اور دینداری وغیرہ میں اسکے مہر کو دیکھنا چاہیے وہی مہر مثل ہے اور یہ بھی اس عبارت میں مذکور ہے کہ ماں اور اس کے قبیلہ کے مہر کا اعتبار نہیں ہے۔ اور شامی سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی بہن اور علاتی بہن میں کچھ فرق نہیں ہے۔ ان میں جو اس کے مماثل ہو عمر و صورت وغیرہ میں جو اُس کا مہر ہوگا وہی اس کا بھی ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

حرمت رضاع وشک جبکہ ماں ہو اور صورت شک میں رضاع ثابت نہیں ہوتی۔

سوال ۴۸۹۔ ایک بھائی کی لڑکی اور اس کی بہن کا لڑکا ہے یہ ظاہر ہے کہ ان کا نکاح جائز ہے اس میں بات یہ ہے کہ بہن کا انتقال ہوگیا۔ پرورش کیلئے وہی بچہ اس عورت کو سونپا گیا کہ جس کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز اور نو سال سے بیوہ تھی اس شخص لڑکی والا اور اس بہن لڑکا والی کی یہی والدہ تھی بچہ کو دودھ مختلف عورتیں جن کو رشتہ داری سے کچھ تعلق نہیں تھا۔ پلاتی رہیں۔ اب نکاح کی بات سنکر بیوہ عورت نے ظاہر کیا ہے کہ بچہ میرے پستان چوسا کرتا تھا اگرچہ دودھ نہیں آتا تھا مگر پانی نکلتا تھا۔ اور یہ بیوہ مرضعہ ان کا بہن ہونا نہیں چاہتی اور بجز ضعیف عورت کا یہ قول۔ اس صورت حرمت رضاعت ثابت ہوگی یا نہ

الجواب۔ درمختار میں ہے والرضاع حجته حجة المال وہی شہادة عدلین او عدل وعدلتین وفیہ ایضاً لو التقم الحلمة ولم یدر ادخل اللبن فی حلقه ام لا لم یحرم الخ۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت نہیں ہے۔ اور صرف ایک عورت کا قول معتبر نہیں ہے اس کے قول سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی پس نکاح ان دونوں میں جو ہے یعنی بھائی کی لڑکی اور بہن کے لڑکے کا نکاح باہم درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند۔ تین ربیع الاول ۱۳۴۲ھ

نکاح کے وقت اگر عورت معلوم عند الشہداء ہو تو باپ کا نام لینے کی ضرورت نہیں ہے

سوال ۶۹۰۔ زید نے ہندہ سے نکاح کیا۔ زید سے اس کے ایک لڑکا عمرو اور دو لڑکیاں سلمہ۔ و عائشہ پیدا ہوئیں پھر زید کا انتقال ہو گیا اس کے ہندہ نے دوسرے شوہر سے عقد نکاح کر لیا۔ بکر سے دو لڑکیاں جمیلہ و حبیبہ پیدا ہوئیں اور بکر بھی فوت ہو گیا۔ اس کے بعد ہندہ بمعہ ہر دو لڑکیوں جمیلہ و حبیبہ اپنے فرزند عمرو کے پاس آ گئی کچھ عرصہ بعد ہندہ اپنی لڑکی جمیلہ کی شادی کر دی۔ بروقت نکاح عمرو نے بوجہ عار حبیبہ کے والد کا نام بجائے بکر کے زید بتلایا حبیبہ مجلس نکاح میں حاضر نہ تھی۔ شہداء نکاح میں سے اکثر کو علم تھا کہ منکوحہ زید کی بیٹی نہیں ہے۔ اس کے باپ کا نام بکر ہے۔ اور عمرو محض اپنی والدہ کا دوسرا شوہر چھپانے کی غرض سے بجائے حبیبہ کے باپ کے اپنے باپ کا نام بتا رہا ہے اور ناکح یعنی خالد کو اس قصہ کا مطلق علم نہ تھا۔ حبیبہ بعد نکاح ۱۵ سال زندہ رہکر ایک لڑکی فاطمہ بنت خالد چھوڑ کر مر گئی۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ نکاح جس میں دیدہ و دانستہ منکوحہ کی ولایت اس کی غیر حاضری میں غلط بتلائی گئی شرعاً جائز ہوا یا نہیں۔ دوسری حبیبہ کا مہر جو دو ہزار مقرر ہوا تھا اور وہی اس کا ترکہ ہے شرعاً کس طرح تقسیم ہوگا۔ اس کا شوہر خالد۔ دختر فاطمہ۔ حقیقی بہن جمیلہ۔ عمرو سوتیلا بھائی دو بہن سوتیلی سلمہ و عائشہ زندہ ہیں۔ ہر ایک کو کتنا حصہ ملے گا۔

الجواب۔ چونکہ شہود کے نزدیک حبیبہ مجہولہ نہیں ہے۔ اور عمرو کا باوجود علم کے حبیبہ کو بنت زید بتلانا قرینہ مجاز کا ہے۔ اس لئے نکاح صحیح ہو گیا جیسا کہ شامی میں ہے ولا المنکوحة کی شرح میں لکھا ہے فلو زوج بنته منه وله بنتان لا یصح الا اذا کانت احدهما متزوجة فینصرف الی الفارغة الخ وفی معناه ما اذا کانت احداهما محرمة علیه الخ قلت وظاهره انها لو جرت مقدمات الخطبة علی معینة وتمیزت عند الشهود ایضاً یصح العقد وهی واقعة الفتوی لان المقصود نفی الجهالة وذلک حاصل بتعینها عند العاقدین والشهود وان لم یصرح باسمها کما اذا کانت احدهما متزوجة ویؤیده ما یاتی من انها لو کانت غائبة وزوجها وکیلها فان عرفها الشهود وعلموا انه ارادها کفی ذکر اسمها لاب والجد ایضاً۔ الخ۔ اور اس صورت میں ترکہ حبیبہ کا بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث

چار سہام ہو کر ایک حصہ اس کے شوہر کو اور دو سہام اس کی دختر کو اور ایک حصہ حقیقی بہن جمیلہ کو ملے گا۔ سوتیلا بھائی اور بہن محروم ہیں۔ فقط

نامرد کی خلوت کے بعد پورا مہر واجب ہو جاتا ہے۔ ۹

سوال ۶۹۱۔ ایک لڑکے اور لڑکی کا عقد چھ سال ہوئے ہوا تھا لڑکی اس وقت بالغ ہے لڑکے کی نسبت مشہور ہے کہ وہ نامرد اور معذور ہے کوئی کام نہیں کر سکتا۔ ایسی صورت میں طلاق اور خرچ نان و نفقہ و مہر کے بارہ میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ اس عرصہ میں لڑکی اپنی سسرال میں بھی رہی ہے۔ اگر مرد طلاق دیدے تو مہر ادا کرنا ہوگا یا نہیں۔ اور نفقہ چھ سال کا ادا کرے گا یا نہیں۔ ۴

الجواب۔ بدون طلاق کے عورت اس کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہو سکتی اور اگر ملاقات ہونے کے شوہر طلاق دیدے گا تو مہر پورا لازم ہوگا۔ والخلوة الخ کالوطی فیما یجیء ولو کان الزوج مجبوبا او عنینا او خصیا الخ در مختار، اور نفقہ گذشتہ زمانہ کا ساقط ہو جاوے گا۔ والنفقة لاتصیر دینا الا بالقضاء او الرضاء الخ۔ در مختار۔ ۴

رضاع کے بارہ میں مفصل فتویٰ

سوال ۶۹۲۔ حسرت فاطمہ نے دوست محمد صفی و دختر فاطمہ کی والدہ یعنی اپنی خالہ کا دودھ پیا ہے۔ یعنی صغر کے دودھ میں شرکت کی ہے۔ تو اب دوست محمد کا نکاح حسرت فاطمہ سے ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اور داؤد بیگ کی ایک لڑکی ایک لڑکا ہے۔ حسرت محمد بیگ۔ تو دختر فاطمہ جو احمد بیگ کی لڑکی ہے۔ اس کا نکاح محمد بیگ سے جو داؤد بیگ کا لڑکا ہے ہو سکتا ہے یا نہیں۔ بعض مولوی کہتے ہیں کہ یہ دونوں نکاح جائز ہیں۔ ۴

الجواب۔ حسرت فاطمہ نے جبکہ اپنی خالہ کا دودھ مدۃ رضاعت میں پیا تو وہ مرضعہ حسرت فاطمہ کی والدہ رضاعی ہو گئی۔ اور مرضعہ کی تمام اولاد حسرت فاطمہ کے بھائی بہن رضاعی ہو گئے۔ یعنی جیسے اصغر علی جس کی ساتھ حسرت فاطمہ نے دودھ پیا ہے۔ حسرت فاطمہ کا بھائی رضاعی ہے۔ اسی طرح دوست محمد اور دختر فاطمہ بھی حسرت فاطمہ کے بھائی بہن رضاعی ہیں۔ پس حسرت فاطمہ کا نکاح دوست محمد سے درست نہیں ہے۔ جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح ہے اور در مختار میں ہے۔ ولا حل بین الرضیعة وولد مرضعتها الخ وفیه قبیله ولا حل بین رضیعی امرأة لکونهما اخوین وان اختلف الزمن والاب الخ شامی میں ہے۔ قوله وان اختلف الزمن کان ارضعت الولد الثانی بعد الاول بعشرین سنة مثلا وکان کل منهما فی مدة الرضاع الخ شامی۔ البتہ دختر فاطمہ کا نکاح محمد بیگ سے صحیح ہے اور شاید اسی سے شبہ ان مولوی صاحبوں کو ہوا ہو۔ در مختار میں ہے۔ وتحل اخت اخیه رضاعا الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بالغہ کا نکاح بدون اجازت صحیح ہے اور ۵۔ اپنی کی اجازت لینے پر اس کی تصریح شرط ہے

سوال ۶۹۳۔ ایک عورت نے اپنی نابالغہ لڑکی کے نکاح کیلئے اپنے قریب رشتہ دار کو بلا کر اپنے یہاں

بلاکر اپنے یہاں اسے نکاح کی غرض سے رکھا۔ عورت مذکورہ مرض الموت میں مبتلا ہو کر فوت ہوئی۔ اور مرتے وقت وصیت کر گئی کہ میری لڑکی کا نکاح اسی شخص سے کرنا جس کو اس نے بلایا تھا۔ اور اگر نہ کیا تو قیامت میں دامنگیر ہو نگی۔ لڑکی بھی اس پر راضی تھی۔ اس عورت کے مرجانے کے بعد دوسرے لوگوں نے زبردستی اس لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا۔ اب یہ لڑکی کئی مرتبہ بھاگ کر اپنے وطن میں آئی اور تیسری مرتبہ اب اس شخص کے یہاں آگئی جس کو اس کی ماں نے بغرض نکاح اپنے یہاں بلا کر رکھا تھا۔ سو اب یہ لڑکی اس کیلئے جائز ہے یا نہیں۔ اور وہ شخص جس سے نکاح کر دیا تھا طلاق کیسے دیسکتا ہے۔ ۷۔

الجواب۔ بدون اجازت بالغہ کے اس کا نکاح صحیح نہیں ہے اور اجنبیوں غیر اولیاء کے اجازت لینے پر سکوت بالغہ بھی کافی نہیں ہے۔ پس اگر نکاح مذکور بلا اجازت بالغہ کے ہوا اور وہ اس نکاح سے راضی نہیں ہوئی تو نکاح مذکور صحیح نہیں ہے۔ پس طلاق کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسری جگہ جس شخص سے اس کی رضاء ہے نکاح کر سکتی ہے۔ قال فی الدر المختار ولا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح الخ وفیہ فان استاذنہا غیر الاقرب فلا عبرۃ لسکوتہا بل لا بد من القول کالثیب الخ وفیہ فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۶۹۴

ناشزہ عورت کا حق ساقط ہوتا ہے شب باشی کا

زید کے دو زوجہ ہیں۔ ایک زوجہ کا نام ساجدہ ہے دوسری کا عابدہ۔ زید ساجدہ مکان میں شب باشی کرتا ہے۔ اور عابدہ پاس نہیں رہتا۔ اور وجہ علیحدگی عابدہ سے یہ ہے کہ وہ اپنی باری نہ شوہر بخشتی ہے۔ نہ اجازت ساجدہ کے پاس شب باشی کی دیتی ہے۔ اور اپنے پاس بھی شب باشی کو منع کرتی ہے۔ زوج سے علیحدہ رہنا چاہتی ہے۔ اب زید کیا کرے کہ مواخذہ سے بری ہو اگر عابدہ کسی ترکیب سے زید کو یہ کہدیوے کہ ساجدہ کے پاس رہا کرو تو زید کیلئے کیا حکم ہے۔

الجواب۔ ایسی حالت میں عابدہ ناشزہ ہے اور ناشزہ کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ کذا فی الشامی و اما الناشزۃ فلا یعنی القسم وفی سقوطہ لہا الخ۔ پس اس صورت میں عابدہ کی باری میں ساجدہ کے پاس رہنا درست ہے۔ اور جبکہ عابدہ کسی ترکیب سے یہ کہدیوے کہ ساجدہ کے پاس رہا کرو تو پھر ساجدہ کے پاس رہنے میں کچھ گناہ نہیں۔ کما فی الدر المختار و الشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔ ۷۔

سوال ۶۹۵

شک میں رضاعت ثابت نہیں ہوتی

زید نے دو یا پونے دو سال کی عمر میں اپنی دادی کا پستان چوسنا شروع کیا۔ اور دو تین سال تک ہر روز چوستا رہا اس کی دادی کی عمر اسوقت ستر اسی سال کی تھی اس کی پستانوں میں کسی نے اسوقت دودھ نکلتا نہیں دیکھا اور نہ اس نے کسی کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ میری پستان میں اسوقت دودھ تھا۔ اب دادی کا انتقال ہو گیا ورنہ اس سے صاف طور سے معلوم کر لیا جاتا۔ اس صورت میں زید اپنے حقیقی چچا کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اگر دادی سے دریافت کیا جاتا اور وہ کہتی کہ میرے پستان اس وقت دودھ نہ تھا تو اس کا قول معتبر ہوتا لیکن جبکہ اس کا انکار ثابت نہیں اور پستان کا برابر منہ میں لینا

اور چوسنا محقق ہو تو احتیاط اس میں ہو کہ اپنے چچا کی لڑکی سے جو کہ اس کی رضاعی بھتیجی ہو نکاح نہ کرے لیکن قانون کے موافق چونکہ دودھ پیتے دیکھنے کا اور دودھ اترنے اور پستان سے نکلنے کا کوئی گواہ نہیں ہے اور رضاعت بدون دو گواہ کے ثابت نہیں ہوتی اس وجہ زید اپنے چچا کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے۔ حکم ایسا ہی ہے۔ اور احتیاط اول صورت میں ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مہر موجل کے متعلق فتویٰ

سوال ۶۹۶۔ ہندہ کا نکاح زید سے ہوا۔ اور مہر موجل قرار پایا۔ لیکن یا تو قاضی کی غلطی سے یا ہندہ کے باپ کی سازش سے رجسٹر قاضی میں مہر موجل تحریر نہیں ہوا۔ ہندہ لاولد ہے اور اس کا باپ بہت مقروض ہے۔ اس نے ہندہ کو اپنے قبضہ میں کر کے ہندہ کے نصف دین کا دعویٰ عدالت میں کر دیا اس صورت مہر موجل کا اعتبار ہے یا کیا۔ جبکہ عرف یہاں کا یہ ہے کہ اگر دین مہر بلا صراحت ہوتا ہے تو تا قیام نکاح وتا حیات زوجین زوجہ کو کسی ہر روئے ملنے کا رواج نہیں ہے۔ ہندہ کا باپ کہتا ہے کہ رواج کا عدم وجود اس وقت معلوم ہو سکتا ہے کہ عدالت میں کوئی مقدمہ گیا ہو اور ناکامی ہوئی ہو۔ اور بلا عدالت کی تجویز کے رواج کا پتہ نہیں چلتا۔

الجواب۔ اعتبار اسی کا ہے جو کچھ دربارہ مہر قرار پایا تھا۔ پس جبکہ مہر موجل قرار پایا تھا موجل ہی لازم ہے اور مہر موجل کا مطالبہ بعد طلاق یا موت کے ہو سکتا ہے عرف یہی ہے۔ فقط واللہ اعلم

حرمت مصاہرۃ کیلئے لڑکے کے لئے کم از کم ۱۲ سال اور لڑکی کے لئے ۹ سال کی عمر ہونی ضروری ہے۔

سوال ۶۹۷۔ ایک لڑکے نے جس کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ ایک عورت کی گوشمالی میں دست اندازی کی۔ اور اس اثنا میں اس لڑکے کو انتشار ہوا۔ اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوئی یا نہیں۔ اور اس لڑکے کا نکاح اس عورت کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ شامی میں ہے۔ فتحصل من ہذا انہ لابد فی کل منہما من سنین المراہقۃ واقلہا للانثی تسع وللذکر اثنی عشر لان ذلک اقل مدۃ یمکن فیہا البلوغ کما صرحوا بہ فی باب بلوغ الغلام الخ ص۲۸۲ المحرمات جلد دوم۔ وفی الدر المختار فی باب بلوغ الغلام وادنی مدتہ لہ اثنتی عشرۃ سنۃ ولہا تسع سنین ہو المختار الخ فان راہقا بان بلغا ہذا السن الخ۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ عورت مذکورہ میں جبکہ لڑکے کی عمر گیارہ سال کی تھی تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی۔ اور اس عورت کی دختر سے نکاح کرنا اس کو درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

رضاعت کے متعلق فتویٰ۔

سوال ۶۹۸۔ دو سال ہوئے کہ زید کا عقد ہندہ سے ہوا تھا۔ اور اب معلوم ہوا کہ زید کی حقیقی ہمشیرہ نے زید کی منکوحہ کو یعنی ہندہ کو بچپن میں دودھ پلایا تھا اب کیا کرنا چاہیئے۔

الجواب: اگر یہ محقق ہو گیا ہے۔ اور دو عادل گواہ ہوں ان سے ثابت ہو گیا ہے کہ

زید کی ہمشیرہ نے ہندہ کو مدتِ رضاعت میں دودھ پلایا ہے تو زید کو چاہیئے کہ ہندہ سے علیحدگی کرے اور متارکت کر دے۔ قال فی الدر المختار و الرضاع حجتہ حجۃ المال وہی شہادۃ عدلین او عدل و عدلتین لکن لا تقع الفرقۃ الا بتفریق القاضی لتضمنہا حق العبد الخ۔ قال فی الشامی فلا من القضاء ای ان لم توجد المتارکۃ۔ فقط۔

مہر موجل میں اعتبار عرف کا ہے

سوال ۶۹۹

عرصہ تخمیناً اٹھارہ سال کا ہوا کہ ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ ہوا۔ اور اس درمیان میں ایک بچہ بھی ہندہ کی بطن سے پیدا ہو کر فوت ہو گیا۔ اب ہندہ بالکل لاولد ہے اور ہندہ کا علانیہ فسق و فجور میں مبتلا ہے اور حد درجہ کا مقروض ہے اب اس عرصہ سے ہندہ اپنے قابو میں کر کے نصف مہر کا دعویٰ عدالت میں اس بیان سے دائر کر دیا کہ ہندہ کا مہر بلا صراحت معجل و موجل ہے۔ زید نے ہندہ کے اخراجات کے واسطے بیس روپیہ ماہانہ اور ایک مکان بھی تاحیات ہندہ کی انتظام کر دیا تھا۔ اور فریقین کی خاندان یعنی امروہہ کے سادات اہل سنت میں اگر مہر بلا صراحت مقرر ہوا ہے۔ تو عورت کو بدون طلاق یا موت کی کسی جزو کے ملنے کا رواج نہیں ہے۔ ہندہ کا باپ کہتا ہے کہ رواج کا عدم و وجود اس وقت معلوم ہو سکتا ہے جبکہ عدالت میں کوئی مقدمہ دائر ہو۔ اور نا کامی ہو بلا عدالت کی تجویز کے کسی رواج کا پتہ نہیں چل سکتا ہے۔ اب سوالات حسب ذیل ہیں۔ با

(۲) اگر مہر بلا صراحت ثابت ہو، تو اندریں حالت کہ اگر عورت لاولد ہو اور اس کا باپ عیاش ہو۔ اور فضول خرچ اور مقروض ہو۔ اور شوہر نے اس کی سکونت اور خورد و نوش کا بھی انتظام کر دیا ہو اور کسی خاص رواج کا بھی ثبوت نہ ہو تو زوجہ شرعاً بحیات زوجین کس قدر مہر پانے کی مستحق ہے یعنی نصف کے وہ دعوے دار ہے یا خمس و ربع کی۔

(۳) اگر مدعیہ کی طرف سے اس کے دعوے کی موافق مہر کا بلا صراحت مقرر ہونا ثابت نہ ہو سکے اور زید ہی کا قول کہ مہر موجل قرار پایا تھا تسلیم کر لیا جاوے۔ تو ہندہ کس وقت مہر پانے کی مستحق ہے

(۴) اور اگر مہر تو صراحت ثابت ہو مگر یہ بھی ثابت ہو کہ امروہہ کی اہل سنت سادات میں اگر مہر بلا صراحت مقرر ہوتا ہے تو بحالت حیات زوجین زوجہ کو کسی جزو کے ملنے کا رواج نہیں ہے تو شرعاً ہندہ کو اس وقت کوئی جزو مل سکتا ہے یا نہیں۔

(۵) ہندہ کے باپ کا یہ قول کہ ثبوت رواج کے واسطے عدالت کی تجویز ضروری ہے صحیح ہے یا نہیں۔ اور ثبوت رواج کے واسطے کسی حاکم یا قاضی کی فیصلہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔

الجواب۔ مہر موجل ہونا اگر ثابت ہو جاوے تو ہندہ مہر کا مطالبہ شوہر کے مرنے پر یا طلاق دینے پر کر سکتے ہیں۔ کما فی العالمگیریہ و ہذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسہا و ہو الطلاق او الموت الخ

باب المہر **ترجمہ**۔ اور یہ اس لئے کہ غایۃ اور مدیۃ معلوم ہے۔ اور وہ طلاق ہے یا موت الخ۔ اور درمختار میں ہے الا التاجیل لطلاق او موت فیصح للعرف الخ۔ ص ۳۵۹ شامی جلد دوم (**ترجمہ**) مگر مدۃ مہر کی یا موت کے صحیح ہے عرف کی وجہ سے۔ ؟

(۲) اگر مہر کا معجل و موجل ہونے کی کچھ تصریح نہ ہو۔ اور عورت کا دعویٰ عدم تصریح کا ثابت ہو جاوے تو عرف کے موافق حکم ہو گا۔ اور جبکہ مدار عرف پر اور رواج پر ہے تو عرف و رواج وہاں کا دیکھنا چاہئے عام طور سے جبکہ مہر مطلق ہو اور کچھ تصریح نہ ہو کس وقت مہر دیا جاتا ہے۔ قال فی فتح القدیر بل معتبر فی المسکوت العرف الخ ص۱۹ ج ۲ یعنی بلکہ معتبر اس مہر میں جس میں کچھ تصریح نہ ہو عرف و رواج اس شہر کا ہے۔ (۳) جبکہ مہر میں کچھ تصریح اور قید نہ ہو۔ اور عرف و رواج وہاں کا یہ ہے کہ تا قیام نکاح تا حیاتِ زوجین مہر نہیں دیا جاتا۔ تو ایسی کی موافق عملدرآمد ہو گا۔ اور رہنندہ کو کوئی جزو مہر کا اس وقت نہیں مل سکتا جیسا کہ فتح القدیر کی عبارت مذکورہ میں گذرا۔ اور نیز فتح القدیر صفحہ مذکورہ میں قاضیخان سے منقول ہے۔ فان لم یبینوا قدر المعجل ینظر الی المرأۃ والی المہر انہ کم یکون المعجل لمثل ہذہ المرأۃ من مثل ہذا المہر فیعجل ذلک ولا یتقدر بالربع والخمس بل یعتبر المتعارف فان الثابت عرفا کالثابت شرطا الخ۔ پس اگر بیان نہ کریں مقدار معجل کی تو عورت کو اور اس کے مہر کو دیکھا جاوے گا کہ ایسی عورت کیلئے ایسے مہر میں کس قدر مہر معجل ہوتا ہے۔ اسی قدر اس کو فی الحال دیا جاویگا۔ چوتھائی اور پانچویں حصہ کی کچھ تعیین اور تحدید نہیں ہے۔ بلکہ متعارف کا اعتبار ہے اس لئے کہ جو امر عرف سے ثابت ہو وہ ایسا ہے جیسا کہ شرط سے ثابت ہو۔

(۴) ثبوت عرف و رواج کیلئے کسی فیصلہ کی اور عدالت کی تجویز کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس شہر کا عرف و رواج وہاں کے واقعات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ ہندہ کے باپ کا قول اس بارہ میں صحیح نہیں ہے جیسا کہ عبارت قاضیخان مذکورہ ینظر الی المہر الخ۔ سے واضح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نکاح فاسد میں مہر مثل واجب ہوتا ہے

سوال ۷۰۲۔

شخصے زوجہ را سہ طلاق داد بعدہ قبل از تحلیل نکاح منعقد ساخت و مقاربت وقربان بایام بوجود رسید دریں صورت نکاح شرعاً صحیح شد یا نہ و مہر لازم است یا نہ۔ ؟

الجواب۔ دریں صورت نکاح صحیح نہ شد و مہر مثل در نکاح فاسد لازم می شود بعد دخول و صحبت قال فی الدر ویجب مہر المثل فی نکاح فاسد الخ بالوطی الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حلالہ میں زوج کا قول معتبر ہے وطی میں۔ ؟ اور نکاح کے صحیح ہونے میں

سوال ۷۰۳۔

زید نے اپنی عورت کو طلاق بائنہ دی اور عدت گذرنے کے بعد عورت کا نکاح زید کے بھائی سے کرا دیا۔ اور زید کے بھائی کو سمجھا دیا کہ نیت طلاق نہ کرنا اور یہ عورت تمہاری

زوجہ ہو چکی۔ دو چار روز کے بعد اس نے طلاق دیدی تو بعد عدت شوہر اول سے نکاح کی تجویز ہوئی تو کیا حلالہ میں وطی محلل کی ضرورت ہے یا نہیں۔ ۲ اگر وطی نہ ہوئی ہو تو حلالہ صحیح ہو یا نہ۔ ۳ اور اس میں کا قول معتبر ہو گا۔ ؟

الجواب۔ شوہر ثانی کا وطی کرنا حلالہ میں ضروری ہے بدون وطی و جماع شوہر ثانی کے مطلقہ ثلثہ شوہر اول کیلئے حلال نہ ہو گی۔ اور قول در بارۂ وطی عورت کا معتبر ہے۔ قال الزوج الثانی کان النکاح فاسداً او لم ادخل بہا وکذبتہ فالقول لہا در مختار۔ وکذا فی البحر وعبارۃ البزازیۃ ادعت ان الثانی جامعہا وانکر الجماع حلت للاول وعلی القلب لا شامی جلد دوم۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔ ؟

خط کے ذریعہ نکاح منعقد ہونے کا بیان

سوال ۷۰۴۔ مثلاً ایک عورت نے ایک شخص کو خط لکھا کہ میں آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں، اتنے مہر پر آپ منظور کریں اور ادھر سے اس شخص نے اس کے جواب میں لکھا کہ مجھے منظور ہے اور وہ شخص دو شخصوں کے سامنے پڑھکر اور اس کا جواب بھی ان کو سنا کر لکھدیا۔ تو کیا یہ نکاح ہو گیا۔ مگر اس عورت نے حنفیہ بلا دو گواہ شرعی کے یہ خط لکھا تو کیا جب بھی نکاح ہو جاوے گا۔ یا ادھر سے بھی دو گواہ شرعی ہونے کی ضرورت ہو گی۔ اور ان دونوں خطوں پر دونوں فریق کے گواہان کے دستخط بھی ہونے چاہیے یا نہیں۔

الجواب۔ شامی میں خط پر جواز نکاح کی یہ صورت لکھی ہے کہ مثلاً مرد عورت کو خط لکھے کہ میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں اور عورت دو گواہوں کو بلا کر ان کے سامنے اس خط کو پڑھے اور یہ کہدے کہ میں نے اپنا نکاح اس سے کیا الخ۔ اس صورت کی موافق یہ بھی جائز ہے کہ عورت مرد کو خط لکھے اور مرد دو گواہوں کے سامنے اس کا خط پڑھے۔ اور یہ کہدے کہ میں اس عورت سے نکاح کیا۔ غرض یہ کہ اگر دو گواہوں کے سامنے شوہر نے اس خط کو پڑھ دیا۔ اور قبول کر لیا تو نکاح ہو گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔ ؟

مطلقہ ثلثہ کا خاوند یا عورت اگر مرتد ہو جائیں۔ تو بعد تجدید اسلام کے حلالہ ضروری ہے

سوال ۷۰۵۔ ایک شخص سنی نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظ دی بعدہ اس کو ایسی صورت کا متلاشی ہوا کہ اپنے نکاح میں وہ بلا حلالہ آسکے۔ مفتیوں نے اس کو انکاری جواب دیا شیعوں نے اس کو بہکایا کہ ہمارے مذہب میں بلا حلالہ نکاح میں آسکتی ہے شیعہ ہو جاؤ۔ چنانچہ دونوں شیعہ ہو گئے۔ اور اس عورت مطلقہ کو اپنے نکاح لے آیا۔ اس شخص کی والدہ نے اس سے گفتگو اور ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ اب وہ شخص اس امر کا خواستگار ہے کہ میں سنی ہو جاؤں گا۔ بشرطیکہ یہ عورت نکاح میں باقی رہے۔ اب یہ امر دریافت طلب ہے۔ کہ جبکہ اکثر علماء کے نزدیک شیعہ کافر ہیں۔ تو اب سنی ہو

کی صورت میں وہ عورت بلا حلالہ نکاح میں آسکتی ہے۔ ۷۔ اور اسلام بہدم ما کان قبلہ کا اثر ہو سکتا ہے یا نہ

الجواب۔ قال فی الشامی ای لو طلقہا ثنتین وہی امۃ ثم ملکہا او ثلاثاً وہی حرۃ فارتدت ولحقت بدار الحرب ثم سبیت وملکہا لا یحل لہ وطؤہا بملک الیمین حتی یزوجہا فیدخل بہا الزوج ثم یطلقہا الخ۔ پس اگر تسلیم کر لیا جاوے کہ راضی ہونا ارتداد ہے تب بھی بعد سنی ہونے کے حلالہ کی ضرورت ہے بدون حلالہ کے مطلقہ ثلثہ اپنے شوہر اول کیلئے حلال نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن

زوجہ کو خاوند کے مجنون ہو جانے سے اختیار فسخ نہیں۔ ۷

سوال ۷۰۶۔ ایک عورت اٹھارہ سالہ کا نکاح ایک اٹھارہ سالہ مرد سے ہوا۔ ایک مہینہ کے بعد مرد پاگل ہو گیا۔ چھ سال ہو گئے کہ اس کو مطلق ہوش نہیں بالکل دیوانہ ہے۔ مرد عورت دونوں کے کوئی جائداد نہیں۔ ان کا کوئی ولی نہیں عورت اپنے نفقہ کیلئے سخت مضطر ہے۔ اس حالت میں عورت کیا کرے۔ اگر کوئی شرعی مخلص اس کیلئے ہو تو بحوالہ کتاب بیان فرما کر اجر جزیل حاصل کریں۔ ۷

الجواب۔ قال فی الدر المختار ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشاً کجنون وجذام وبرص ورتق وقرن وخالف الائمۃ الثلثۃ فی الخمسۃ لو بالزوج ولو قضی بالرد صح فتح و فی الشامی فی العبارۃ خلل الخ والظاہر ان اصلہا وخالف الائمۃ الثلثۃ فی الخمسۃ مطلقاً ومحمد فی الثلثۃ الاول لو بالزوج کما یفہم من البحر وغیرہ وفیہ ایضاً قولہ ولو قضی بالرد صح ای لو قضی بہ حاکم یراہ فافادہ نہ مما یسوغ فیہ الاجتہاد الخ وفیہ ایضاً قبیلہ وقد تکفل فی الفتح برد ما استدل بہ الائمۃ الثلثۃ ومحمد بما لا مزید علیہ الخ (شامی جلد ثانی ص ۵۹۰)

ان عبارات سے واضح ہوا کہ حنفی کو صورت واقعہ میں تفریق کا حکم دینا صحیح ہے اور یہ کہ راجح مذہب شیخین کا ہے۔ البتہ اگر قاضی شافعی المذہب وغیرہ تفریق کا حکم کر دے تو علیحدگی ہو جاوے

ایک شخص متولی ایجاب وقبول کر سکتا ہے نکاح میں

سوال ۷۰۷۔ زید ایک نابالغ لڑکا اور لڑکی کے نکاح میں جانبین کی طرف سے وکیل مقرر ہوا ہے۔ اگر وہ بحالت وکالت دونوں کی طرف سے ایجاب اور قبول کرے۔ اور پھر لڑکے اور لڑکی کو قبولیت نہ کرا دے تو نکاح درست یا نہیں

الجواب۔ نکاح اس صورت میں صحیح ہو گیا کما فی الدر المختار ویتولی طرفی النکاح واحد بایجاب یقوم مقام القبول فی خمس صور کان ولیا او وکیلا من الجانبین الخ فقط واللہ اعلم

زوجہ کے بیٹے کی بیوی کی اسی طرح بھتیجہ کی بیوی بعد طلاق یا موت کے حلال ہے

سوال ۷۰۸۔ دو بھائی حقیقی زید و عمر، عمر جو بڑا بھائی تھا اس کا نکاح مسماۃ زینب سے ہوا۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا عمر کا انتقال ہو گیا بعد گذر جانے عدت کے مسماۃ زینب کا نکاح اس کے چھوٹے بھائی زید سے کر دیا گیا۔ اس سے بھی ایک لڑکا پیدا ہوا۔ عمر کے لڑکے کا نام بکر تھا

اور زید کے لڑکے کا نام خالد۔ اس کے بعد ان دونوں بھائی اور بکر اور خالد کا نکاح ایسی عورتوں سے ہوا جو دونوں حقیقی بہنیں تھی۔ سوال یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں اگر عمر کے لڑکے بکر کی زوجہ کی وجہ سے بوجہ طلاق یا اس کے انتقال کی نکاح سے علیحدہ ہو جاوے تو اس کے چچا یعنی عمر کے چھوٹے بھائی زید سے بکر کی زوجہ کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔

الجواب قال فی الدر المختار فجاز الجمع بین امرأۃ وبنت زوجہا او امرأۃ ابنہا۔ پس عبارت منقولہ سے ظاہر ہوا کہ اگر زوجہ زید یعنی زینب بھی زید کے نکاح میں موجود ہو تب بھی زید اپنی زوجہ کے پسر اور اپنی بھتیجہ بکر کی زوجہ سے بعد طلاق یا موت بکر نکاح کر سکتا ہے۔ اور اگر زینب موجود نہ ہو تو جواز نکاح میں کچھ تردد نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۷۰۹ موطوءہ اب رضاعی سے نکاح حرام ہے۔

موطوءہ اب رضاعی حلال است یا حرام۔ فتویٰ علمائے احناف چہ طور است۔

الجواب قال فی الدر المختار قولہ مایحرم من النسب معناہ ان الحرمۃ بسبب الرضاع معتبرۃ بحرمۃ النسب فیشمل زوجۃ الابن والاب من الرضاع لانہا حرام بسبب النسب فکذا بسبب الرضاع وہو قول اکثر اہل العلم کذا فی المبسوط (بحر) الخ و فی الہدایۃ وامرأۃ ابیہ وامرأۃ ابنہ من الرضاع لایجوز ان یتزوجہا کما لایجوز ذلک من النسب لما رویناہ وذکر الاصلاب فی النص لاسقاط اعتبار التبنی علی ما بیناہ الخ وہکذا فی اکثر الکتب۔ پس معلوم شد کہ موطوءہ اب رضاعی نکاح با وحرام است کتب فقہیہ معتبرہ بر حرمتش شاہد اند وہرگاہ قول اکثر فقہا ہمیں است ومقتضائے نص قطعی ولاتنکحوا ما نکح آباؤکم۔ ہم ہمیں است۔ پس ظاہر است کہ ہمیں راجح است وفتویٰ ہم بران است فقط

سوال ۷۱۰ موت احد الزوجین کی صورت میں پورا مہر لازم ہونا باجماع ثابت ہے۔

بصورت تسمیہ مہر عند النکاح قبل خلوت اگر زوج فوت ہو جاوے تو فقہ کی کتابوں سے کل مہر کا واجب الادا ہونا معلوم ہوتا ہے۔ فالمسمی عند الوطی او موت احدہما سواء کان الموت قبل خلوت او بعدہ۔ لیکن اس حکم کا ثبوت کہاں سے ہے۔ آیۃ قرآنی یا حدیث سے۔

الجواب موت احد الزوجین کی صورت میں پورا مہر لازم ہونا باجماع ثابت ہے۔ جیسا کہ فتح القدیر میں ہے۔ ولا اختلاف للاربعۃ فی ہذا۔ اور وہ حدیث جو عدم تسمیہ مہر وموت قبل دخول کی صورت میں پورا مہر لازم ہونا وارد ہے۔ اس اجماع کی دلیل ہے۔ وہ حدیث یہ ہے وعن علقمۃ عن ابن مسعودؓ انہ سئل عن رجل تزوج

امرأة ولم یفرض لہا شیئاً ولم یدخل بہا حتی مات فقال ابن مسعودؓ لہا مثل صداق نسائہا لا وکس ولا شطط وعلیہا العدة ولہا المیراث فقام معقل بن سنان الاشجعی فقال قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بروع بنت واشق امرأة منا بمثل ما قضیت ففرح بہا ابن مسعودؓ رواہ ابوداؤد والنسائی والدارمی مشکوٰة شریف. فقط واللہ تعالی اعلم۔

حرمت حلیلۂ اب رضاعی و ابن رضاعی میں اکثر فقہا کا قول ابن الہمام کے قول سے ارجح اور احوط ہے

سوال ۷۱۱

حلیلۂ اب و ابن رضاعی کو فقہائے حرام فرماتے ہیں جیسا کہ تمام کتب فقہ میں مذکور ہے۔ اور صاحب فتح القدیر اس کے خلاف تحریر فرماتے ہیں۔ چنانچہ فتح القدیر میں ہے ومقتضی الحدیث ان ما کانت امّاً من الرضاعة او بنتاً او اختاً او بنت اخ الخ تحرم فاثبات تحریمہ کل من الاب والابن من الرضاعة قول بلا دلیل بل الدلیل یفید عدمہا وہو قید حلیل الاصلاب فی الآیة۔ ؟

الجواب

قولہ ما یحرم من النسب، معناہ ان الحرمة بسبب الرضاع معتبرة بحرمة النسب فشمل زوجة الابن والاب من الرضاع لانہا حرام بسبب النسب فکذا بسبب الرضاع وہو قول اکثر اہل العلم کذا فی المبسوط (بحر) وقد استشکل فی الفتح الاستدلال علی تحریمہا بالحدیث لان تحریمہا بسبب الصہریة لا النسب الخ. شامی

اس عبارت اور نیز تمام کتب فقہ کی عبارات سے حرمت حلیلۂ اب وابن رضاعی کی حرمت معلوم ہوتی ہے اور مقتضائے نص قرآنی ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم الآیة۔ بھی یہی ہے۔ باقی امام ابن الہمام کا استدلال بالحدیث میں استشکال فرمانا از قبیل ابحاث تحقیق ہے جو بعض دلائل میں وہ فرمایا کرتے ہیں اس سے اصل مسئلہ کا ابطال لازم نہیں آتا۔ علاوہ بریں جبکہ قول اکثر اہل علم یہی ہے۔ اور فقہاء نے عموماً محرمات نسبیہ وصہریہ کو رضاعاً حرام فرمایا ہے تو اس صورت میں احوط وراجح باب حرمت میں قول اکثر فقہاء ہے۔ قال فی الدر المختار وحرم الکل مما مر تحریمہ نسباً ومصاہرة رضاعاً. فقط

دار الحرب میں لعان نہیں ہوتا۔

سوال ۷۱۲

ایک شخص کسی شہر میں ملازم تھا اور اپنی زوجہ کو برابر خرچ روانہ کرتا رہا۔ یہاں اس کی زوجہ نے دوسرے مرد سے زنا کرایا لڑکا پیدا ہوا اب وہ نوکری چھوڑ کر گھر آیا ہے۔ اب کس طرح اپنی عورت کو ہمراہ رکھے۔ اور نسب اس لڑکے کا ثابت ہے یا کیا۔ ؟

الجواب

قال فی الدر المختار حیث قسم الفراش علی اربع مراتب وقوی وہو فراش المنکوحة ومعتدة الرجعی فانہ فیہ لاینتفی الا باللعان الخ. اقول ومن شرائط اللعان کون القذف فی دار الاسلام کما فی الدر المختار فمن قذف بصریح الزنا فی دار الاسلام

قولہ فی الدار الاسلام اخرج دار الحرب لانقطاع الولایۃ الخ شامی - وفی الدر المختار وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بشرقیۃ بینہما سنۃ فولدت لستۃ اشہر منذ تزوجہا التصورہ کرامۃ او استخداما فتوانی پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نسب لڑکے کا شوہر سے ثابت رہے گا۔ اگر شوہر یہ کہے کہ میرا نہیں فقط

نکاح سے پہلے تعلیق بغیر اضافت لیما کے لغو ہے

سوال ۷۱۳

ایک شخص موافق رسم قبیلہ کی وقت نکاح کے یہ لکھدیا کہ اگر میں زوجہ کو نکالوں۔ یا سمت گالیاں دوں۔ یا ماروں یا نفقہ میں تنگی کروں تو میری طرف سے تین طلاق ہیں۔ مجمع عام میں ان شرائط کا اقرار کیا۔ بعد نکاح کے امور مذکورہ میں سے کوئی امر وقوع میں آگیا تو موافق شرط کی اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔؟

الجواب

اگر نکاح سے پہلے یہ شرط لکھی ہے تو لغو ہے اس کا کچھ اثر بعد نکاح نہ ہوگا جیسا کہ کتب فقہ میں ہے شرط الملک او الاضافۃ الیہ (درمختار) اور اگر بعد نکاح کے یہ شرائط لکھی ہیں تو بوقت وجود شرط تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو جاویگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

نابالغہ جس صورت میں اپنا نکاح بعد البلوغ فسخ کر سکتی ہو وہ بغیر قضاء قاضی نہیں ہو سکتا۔

سوال ۷۱۴

ہندہ صغیرہ نابالغہ کا نکاح اس کے بھائی بکر نے زید کے ساتھ کر دیا۔ جب ہندہ کو اول حیض آیا تو ہندہ نے گواہوں کے روبرو نکاح کو فسخ کر دیا۔ اور خالد سے نکاح ثانی کر لیا۔ کیا فسخ نکاح ہندہ کا جبکہ قاضی بھی ہمارے ملک میں موجود نہیں اور حکم بھی نکاح کو فسخ کر سکتا ہے یا کیا اور زوج اول ہندہ کا عالم روبرو نہیں آیا۔ نہ ہندہ زوج اول کو قبول کرتی ہے۔ اور اس وقت جو مولویان قاضی کے قائم مقام ہو سکتے ہیں یا نہ۔ اور جبکہ زوج اول حاضر نہیں ہوتا تو اس صورت میں فسخ نکاح کا حکم ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب

قال فی الدر المختار ولکن لہما ای لصغیرۃ الخ خیار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء قولہ بشرط القضاء لان فی اصلہ ضعفاً فیتوقف علیہ کالرجوع فی الہبۃ وفیہ ایماء الیٰ ان الزوج لو کان غائباً لم یفرق بینہما مالم یحضر للزوم القضاء علی الغائب (نہر شامی - ص ۳۰۲ ج ۲)

اس عبارت سے جملہ امور مستفسرہ کا جواب حاصل ہو گیا کہ اس فسخ نکاح کیلئے قضاء قاضی شرط ہے اور بصورت نہ ہونے قاضی کے حکم مسلم فریقین بھی شوہر کی موجودگی میں فسخ کر سکتا ہے۔ اور مولویان موجودین قائم مقام قاضی کے نہیں ہیں اور نہ بدون تسلیم فریقین حکم مقرر ہو سکتا ہے۔ اور نہ اس کا حکم نافذ ہو سکتا ہے۔ اور شوہر کے غائب ہونے کی صورت میں بھی حکم فسخ نکاح کا نہیں ہو سکتا۔ الحاصل صورت مسئولہ میں پہلا نکاح فسخ نہیں ہوا۔ اور دوسرا نکاح باطل ہے۔ فقط

نام غلط بتانے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

سوال ۷۱۵

اگر نکاح خواں نے نام زینتن کا نہ لیا اور وقت نکاح بجائے زینتن وفاتن کہا اور نکاح زینتن کے مکان پر منعقد ہوا۔ اور نہ فاتن

فارغا کرنی عورت اس مکان میں موجود نہیں۔ اس صورت میں نکاح منعقد ہو جاوے گا یا نہیں؟

الجواب

غلط وکیلہا بالنکاح فی اسم ابیہا بغیر حضورہا لم یصح للجہالۃ وکذا لو غلطی اسم بنتہ الا اذا کانت حاضرۃ واشار الیہا فیصح (در مختار) وفی شامی وکذا یقال فیما لو غلط فی اسمہا الخ۔
ان عبارات سے واضح ہوا کہ غلط نام لینے سے نکاح مذکور نہیں ہوا۔ یعنی رفیمن کا نکاح نہیں ہوا۔ البتہ اگر وہ سامنے ہوتی اور اشارہ بوقتِ نکاح اس کی طرف ہوتا۔ مثلاً اس طرح کہ اس عورت کا جو سامنے بیٹھی ہے تیرے نکاح کیا گیا اور نام اسکا غلط لیا تو نکاح ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر منکوحہ سامنے نہ ہو۔ بلکہ اندر گھر کے ہو اور نام غلط لیا تو نکاح نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

سوال ۲۱۴

بالغہ کا نکاح بغیر ولی کی اجازت کے صحیح ہے۔

زینب بالغہ نے بغیر اذن ولی کے بموجودگی حقیقی دادی و عدم موجودگی ماں کے بحضور شاہدین عمر سے کر لیا اور ولی البعید ماں اس نکاح پر راضی ہیں۔ اگر یہ نکاح صحیح ہے تو حدیث لانکاح الا بولی کا کیا مطلب ہے۔ اور اس کا کیا جواب ہوگا۔

الجواب

بالغہ کا نکاح بلا اذن کفو میں صحیح ہے اور غیر کفو میں صحیح نہیں علی المذہب المختار۔ اور یہی محمل ہے حدیث لانکاح الا بولی کا ان فقہاء کے نزدیک جو غیر کفو میں نکاح کو صحیح نہیں کہتے اور جو صحیح موقوف علی اجازۃ الولی کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک محمول ہے نفی کمال پر۔ اور مطلب یہ ہے کہ بدون ولی اجازت کے جو نکاح ہوگا وہ قریب ہے کہ ٹوٹ جاوے۔ یعنی ولی اگر چاہے اس کو فسخ کر سکتا ہے۔ اور شامی نے یہ بھی جواب دیا ہے کہ حدیث مذکور کے معارض ہے۔ دوسری حدیث۔ الایم احق بنفسہا من ولیہا (رواہ مسلم) اور یہ قوی ہے اس حدیث لانکاح الا بولی سے اس لئے راجح ہے اس پر۔ الحاصل صورتِ مذکورہ میں اگر نکاح زینب بالغہ کا کفو میں بموجودگی شاہدین کے کیا ہے تو منعقد ہو گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفا اللہ عنہ۔ مفتی دارالعلوم دیوبند

امداد المفتین

حصہ چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال ۲ الم

سود اور شرکِ نماز دونوں میں کونسا زیادہ گناہ ہے؟

زید کا قول ہے

کہ بے نمازی کا گناہ زیادہ بڑا ہے۔ اور عمر کا قول ہے کہ سود کھانے والے کا گناہ زیادہ بڑا ہے۔ شرعاً کس کا قول صحیح ہے۔ اور بے نماز کے جنازے کی نماز پڑھی جائے گی یا نہیں۔؟

الجواب۔ ترکِ نماز اور سود کھانا دونوں کبیرہ گناہ ہے۔ بعض حیثیات سے ترک نماز بڑا ہوا ہے۔ اور بعض حیثیات سے سود کھانا۔ اس اعتبار سے کہ نماز حق اللہ اور سود حق العباد میں داخل ہے۔ سود بڑھا ہوا ہے۔ اور حدیث میں ہے جو گوشت انسان کے بدن میں مالِ حرام سے پیدا ہوا ہو وہ جنت نہیں جاسکتا۔ اور اس اعتبار سے کہ نماز تمام اعمال و عبادات کی اصل ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ جس نے نماز کو ڈھایا اس نے اپنے دین کو ڈھایا۔ اس اعتبار سے ترکِ نماز بڑھا ہوا ہے۔ اور بہر حال دوزخ میں پہنچانے کیلئے دونوں کافی ہیں۔ اور مثل مشہور ہے آب چو از سر گذشت چہ یک نیزہ و چہ یک بالشت۔ لیکن نماز جنازہ اور سود خوار دونوں پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ یہ دونوں اگرچہ سخت انتہائی فاسق ہیں مگر دائرہ اسلام سے خارج نہیں۔ اور حدیث میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر فقط۔؟

سوال ۱۳۱۲ بیوی کے نام زمین خریدی تو مالک بیوی ہے یا شوہر۔؟

زید نے کسی وجہ سے زمانہ ملازمت میں اپنے روپیہ سے اپنی بی بی کے نام ایک احاطہ افتادہ مبلغ دو سو روپیہ میں خریدا۔ اور اپنے روپیہ سے اس میں مکان تعمیر کرایا۔ بی بی کا انتقال ہو گیا۔ اس کی جانشین ایک پسر ایک دختر اور شوہر ہوئے۔ مکان زمانہ وفات بی بی سے شوہر قبضہ میں ہے۔ زید نے پسر و دختر کی شادی کر دی لڑکا کو دوسرا مکان دیدیا ایسی صورت میں اس مکان کا مالک تنہا زید ہوگا۔ یا ترکہ بی بی متصور ہو کر اس کی ورثاء مالک ہونگے۔؟

الجواب۔ صورت مذکورہ میں جبکہ زمین بیوی کے نام خریدی گئی اگر شوہر کی نیت یہ تھی کہ بیوی کو یہ زمین ہبہ کرتا ہوں اور پھر بیوی کو اس پر قبضہ مالکانہ بھی دیدیا ہو تب تو یہ زمین بیوی متوفیہ کے ورثہ حسب حصص شرعیہ تقسیم ہوگی اور مکان کی تعمیر زید کی ملک رہے گی۔ اور اگر زید کی نیت ہبہ کرنے کی نہ تھی اور نہ ایسے الفاظ کہے تھے کہ (میں تجھے دیتا ہے) بلکہ محض کسی مصلحت سے کاغذات سرکاری میں بیوی کے اندراج کرادیا تھا تو اس سے بیوی مالک نہیں ہوئی بلکہ شوہر ہی مالک رہا۔ اور اب صرف شوہر ہی کا حق ہے۔ بیوی کے ورثاء کو اس میں سے حصہ نہ ملے گا صرح بہ فی الفتاوی الاسعدیہ۔ فقط۔؟

سوال ۱۴۱۲ سنتوں کی نیت کس طرح کرے۔؟

سنتوں کی نیت بعبارت ذیل کرنا کیسا ہے۔ امام مسجد منع کرتے ہیں۔ نیت کرتا ہوں نماز کی واسطے اللہ تعالیٰ کے دو رکعت نماز سنت رسول وقتِ فجر منہ میرا طرف کعبہ کی اللہ اکبر۔ اور امام مذکور بعبارتِ ذیل نیت کرنا بتلاتے ہیں۔ نیت کرتا ہوں نماز کی واسطے اللہ تعالیٰ کے دو رکعت سنت منہ میرا طرف کعبہ کی اللہ اکبر۔ اور نماز جمعہ کی نیت

اس طرح بتلاتے ہیں۔ دو رکعت نماز فرض وقت ظہر واسطے جمعہ کے الخ۔ ؟

الجواب۔ اصل اس معاملہ میں یہ ہے کہ نیت درحقیقت ایک فعل قلب ہے جو دل سے تعلق رکھتا ہے اسی لئے اگر کوئی دل میں نیت کرے نماز اور زبان سے کچھ بھی نہ کہے تب بھی نماز ہو جاتی ہے اور اگر دل ہی سے نیت نہ کی اور زبان پر عبارت مندرجہ سوال سے بھی زیادہ مفصل عبارت پڑھ دی تب بھی نماز نہ ہوگی۔ صرح بہ عامۃ کتب الفقہ۔ ؟

البتہ عوام کیلئے بہتر یہ ہے کہ اول دل کی نیت کے ساتھ زبان سے بھی مختصر الفاظ کہہ لے۔ صرح بہ فی الہدایہ لیکن لمبی عبارت نیت کے وقت پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی لئے بہتر اور افضل طریقہ نیت کا یہ ہے کہ دل سے نیت کرے کہ میں دو رکعتیں سنتِ فجر پڑھتا ہوں اور زبان سے اسقدر کہہ لے سنتِ فجر۔ ایسے ہی فرض فجر۔ وہ طویل عبارتیں جو سوال میں درج ہیں۔ دونوں خلافِ اولیٰ ہیں۔ کیونکہ غرض اس اس جملے سے بالاتفاق یہ ہوتی ہے کہ یہ سنتیں نص قرآن سے اگرچہ ثابت نہیں مگر طریقۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس لئے پڑھتا ہوں۔ اور اس میں کچھ حرج نہیں۔ اور منع کرنے والوں نے شاید اس خطرے سے منع کیا ہوگا کہ لوگ یہ نہ سمجھنے لگیں کہ فرض تو ہم اللہ کیلئے پڑھتے ہیں اور سنتیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے۔ اور یہ کھلا شرک ہے کیونکہ نمازیں دونوں اللہ ہی کیلئے ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ فرض کا ثبوت نص قطعی غیر متعارض فیہ سے ہے اور سنتوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے۔ فقط بندہ محمد شفیع عفا اللہ

سوال ۱۷۵۔ | کسی امیدوار ممبری کو چندہ مسجد کی شرط پر ووٹ دینا۔ ؟

زید محض رئیس ہونے کی بنا پر اپنے شہر کی مجلس نمائندگان کارپوریشن یا میونسپل بورڈ کی رکنیت کیلئے آمادہ ہوتا ہے اور جب رائے دہندگان اس کی قابلیت و اہلیت کی بنا پر پس و پیش کرتے ہیں تو وہ کسی مسجد کی تعمیر کی اعانت کا وعدہ کرتا ہے اور چند رائے دہندگان کو اطمینان دلاتا ہے کہ اگر وہ رکنیت ممبری میں کثرت آراء سے کامیاب ہو گیا تو مسجد کی امداد کرے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ زید سے چند رائے دہندگان سودا کرتے ہیں کہ اگر فلاں جگہ کی مسجد یا یتیم خانہ چندہ دو تو ہم تمہارے حق میں رائے دیں گے اور زید ووٹ اور ممبری کے لالچ سے مسجد یا یتیم خانہ میں ایک رقم یا دینا قبول کر لیتا ہے کیا دونوں صورتوں میں زید کا فعل ثواب میں داخل ہوگا۔ ؟

الجواب۔ اگر واقعات مندرجہ سوال صحیح ہیں تو عام حالات پر نظر کرتے ہوئے ایسا چندہ دینے سے چندہ دینے والے کو کچھ ثواب نہ ہوگا۔ اور چندہ لینے والے اگر اس بہانے سے چندہ وصول کر لیں اور رائے خلافِ دیانت نہ دیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اور اگر وہ یا نہ اس شخص کو ممبری کے قابل نہ سمجھتے ہوں محض چندہ کیلئے رائے دیں تو یہ چندہ بھی رشوت ہو جائے گا جو جائز نہیں۔ فقط

سوال ۱۷۶۔ | دفن کے بعد میت کو دوسری جگہ منتقل کرنا۔ ؟

ایک شخص لاہور میں ملازم تھا اس کی

بیوی کا انتقال ہوگیا جس کو عرصہ تیس سال کا ہوگیا ہے۔ بیوی نے وصیت کی تھی کہ مجھے اپنے وطن ضلع جالندھر میں بعد مرگ دفن کیا جائے۔ لیکن بعض علماء کی رائے سے مرحومہ کو لاہور ہی میں دفن کیا گیا تھا۔ اب اس شخص کی یہ خواہش ہے کہ اس مرحومہ کی خاک اور استخوان کو جمع کرکے اور کسی صندوق وغیرہ میں رکھ کر اسے اپنے وطن اصلی میں لیجا کر دفن کیا جائے کیا شرعاً یہ جائز ہے۔ ؟

الجواب۔ قال فی عالمگیریہ و یستحب فی القتیل والمیت دفنہ فی المکان الذی مات فی مقابر اولئک القوم وان نقل قبل الدفن الی قدر میل او میلین فلا باس کذا فی الخلاصہ۔ وکذا لو مات فی غیر بلدہ یستحب ترکہ فان نقل الی مصر آخر لا باس بہ ولاینبغی اخراج المیت من القبر بعد ما دفن الا اذا کانت الارض مغصوبۃ او اخذت بشفعۃ کذا فی فتاویٰ قاضی خاں جنائز عالمگیری مصری ص ۱۵۶ ج اول قاضی خاں کے الفاظ مذکورہ لاینبغی سے معلوم ہوا کہ میت اگر کسی غیر وطن میں مرجائے اور دفن کردیا جائے تو وہاں سے نکالنا مکروہ ہے۔ اور پھر عبارت خلاصہ سے ثابت ہوا کہ مسافت طویلہ پر لیجانا دوسری کراہت ہے۔ اس لئے ایسا کرنا مناسب نہیں۔ فقط کتبہ محمد شفیع عفرلہ۔ الجواب صحیح محمد اعزاز علی

دیدینے کے لفظ سے نکاح بشرط نیت منعقد ہوجاتا ہے۔

سوال ۴۱۲۔ رحم علی نے اپنی لڑکی روبرو گواہان مجلس مسمی جہاں داد کو ان الفاظ میں دی۔ میں نے اپنی بیٹی مسماۃ بہشتان جہاں داد کو دیدی ہے۔ اور جہاں داد کے والد غلام علی نے بایں الفاظ قبول کی میں رحم علی کی بیٹی مسماۃ بہشتان اپنے لڑکے کی زوجیت کے واسطے قبول کی۔ چونکہ لڑکی نابالغ تھی اس لئے مزید رسومات ادا نہ کی گئی اب تقریباً پانچ سال کے بعد جب لڑکی بالغ ہوئی تو باپ نے لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے کردیا اگر پہلا نکاح ہوگیا تھا تو دوسرا نکاح پڑھانے والے ناکح اور منکوحہ کے والدین اور گواہان کیلئے کیا سزا ہے۔ ؟

الجواب۔ اگر بیان مندرجۂ سوال صحیح ہے تو صورت مسئولہ میں مسماۃ بہشتان کا نکاح جہاں داد کے ساتھ صحیح اور لازم ہوگیا۔ بشرطیکہ الفاظ مذکورہ سے نیت نکاح کی گئی ہو بعد بلوغ بھی انکو اس نکاح کو فسخ کرانے کا اختیار نہیں۔ کیونکہ جانبین سے والد کا کیا ہوا نکاح ہے۔ صرح بہ فی الہدایہ والدر المختار۔ وغیرہ اور (دیدینے) کے الفاظ سے نکاح منعقد ہوجاتا ہے۔ اگر شروط نکاح متحقق ہوں۔ لما فی الدر المختار انما یصح النکاح بلفظ تزویج و نکاح لانہما صریح ما عداہما کنایۃ الی قولہ کہبۃ و تملیک و صدقۃ الی بشرط نیۃ او قرینۃ و فہم الشہود المقصود۔ ا ھ۔

عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ الفاظ مندرجہ سوال (جہاں داد کو دیدی ہے۔ اگر ان الفاظ سے نکاح کی نیت کی گئی تھی یا قرینہ اس کا موجود تھا اور گواہوں نے بھی یہ مقصود ان الفاظ سے سمجھا تھا تو نکاح ثابت و لازم ہوگیا۔ البتہ اگر الفاظ مذکورہ سے نیت نکاح نہیں کی گئی یا گواہوں نے

ان الفاظ سے نکاح نہ سمجھا تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ پس صورت اولیٰ میں نکاح ثانی شرعاً باطل ہو گا۔ اور اس کے پڑھنے والے اور پڑھانے والے اور گواہ سب کے سب گنہگار ہوں گے۔ اگر ان کو پہلے واقعہ کا علم ہو۔ اور صورتِ ثانیہ میں نکاح ثانی صحیح ہو گا۔ کسی کو کچھ گناہ نہ ہو گا۔ فقط۔ محمد شفیع غفرلہٗ۔

بعد انعقادِ نکاح مرضعہ نے رضاعت کی شہادت دی تو وہ تنہا معتبر نہیں۔

سوال ۱۸ الم

ساجدہ ماجدہ دو بہنیں ہیں۔ ساجدہ کو لڑکی اور ماجدہ کو لڑکا ہے۔ ساجدہ نے اپنی لڑکی کا دودھ ماجدہ کے لڑکے کو پلایا۔ پندرہ برس ہو گئے ہیں کہ ان دونو کا نکاح نابالغی میں کر دیا۔ ماجدہ کا لڑکا اس زمانہ تک ساجدہ کی لڑکی کے ساتھ رہا۔ اور حقوق شوہر بھی ادا کرتا رہا۔ ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی جو فوت ہو گئی۔ اب جبکہ ماجدہ کا لڑکا جوان ہوا۔ اور ساجدہ نے دودھ پلانے کا اقرار بھی کیا۔ ساجدہ کی لڑکی ماجدہ کے لڑکے سے چھ ماہ بڑی ہے۔ یہ نکاح ہوا یا نہیں۔ نان نفقہ اس پر واجب ہے یا نہیں۔ نکاح کرنے والے گنہگار رہیں یا نہیں۔ ؟

الجواب

صورتِ مسئولہ میں ساجدہ کی لڑکی ماجدہ کے لڑکے کیلئے باعتبار رضاعت کے بہن ہو گئی۔ اور رضاعی بہن بھائی کا نکاح ایسا ہی حرام ہے۔ جیسے نسبی کا۔ ویحرم من الرضاع ما یحرم من النسب۔ البتہ یہ سب اس وقت ہے کہ جب حجت شرعیہ یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے دودھ پینا ثابت ہو جائے۔ تنہا ساجدہ کے اقرار سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔ اور نکاح فسخ نہ ہو گا۔ اور اگر حجت شرعیہ سے رضاعت ثابت ہو گئی تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔ فوراً علیحدگی واجب ہے۔ اور جن لوگوں نے باوجود علم واقعہ کے نکاح کیا وہ سخت گنہگار رہیں۔ اور جب نکاح ہی صحیح نہیں تو نانِ نفقہ واجب نہیں۔ بلکہ اس کو فوراً علیحدہ کر دینا واجب ہے۔ فقط۔ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

ایک نکاح پر دس ماہ گذر جانے کے بعد کسی کا یہ دعویٰ کرنا کہ یہ عورت میری منکوحہ ہے

سوال ۱۹ الم

ایک شخص نے اپنی لڑکی بکر بالغہ کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کر دیا۔ جب وہ عورت اپنے خاوند زید کے ساتھ دس ماہ مراد آباد رہ چکی۔ اور اس عرصہ میں عمر اپنی والدہ کی فوتیدگی پر گھر آیا اور میراث کر کے باوجود دیکھنے آبادی زید و بیوی کے واپس سفر میں چلا گیا۔ بعد اس کے گیارہویں ماہ میں آیا اور عید الضحیٰ کے روز بعد نماز عید عمر نے لڑکی کے باپ کو کہا کہ میرا نکاح تیری لڑکی کے ساتھ جب تیری منکوحہ تھی چکا ہے تو نے امام مسجد ہو کر لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کیوں پڑھا دیا۔ میرے ساتھ شرعی فیصلہ کر۔ جب لڑکی کا باپ شرعی فیصلہ پر آمادہ ہوا۔ تو عمر پھر سفر میں چلا گیا۔ دو ماہ گذار کر پھر گھر آیا اور شرعی فیصلے کیلئے لڑکی کے باپ کو بلایا۔ اور دو گواہ بھی تیار رہے کہ ہمارے روبرو لڑکی مذکورہ کو ایجاب و قبول لڑکی کے باپ نے عمر کو کرا دیا تھا۔ پہلے زید سے۔ حالانکہ یہ گواہ زید کے نکاح میں شامل رہے۔ ایک نے ان میں سے وکیل لڑکی کا ہو کر اجازت لیکر مجلس میں زید کے ساتھ نکاح پڑھایا تھا

در مختار ما لفاسق لا لصلح مفتیا۔

بعد شر مردود و جہ دعوے اور تدعی اور گواہی گواہان کے لڑکی کو باپ کی امامت میں کوئی نقص شرعی نہیں ہے کہ اس کا معزول کیا جاوے۔ لہذا حکم دیا جاتا ہے کہ بعد اظہار شتہار ہذا کے جو شخص بلا وجہ لڑکی کو باپ کو ملامت کرے۔ اور دعمی اور گواہان مردود الاشہادۃ کی پاسداری کرے اس پر تعزیر شرعی قائم ہوگی۔ ہذا ما علیہ الاحناف رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ فقط۔

کتبہ احمد الدین۔ الجواب صحیح۔ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

نابالغ لڑکا اگر مردوں کی صف میں کھڑے ہوں تو ان کی نماز بھی مکروہ ہوگی۔

سوال ۴۲۰۔

نابالغ لڑکے جماعت میں شریک ہو جاتے ہیں تو اور مقتدیوں کی نماز صحیح ہو جاتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اخرج ابن ابی شیبۃ عن ابی مالک الاشعری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقام الرجال یلونہ واقام الصبیان خلف ذلک من شرح الہدایۃ للعینی وفی البحر الحق الصبی الواحد لایکون منفردا عن الرجال بل یدخل فی صفہم وان لعل ہذا الترتیب انما ہو عند حضور جمع من الرجال وجمع الصبیان فحینئذ توخر الصبیان بحر ص ۳۷۵ ج اول۔

عبارت مذکورہ اور عام کتب فقہ کی عبارت مشہورہ سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکوں کا مردوں کی صف میں کھڑا کرنا خلاف سنت ہے۔ خواہ نماز جمعہ ہو یا دوسری نمازیں۔ نماز جمعہ میں شخص کی پاس لڑکے کھڑے ہوں۔ ان کو چاہیے کہ انہیں پیچھے ہٹا دیں۔ یا صف سے علیحدہ کسی جگہ کھڑا کردیں۔ ورنہ نماز مکروہ ہوگی۔ فقط۔ کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

سمت قبلہ کی تحقیق۔؟

سوال ۴۲۱۔

شہر سرگودھا میں قبلہ کی بارے میں دو فرقے ہیں بعض مسجد میں شمال کی طرف جھکی ہوئی ہیں۔ کمپاس کی حساب سے دس پندرہ ڈگری کا فرق ہے بعض مسجدوں میں جنوب کی طرف جھکی ہوئی ہیں کمپاس کے حساب سے دس پندرہ ڈگری کا فرق ہے۔ اور قبرستان میں نماز جنازہ ادا کرنے کیلئے ایک نئی مسجد بنائی گئی ہے وہ قطب نما کی حساب سے بالکل ٹھیک مغرب یعنی قبلہ کی طرف ہے۔ اس کی بعد فرض کفایہ ادا کرنی کا نماز گاہ نیا بنایا ہے وہ کسی قدر ٹیڑھا ہو گیا ہے۔۔ اگر کسی مسلمان کی انتقال کی خبر ہم کو ملتی ہے تو ہم لوگ جنازہ کی ساتھ جاکر پرانی نماز گاہ ہو یا نئی ہم فرض کفایہ ادا کرتے ہیں۔ پہلے فرقے والے لوگ کہتے ہیں کہ ان کی قبلہ کا کچھ ٹھکانہ نہیں یہ دو قبلے والے ہیں۔ اور ان کی ایمان کا بھی کچھ ٹھکانہ نہیں۔ اور ان کی پیچھے نماز بھی درست نہیں (۲) ایسا کہنے والوں کی حق میں کیا حکم ہے۔ (۳) کیا پرانی نماز گاہ میں ہو جائے گی یا توڑ کر نیا بنانا ہوگا۔۔۔۔۔

حنفیں طریق اور جنازہ ٹیڑھا کہکر پڑھنا ہوگا۔ (۴) کیا دہلی، بمبئی، دیوبند، بہار، پونہ، رنگون کے فتاوی پر عمل کر سکتے ہیں۔ اور احیاء العلوم میں جو کعبۃ اللہ کا نقشہ درج ہے۔ اُسی کے مطابق عمل کر سکتے یا نہیں۔ (۵) احیاء العلوم کے مصنف شافعی ہیں تو قبلہ کے بارے میں ہم اس پر عمل کر سکتے ہیں یا نہیں۔ قبلہ کے بارے میں کوئی اور کتاب ہے یا نہیں۔ (۶) کیا ہم اہل مشرق حنفی شافعی۔ مالکی۔ حنبلی چاروں کا قبلہ ایک ہی ہے۔

الجواب۔ اصل اس معاملہ میں یہی ہے کہ ہم اہل مشرق کیلئے سمتِ مغرب قبلہ ہے اگر تھوڑا سا فرق بھی ہو جائے تو قبلہ کی سمت صادق آجاتی ہے۔ جیسا کہ فتاوی مذکورہ سوال کے بیانات سے آپکو معلوم ہو چکا ہے۔ وہ سب فتاوی صحیح ہیں۔ لہذا آپ لوگ دونوں محلوں کی میت اور نماز جنازہ میں بلاشبہ شریک ہو سکتے ہیں۔ اور دونوں جگہوں میں نمازِ جنازہ درست و صحیح ہے (۲) جو لوگ صورتِ مذکورہ کی وجہ سے آپ کو دو قبلہ والا وغیرہ کہتے ہیں وہ گنہگار رہیں حدیث میں ہے سباب المسلم فسوق نیز من قال ہلک الناس فہو اہلک۔

(۳) نماز تو بلاشبہ ہو جائے گی لیکن اگر تحقیق سے یہ معلوم ہو جائے کہ شہر کی عام مساجد و نماز گاہوں وغیرہ سے اس کا رخ کچھ پھرا ہوا ہے تو بہتر یہ ہے کہ رفع فتنہ کیلئے اس میں صفوں کے نشانات عام مساجد کے رخ کی موافق قائم کر دیے جائیں۔ اور اُسی کے موافق نماز پڑھی جائے۔ کیونکہ اس میں باہمی اختلافات بھی قطع ہو جائیں گے۔ اور اقرب الی عین القبلہ بھی ہونے کی توقع ہے۔ اور مسلمانوں کو آپس سے رفع فتنہ اور قطع اختلاف نہایت ضروری اور بڑے ثواب کا کام ہے۔ البتہ اس نماز گاہ کی تعمیر کو گرانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس میں بلا ضرورت اضاعتِ مال ہے۔

(۴) فتاوی مذکورہ صحیح ہیں۔ اور احیاء العلوم کا کلام بھی اس کے خلاف نہیں ہے۔ اسلئے اس پر عمل کر سکتے ہیں (۵) احیاء العلوم کے مصنف شافعی ہیں۔ لیکن اس مسئلے میں ان کا حنفیہ سے کوئی خاص خلاف نہیں۔ اس لئے ان کے قول کو لینا بھی گویا حنفیہ ہی کے قول کا لینا ہے اس لئے جائز ہے۔ فتاوی شامی مسمی بہ رد المحتار فی شرح الدر المختار میں بھی نقشہ دیکر بہت واضح طور پر اس مسئلے کو سمجھایا ہے۔ اگر احیاء العلوم ماننے میں کوئی شبہ ہے۔ تو شامی حنفی فتاوی کی معتبر کتاب ہے۔ اس میں دیکھ لیا جائے۔

(۶) قبلہ سب کا ایک ہی ہے البتہ تعیینِ سمت کی بعض جزئیات میں حنفیت سے اختلاف ہے۔ فقط۔

سوال ۲۲۴۔ اسپرٹ شراب ہے یا نہیں۔ اس کو چولھے میں جلانا جائز ہے یا نہیں۔	اسپرٹ شراب کے حکم میں ہے مگر چولھے میں جلانے کی اجازت ہے۔

الجواب - اسپرٹ شراب ہی کے حکم میں ہے اور نجس ہے قال الشامی فی کتاب الطہارۃ وما یستقطر من دردی الخمر فنجس حرام - لیکن بضرورت جو لے میں فقہائے متاخرین نے اجازت دی ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ)

مشترک زمین کو بغیر تقسیم کئے وقف کرنا ۔۹۔
شریک مسجد و مقبرہ کیلئے وقف نہیں کر سکتا۔

سوال ۳۲۱ - ایک زمین کے سات مالکوں میں سے پانچ شرکاء نے اپنے و نیز غیر موجودہ دو شرکاء کی جانب سے ایک زمین کو بغرض مزار ایک بزرگ مرحوم کے و نیز تعمیر خانقاہ و دیگر عمارات متعلقہ مزار وقف زبانی کیا۔ اور اس وقف کا متولی بھی مقرر کر دیا۔ اور اس اعلان کے مطابق مزار تیار ہوا۔ اس کے گرد چہار دیواری بنی اور رسم قل و عرس وغیرہ انجام پاتے رہے۔ ان دو شرکاء غیر حاضر نے اپنی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ اس کو بنظر پسندیدگی دیکھتے آئے مگر چار پانچ برس کے بعد جملہ ساتوں شرکاء نے اس زمین کا وقف تحریری لکھا اور خلاف اغراض و شرائط و منشاء وقف زبانی اپنے پہلے وقف تحریر نامہ میں شرائط رکھی اب سوال یہ ہے۔

(۱) کیا وقف زبانی از قسم مشاع ہے اور ناجائز ہے - (۲) کیا باوجود تسلیم و رضا و بالسکوت ہر دو شرکاء غیر حاضر کے و نیز باوجود عملدرآمد بھی وقف ناجائز ہوا۔ (۳) اور اگر وقف ناجائز ہوا تو تدفین بر بناء وقف زبانی عمل آئی ہے وہ شرعاً جائز ہوئی یا نہیں۔ اگر ناجائز ہے تو اس کے متعلق کیا صورت اختیار کی جائے۔

الجواب - قال فی البحر من الوقف فقد علمت انہ قول محمد رحمہ اللہ لا یجوز وقف المشاع وقال ابو یوسف ہو جائز الی قولہ والخلاف فیما یحتمل القسمۃ اما ما لا یحتمل القسمۃ فہو جائز اتفاقاً اعتباراً عند محمد بالہبۃ والصدقۃ المنفذۃ الا فی المسجد والمقبرۃ فانہ لا یتم مع الشیوع فیما لا یحتمل القسمۃ عند ابی یوسف رحمہ اللہ ایضاً لان بقاء الشرکۃ یمنع الخلوص للہ تعالیٰ ولان المہایاۃ فی ہذا فی غایۃ القبح بان یقبر فیہا الموتی سنۃ و تزرع سنۃ ویصلی للہ فیہ فی وقت ویتخذ اصطبلاً فی وقت بخلاف الوقف لامکان الاستغلال والحاصل ان وقف المشاع مسجداً ومقبرۃً غیر جائز اتفاقاً انتہیٰ البحر الرائق ص ۱۹۷ ج ۵ ۔

عبارت مذکورہ سے ثابت ہوا کہ مقبرہ اور مسجد وقف مشاع و مشترک ہونے کی حالت میں مطلقاً باتفاق ائمہ حنفیہ درست نہیں۔ اور دو شریکوں کا سکوت کرنا شرعاً وقف کرنے کے حکم میں نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اشباہ والنظائر میں لکھا ہے۔ لا ینسب الی ساکت قول والذی نحن فیہ لیس من المستثنیات التی ذکرہ من ہذہ القاعدۃ ہناک ۔

پس صورت مذکورہ میں مقبرہ کا وقف ابتداءً مشاع ہوا جو اتفاق سے درست نہ تھا۔

لہذا یہ زمین اس وقت ساتوں شریکوں کی ملک تھی۔ لیکن جبکہ ساتوں شریکوں نے ملکر تحریری وقف نامہ لکھا۔ اس وقت سے وہ کل زمین وقف ہو گئی۔ اور جو شرطیں اسوقت لکھی گئی۔ وہی شرطیں معتبر ہونگی۔ فقط۔ کتبہ محمد شفیع۔

سوال ۲۲۴ ۔ ہندہ کا نکاح بحالت نابالغی اس کے ماموں نے کر دیا۔ بمجرد آثار بلوغ ہندہ نے مردوں اور عورتوں کو گواہ کر کے کہا کہ مجھے وہ نکاح جو خیار بلوغ کی ایک صورت۔ بدخلاں کس کے ساتھ میری طفولیت میں ماموں نے کیا تھا مجھے نامنظور ہے۔ اور یہ بار بار خون آلودہ میرے پاس موجود ہے۔ اس کو عورتیں دیکھ لیویں۔ بعد ازاں بعدالت پہنچکر تنسیخ نکاح کی درخواست پیش کی بعد ازاں ایک دوسرے شخص کے ساتھ نکاح عام مجلس میں بخوشی ورضاء اور رغبت والدہ کے مشورہ سے نکاح باقاعدہ کیا جو درج رجسٹر ہوا۔ چند یوم کے بعد ہندہ غیر شخص کے ساتھ مفرور ہو کر چلی گئی۔ جب پکڑی گئی تو عدالت میں آ کر کہا کہ میں پہلا نکاح فسخ کرانا نہیں چاہتی کیا پہلا نکاح بحال ہے یا نہ۔ اور دوسرا نکاح جو عام مجلس میں درج رجسٹر سرکاری ہوا یہ جائز ہوا یا نہیں کہ ابھی حکم عدالت سے تنسیخ کا نہ ملا تھا۔ عدالت جو حکم نہ دے تو کیا شرعاً پہلا نکاح اس کے انکار پر رد ہو سکتا ہے یا نہ اور نکاح ثانی جو اسکی خوشی سے پڑھایا گیا ہو یہ جائز ہوا یا نہیں۔

الجواب ۔ صورت مذکورہ میں ہندہ کو فسخ نکاح کا اختیار تھا اس کی موافق اس نے بفور بلوغ درخواست فسخ نکاح عدالت میں پیش کر دی تھی۔ اس درخواست کی وجہ سے اس کا حق فسخ نکاح محفوظ ہو گیا لیکن محض درخواست دینے یا خود بخود فسخ کر دینے سے نکاح فسخ نہیں ہوا بلکہ فسخ نکاح حاکم پر موقوف رہا۔ مگر عبارت سوال میں مذکور کیا گیا ہے کہ حاکم نے حکم ابھی تک نہیں دیا تھا کہ اس حکم سے پہلے ہی دوسرا نکاح کر لیا تو یہ نکاح شرعاً جائز نہیں ہوا۔ بلکہ پہلا نکاح بدستور قائم ہے۔ اور اب دوبارہ اگر جبکہ عورت نے اپنے حق فسخ کو صراحۃً باطل کر دیا یعنی یہ کہدیا کہ میں نکاح سابق باطل کرانا نہیں چاہتی۔ تو اب پہلا نکاح ہی لازم ہو گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ فسخ نکاح کیلئے حکم حاکم شرط ہے۔ اس کے بغیر نکاح فسخ نہیں۔ اور نہ نکاح ثانی صحیح ہوا۔ لما فی الدر المختار وبطل خیار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ ای قولہ بشرط القضاء الفسخ فیتوارثان فیہ ویلزم کل المہر انتہی قال الشامی قال اختیار الفسخ لاثبت الفسخ الا بشرط القضاء الخ شامی باب الولی ص ۳۱۵ ج ۲۔ فقط کتبہ محمد شفیع عفرلہ۔

سوال ۲۲۵ ۔ تمباکو کھانا جائز ہے یا حرام تمباکو پان میں کھانے کا حکم۔

پان منہ میں ہوتے ہوئے درود شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ تمباکو کھانا بلا تامل جائز ہے اور تمباکو منہ میں ہوتے ہوئے درود شریف اور قرآن شریف وغیرہ بھی پڑھنا جائز ہے۔ کذا قال مولانا المحقق عبدالحی اللکھنوی فی مجموعۃ الفتاویٰ جلد دوم صہ ۳۹۵ ؟

حرمت مصاہرت کی ایک صورت۔

سوال ۲۲۶۔ عورت بیان کرتی ہے کہ میں مکان میں اکیلی تھی میرے سسر نے آکر مجھ کو زیورات وغیرہ کا لالچ دیکر ہمبستری کی خواہش کی اور میرا ہاتھ پکڑ کر شہوت سے پکڑ کر کواڑ بند کر لئے میں چلا کر ہاتھ چھڑا کر کواڑ کھول کر باہر نکل آئی۔ تو عورت اپنے شوہر پر حلال ہے یا نہیں۔ اور کس کا قول معتبر ہوگا۔ عورت کا یا سسر کا۔؟

الجواب۔ صرف ہاتھ پکڑنے سے جبکہ موٹے کپڑے درمیان میں حائل ہوں حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اور اگر اس سے زائد کوئی بات ہوئی ہے۔ تو یہ عورت اپنے خاوند پر حرام ہو جائے گی۔ بشرطیکہ خاوند بھی اس کی تصدیق کرے۔ لما فی محرمات الخلاصۃ عن الامالی ابی یوسف رح ان کذبہا الزوج لا یفرق بینہما ولو صدقہا انہ عن شہوۃ وقعت الفرقۃ بینہما خلاصۃ الفتاویٰ صہ ۱ ج ۲۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد شفیع غفرلہٗ۔

چچا کے انتقال کے بعد چچی سے نکاح جائز ہے۔

سوال ۲۲۷۔ دسوندی کے انتقال کے بعد اس بیوی کا نکاح بعد عدۃ کے دسوندی کے بھتیجہ مغلو سے کر دیا اس سے پہلے مغلو کے باپ سے تجویز تھی مگر اس نے کہا کہ میں بوڑھا ہوں۔ اس لئے میرے لڑکے مغلو سے شادی کر دو۔ اب بعض جاہل عورت کے دل میں شبہ ڈالتے ہیں کہ چچی تو ماں برابر ہوتی ہے۔ اور دوسرے اس بیوہ کو باپ سے مانگی تھی۔ اس لحاظ سے ماں ہی ہو گئی۔ لہٰذا عورت مسئولہ میں نکاح جائز ہوا یا نہیں

الجواب۔ یہ محض جاہلانہ خیالات ہیں بشریعت میں ان کا کچھ اعتبار نہیں مسماۃ کا نکاح مغلو کے ساتھ بلا شبہ صحیح ہو گیا۔ چچا کے انتقال کے بعد چچی سے نکاح شرعاً حلال ہے جو حرام سمجھے گنہگار ہے۔ اسی طرح محض باپ سے گفتگو ہو جانے کی بنا پر بیٹے کیلئے عورت حرام نہیں ہوتی اور کسی قسم کا شبہ حرمت سے پیدا ہوتا ہے۔ مسماۃ بے فکر ہو کر اپنے خاوند کیساتھ رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔؟

امام کا محراب میں کھڑا ہونا کس حد تک ہے

سوال ۲۲۸۔ امام کا محراب میں تنہا کھڑا ہونا ضروری ہے اور صف اول کی تعریف ... کیسا ہے۔ عامۂ کتب فقہ میں مطلقاً مکروہ لکھا ہے۔ اور شرح وقایہ میں ہے۔ وقیام الامام فی طاق المسجد ای فی المحراب بان یکون المحراب کبیراً الخ کبیراً کی قید احترازی ہے یا دفعی اگر قید احترازی ہو تو قیام امام محراب صغیر میں

مکروہ نہ ہو تو محراب کبیر کی ضد کیا ہے۔ ؟

(۲) یہاں پر ایک مسجد ہے کہ اگر امام کا قدم بھی خارج محراب ہو۔ اور سجدہ محراب ہی میں ہو تو بھی صف اول سیدھی نہیں ہوتی کیونکہ محراب سے تھوڑے فاصلہ پر ستون ہے۔ پس جو مقتدی ستون کی محاذات میں ہوتا ہے۔ اس کو اور مقتدیوں سے کچھ آگے پڑھنا پڑتا ہے بغیر اس کے اس کو رکوع کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اور اگر محراب چھوڑ کر وسط مسجد میں کھڑا ہو تو صف بالکل سیدھی ہوتی ہے۔ اور مسجد میں گنجائش بھی ہے تو کیا امام کو محراب میں کھڑا ہونا ضروری ہے خواہ صف ٹیڑھی ہو جائے۔ ؟

(۳) صف اول اس جگہ کا نام ہے جو مغربی دیوار سے متصل ہو یا ان مقتدیوں کی صف ہے جو امام کی متصل صف میں ہوں۔ ؟

(۴) مسجد مذکور کی ہیئت ایسی ہے کہ فقط اس کو سامنے والے تین ہاتھ چھوڑ کر سامنے کی دیوار قائم ہے۔ اور ایسا محض خوبی کیلئے کیا گیا دیکھنے میں خوشنما معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ حصہ جو سامنے کی دیوار کے آگے ہے۔ یہاں کی عرف میں برآمدہ مسجد کے نام سے معروف ہے یہ حصہ مسجد میں داخل ہے یا نہیں۔ اس برآمدہ میں حجرہ بنا کر کسی کو رہنا جائز ہے یا نہیں بانی مسجد نے مسجد ہی کی نیت سے بنایا ہے۔ ؟

الجواب : شرح وقایہ کی غرض اس عبارت سے یہ نہیں کہ وہ محراب صغیر اور کبیر کی تقسیم کرتے ہیں جو کہ کوئی فرق ایسا کرنا چاہتے ہیں جیسے مسجد صغیر وکبیر میں بعض احکام فقہیہ متفاوت ہیں بلکہ درحقیقت شارح رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اس جگہ محض صورت مسئولہ کا واضح کرنا اور ایک شبہ کا ازالہ کرنا مقصود ہے۔ جو صورت مسئولہ کی تصویر میں عرف قدیم کے اعتبار سے پیدا ہو سکتا تھا وہ یہ کہ سلف صالحین رحمہم اللہ کے عہد میں مساجد کی محرابیں اس قدر وسیع اور فراخ نہ ہوتی تھیں کہ ان میں کوئی آدمی کھڑا بھی ہو سکے چہ جائیکہ پورا سجدہ رکوع وغیرہ وہاں کر سکے۔ بلکہ محراب کی صورت زمانہ سلف میں صرف یہ تھی کہ وسط مسجد میں کوئی نشان دروازہ کی شکل کا یا اور کسی قسم بنا دیا جاتا تھا تاکہ وسط کا امتیاز پورا ہو جائے اس میں امام کا کھڑا ہونا متصور ہی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ نماز پڑھنا اس لئے حکم کراہت الصلوٰۃ فی الطاق کی تصویر میں یہ اشکال بنا بر علی الرسم القدیم عاید ہوا کہ یہ صورت تو متصور ہی نہیں۔ کراہت یا عدم کراہت کی بحث کیسی اس کا حل شارح نے اس طرح فرمایا بان یکون المحراب کبیرا یقوم فیہ۔ البتہ اس کا بعد حدہ کی قید احترازی بیان حکم کیلئے ہے اور دلیل اس رسم قدیم کی شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ کا مستقل رسالہ ہے۔ ؟

مسمی بہ اعلام الاراٗنیب فی بدعۃ المحاریب جس میں ثابت کیا ہے کہ طریقہ مروجہ زمانہ سلف میں نہ تھا۔ (۲) امام کیلئے محراب میں کھڑا ہونا کوئی سنت نہیں بلکہ سنت صرف یہ ہے کہ وسط صف میں کھڑا ہو۔ اور چونکہ محراب وسط مسجد ہی میں بنائی جاتی ہے اس لیے عموماً محراب میں کھڑے ہونے سے یہ سنت ادا ہوجاتی ہے۔ لیکن اگر محراب میں کھڑے ہونے سے کوئی دوسری سنت فوت ہونے لگے مثلاً تسویہ صف وغیرہ تو پھر محراب میں کھڑا ہونا نہ چاہیئے بلکہ محراب سے باہر ایسی جگہ کھڑا ہونا چاہیئے کہ صف سیدھا ہوجائے البتہ اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ امام بوسط صف میں رہے۔ کذا فی عامۃ کتب الفقہ۔ (۳) یہ اختلاف صفِ اول کا جدار غربی کے متصل یا امام کے متصل ہونے کے متعلق ہمارے دیار کی عام مسجدوں میں تو متصور نہیں کیونکہ محراب کے اندر امام ہی کھڑا ہوتا ہے۔ قدمین باہر رہتے ہیں۔ اور صفوف سب مسجد کے اندر ہوتی ہے۔ جو صف جدار غربی کے متصل ہوگی وہی امام کے متصل ہوگی۔ اسی کو عرف اور شرع میں صف اول کہا جائے گا۔ حضرات فقہاء شامی اور صاحب بحر وغیرہ نے جو اس بارہ میں اختلاف نقل فرمایا ہے وہ ایک خاص صورت پر مبنی ہے جو عموماً ہمارے دیار میں نہیں وہ یہ کہ محراب اس قدر وسیع ہو کہ اس میں امام آگے کھڑا ہو اور اس کے پیچھے چند آدمیوں کی چھوٹی سی صف محراب کے اندر ہی ہوجاوے۔ اس قسم کی محراب کا نام عرف قدیم میں مقصورہ ہے اور پھر بڑی صف مسجد کے اندر جو جدار غربی کے متصل ہوتی تھی تو اس میں اختلاف واقع ہوا کہ صف اول اس خاص صورت میں وہ چھوٹی صف ہوگی جو امام کے متصل مقصورہ کے اندر ہے یا بڑی صف جو جدار غربی کے متصل مسجد میں ہے۔ اس اختلاف میں فقیہ ابو اللیث کا فتویٰ یہ ہے کہ بڑی صف کو صفِ اول کہا جائے گا۔ علامہ شامی کے طرز کلام سے اسی کی تائید معلوم ہوتی ہے۔ بہر حال ہمارے یہاں تو جو صف امام کے پیچھے متصلاً ہوتی ہے وہی صف اول ہے خواہ جدار غربی کے متصل ہو جیسا کہ امام کے محراب میں کھڑا ہونے کی صورت میں ہوگا یا جدار غربی سے فاصلہ پر ہو جیسا کہ امام محراب چھوڑ کر اندرون مسجد کھڑا ہو۔

(۴) اس معاملہ میں نیت بانی ہی معتبر ہوتی ہے۔ جبکہ بانی نے اس جگہ کو بہ نیت مسجد بنایا ہے تو وہ قیامت تک کیلئے مسجد ہوگئی۔ اس کا تغیر کسی طرح کسی وقت جائز نہیں اس نہ رہائش کا حجرہ بنا سکتے ہیں اور نہ کوئی مکان۔ اگرچہ وہ مصالح مسجد ہی کے متعلق ہو۔ البتہ مسجد کے بوریئے رکھنے کیلئے کوئی جگہ مسجد کے اندر علیحدہ کر سکتے ہیں۔ جبکہ نمازیوں پر تنگی نہ ہو صرح بہ فی العالمگیریہ من الوقف واحکام المسجد والشامی وصاحب البحر من احکام المسجد۔

فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

شوہر سے بوقت نکاح شرط کی کہ تم نماز ۔ ۔ نہ پڑھو گے تو مجھے دوسرے شخص سے نکاح کا حق ہوگا

۲۹لم . ایک عورت کا نکاح مشروط ایک مرد سے ہوا اس شرط پر کہ عورت کی جانب سے یہ شرط ہوئی کہ تم کو نماز پڑھنا ہوگا۔ اگر تم نماز نہ پڑھو گے تو میری خوشی ہے کہ دوسرے مرد سے نکاح کروں یا نہیں۔ اب عرصہ تین برس کا گذرا اس تین برس میں دو بچے بھی ہوگئے۔ عورت اور اسکا باپ بار بار شوہر سے کہتے ہیں کہ تم نماز سیکھو وہ نہ سنتا ہے نہ نماز پڑھتا ہے۔ اب یہ عورت تنگ ہو باپ کے یہاں آگئی دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے تو اس عورت کا نکاح دوسرے مرد نمازی کے ساتھ درست ہے یا نہیں۔ بینوا۔

الجواب . عورت کے یہ الفاظ کہ میری خوشی ہے کہ دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کروں یا نہیں۔ اگرچہ ان لفظوں میں طلاق کا اس کے اختیار میں ہونا مصرح نہیں۔ لیکن بطور اقتضاء النص کے مقدر ماننا ضروری ہے ورنہ کلام کی صحت کی کوئی صورت نہیں۔ جیسے کنایہ اعتدی اور ابتغی الازواج وغیرہ صحت کلام کیلئے لفظ طلاق بطور اقتضاء النص مقدر مانا جاتا ہے۔ اس لئے کلام مذکور کی صحت اس طرح ہوئی اگر تم نماز نہیں پڑھو گے تو میری خوشی ہے کہ میں اپنے اوپر طلاق واقع کر کے دوسرے مرد سے نکاح کرلوں یہ الفاظ ہمارے عرف میں اختیار ہی کے مرادف سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے شرط مذکورہ پر عورت کو اختیار طلاق حاصل ہوگیا۔ اور جبکہ مرد نماز نہیں پڑھتا تو عورت کو حق حاصل ہے کہ اپنے اوپر طلاق واقع کرلے۔ اور عدت طلاق تین حیض گذرجانے کے بعد دوسری جگہ نکاح کرلے۔ قال فی الدر المختار نکحہا علی ان امرہا بیدہا صح قال الشامی مقید بما اذا ابتدأت المرأۃ فقالت زوجت نفسی منک علی ان امری بیدی اطلق نفسی کلما ارید او علی ان طلاق فقال الزوج قبلت الخ ص ۶۴۷ ج ۲ ۔

تنبیہ :. یہ سب حکم اس وقت ہے جبکہ خاص عقد نکاح میں ایجاب و قبول کے اندر یہ شرط لگائی گئی ہو یا بعد نکاح کے یہ شرطیں عورت نے پیش کی ہوں۔ اور مرد نے قبول کرلیا ہو۔ اور اگر عقد نکاح سے پہلے یہ شرط لگائی ہو اور نکاح کی طرف اضافت بھی نہ کی ہو تو ان شرطوں کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ اور عورت کو طلاق کا اختیار نہ ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع

زوجہ کی حقیقی بہن سے نکاح کرلیا تو یہ نکاح فاسد ہے یا باطل اور ثبوت نسب و وجوب مہر کا حکم

سوال ۳۰لم . زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور کچھ مدت کے بعد مسماۃ حمیدہ حقیقی بہن سے نکاح کیا یہ اخیر نکاح باطل ہے یا فاسد ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں اس نکاح کو فاسد قرار دیا ہے۔ وان تزوجہما فی عقدتین فنکاح الاخیرۃ فاسد الخ. ویثبت نسب الولد المولود

فی النکاح الفاسد ویعتبر مدۃ النسب من وقت الدخول عند محمد وعلیہ الفتوی۔ یہ فتوی صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب یہ نکاح فاسد ہوا ہے۔ اور حسب قاعدہ نکاح فاسد سے نسب ثابت ہو جائے گا اور مہر بھی واجب ہوگا۔ عالمگیری کی عبارت صحیح اور مفتیٰ بہ ہے۔ عالمگیری فی نوع محرمات میں بھی عبارت مندرجہ سوال کے بعد اس کی تصریح کرتا ہے۔ ولفظہا ان فارقہا بعد الدخول فلہا المہر ویجب الاقل من المسمی ومن مہر المثل وعلیہا العدۃ ویثبت النسب انتہی عالمگیری مصری صفحہ ۲۶۶ - جلد اول۔
اور شامی نے نکاح فاسد کے بیان صفحہ ۲۷۹ جلد دوم میں نکاح فاسد کی مثال نکاح بلا شہود پیش کرنے کے بعد فرمایا ہے۔ ومثلہ تزوج الاختین معاً ونکاح الاخت فی عدۃ الاخت۔ البتہ فصل محرمات میں شامی نے دونوں لفظ استعمال کئے ہیں۔ ایک جگہ باطل اور دوسری جگہ ایک عبارت میں فاسد فرمایا ہے۔ پہلے فرماتے ہیں۔ فالباطل نکاح کل منہا۔ اور اس کے آگے فرماتے ہیں ویجب لکل الاقل من المسمی ومن مہر المثل کما ہو حکم النکاح الفاسد شامی فصل المحرمات صفحہ ۳۹۹ ج ۲ مصری۔ اسی طرح بحر الرائق بعینہٖ یہی دونوں قسم الفاظ مذکور ہیں بحر الرائق فصل محرمات صفحہ ۱۰۳ ج ۳۔ لیکن تحقیق یہی ہے کہ نکاح فاسد ہے۔ جیسا کہ عالمگیر تھا اور شامی بحث النکاح الفاسد کی تصریح سے ثابت ہوا اور دوسرے مواضع میں جو باطل کا لفظ بولا گیا تو اس بنا پر کہ بعض حضرات کے نزدیک نکاح باطل اور فاسد میں کوئی فرق نہیں اور یا توسعاً فاسد پر باطل کا لفظ اطلاق کر دیا گیا کیونکہ قرائن سیاق وسباق سے اس کی توضیح دشوار نہ تھی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

پاسپورٹ کی ضرورت سے تصویر کھچوانا یا فوٹو لینا جائز ہے۔

سوال ۱۳۱۳ دار سلطنت ایرانیہ ہیچ کس داخل نمی شود مگر آنکہ پاسپورٹ ہمراہ داشتہ باشد۔ در پاسپورٹ لازم است کہ عکس صاحب پاسپورٹ ہم باشد۔ دامیکہ گیرندہ پاسپورٹ عکس خود را کشیدہ نہ دہد نواقص پاسپورٹ نمی دہند آیا بسبب مرتب شدن قانون ایرانیہ اجباری گیرندہ پاسپورٹ اجازت می رسد کہ عکس خود را بکشد یا نہ۔

الجواب۔ اصل در ہمیں مسئلہ ایں است کہ کشیدن تصویر وساختن آں بآلات فوٹو وغیرہ مطلقاً ناجائز است صرح بہ العلامۃ العینی رح فی شرح البخاری تماماً وضع نمودہ۔ وہیچ چیزے ازاں مستثنیٰ نساختند۔ البتہ علامہ شامی در مکروہات صلوٰۃ از ردالمختار روایتے از قہستانی آوردہ کہ عبارتش این است۔ ویؤتی غیر ذی الروح لایکرہ قال قہستانی وفیہ اشعار بانہ لاتکرہ صورۃ الراس وفیہ خلاف کما فی

تحاذ با کذا فی المحیط شامی مصری ص۳۵۱ ج اول. ازیں عبارت معلوم شد کہ کشیدن تصویر چہرہ یا سر یا مانند آن مختلف فیہ است کہ بعض حضرات فقہا تجویز کردہ اند. اگرچہ تحقیق دریں باب نیز جانب عدم جواز است کہ صاحب بدائع بآن تصریح کردہ اند و روایات حدیث نیز بعدم جواز صراحۃً دلالت دارند. مگر در مسئلہ پاسپورٹ کہ مسلمان لسفر حج آں محتاج است و بدون کشیدن تصویر قبول کردنش صورتے نہ بندد بنا برآں در مجبوری اگر بر قول ضعیف عمل کردہ شود جائز باشد یعنی تصویر نصف اعلیٰ کہ آں را در انگریزی بسٹ می نامند کشیدہ کنانند مر جواز حضرت حق جل شانہ آن است کہ ان شاء اللہ تعالیٰ مواخذہ نخواہد شد باز ہم مسلم را باید کہ در ہمچو مسائل خود را متہم داشتہ در باستغفار آرد. فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایک مسجد کا چندہ فاضل دوسری مسجد پر خرچ کرنا؟

سوال ۳۲۲ یک مسجد عظیم است کہ آمدنی او از قدر زیادہ است حتیٰ کہ در بینک سرکاری یک رقم کثیر است و از حاجت مسجد زائد است و دیگر مسجد ہائے خراب و ویران افتادہ اند آیا از رقم مذکور در دیگر مسجد و ضرورت مسلمین رفع کردہ و صرف کردہ شود یا نہ؟

الجواب. اگر از ین مسجد ایں قدر زائد است کہ در زمان آئندہ نیز حاجت بسوے او افتادن متصور و مظنون نیست. و در صورت جمع بودن ایں رقم احتمال اضاعت است جائز باشد کہ در دیگر مساجد کہ محتاج تعمیر وغیرہ باشد صرف کردہ شود. لیکن بجز مساجد در دیگر مصارف مسلمین و ضروریات عامہ مثل مدارس وغیرہ خرچ کردن دریں صورت نیز جائز نہ باشد کذا المستفاد من وقف الشامی و البحر و حواشی البحر الشامی. مسئلہ وقف فی عالمگیری و الاشباہ و النظائر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

طلاق میں شہادت بلا دعویٰ کے بھی مقبول و مسموع ہے

سوال ۳۲۳ھ۔ عبد المجید نے اپنی عورت کو لڑائی جھگڑے میں باواز بلند طلاق دی جس کو چند لوگوں نے سنا وہ سب لوگ خدا اور رسول کا درمیان دیکر بیان کرتے ہیں۔ بیانات منسلک استفتاء ہیں آیا عورت پر طلاق پڑ گئی یا نہیں۔ ؟

الجواب۔ بیانات مذکورہ کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں خاوند طلاق کا اقرار نہیں کرتا اور عورت بھی اس کی مدعی نہیں۔ البتہ تینوں گواہوں کے بیان سے تین طلاق کا وقوع ہونا ثابت ہوتا ہے تو اگرچہ بیانیہ عورت مدعی طلاق نہیں۔ لیکن شہادات مذکورہ شرعاً سنی جاسکتی ہیں اور ان کا اعتبار کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ طلاق و نکاح کے بارے میں جو شہادات ہیں وہ شہادت حسبہ ہوتی ہیں جن میں دعوے کی ضرورت نہیں۔ کما فی الاشباہ و النظائر من الفن الثانی کتاب القضاء و الشہادات تقبل الشہادۃ حسبۃ بلا دعویٰ فی طلاق المرأۃ و من الامۃ و الوقف اشباہ مصری ص۲۰۳ ج اول

الغرض گواہانِ مذکورہ کی گواہی اگر حسب قواعد شرعیہ سنی جائے تو معتبر ہو سکتی ہے۔ اور اس کی بنا پر طلاق ثلثہ صورت مسئولہ میں واقع ہو سکتی ہے۔ لیکن تحریری شہادت جس طرح کہ یہاں بھیجی گئی ہے یہ طریقہ شہادت سننے کا نہیں۔ بلکہ صورت اسکی یہ ہے کہ یا کسی مسلمان حاکم کے سامنے شہادت گذاری جاوے اور یا دیندار مسلمانوں کی پنچایت قائم کی جائے جس میں کوئی عالم معاملہ فہم بھی شامل ہو۔ اور پھر پنچایت کے صدر کے سامنے گواہانِ مذکورہ سے باقاعدہ گواہی دلوائی جائے۔ اگر یہ لوگ حسب قواعد شرعیہ قابل شہادت ہوں گے تو سرپنچ انکی گواہی سنکر حکم طلاق دے سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

گرم کھانا کھانا خلاف اولیٰ ہے۔ اور چائے اس سے مستثنیٰ ہے۔

سوال ۴۳۴۔ گرما گرم کھانا کھانا اور پینا یہ دو دشمنوں کا کھانا اور پینا ہے۔ یہ فرمودہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے یا نہیں۔ اسکی سند کس حدیث میں ہے اگر یہ صحیح ہے تو مسلمانوں کو گرم کھانا کھانا اور گرم چائے پینا مطلقاً ناجائز ہے۔

الجواب۔ حدیث میں یہ ہے۔ ابردوا بالطعام فان الحار لا برکۃ فیہ او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اس سے معلوم ہوا کہ بہت گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی اسلئے خلاف اولیٰ ہے۔ مگر ناجائز نہیں کہہ سکتے اور چائے اور ایسی چیزیں جن سے مقصود ہی گرمی حاصل کرنا ہے۔ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ بلکہ در حقیقت اس حدیث کے مفہوم میں داخل ہی نہیں۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

ایک ہندو نے اپنی طرف مسجد بنوائی کہ اس پر اوم۔ اللہ اکبر کا کتبہ لگایا جاوے۔

سوال ۴۳۵۔ ایک ہندو آریہ نے اپنا مکان مسجد بنانے کیلئے چند شرائط کے ساتھ وقف کیا منجملہ شرائط کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ مسجد کی دیوار پر ایک پتھر نصب ہوگا۔ جس پر عبارتِ ذیل کندہ ہوگی۔

اوم۔ اللہ اکبر۔ یہ عبادت خانہ وقف کردہ حکیم ہیمراج آریہ میانوالی ستمبر ۱۹۳۸ء

یہ وقف صحیح ہے یا نہیں۔ اس پر مسجد بن سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب۔ قال الشامی عن البحر وغیرہ ان شرط وقف الذمی ان یکون قربۃ عندنا وعندہم کالوقف علی الفقراء او علی مسجد القدس بخلاف الوقف علی بیعۃ فانہ قربۃ عندہم فقط او علی حج او عمرۃ فانہ قربۃ عندنا فقط شامی اول کتاب الوقف فی عالمگیریۃ من الوقف الباب الاول ولو جعل ذمی دارہ مسجداً للمسلمین وبناہ کما بنی المسلمون واذن لہم بالصلوٰۃ فیہ فصلوا فیہ ثم مات یصیر میراثاً لورثتہ وھذا قول الکل کذا فی جواہر الاخلاطی ص ۲۹۷ ج ۲ مصری۔

عبارات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ وقف اس شرط کے ساتھ صحیح ہو سکتا ہے کہ کسی ایسے کام کے لئے وقف کرے جو ہمارے مذہب میں اور اس کافر کے مذہب میں بھی ثواب ہو۔ مسجد بنانا ظاہر ہے کہ صرف ہمارے مذہب میں ثواب ہے۔ آریہ مذہب میں مسجد بنانا کوئی ثواب نہیں۔ اس لئے اس آریہ کا یہ وقف ہی صحیح نہیں اور نہ اس پر مسجد بنانا صحیح ہے۔ البتہ اگر وہ آریہ یہ جگہ مسلمانوں کو دیدے۔ جیسا کہ تملیک نامہ کے الفاظ

بعینہٖ یہی ثابت بھی ہوتا ہے کہ اس نے اس جگہ کا مسلمانانِ بلدہ کو مالک بنا کر اس کا اختیار دیا ہے کہ (اس جگہ پر مسجد بنالیں) اور پھر مسلمان اپنی طرف سے وقف کریں۔ تو مسجد بنا صحیح درست ہو جائے گا اور اس مضمون کا کتبہ کہہ دینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ یہ زمین فلاں آریہ نے مسلمانوں کو مسجد بنانے کیلئے دی لیکن لفظ اوم اُس پر ہرگز نہ لکھا جائے۔ کیونکہ یہ لفظ اگرچہ معنی کے اعتبار سے کوئی خرابی نہ رکھتا ہو۔ مگر لفظوں شعار ہنود ہے۔ جس سے بچنا ہر مسلمان کو ضرور ہے بالخصوص مسجد کے معاملہ میں فقط۔ محمد شفیع غفرلہٗ۔

جواب صحیح ہے اور صورتِ مسئولہ میں مسجد شرعی نہیں ہو سکتی۔ اور یہ کتبہ شرعاً ناجائز ہے۔ اور اہلِ اسلام کو اس قسم کی ذلت سے بچنا ضرور ہے۔ خام مسجد بنا لینا اس سے بہتر ہے۔ مسجد کے کتبہ پر۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھنے کو اگر وہ آریہ گوارہ کرے تو مسلمان اس سے روپیہ اور زمین لیکر مسجد بنا لیں۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ اصغر حسین عفی عنہ۔

آخری جمعہ کی نیت سے دہلی کا سفر کرنا درست نہیں

سوال ۳۲۶لم۔ ایک مولوی صاحب حدیث لاتشد الرحال کا حوالہ دیکر فرماتے ہیں کہ جو لوگ رمضان المبارک میں الوداع کی جمعہ کی نیت سے دہلی وغیرہ سفر کر کے جاتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ چونکہ حضرت نے فرمایا ہے کہ کجاوے نہ کسے جائیں مگر تین مسجد کی طرف آیا یہ درست ہے کہ کسی مسجد کی طرف سوائے تین مساجد کے سفر کر کے جانا جائز ہے۔

الجواب۔ اگر اس قصد سے کہ فلاں جگہ کی مسجد میں ثواب زیادہ ہوگا۔ سفر کی جائے تو سوائے مساجد ثلثہ کے ایسا کرنا واقعی جائز نہیں۔ اور حدیث مندرجہ سوال اس کے ثبوت کے کیلئے صحیح ہے بالخصوص جمعہ الوداع پڑھنے کیلئے دہلی جانا یہ تو بہت سے مفاسد پر مشتمل ہے۔ اول جمعۃ الوداع جو دوسری جماعت میں نہیں سمجھا جاوے یہ ایک خود ساختہ خیال اور بدعت ہے۔ ثانیاً اس کام کیلئے سفر کرنا فضول خرچی ہے ثالثاً حدیث لاتشد الرحال الخ کے خلاف ہے۔ رابعاً اوقاتِ روزہ میں بھی سفر کی وجہ سے خلل آتا ہے وغیر ذلک۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

صدقۃ الفطر غیر مسلم کو دینا مکروہ ہے

سوال ۳۲۷لم۔ صدقۃ الفطر غیر مسلم کو دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور فتویٰ اس پر ہے کہ غیر مسلم کو دینا جائز نہیں۔ قال الشامی الاتی بجواز الدفع الی الذمی فی الخانیۃ جاز ویکرہ وعند الشافعی واحدی الروایتین عن ابی یوسف لایجوز تاترخانیہ وتقدم عن الحاوی ان الفتویٰ الیٰ قول ابی یوسف رد شامی باب صدقۃ الفطر۔ ص ۲ ج ۲۰۲۔

صاحب نصاب کو صدقۃ فطر دینا جائز ہے

سوال ۳۲۸لم۔ صاحب نصاب کو صدقہ فطر دینا جائز ہے یا نہیں

الجواب۔ صاحب نصاب کو دینا جائز نہیں۔ اور اگر دیتے وقت اُس کا

صاحب نصاب ہونا معلوم نہ تھا۔ ادا ہو جائے گا۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

ہنود کا روپیہ مسجد میں کس طرح لگ سکتا ہے۔

سوال ۴۳۹۔ ہنود کا روپیہ مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اس شرط سے جائز ہے کہ وہ اس روپیہ کا مالک مسلمانوں کو بنا دے۔ وہ پھر مسلمان اپنی طرف سے مسجد میں لگائیں۔ بطور وقف کے ان کا روپیہ مسجد میں نہیں لیا جا سکتا۔ ہذا ہو حاصل مافی وقف الذمی من الشامیہ وغیرہ۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

مسجد کی وقف زمین میں میت کو دفن کر دیا گیا تو اس کا کیا حکم ہے۔

سوال ۴۴۰۔ زید نے اپنی بھائی کی لاش ایسی موقوفہ مزروعہ میں جو کسی مقدس آستانہ اور مسجد کی خدمت کیلئے وقف ہے۔ نہ تدفین موتیٰ کیلئے اور نہ کبھی کسی لاش اس میں دفن کی گئی۔ بغیر اجازت متولی کے دفن کی۔ کیا حقوق تولیت سے شرعاً باہر ہے کہ زید کی اس کارروائی کو وہ قبول فرمائیں یا سکوت اختیار فرمائیں۔ بہر حال قبر مذکور کا احترام مثل احترام دیگر قبور مومنین واجب ہوگا یا نہیں۔ (۳) عدالت میں تخلیہ ارض یا تسویہ قبر کا استغاثہ زید پر کرنا متولی کیلئے واجب ہے یا نہیں۔ ؟ (۴) اگر صورت ثین میں فساد بین المسلمین کا خطرہ ہو تو شرعاً کون صورت مستحسن ہوگی۔ (۵) تسویہ کی صورت معین ہونے کی تقدیر پر اگر سر دست رفع نزاع کے خیال سے اغماض کیا جائے پھر بعد چندے مناسب وقت میں ہموار کرا کے مثل اراضی مزروعہ اس زمین سے نفع حاصل کیا جائے تو جائز ہوگا یا نہیں۔ ؟

الجواب۔ متولی وقف کے ذمہ شرائط واقف کی پابندی ضروری ہے جو کام شرائط واقف کے خلاف ہو۔ اگرچہ وہ فی نفسہ ثواب کا کام ہو۔ بلکہ فرض اور واجب بھی ہو۔ تب بھی متولی کو حق نہیں کہ شرائط وقف کے خلاف زمین موقوفہ کو اس میں خرچ کرے۔ لہٰذا اس زمین میں جو مسجد یا کسی جائز کار ثواب کیلئے آمدنی حاصل کرنے کیواسطے وقف ہو۔ متولی کو حق نہیں کہ کسی شخص کیلئے قبر بنانے کی اجازت دیدے۔ صرح بہ عامۃ کتب الفقہ والفتاویٰ من الشامیۃ والعالمگیریۃ۔ (۲) قبر کا احترام اور حکم عام امور میں عام قبروں کی طرح ہوگا۔ البتہ صرف اتنا فرق ہوگا کہ متولی کو حق ہوگا کہ لاش کو احترام کیساتھ یہاں سے نکلوا کر دوسری جگہ احترام کے ساتھ دفن کرا دے۔ کما ہو حکم الارض المغصوبۃ صرح بہ فی عالمگیریۃ من الوقف۔ (۳) اگر اپس کی رضاء اور مصالحت سے کام نہ ہو سکے تو تولیت پر استغاثہ لازم ہے۔ (۴ و ۵) اگر فساد بین المسلمین کا قوی خطرہ ہو تو تخلیہ و تسویہ دونوں کو ترک کر دینا بھی جائز ہوگا۔ اور اگر تسویہ میں خطرہ نہ ہو تو اس کو اختیار کر لیا جائے۔ اور جو اس میں بھی خطرہ ہو تو یہی مناسب ہے کہ اتنے ایام تک چھوڑ دیا جاوے کہ خطرہ باقی نہ رہے۔ پھر آہستہ آہستہ برابر کر دیا جائے۔ کیونکہ فتنہ افساد بین المسلمین بہت سے مفاسد و معاصی پر مشتمل ہو جاتا ہے۔ اس لیئے دوسرے ادنیٰ گناہوں کو برداشت کیا جا سکتا ہے اذا ابتلی المرء ببلیتین فلیختر اہونہما۔ شرعی و عقلی قانون ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔ ؟۔

جو مسجد محض ضد اور اختلاف کیلئے بنائی۔ ۞ جاوے وہ مسجد ضرار کے مشابہ ہے۔ مگر بحکم مسجد ہے

سوال ۱۴۴ ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی ہذہ المسئلۃ کہ در قریہ اٹوک دریار مکان امید علی سرکار از زمانِ قدیم مسجدے است و اہلِ آن قریہ باتفاق یکدیگر علی الدوام در آں مسجد نماز بجماعت گذاردہ می آیند۔ اتفاقاً میاں امید علی سرکار و عبد اللہ سرکار کہ یکے از دو شاہان قریہ است۔ بوجہ امورِ دنیوی تنازع افتاد لہذا عبد اللہ سرکار مع چند کس از باشندگان ہماں قریہ جماعت دیگر مقرر کردہ مسجد جدید بنا نمودہ نماز می گذارند و ہر دو مسجد بالکل متقارب اند اکنوں بباعثِ بنا مسجد جدید در جماعت مسجد قدیم ضرر شدید و خللان عظیم افتادہ است۔ پس ایں شرع پرسیدہ می شود کہ مسجد جدید کہ باعثِ تفریق الجماعت و موجب اضرار و تخریب مسجد قدیم و علت نفاق بین المسلمین است بحکم مسجد ضرار خواہد شد یا نہ و در مسجد ضرار ادائے نماز جائز است یا نہ بعض علماء گویند چونکہ مقصود از بنا مسجد جدید تفریق الجماعت و اضرار و تخریب مسجد قدیم و نفاق بین المسلمین است لہذا بحکم مسجد ضرار خواہد شد۔ چنانچہ از دلائل مرقومہ ذیل مصرح می گردد۔ در تفسیر کشاف می نویسند کل مسجد بنی مباہاۃ او ریاءً او سمعۃ او لغرض سوی ابتغاء وجہ اللہ تعالیٰ او بمال غیر طیب فہو لاحق بمسجد الضرار وفی ایضاً عطاء لما فتح اللہ الامصار علی ید عمر رضی اللہ تعالیٰ امر المسلمین ان یبنوا المساجد وان لا یتخذوا فی المدینۃ مسجدین یضار احدہما صاحبہ وہکذا فی المدارک تحت قولہ تعالیٰ مسجداً ضراراً وکفراً وتفریقاً بین المسلمین وارصاداً لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنی واللہ یشہد انہم لکاذبون در مسجد ضرار ادائے نماز جائز نیست یعنی ممنوع است۔ چنانچہ قولہ تعالیٰ بر ممانعت ادائے نماز در مسجد ضرار مستدل است لا تقم فیہ ابداً قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لا تصل فیہ منع اللہ تعالیٰ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یصلی فی مسجد الضرار من مجموعۃ الفتاویٰ لمولانا عبد الحی رحمہم اللہ تعالیٰ ہکذا حکم الکتاب۔ اللہم بالصدق والصواب۔ ۞

الجواب۔ یہ دوسری مسجد جدید تمام احکام میں مسجد ہی ہے اس میں نماز پڑھنا بلا تامل جائز ہے اور جس طرح دوسری مساجد واجب التعظیم ہیں اسی طرح اسکی بھی حرمت و عظمت رکھنا ضروری ہے۔ دوسری مسجدوں میں اور اس میں کوئی فرق احکام میں نہیں۔ ہاں البتہ اگر اس کو بنانے والوں کی نیت تفریق جماعت مسلمین ہے تو بنانے والوں کو ثواب مسجد بنانے کا نہ ہوگا۔ لیکن محض اتنی بات سے اسکو مسجد ضرار نہیں کہہ سکتے۔ غایت یہ ہے کہ مسجد ضرار کے مشابہ کہا جائے اور مشابہت صرف اس میں ہوگی کہ بانی کی نیت ثواب کی نہیں۔ اور وہ مستحق ثواب نہیں۔ باقی احکام مسجدیت میں ضرار کے حکم میں ہرگز نہیں۔ کیونکہ مسجد ضرار کی تعریف خود قرآن مجید میں چار قیدوں کی ساتھ مذکور ہے۔ اول مسلمانوں کی جماعت کو ضرر پہنچانا۔ دوسرے کفر کی حمایت کرنا۔ تیسرے مسلمانوں میں تفریق ڈالنا۔ چوتھے خدا اور رسول کے خلاف جنگ کرنے والے کی امداد و اعانت کرنا۔ جس جگہ میں یہ چاروں وصف موجود

ہوں وہ بلاشبہ مسجد ضرار کے حکم میں ہے۔ اور اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ کیونکہ در حقیقت وہ مسجد ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ محض تلبیس کیلئے کفار اس کو مسجد کہنے لگتے ہیں۔ اور ظاہر ہو کہ جو جگہ کفر کی حمایت اور اعدائے خدا ورسول کی تربیت واعانت کیلئے بنائی گئی ہو اس کو مسجد کیسے کہا جا سکتا ہے۔ ؟

الغرض مسجد ضرار در حقیقت مسجد نہ تھی بلکہ کفار نے محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے اس کا نام مسجد رکھدیا تھا اس کا وہی حکم ہے جو قرآن میں مذکور ہے۔ یعنی لاتقم فیہ ابداً۔ اور جو مسجد کسی مسلمان نے نماز پڑھنے کیلئے بنائی ہو خواہ اس سے دوسری مسجد کی جماعت میں خلل بھی آتا ہو۔ ظاہر ہے کہ اس پر یہ تعریف مسجد ضرار کی صادق نہیں آتی۔ کیونکہ وہ نہ کفر کی حمایت کیلئے بنائی گئی اور نہ دشمنانِ خدا ورسول کی اعانت ومشورت کیلئے۔ البتہ تفریق اور ضرر اس میں بھی پایا گیا۔ اس لئے مسجد ضرار کی مشابہ ضرور ہو گئی۔ جس کی وجہ سے بنانے والے کو ثواب نہ ملا۔ لیکن احکام میں مسجد ہی کی رہی اور نماز پڑھنا اس میں بلا تامل جائز رہا۔ حضرت فاروق اعظم رضؓ کے فرمان کا یہی محمل ہے کہ مسلمان ایسی مسجد بنانے بچیں۔ لیکن اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اگر کوئی مسلمان اس طرح قریب بنا دے تو وہ مسجد بھی نہ ہوگی بلکہ مسجد ضرار کی طرح اس میں نماز جائز نہ ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ۔

سوال ۲۴۴ | حاملہ من الزنا کا نکاح

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک عورت کافرہ کا خاوند عرصہ دو سال کا ہوا وفات پاچکا تھا۔ اس عورت کو زنا کا حمل عرصہ چار ماہ کا ہے۔ اب وہ عورت مسلمان ہوگئی ایک مسلمان مرد سے اس عورت کا نکاح ایک امام صاحب نے بحوالہ کتاب بہشتی زیور ح ۴ ص ۵ کے مطابق کردیا۔ اب وہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب ۔ حاملہ من الزنا کا نکاح بحالتِ حمل جائز ہے۔ اور اگر نکاح اس شخص سے ہوا ہے تو اس کو وضع حمل سے پہلے وطی کرنا جائز ہے۔ البتہ اگر غیر زانی سے نکاح ہوا ہے تو مرد تا وضع حمل وطی کرنا جائز نہیں۔ درمختار میں ہے۔ وصح نکاح حبلیٰ من الزنا لا حبلیٰ من غیرہ وان حرم وطؤہا ودواعیہ حتی تضع لئلا یسقی ماءہ زرع غیرہ (فروع) لو نکحہا الزانی حل لہ وطؤہا اتفاقاً۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۳۴۴ | پیشاب پاخانے کے وقت قبلہ کی طرف رخ یا پشت کرنا جائز نہیں۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر بوقت حاجت ضروری منہ جانب بیت المقدس ہووے یا منہہ یا پشت بوقتِ حاجت ضروری جانب قبلہ ہووے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے ہر دو امور کی نسبت تحریر فرمایا جائے۔ ؟

الجواب ۔ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہہ یا پشت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ درمختار میں ہے کما کرہ تحریماً استقبال قبلۃ واستدبارہا لاجل بول او غائط الخ۔ اور حدیث میں ہے۔ اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلۃ ولا تستدبروہا الحدیث۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد شفیع عفرلہ۔ ؟

مقروض مفلس کو قربانی کی بجائے ادائے قرض
کرنا بہتر ہے لیکن اگر قربانی کرے تو ثواب ملیگا

سوال ۴۴۴ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انسان کو قربانی کس حالت میں جائز ہے اگر مقروض بھی ہے ۔ اور خواہش دلی رکھتا ہو کہ میں قرضہ بھی لیکر قربانی دوں تو اس کو جائز ہے یا نہیں اور اس کے ثواب کا حقدار ہے یا نہیں ۔ اگر کسی نے قربانیاں دی ہیں کیا قربانی دینے والا ثواب کا حقدار ہے یا اسکے اقربا بھی ثواب کا حصہ لے سکتے ہیں ۔

الجواب ۔ جو شخص مالک نصاب ہو یعنی باون روپیہ نقد یا اسقدر روپیہ کا سامان جو حاجات اصلیہ سے زائد ہو اس کا مالک ہو تو اس پر قربانی کرنا واجب بعد ضروری ہے اور اگر اسقدر سامان یا نقد نہ ہو تو ضروری نہیں اور جو شخص مقروض ہو اس کو قرض ادا کرنے کی فکر چاہیے قربانی نہ کرے ۔ لیکن اگر کرلی تو ثواب ہو گا ۔ کذا عرفت من القواعد الفقہیہ ۔ فقط سبحانہ واللہ تعالیٰ اعلم

ممبری کیلئے ووٹ دینے کا حکم

سوال ۴۴۵ ۔ زمانہ الکشن میں جس کی طرف سے ووٹ دیا جاتا ہے اس سے روپیہ کافی مقدار میں وصول کرتے ہیں ۔ اور کہدیتے ہیں کہ اگر ہم کو اسقدر روپیہ دوگے تو تمہاری طرف سے ووٹ دینگے ۔ یہ روپیہ لینا جائز یا نہیں ۔

الجواب ۔ روپیہ لینا اور دینا دونوں حرام اور رشوت ہیں تفصیل کیلئے پہلے ممبری اور ووٹ کی حقیقت از روئے شرع سمجھ لینی چاہیئے اس کے ساتھ اس کے احکام خود معلوم ہو جائینگے ممبر خواہ میونسپل بورڈ کا ہو یا کونسل و اسمبلی کا وہ ایک جماعت کا وکیل ہے کہ اس کی خیر و شر کو پہچان کر عاقل کیا مینے یا مجالس مشاورت میں پیش کرے اور ووٹ رائے دینے کا مطلب ہے کہ آپ اس کی وکالت تسلیم کرتے ہیں ۔ اب روئے شرع ممبر اور ممبری کی رائے دینے والوں پر علیحدہ علیحدہ کچھ شرائط عاید ہوتے ہیں مثلاً ممبر کا پہلا فرض یہ ہے کہ محض خوشامد یا لالچ یا جبر اور دباؤ سے اپنے آپ کو وکیل قوم نہ بنائے بلکہ اگر فی الواقع یہ شخص اہل ہو ۔ اور لوگ بھی اس کی ممبری پر راضی ہوں تو ممبر بنے ورنہ نہیں ۔ اسی طرح رائے دینے والوں کا بھی پہلا فرض یہ ہے کہ جبر و اکراہ سے مغلوب ہو کر لالچ و طمع میں آکر رائے کسی کے حق میں نہ دیں بلکہ اہل کو تلاش کریں ۔ اور اگر نامزد لوگوں میں سے کوئی بھی اہل نہ ہو تو اپنی رائے کو محفوظ رکھیں ۔ کسی حق میں رائے نہ دیں ۔ اور اہل کا مطلب یہ ہے کہ چند امور اس میں ضرور موجود ہوں ۔ (۱) دیانتدار اور نیک ہو ۔ (۲) سمجھدار معاملہ شناس ہو (۳) اپنی رائے کو آزادی کے ساتھ مجلس میں پیش کر سکتا ہو ۔ (۴) رفاہ عام کی پوری کوشش کرنے والا ہو ۔ لوگوں پر معاملات میں ظلم نہ کرتا ہو ۔

پس جو شخص شرائط مذکورہ کیخلاف کسی شخص کو رائے دیتا ہے وہ خیانت کرتا ہے ۔ تو ایک گناہ تو خیانت کا ہوا اور اگر کچھ روپیہ لیکر یہ خیانت کی ہے تو دوسرا گناہ اس کا ہوا کیونکہ یہ

یہ روپیہ محض رشوت ہے جس کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بیسوں کی بیع سلم جائز ہے۔ | **سوال ۴۴۶** بیع سلم در فلوس نافقہ جائز است یا نہ۔

الجواب۔ صحیح مختار ہمیں است کہ بیع سلم در فلوس جائز است اما نزد شیخین پس خوانی نیست کہ اوشاں فلوس رائجہ را ثمن قرار نہ دادند بلکہ منجملہ متاع و عروض شمرند ہمیں وجہ بیع الفلس بالفلسین تجویز فرمودند صرح بہ فی الہدایہ والدر المختار ورد الشامی من باب الربوا۔ و امام نزد امام محمد رح پس اگرچہ فلوس در معاملات ربو بہ نزد اوشاں بحکم ثمن اند و بیع الفلس بالفلسین مثل بیع الدرہم بالدرہمین شمردہ نا جائز گفتہ اند لکن در باب سلم اوشاں نیز حسب روایت توبہ موافقت شیخین افتیار فرمودہ اند۔ پس سلم در فلوس رائجہ باتفاق ائمہ ثلثہ جائز است ذلک لما فی الشامیۃ وفیہ قلنا محمد المنع بیع الفلس بالفلسین الا ان ظاہر الراویۃ عنہ کقولہما وبیان الفرق فی النہر وغیرہ شامی ص۱۵۴ ج۴ فی المجرد ظاہر الروایۃ عن الکل الجواز واذا بطلت ثمنیتہا لا یخرج عن العدۃ الخ بحر الرائق ص۱۶۸ ج۶ فقط۔

چند بدعات مروجہ کی تحقیق۔ | **سوال ۴۴۷** گرد انیدن قرآن شریف بر جنازہ طریق مسنون ہے یا نہیں۔ (۲) روٹی سامنے رکھکر فاتحہ پڑھنا سنت ہے یا بدعت۔ (۳) قبر پر جمعرات تک حفاظ کا بٹھانا کہ حساب سے بچ جاوے۔ (۴) ختم قرآن شریف پڑھکر اجرت لینا۔ (۵) چالیسواں کرنا اور عرس مروجہ اور جمعرات کا روز چہلم تک دعا کیلئے خاص کرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب۔ بے اصل ہے اور اس سے صوم وصلوٰۃ فائتہ جو بذمہ میت ہوں ادا نہیں ہوتی (۲) یہ بھی بدعت اور بے اصل ہے اس کی اصل شریعت میں نہیں ہے۔ کما قال مولانا عبد الحی لکھنوی رح فی مجموعۃ الفتاوی فی جلد اول ص۔ (۳) یہ بھی بدعت ہے اور کچھ نفع اس تخصیص سے نہیں ہوتا اور قبور پر اس طریق سے قرآن پڑھنے کو فقہا نے مکروہ فرمایا ہے کما قال فی شرح الفقہ الاکبر ثم القراءۃ عند القبور مکروہ عند ابی حنیفۃ ومالک واحمد فی روایۃ رحمہم اللہ تعالیٰ الخ۔ (۴) قرآۃ قرآن پر اجرت لینا جائز نہیں۔ اور اجرت لیکر قرآن شریف پڑھنے سے نہ قاری کو ثواب ہوتا ہے نہ میت کو ثواب پہنچتا ہے قال تاج الشریعۃ فی شرح الہدایہ ان القرآن بالاجرۃ لا یستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری وقال العینی فی شرح الہدایہ ویمنع القاری للدنیا والآخذ والمعطی آثمان فالحاصل ان ما شاع فی زماننا من قرآۃ الاجزاء بالاجرۃ لا یجوز لان فیہ الامر بالقرآۃ واعطاء الثواب للآمر والقراءۃ لاجل المال فاذا لم یکن للقاری ثواب لعدم النیۃ الصحیحۃ فاین یصل الثواب الی المستاجر ولولا الاجرۃ ما قرأ احد لاحد فی ہذا الزمان بل جعلوا القرآن العظیم مکسبا ووسیلۃ الی جمع الدنیا انا للہ وانا الیہ راجعون شامی باب الاستیجار علی الطاعات۔ (۵) یہ جملہ رسوم بدعت اور ممنوع ہیں اگر میت کو ایصال ثواب کرنا مقصود ہو تو بلا تعیین وتخصیص جو کچھ میسر ہو فقراء کو حنفیہ

طور سے دیدیے ہوئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد۔

قیدی کی بیوی کا حکم۔ **سوال ۸لم لم۔** زید کا نکاح ہندہ سے ہوا کچھ عرصہ سے دونوں میں نا اتفاقی ہو گئی اتفاقاً سرقہ کے الزام میں زید کو تین سال سزائے قید ہو گئی۔ زید کا کوئی عزیز یا دوست نہیں ہے جو ہندہ اور اس کے بچوں کا کفیل ہو۔ نہ زید کی کوئی جائداد ہے۔ جس سے گذر اوقات ہندہ کی ہو سکے ہندہ کی گذر اوقات کا کوئی ذریعہ نہیں۔ اب ہندہ کی خواہش ہے کہ زید سے اس کا نکاح فسخ کرا دیا جائے۔ تو حاکم وقت کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں۔

الجواب۔ بہتر تو یہ ہے کہ کسی طرح بذریعہ خط وکتابت یا خود مل ملا کر خاوند سے طلاق حاصل کر لی جائے ویسے اگر طلاق نہ دے تو خلع کرا یا جائے کچھ لالچ دلا کر مثلاً یہ کہ عورت اپنا مہر معاف کر دے اور وہ طلاق دیدے اور اگر یہ صورت ممکن نہ ہو اور زید کی ملک میں کوئی جائداد مکان وسامان وغیرہ بھی ایسا نہ ہو جس کو فروخت کر کے اس کی بیوی اپنا گذر اوقات کر سکے پھر کسی مسلمان کی عدالت میں اپنا معاملہ پیش کرے وہ حاکم اس قیدی کو مجبور کرے کہ بیوی کے نفقہ کا کوئی انتظام بتلا ورنہ اس کو طلاق دے اب اگر وہ دونوں صورتیں نہ کرے تو پھر یہ حاکم خود طلاق کا حکم کر دے گا۔ حاکم کا یہ حکم قائم مقام طلاق کے ہو جائے گا۔ بشرطیکہ حاکم مسلمان ہوں۔ وہذا فی الاصل مذہب الامام مالک الا ان علماءنا الحنفیۃ افتوا علیہ لمکان الضرورۃ الشدیدۃ وقد ذکر العلامۃ الشامی فی باب النفقۃ ما یقارب ما قلنا غیر انہ ذکر حکم دار السلام والذی ذکرنا حکم دار الحرب۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسجد کے چراغ کے متعلق چند مسائل۔ **سوال ۹لم لم۔** اگر مسجد میں ایک ہی چراغ ہو تو وہ وقت نماز عشاء جبکہ جماعت صحن مسجد میں ہو رہی ہو تو باہر صحن مسجد میں رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

(۲) نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد اگر مسجد کا چراغ گل کر دیا جائے تو کوئی گناہ تو نہیں۔

الجواب۔ صحن مسجد میں چراغ رکھنا بلا تامل جائز ہے۔ البتہ مسجد سے باہر لیجانا اپنی ضرورت کیلئے کسی نمازی یا متولی کو استعمال کرنا جائز نہیں۔ قال فی سبحہ کتاب الوقف فی احکام المسجد ولیس لمتولی المسجد ان یحمل سراج المسجد الی بیتہ الخ۔

(۲) نماز عشاء کے بعد مسجد کا چراغ گل کر دینا چاہیے۔ کیونکہ بلا شرط واقف تمام رات چراغ جلانا عام مساجد میں جائز نہیں۔ ولا باس بان یترک سراج المسجد فیہ من المغرب الی وقت العشاء ولا یجوز ان یترک فیہ کل اللیل الا فی موضع جرت العادۃ فیہ ذلک کمسجد بیت المقدس ومسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمسجد الحرام او شرط الواقف ترکہ فیہ کل اللیل الخ۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔۔۔۔ کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

اشارہ بالسبابہ کی تحقیق :

سوال ۱۵۰ . رفع سبابہ کا مفتی کیا حکم ہے . کہتے ہیں کہ اشارہ کی احادیث بقسم احاد ہیں یا یہ صحیح ہے یا نہیں :

الجواب . اشارہ بالسبابہ سنت ہے اور شارح منیہ نے النفی کے قول کو خلاف درایت و روایت ہونا لکھا ہے . والمراد من العقد المذکور فی روایۃ ضم العقد عند الاشارۃ الی ان قال واشارہ باصبعہ انتہی الی الابہام الخ . کبیری ص ۲۸۳ اور جو النعت کرنے والے کا سجدہ شکر پر قیاس کرنا نادانی کی دلیل ہے اور اشارہ کا ثبوت احادیث صحیحہ سے ہے جیسا کہ روایت کبیری میں مذکور ہے عن کثیر من المشائخ لا یشیر اصلا وصحیح فی الخلاصۃ وہو خلاف الدرایۃ والروایۃ اما الدرایۃ فلما تقدم فی الحدیث الصحیح ولا محل لہ الا الاشارۃ واما الروایۃ فعن محمد رح ان ما ذکرہ فی کیفیۃ الاشارۃ وہو قولہ وقول ابی حنیفۃ رح ذکرہ فی النہایۃ وغیرہا قال نجم الدین الزاہدی لما اتفقت الروایات عن اصحابنا جمیعاً فی کونہا سنۃ وکذا عن الکوفیین والمدنیین وکثرت الاخبار والآثار کان العمل بہا اولی الخ . ان عبارات سے آپ کے شبہات کا جواب ہو گیا . فقط

قصہ ہاروت ماروت کی تحقیق :

سوال ۱۵۱ . ہاروت ماروت کے قصے کا بعض لوگ وغیرہ نے انکار کیا ہے . مگر سر امیر علی صاحب نے تفسیر مواہب الرحمن حافظ ابن حجر وغیرہ سے باسانید ثابت کیا ہے تو انکار صحیح ہے یا ثبوت . ؟

الجواب . قصہ ہاروت ماروت کا تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں بہت مفصل لکھا ہے مگر یہ سب اسرائیلی روایات سے لکھا گیا ہے . نیچے کی سندیں اگرچہ قوی بھی ہیں مگر منتہائے سند سب کا اسرائیلی روایات پر ہوتا ہے . جن کا حکم یہ ہے کہ نہ ان کی تصدیق کی جاوے نہ تکذیب . الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اس قصہ کا ثبوت کسی روایت میں ہے یا نہیں . اور اسرائیلی روایات تو صحاح ان کا اعتبار نہیں . فقط واللہ تعالیٰ اعلم :

سجدۂ سہو کی تحقیق :

سوال ۱۵۲ . سلام سجدۂ سہو کا اکثر فقہاء نے ایک طرف لکھا ہے مگر بعض علماء نے دونوں طرف سلام پھیر کو ترجیح دی ہے کونسا قول راجح ہے . ؟

الجواب . درمختار میں ہے یجب لہ بعد سلام واحد عن یمینہ فقط لانہ المعہود وبہ یحصل التحلیل وہو الاصح بحر عن المجتبی الخ . اور شامی میں ہے (قولہ وہو الاصح) ہذا قول الجمہور منہم شیخ الاسلام وفخر الاسلام وقال فی الکافی انہ الصواب وعلیہ الجمہور والیہ اشار فی الاصل اھ وقیل یاتی بالتسلیمتین وصححہ فی الہدایۃ واختارہ شمس الائمۃ وصدر الاسلام اخی فخر الاسلام الخ وفی الحلیۃ اختار الکرخی وفخر الاسلام وشیخ الاسلام وصاحب الایضاح ان یسلم تسلیمۃ واحدۃ ونص فی المحیط علی انہ الاصوب وفی الکافی علی انہ الصواب الخ . ان عبارات سے معلوم ہوا کہ ترجیح ایک طرف سلام پھیرنے کو ہے . فقط . ؟

شیعہ نے دہوکہ دیکر سنی لڑکی سے نکاح کرلیا تو اس کا کیا حکم ہے۔؟

سوال ۴۵۳۔ زید سنی کی لڑکی دہوکہ سے عمر شیعہ اپنے نکاح میں لایا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔ اور عمر جنازہ زید کو کاندہا دے سکتا ہے یا نہیں۔ عمر زید کے قبرستان میں مردہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگر عمر نے اپنے آپ کو مثلاً سنی حنفی ظاہر کرکے زید کو دہوکہ دیکر اپنا نکاح زید کی لڑکی سے کرلیا اور درواقع میں عمر شیعہ ہے تو اس صورت میں عورت اور اس کے اولیاء کو فسخ نکاح کا حق شرعاً حاصل ہے در مختار میں ہو۔ وافاد البہنسی انہ لو تزوجہ علی انہ حر او سنی او قادر علی المہر والنفقۃ فبان بخلافہ الخ کان لہا الخیار الخ اور عمر زید کے جنازہ کو کاندہا دے سکتا ہے اور عمر کو زید کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز ہے۔ اس قسم کے امور میں جھگڑا فساد کرنا نہیں چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سنی لڑکی کو دہوکہ دیکر شیعہ نے نکاح کرلیا اسکا مفصل شرعی حکم۔؟

سوال ۴۵۴۔ ایک نابالغہ لڑکی کا عقد ایک شخص سے کردیا جس کے متعلق اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ شیعہ ہے بلکہ ناکح نے اپنے مذہب کو قصداً مخفی رکھا بعد رخصت جب لڑکی کی والدہ اس کو لینے کیلئے گئی تو معلوم ہوا کہ وہ شیعہ ہے۔ اور وہ لڑکی کو تبدیل مذہب پر مجبور کرتا ہے۔ آیا لڑکی کا نکاح اس شیعہ کے ساتھ جائز ہوا یا نہیں۔ اور وہ بغیر طلاق دیے ہوئے دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار من الکفاءۃ الا اذا اشترطوا الکفاءۃ او اخبرہم بہا وقت العقد فزوجوہا علی ذلک ثم ظہر انہ غیر کفو کان لہم الخیار والولوالجیۃ فلیحفظ وایضاً فی الدر المختار قبیل باب العقد لو تزوجتہ علی انہ حر او سنی او قادر علی المہر والنفقۃ فبان بخلافہ الی قولہ کان لہا الخیار فلیحفظ قال الشامی فی باب الکفاءۃ عن النوازل لو زوج بنتہ الصغیرۃ ممن ینکر انہ یشرب المسکر فاذا ہو مدمن لہ وقالت بعد ما کبرت لا ارضی بالنکاح ان لم یکن یعرفہ الاب بشربہ وکان غلبۃ اہل بیتہ صالحین فالنکاح باطل لانہ انما زوج علی ظن انہ کفو اھ خلاصۃ لما ظنہ المقدسی من اثبات المخالفۃ بینہما کما نبہ علیہ الخیر الرملی قلت ولعل وجہ الفرق ان الاب یصح تزویجہ الصغیرۃ من غیر کفو لمزید شفقتہ وانما ترک الکفاءۃ لمصلحۃ تزید علیہا وہذا انما یصح اذا علمہ غیر کفو اما اذا لم یعلمہ ثم یظہر منہ انہ زوجہ للمصلحۃ المذکورۃ کما اذا کان الاب ماجناً او سکران لکن کان الظاہر ان یقال لا یصح العقد اصلا کما فی الاب الماجن والسکران مع ان المصرح بہ ان لہا الابطال بعد البلوغ وہو فرع صحتہ فلیتأمل انتہی کلام الشامی ۔۔۔ قلت وقد صرح فی الخلاصۃ بالبطلان حیث قال ان لم یعرف الاب بشرب الخمر وغالب اہل بیتہ صالحون فالنکاح باطل خلاصۃ الفتاوی باب الکفاءۃ ص۱۳ ج ۲)

حاصل جواب بناءً علی العبارات المذکورہ یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں نکاح منعقد ہے یا نہیں ہو الوجوہ ذیل ہے۔ ایک کثیر جماعت علماء اس طرف گئی ہے کہ مطلقاً سنی عورت کا نکاح شیعہ مرد کے

ساتھ کسی حال منعقد نہیں ہوتا اگرچہ اس کا شیعہ ہونا بوقت نکاح ظاہر بھی ہو۔ اور اس لئے کہ آجکل شیعہ عموماً وہ لوگ ہیں جو قطعیات اسلام کا انکار کرتے ہیں۔ مثلاً صدیقہ عائشہ پر تہمت لگاتے ہیں۔ یا تحریف قرآن وغیرہ کے قائل ہیں اور اس عقیدہ کے لوگ باجماع امت کافر ہیں۔ البتہ جو شیعہ قطعیات کے منکر نہیں۔ ان کے بارہ میں احوط یہی ہے کہ کفر کا حکم نہ کیا جائے۔ ؏

(۲) اگر فرض کیا جائے کہ یہ شیعہ جو صاحب واقعہ ہے قطعیات کا منکر بھی نہ ہو تب بھی باجماع امت فاسق ضرور ہے اور فاسق مرد عورت صالحہ بنت صالح کا کفو نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا شیعہ مرد سنی عورت کا کفو نہیں ہو سکتا۔ اور عبارات مذکورہ سے واضح ہو گیا کہ اگر کوئی غیر کفو کا آدمی عورت یا اس کے اولیا کو دھوکہ دیکر اپنے آپ کو اس کا ظاہر کرے۔ اور بعد میں اس کے خلاف نکلے تو سرے سے نکاح ہی منعقد نہ ہو گا (علی المختار عند الشامی و صاحب الخلاصۃ۔ ؏

لہٰذا نکاح مذکور منعقد نہیں ہوا۔ بنا ءً علیہ عورت کو اختیار ہے کہ بالفعل بغیر کسی فسخ وغیرہ کرانے کے دوسری جگہ نکاح کر لے لیکن بہتر یہ ہے کہ احتیاط پر عمل کرے اور محلہ کے مقتدر لوگوں کی پنچایت جمع کر کے پنچایت کی عدالت سے اس کا حکم حاصل کرے۔ اور حاکم وقت سے حکم حاصل کرے تو قانونی زد سے بھی بچ جائے گی۔ لیکن اصل حکم شرعی ان دونوں پر موقوف نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ؏

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضلات کی طہارت کے متعلق تحقیق۔ ؏

سوال ۵۵لم ۔ مسئلہ اس بارہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز پاک ہے۔ جواب لکھا ہوا آیا تھا اور جواب میں طہارت کے اقوال نقل تھے۔ جیسا کہ شامی کتاب الطہارۃ میں لکھا ہے۔ اس پر حضرت مفتی صاحب نے عبارت ذیل لکھی مسئلہ زیر بحث میں مشائخ کے اقوال اور دلائل و آثار مختلف ہیں۔ حوالات مندرجہ جواب سے طہارۃ کا ثبوت ہوتا ہے۔ اور ملا قاری رحمہ نے شرح شفاء میں طہارت تمام دلائل کو رد فرمایا ہے بہرحال مسئلہ نہ اعتقادیات میں سے ہے نہ حلال و حرام میں سے۔ اس لئے زیادہ کاوش کی حاجت نہیں۔ دونوں طرف گنجائش ہے۔ فقط۔ ؏

غلطی سے غیر کفو میں نکاح ہو جانے کے احکام

سوال ۵۶لم ۔ اگر کوئی شخص اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح کسی شخص سے اس خیال سے کر دے کہ وہ شخص اس کا کفو ہے اور لڑکی شوہر کے یہاں چلی جائے لیکن جب بوقت بلوغ لڑکی یہ معلوم ہوا کہ شوہر اس کا کفو نہیں۔ اور علم ہوتے ہی لڑکی اس امر کا اعلان کر دے کہ وہ اس کی زوجیت میں رہنا نہیں چاہتی لیکن اس ساتھ جبراً چند مرتبہ خلوت کی جائے تو کیا وہ اس نکاح کو فسخ کرا سکتی ہے ؏۔

الجواب ۔ اگر واقعہ مندرجہ سوال صحیح ہے اور فی الواقع یہ شوہر اس لڑکی کا کفو نہیں اس کے والد کو بوقت نکاح اس کا غیر کفو ہونا معلوم نہ تھا اور اس شخص نے دھوکہ سے اپنے

باپ کو لڑکی کا کفو ہونا ظاہر کیا تھا تو حکم شرعی یہ ہے کہ اس لڑکی کو فسخ نکاح کا اختیار شرعاً حاصل ہے بلکہ نکاح ایسے سکل باطل ہے لڑکی اور اس کے اولیاء کو چاہیئے کہ دوسری جگہ نکاح کر دیں۔ اور احتیاط اس میں ہے کہ کسی مسلم کی عدالت سے یا مسلمانوں کی معتمد جماعت کی تفریق وعدم صحت تزویج کا حکم حاصل کر لیا جائے۔ لما فی الشامی عن النوازل لو زوج بنتہ الصغیرۃ ممن ینکر انہ یشرب المسکر فاذا ہو مدمن لہ وقالت بعد ما کبرت لا ارضی بالنکاح ان لم یکن یعرفہ الاب بشربہ وکان غلبۃ اہل بیتہ صالحین فالنکاح باطل لانہ زوج علی ظن انہ کفو اھ الی قولہ ولعل وجہ الفرق ان الاب انما یزوج الصغیرۃ من غیر الکفو لمزید شفقتہ وانہ ترک الکفاءۃ لمصلحۃ تزید علیہا وہذا انما یکون اذا علم بعدم الکفاءۃ اما اذا لم یعلم فلم یظہر منہ وجود المصلحۃ المذکورۃ کما اذا کان الاب ماجنا او سکران لکن کان الظاہر ان یقال ان العقد صحیح کما فی الاب الماجن والسکران مع ان المصرح بہ ان لہا ابطالہ بعد البلوغ وہو ظاہر صحتہ شامی باب الکفاءۃ جلد سوم مجتبائی ثالث وصرح بالبطلان فی الخلاصۃ من الکفاءۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مذبہ قابل وطی نہیں تو طلاق۔	**سوال ۵۷۹**۔ ایک عورت سولہ سالہ نے ایک شخص سے نکاح کیا بعد میں معلوم ہوا کہ عورت

ایسی میں نصف مہر واجب ہوگا۔ قابل وطی نہیں ہے۔ اگر مرد عورت کو طلاق دے تو عورت مذکورہ مستحق مہر ہے یا نہیں؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار ولا تخیر احد الزوجین بعیب الآخر ولو فاحشاً کجنون وجذام وبرص ورتق وقرن وفی الشامی تحت قولہ ورتق بالتحریک انسداد محل الذکر ثم قال فی الدر المختار ولو شق رتق امتہ ولہ تزویجہا ولو جبرا فالظاہر نعم لان تسلیم الواجب علیہا لا یمکنہ بدونہ شامی مجتبائی ص۵۹۵ ج ۲۔

اس عبارت فقہی سے معلوم ہوا کہ زوجہ میں عیب مذکور ہونے سے نکاح میں کوئی خلل آیا اور نہ خیار فسخ حاصل ہوا۔ ہاں زوج کو یہ ہر وقت اختیار ہے کہ جب چاہے طلاق دیدے اور مہر ادا کرنا پڑے گا۔ البتہ بجائے کامل مہر کے نصف مہر ساقط ہو جائے گا نصف ادا کرنا ہوگا۔ لقولہ تعالیٰ فنصف ما فرضتم۔ الآیہ اور وجہ یہ کہ عیب مذکور مانع وطی ہے اس وجہ سے خلوت ہو جانے سے خلوت صحیحہ نہ ہوئی۔ لما فی الدر المختار فی ذکر الموانع ومن الحسی رتق وقرن وعفل لحم فی الفرج۔ خلاصہ یہ کہ صورت مذکورہ میں نصف مہر واجب ہوگا۔ فقط

راگ مزامیر وغیرہ کا حکم۔	**سوال ۵۸۰**۔ زید گانا کراتا ہے اور لوگوں کو ترغیب دیتا ہے اور

کہتا ہے کہ گانا کرانے اور سننے سے بلا بنا پر فسق واقع نہیں ہوتی۔ (۲) شاہ اسحاق صاحب دہلوی نے مسئلہ اربعین میں نقل کیا ہے۔ من سمع الغناء من المغنی او من غیر المغنی او یری فعلاً من الحرام فحسن ذلک باعتقاد او بغیر اعتقاد یکفر مرتد فی الحال الخ۔

اس عبارت کا مطلب یہ ہے (۳) زید کہتا ہے کہ ہم نے سنا ہے مسود حرام ہی سمجھ کر کرتے تھے۔ اور گانا وغیرہ حرام ہی سمجھ کر سنتے ہیں۔ اور کراتے ہیں اس صورت میں کیا حکم ہوگا؟

الجواب در مختار کتاب الحظر والاباحۃ میں ہے، وفی السراج ودلت المسئلۃ ان الملاہی

كلما احراهه ويدخل عليهم بلا اذنهم لانكار المنكر قال ابن مسعود صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات قلت وفي البزازية استماع صوت الملاهي كضرب قصب و نحوه حرام لقوله عليه الصلاة والسلام استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر اي بالنعمة فصرف الجوارح الى غير ما خلق لاجله كفر بالنعمة لا شكر فالواجب كل الواجب ان يجتنب كي لا يسمع لما روي انه عليه الصلوٰة والسلام ادخل اصبعه في اذنه عند سماعه الخ ؕ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ گانا سننا اور کرنا حرام ہے اور فسق و فجور ہے لیکن کفر نہیں ہے۔ اور اسکا ارتکاب سے مسلمان اسلام سے خارج نہیں ہوتا اور اسکی زوجہ اس کے نکاح سے خارج نہیں ہوتی البتہ جو شخص حرام کو حلال سمجھکر کرے اور اس کو بجائے حرام سمجھنے کے اچھا سمجھے اور تحسین کرے تو یہ موجب کفر و ارتداد ہے۔ حضرت شاہ اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا یہی مطلب ہے۔

(۳) یہ شخص فاجر اور حرام کا مرتکب ہوگا۔ مگر کافر و مرتد نہ ہوگا۔ اور اسکی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات طیبہ بطرز ناول لکھنا بے ادبی ہے ؕ

سوال ۵۹ لم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک کتاب مسمی با عتقاد محمود بطرز ناول لکھی ہے جس میں سیرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مجمل طور سے دنیا پیدائش سے لیکر وصال تک لکھا اور اس میں ذات گرامی حضور اکرام صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظ محمود اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لفظ خلیل تعبیر کیا لیکن کسی جگہ محمود کے ساتھ کسی تعظیمی لفظ کا استعمال نہیں کیا گیا۔ صرف لفظ محمود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کیلئے لایا گیا ہے اور ساری کتاب میں محمود و خلیل کو ایک عام انسانوں کی طرح ذکر کیا گیا ہے۔ اور جس طرح کہ ناول میں انسان کے فرضی یا اصلی واقعات بیان کئے جاتے ہیں اسی طرح کتاب مذکورہ میں بے سروپا واقعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منسوب کئے گئے ہیں۔ اور نہایت بے ادبی کیساتھ مثل عام لوگوں کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے اسمی گرامی درج کئے ہیں۔ جیسے عمر وغیرہ۔ حالانکہ خود مصنف نے اپنے نام کیساتھ کتاب کے سرورق پر حسب ذیل القاب تحریر کئے ہیں۔ از نتیجہ قلم حقیقت رقم لسان الصحافہ عزیز الشعراء ... حضرت مولوی حافظ محمد یوسف علی ... صاحب عزیز اسعدی سابق ناظم دینیات۔ جواب دریافت طلب حسب ذیل امور ہیں۔ (۱) کیا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ کو کسی لکھے نام کیساتھ مختص کرکے بلا کسی تعظیمی لفظ کے بار بار لکھنا جائز ہے یا نہیں۔ (۲) کیا سیرت نبوی کو فرضی قصہ کے طرز پر ترتیب دینا خلاف روایات صحیحہ جائز ہے۔ (۳) نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب کوئی لفظ یا کلام طویل منسوب کرنا جس کا ثبوت کتب سیرت میں نہ ہو جائز ہے؟ (۴) کیا کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی جانب کوئی فلسفی تقریر کرنا اگرچہ وہ اثبات وحدانیت کے لیے کیوں نہ ہو جائز ہے؟ (۵) کیا کتاب مذکورہ کی تعلیم بچوں کو دینا جائز ہے۔ (۶) کیا اسلام نے اعتقاد فرض کی تعلیم دی ہے یا اعتقاد عمل ... کی کتاب مذکورہ کا

اقتباس درج ذیل ہے ص۱۱ ڈیڑھ سال گذرا تو محمود کا ہوش گوش کچھ اور ہی ہوگئے تھے ایک دن سونے سے پہلے وہ سلیم الفطرت بچہ اپنے دادا سے اپنی ماں کو پوچھنے لگا اور وہی معمولی جواب سنکر اس نے دریافت کیا ابا اللہ کہاں ہے شفیق دادا چمکار کر اپنی جان عبدالمطلب وہ سب جگہ ہے محمود (بھولے بھولے منہ سے) دادا ابا وہ نظر تو نہیں آتا خواجہ عبدالمطلب (تعجب اور خوشی سے) ہاں بیٹا دیکھو گا۔ ہوا ابھی تو نظر نہیں آتی۔ اللہ ہوا چلانے والا ہے۔ پھر وہ کیونکر نظر آئے۔ محمود اچھا ابا اللہ کا گھر کہاں ہے۔ ص۱۵ چچا کی یہاں محمود دو چار دن چپ چاپ رہا اور پھر اس نے اپنی شفیق چچی سے اماں بی میں دن بھر گھر میں یوں خالی ٹھالی بیٹھا کیا اچھا لگتا ہوں۔ آپ چچا جان سے پوچھ دیں تو یہ بھیڑ بکریاں ہی چرالایا کروں۔ ص۱۶ محمود کی بے مثال ادراک دماغ اور بے نظیر حساس طبیعت نے سال بھر کی متواتر موسمی شاہد دل میں تدریج ارتقاء کا مسئلہ پالیا۔ ص۸ محمود میاں خلیل ہمارے شہر میں جو یہ ظلم اور خونریزی ایک مدت سے چلی آتی ہے۔ آخر بھی یہ کب تک کبھی اس کمبخت کا انسداد بھی ہوتا ہے خلیل صاحب کیا کہوں جب سے والد صاحب قبلہ آنکھوں سے معذور ہوئے ہیں اور خون بہا کے مقدمہ میں میرے پاس آنے لگے ہیں۔ انہیں دیکھ دیکھ کر جو مجھ پر گذرتی ہے میرا ہی دل جانتا ہے محمود تو پھر تم اپنے پاؤں پر کیوں نہیں کھڑے ہوتے۔ ارے بھائی اور ملکوں کی الٹا بات دیکھ رہے ہو یا نہیں آج آدمی بہت کچھ ہی کرتے ہیں۔ بھائی بھیڑ چال ہمیں پسند نہیں۔ ص۲۰۔ محمود (کفار سے خطاب) حضرت آپ میں اکثر بزرگ نیک نفس تجربہ کار بھی ہیں میں نے جب ہوش سنبھالا ہے اتنی سی عمر میں یہ اندازہ کرلیا ہے کہ بقول میرے دادا مرحوم صاحب کے انسان جس کام میں پڑجاتا ہے پورا کرکے رہتا ہے۔ ص۲۲ محمود کو اپنے نفس پر بھروسہ تھا اور اپنی عقل خداداد سے برابر قوم کی رہنمائی کرتا رہتا تھا ص۱۰۱ خلاصہ صفیہ (محمود کی پھوپی) کو اپنا قول جو خود ابو عبداللہ کی انتقال کے وقت رسمی طور سے نکل چکا تھا یاد آیا تھا اے ہے بچہ باپ پر بھاری ہے ۱۴ درج کی بعد جب محمود مدینہ پہنچا تو اس کی عمر تریسٹھ برس کی ہوچکی تھی وہ اپنے حواس کی قوت اعتقاد کی برکت اور اخلاق کا ثمرہ پاچکا تھا۔ الغرض ساری کتاب اسی قسم کی طرز کلام سے بھری ہوئی ہے۔

(۴) زید نے ایک کتاب مسمی اعتقاد محمود لکھی اور وہ ناول کی طرز پر ہے اور آپ کے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر جو سب سے اشہر ہے محمود اور خلیل سے مکالمہ شروع کیا ہے محمود سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات لی ہے اور خلیل سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مراد لیا ہے۔ کتاب کو من اولہ الی آخرہ دیکھا گیا محمود کا نام پر نہ تو صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ کنایۃً اور نہ صراحۃً موجود ہے ص۳ شرح کتاب کو اس طور سے کیا جاتا ہے اللہ کی شان ابھی محمود ماں کے پیٹ ہی میں تھا کہ باپ کو تجارت کی راہ میں آخرت کا سفر پیش آگیا جوان بیوہ کو یہ غم جیتے جی مار گئی۔ دن بیقراری میں رات آہ و زاری میں بسر ہوتی۔ بڑی بوڑھیوں نے باتیں بنائی ڈھینا جو رو خصم کو کھا گئی۔ اے ہے بچہ باپ پر بھاری ہے۔ ص۴ آگے یہ مسطور ہے) اس واقعہ کئی دن گھر پر خورد و نوش حرام رہا آخر جبر کا نام صبر ہے ص۵ ص۱۲ پر یہ لکھا ہے اللہ آمین کرتے

بچہ اٹھنا بیٹھنا سیکھ گھٹنوں چلا پاؤں لیے رسم آبائی کے موافق دودھ بڑھا اور خدا کے فضل سے چھٹے برس میں قدم رکھا۔ ماں کیساتھ ننھیال پہنچا۔ صورۃ ماشاء اللہ سیرت سبحان اللہ کچھ دن لڑکپن چہچہوں میں گذر رہے تھے تو ماں تو میکہ سے اللہ میاں کے یہاں پہنچی اور بچہ کو ددھیال پہنچا دیا گیا۔ ص ۲۷ بچہ دادا ابا کی چھاتی سے لپٹا رہتا اور جب کبھی ماں کی ہڑک اٹھتی تو پوچھتا ابا اماں کہاں گئی۔ بوڑھا دادا آنسو پیکر کہدیتا بیٹا وہ تو اللہ کے یہاں گئی۔ ص ۲ یہ رنگ دیکھکر گھر والے اپنی ضد پر اڑ گئے انہوں نے محمود کو لالچ سے پرچانا چاہا کہ وہ بہت روپیہ فراہم کردیں گے اس کو بادشاہ مان لیں گے اس کی شادی نہایت پاکرہ عورت سے کردیں گے اور اس مراق کا علاج بھی اپنے خرچہ سے کردیں گے۔ ص ۳۳ میں ہے جب کہ اس قدر آسانی سے فتح ہو گیا تو محمود کی شان قبول عام کا درجہ حاصل کرنا شروع کیا۔ ص ۶۹ میں یوں مسطور ہے اہل علم غور فرمائیں دنیا من حیث المجموع متغیر ہے اور ہر متغیر حادث کیلئے محدث کا ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ ہر چیز بطور خود پیدا نہیں ہو سکتی اگر ایسا ہو تو یقیناً تغیر و فنا سے مبرا ہو اس لئے کہ زوال و فنا ایک نقص ہے اور کوئی اپنے آپ کو نقص قبول نہیں کیا کرتا پس جو چیز فطرتی طور پر زوال پذیر ہے وہ اپنے وجود میں بھی محدث کی محتاج ہے اور یہی محدث خدا ہے۔ ص ۱۱ خلیل نے اس محشر خیز طوفان میں یہ کہکر بڑے بڑے ہمت والوں کی لغزش خیال اور منزلت قدم کی اصلاح کی الا من کان یعبد محمداً فان محمدا مات ومن یعبد اللہ فهو حی لا یموت۔

خلاصۂ کلام یہ نکلا کہ یہ کتاب جس کو ناول سے تعبیر کیا جائے مخرب اخلاق ہے یا نہیں۔ اور یہ الفاظ آپکی شان میں استعمال کرنا سوادبی ہے یا نہیں۔ اور یہ خطبہ خلیل کا اس عبارت سے صحیح ہے یا نہیں۔

اور زید اگر کسی مسجد میں امام ہو اس پر مقتدیوں کی نماز درست ہوگی یا نہیں۔ تا وقتیکہ زید توبہ نہ کرے یا ایسے الفاظ سے علماء کے سامنے اقرار کرے کہ جس سے علماء فیصلہ کریں کہ زید تائب ہو گیا ہے۔

الجواب۔ یہ ناول سخت بیباکی و گستاخی سے لکھا گیا ہے اور بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے اول یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسے قول کی نسبت کرنا حرام ہے۔ اور جو حضور نے نہ فرمایا ہو اگرچہ اس کے مضمون میں کوئی خرابی نہ ہو۔ حدیث میں اس کیلئے سخت وعیدیں مذکور ہیں من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار۔ اور اس ناول میں محض شاعرانہ طرز پر بہت سے بے اصل باتیں حضور کی طرف محمود ہی نام کے پردہ میں منسوب کی ہیں دوم یہ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات طیبہ کو ایسے سوقیانہ انداز سے لکھا ہے جس میں گستاخی ظاہر ہوتی ہے۔ تیسرے اگر بالفرض لکھنے والے کی نیت گستاخی کی نہ ہو مگر الفاظ اس کے موہم ضرور ہیں۔ قرآن مجید میں صحابہ کرام اور عام مسلمانوں کو خطاب کرکے راعنا کہنے سے منع کیا ہے۔ ارشاد ہے لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا۔ حالانکہ ظاہری کہ صحابہ کرام سے یہ احتمال بھی نہ تھا کہ وہ راعنا کے لفظ سے کوئی ایسے معنی مراد لیتے

جس میں معاذ اللہ گستاخی کا کوئی پہلو ہو تا مگر مسلمان کو شان نبوت کا ادب سکھلانے کیلئے ایسے الفاظ بھی بند کئے یا اس سے کسی شخص کو وہم گستاخی ہو سکے یا کوئی معنی خلاف ادب نکالنے کی گنجائش ہو۔ الغرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل اور ہر حرکت و سکون امت کیلئے سنت و شریعت ہے آپ کے حالات عام سوانح کی طرح نہیں کہ اس شاعری کھپ سکے آپ کے حالات لکھنے والوں کا فرض ہے کہ شاعری سے قطع نظر کرکے صحیح صحیح واقعات سچائی و کاست لکھیں اور لکھنے میں شان نبوت کا احترام ملحوظ رہے۔ عامیانہ اور شوقیانہ انداز نہ ہو۔ لہذا اس ناول کی اشاعت اور دیکھنا پڑھنا وغیرہ سب ناجائز ہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے رسائل کی اشاعت بند کرنے کی کوشش کریں فقط

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

جو مکان کرایہ کیلئے بنایا اس پر زکوٰۃ نہیں | **سوال** ۔ الحالم۔ ایک اپنے اصلی وطن سے باہر رہتا ہے اس شخص کا ایک مکان اپنے اصلی وطن میں ہے جو نصاب کو پہنچتا ہے اور یہ شخص دوسری جگہ کرایہ کے مکان میں رہتا ہے اور اپنا مکان بھی کرایہ پر دے رکھا ہے لیکن خود جو کرایہ ادا کرتا ہے وہ اپنے مکان سے کہیں زیادہ ہے اور سوائے اس مکان کے اس کے پاس کوئی چیز ایسی نہیں جو نصاب کو پہنچے یہ شخص مستحق زکوٰۃ ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ ۸

الجواب ۔ قال فی الدر المختار ولا فی ثیاب البدن الی قولہ ودور السکنی واقرہ الشامی ومثلہ فی العالمگیریۃ۔ وفی الخلاصۃ عن مجموع النوازل وان اشتری جوالق بعشرۃ آلاف درہم لیواجر من الناس فحال علیہا الحول لازکوٰۃ علیہ الی قولہ وکذا الجواب فی اہل المکارین وحمر المکاریین الخ۔ قال ولو اشتری جاریۃ او عبدا للتجارۃ فاجرہ یخرج من ان یکون للتجارۃ وکذا فی الدار لہ آخر الخ انتہی خلاصۃ الفتاویٰ صفحہ ۲ جلد اول۔ عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ سکونت کے مکان کو اگر کرایہ پر بھی دیا جائے۔ جب بھی مکان پر زکوٰۃ نہیں آتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال الحالم۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا کوئی بیٹا تھا یا نہیں اگر تھا تو اس کا کیا نام تھا جس کی نسل سے | اس کی تحقیق کہ حضرت عثمان غنیؓ کے دو صاحبزادے تھے جن کی طرف شیوخ عثمان منسوب ہیں ہم لوگ عثمانیوں کے سلسلہ میں چلتے ہیں۔ ۹

الجواب فی الانساب للسمعانی ہذہ النسبۃ الی عثمان بن عفان انتسب اولادہ واتباعہ الی قولہ فمن انتسب الیہ ابو عمر عثمان بن محمد بن عبد الملک بن سلیمان بن عبد الملک بن عبد اللہ بن عتبہ بن عمرو بن عثمان بن عفان من اہل البصرۃ الی قولہ وابو عفان عثمان بن خالد بن عمر بن عبد اللہ بن الولید بن عثمان بن عفان۔ انساب باب العین والثاء۔ عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنیؓ کے دو صاحبزادے ہیں۔ جن کی طرف عثمان شیوخ منسوب ہیں۔ ایک عمر۔ دوسرے ولید۔ فقط ۹۰

دودھ بچانے کے لیے جانور کے بچہ کو مارڈالنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال ۴۶۲. بعض اہل مواشی بچھڑے کٹڑے کو گائے بھینس بیانے کے بعد ذبح کر دیتے ہیں۔ تاکہ سالم دودھ اُن کو بچ جائے۔ زید کہتا ہے کہ یہ فعل حرام ہے اور ذبیحہ بھی حرام ہے اور دلیل میں فتوئے جواہر و نوادر کی یہ عبارت پیش کرتا ہے۔ قال ابو حنیفۃ لا یجوز للمکلف ان یذبح الفصلان والحملان والعجاجیل حین ولدۃ من الشاۃ والجاموس والناقۃ۔ اور نیز دارمی کی ایک حدیث نقل کرتا ہے۔ وروی عن انس ولد العجل فی بیت رجل فاراد الرجل ان یذبح لہ وقالت امرأتہ ان لا یذبح لہ لانہ صغیر عاجز فوقع المنازعۃ بینہما فاتیا الرجل والمرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقص ذلک الامر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا من ذبح منکم الفصلان والحملان والعجاجیل لیس لہم شفاعۃ ولہم جب الحزن ولہم خزی فی الدنیا وعوقب فی النار لانہ ظلم عظیم۔ تو دعوئے زید کا ثابت ہے یا نہ؟

الجواب دودھ بچانے کی غرض سے بچھڑے کٹڑے وغیرہ کو مار ڈالنا حرام ہے اور ایسا کرنے والا سخت گنہگار ہے اور مرتکب حرام کا ہے لیکن اگر ذبح کرنے والا بچھڑے وغیرہ کا مسلمان ہے اور اُس نے بسم اللہ۔ اللہ اکبر پڑھ کر بقاعدۂ شرعیہ ذبح کیا ہے تو کھانا اُس کا حلال ہے چنانچہ روایتِ نوادر اور حدیث مذکورہ فی السوال میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جو حرمتِ ذبیحہ پر دلالت کرتا ہو۔ یہ محض زید کا قیاس ہے اور صحیح نہیں ہے بلکہ ذکاۃ شرعی کے بعد ذبیحہ حلال ہے۔ البتہ یہ فعل حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تتخذوا شیئاً فیہ الروح غرضاً رواہ مسلم اور نووی میں ہے (قولہ غرضاً) ہذا النہی للتحریم لقولہ لعن اللہ من فعل ہذا ولانہ تعذیب للحیوان واتلاف لنفسہ وتضییع لمالیتہ۔ مرقاۃ۔ اور دوسری حدیث میں ہے وعن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قتل عصفوراً فما فوقہا بغیر حقہا سألہ اللہ عن قتلہ قیل یا رسول اللہ وما حقہا قال ان یذبحہا فیأکلہا ولا یقطع رأسہا فیرمی بہا۔ رواہ احمد والنسائی والدارمی فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ مسعود احمد

چند اموات کو ثواب بخشا جائے تو تقسیم ہو کر پہنچے گا یا سب کو پورا پورا؟

سوال ۴۶۳ - اگر کوئی شخص پورا کلام مجید پڑھکر اپنی والدہ کی روح کو پہنچا وے تو پہنچے گا یا نہیں۔ کیونکہ زید کہتا ہے کہ اول آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واہل بیت صحابہ کی ارواح کو بخش کر بعدہٗ اپنی والدہ کی روح کو پہنچانا چاہیئے۔ بکر کہتا ہے کہ اس طرح ثواب بخشنے سے تقسیم ہو کر ثواب پہنچے گا اس بارہ میں صحیح طریقہ کیا ہے؟

الجواب - ثواب پہنچانے والا اگر پورے کلام مجید کا ثواب صرف اپنی والدہ کو بخشے گا تو اس کو پورے قرآن شریف کا ثواب ملے گا اور اگر اُس کی ساتھ دوسروں کو بھی شریک ثواب کرلے گا تو سب کو تقسیم ہو کر پہنچے گا موافق قاعدہ کے۔ اور وسعت رحمت باری تعالیٰ سے امید ہے کہ ہر ایک میت کو پورا پورا ثواب پہنچائے۔ شامی میں ہے سئل ابن حجر المکی عما لو قرأ لاھل المقبرۃ الفاتحۃ ھل یقسم الثواب بینھم او یصل لکل منھم مثل ثواب ذلک کاملاً فاجاب بانہ افتی جمع بالثانی وھو اللائق بسعۃ الفضل شامی ص۶۰۵ جلد اول۔ مطلب القرأۃ للمیت من الجنائز۔ اور بہتر یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ثواب رسانی میں شریک کرلیا جائے تاکہ آپ کے طفیل اور برکت سے دیگر اموات کو بھی ثواب پہنچ جاوے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد۔

تعمیر مسجد میں ہندو کا روپیہ لگانا کیسا ہے

سوال ۴۶۴ - تعمیر مسجد میں کسی غیر مسلم کا روپیہ لگانا جائز ہے یا نہیں اور فرش، غسل خانہ حجرہ وغیرہ میں بھی لگ سکتا ہے یا نہ؟ غیر مسلم حکومت میں اگر مسجد کو مسلمان اپنے روپیہ سے تعمیر کریں تو زمین مسجد بھی غیر مسلم حکومت ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ایسی زمین پر مسجد تیار کرنا کیسا ہے؟

الجواب قال فی النھر المختار معزیاً للبحر وغیرہ ان شرط وقف الذمی ان یکون قربۃ عندنا وعندھم کالوقف علی الفقراء او علی مسجد القدس بخلاف الوقف علی بیعۃ فانہ قربۃ عندھم فقط او علی حج وعمرۃ فانہ قربۃ عندنا فقط انتھی شامی ص۳۹۲ ج۳۔

عبارت مذکورہ سے ثابت ہوا کہ کفار کی جانب سے وقف صحیح ہونے کی دو شرط ہیں۔ ایک یہ کہ جس کام کیلئے وقف کیا جاتا ہے وہ ہمارے مذہب میں ثواب کا کام ہو۔ دوسرے یہ کہ اُن کے مذہب میں بھی وہ کام ثواب ہو۔ اِن دونوں باتوں میں سے ایک بھی فوت ہو جائیگی تو وقف صحیح نہ ہوگا۔ اب دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہے کہ مسجد اور متعلقات مسجد مثل

غسل خانہ وغیرہ کا بنانا ہمارے مذہب میں تو ثواب ہے۔ ہندو یا دوسرے غیر مسلموں کے مذہب میں یہ کوئی کارِ ثواب نہیں اس لئے اُن کی طرف سے مستقلاً یا بطور شرکتِ چندہ وقف نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر مقامی مصالح کے خلاف نہ ہو۔ اور اس کا اندیشہ نہ ہو کہ یہ لوگ آئندہ احسان جتائیں گے یا اپنے مندروں میں ہم سے چندہ مانگیں گے تو اس صورت میں ان کا چندہ مسجد اور دوسرے اسلامی اوقاف میں لگا سکتے ہیں کہ یہ لوگ اس روپیہ کا مالک کسی ایک مسلمان کو یا جماعتِ مسلمین کو بناویں اور وہ لوگ اپنی طرف سے اس کو مسجد میں صرف کردیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

ایک انجمن کی شرکت کے متعلق

سوال ۴۶۵ - میرٹھ میں ایک انجمن قائم ہے اُس کی عملی کارروائی سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس انجمن کے قیام کی غرض بعض بانیان کے مخالفین کی توہین اور دل آزاری کرنا ہے

(۲) انتخاب ممبران میں قابلیت کا کچھ خیال نہیں کیا جاتا۔

(۳ و ۴) اپنے زعم کی وجہ سے ہر مخالف رائے کو گو وہ کیسی ہی مفید اور شرعاً جائز ہی کیوں نہ ہو اپنی اکثریت سے مسترد کردیا جاتا ہے اور اپنی رائے سے ناجائز و غیر مفید کو قائم رکھا جاتا ہے۔

(۵ و ۶) انجمن کے قواعد سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دفعہ بھی داخل ہے کہ جو شخص انجمن کا ساتھ نہ دے اُس کو قوم و ذات سے خارج کردیا جائے اور جو اس خارج شدہ شخص کا ساتھ دے اُس کو بھی ذات و قوم سے خارج کردیا جائے۔ اسی دفعہ کی وجہ سے قوم میں بجائے تنظیم کے ہیجان پھیلا ہوا ہے۔

(۷) انجمن کے گروہ میں نہ حفظِ مراتب کی پرواہ ہے نہ ایک کو دوسرے پر اعتماد اور اس قدر خودسری ہے کہ یک طرفہ فیصلہ کرتے ہیں اور سالہا سال کے قومی تنازعات کو از سرِ نو زندہ کرکے تصفیے کرنا چاہتے ہیں۔

(۸ و ۹) مفید اور ضروری باتوں کی طرف توجہ نہیں کی گئی

(۱۰) طلاق بائنہ پر بلا نکاح ثانی اور طلاق مغلظہ ہو جانے پر بلا حلالہ بدستور زوجیت کو قائم رکھا جاتا ہے اور عذاب خداوندی سے نڈر ہو کر اس کی عادت کی جاتی ہے۔

(۱۱) قوم کی مستورات میں انگریزی لباس، کھڑی ایڑی کا جوتہ۔ انگریزی طریقہ پر بال بنانا،

اور بالوں پر کنگھا لگانا رواج پارہا ہے اُنہیں کو نہیں روکا جاتا۔

(۱۲) کسی کا شوہر ابتدائے عقد سے بیسیوں سال تک شراب نوشی اور قمار بازی اور عیاشی میں مصروف ہو اور زوجہ کے نان نفقہ کیلئے کچھ پروا نہ کرتا ہو تو ایسی صورت میں شوہر اور اس کے حامی شخص ہی ذمہ داری نان ونفقہ کی لیکر جانا مناسب ہے یا بغیر ذمہ داری۔ اور آئندہ اپنی عزت وناموس اور زندگی کو برباد کرنا جائز ہے؟

(۱۳) جو گروہ اپنی ضد اور ہٹ کے مقابلہ میں خدا ورسول اور علمائے شریعت کو ہیچ سمجھے اور علماء کی خدمت میں برائے تصفیہ حاضر ہونے سے پہلوتہی وانکار کرے اور عذاب خدا سے نڈر ہو۔ افتراء کرکے توہین ودل آزاری کرے۔ وعدہ خلافی کرے۔ اللہ کے حرام کو حلال جانے اور حلال کو حرام۔ اور یہ کہے کہ دو سو آدمیوں کے مقابلہ میں دو آدمیوں کی بات نہیں مانی جاسکتی۔ اگرچہ وہ بات کیسی ہی شرع کے مطابق اور مفید قوم ہو

(۱۴) ایسی انجمن کے بانی، معاون، کارکن، یا جو شرکت کرے یا شادی بیاہ میں اُس کے احکام کا اتباع کرے اُس کے متعلق حکم شریعت کیا ہے؟

الجواب اگر واقعات مندرجۂ تحریر صحیح ہیں تو بلاشبہ یہ انجمن ایک عظیم الشان دینی اور دنیوی فتنہ کی بنیاد ہے۔ اس کی شرکت وحمایت اور اُس کے احکام کی پابندی سخت گناہ بلکہ بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے جن لوگوں نے اس کی شرکت وحمایت پر حلف کئے تھے اُن کو بھی اس سے علیحدہ ہوجانا واجب ہے اور کوئی کفارہ کسی قسم کا ان پر عائد نہ ہوگا۔ کیونکہ حلف میں اس کی تصریح ہے کہ انجمن کے احکام کی اطاعت دائرۂ شریعت کے اندر کرے گا اور جو واقعات درج سوال ہیں۔ اُن سے ثابت ہوا کہ یہ انجمن سراسر احکام شرعیہ کے خلاف حکم کرتی ہے۔ لہٰذا اس کا خلاف کرنا اپنے حلف کا خلاف نہ ہوگا۔ حالات انجمن مندرجۂ سوال بہت سے کبیرہ گناہوں پر مشتمل ہیں بالخصوص ۱۰ و۱۱ و۱۲ تو صراحۃً شریعت اسلام کا مقابلہ ہے جس کے حق میں ارشادِ خداوندی ہے:۔ وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ اور دوسری آیت میں اُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ اور تیسری آیت میں اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ مذکور ہے۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو تفرقہ پردازی اور احکام شرعیہ کی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ فقط توضیح ۱۲ ذمہ داری لے کر جانا مناسب ہے بغیر اس کے جانا یا بھیجنا لڑکی کی حق تلفی ہے ہرگز نہ چاہیئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۴۶۶۔ زید نے اپنے خسر کو خط لکھا کہ بکر کی زبانی معلوم ہوا کہ میری زوجہ کے ۲۳ مارچ ۳۱ء کو لڑکا پیدا ہوا ہے

جو ... ی میرے لائق نہیں رہی۔ ان لفظوں سے طلاق نہیں پڑی!

تعجب ہوا یہ بات مجھ میں نہیں آئی کیونکہ میں شروع نومبر ۱۹۵۷ء میں ایک سال کے بعد گھر لیا تھا یہ چار ساڑھے چار مہینہ میں لڑکا کس طرح پیدا ہو گیا۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اب وہ میرے لائق نہیں رہی۔ کیا اس خط سے طلاق ہو گئی۔؟

الجواب۔ اس لفظ سے کسی قسم کی طلاق نہیں پڑی تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔ ولو قال لا حاجۃ لی فیک ینوی الطلاق فلیس بطلاق۔ الی قولہ) اذا قال لا اریدک او لا احبک او لا اشتہیک ولا رغبۃ لی فیک فانہ لا یقع وان نوی فی قول ابی حنیفۃ رح کذا فی البحر عالمگیری صفحہ ۳۵ ج ۱ مصری فقط

قادیانی کی تجہیز وتکفین اور نکاح شادی کی شرکت کا حکم۔؟

سوال ۶۷ لم۔ کسی قادیانی کی تجہیز وتکفین میں بدون رشتہ حصہ لینے والے مسلمان کے حق میں کیا حکم ہے۔؟ (۲) قادیانی کی شادی میں شریک ہونا اور امداد کرنا کیسا ہے۔؟ (۳) دعوت قادیانی کی مسلمان کیلئے کیسی ہے۔؟ (لم) علمائے دین کے فتوی کو غلط بتانے والے اور توہین کرنے والے کیلئے کیا حکم ہے۔؟ (۵) عزیز و اقارب دوست آشنا نیز برادری کے بھائی اور مسلمان قصبہ قادیانیوں کے ساتھ کیا برتاؤ کریں تاکہ وہ عند اللہ ماخوذ نہ ہوں۔؟ (۶) قادیانی کی شادی کرنا کیسا ہے۔؟

الجواب۔ مرزا غلام احمد کے تمام متبعین خواہ کسی پارٹی کے ہوں جمہور علمائے اسلام کے اتفاق سے کافر و مرتد ہیں ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا یا شریک ہونا ہرگز جائز نہیں۔ اور جو کوئی مسلمان شریک ہو وہ گنہگار رہے توبہ کرنی چاہیے۔ (۲) یہ بھی جائز ہے کیونکہ اس سے لوگ ان کو مسلمان سمجھنے لگتے ہیں۔ اور ان کو اپنی گمراہی پھیلانے کا موقع ملتا ہے۔ قال تعالیٰ ولا تقعد بعد الذکری ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار الآیۃ۔؟ (۳) ہرگز نہ کھانی چاہیے بالخصوص ذبیحہ ان کا بالکل مردار ہے اس سے پرہیز ضروری ہے۔؟ (لم) ایسا شخص سخت گنہگار رہے بلکہ اندیشہ کفر ہے توبہ کرنا چاہیے۔ صرح بہ فی کلمات الکفر من جامع الفصولین والبحر۔؟ (۵) مسلمانوں کو قادیانی کسی قسم کا تعلق شرکت شادی وغمی وغیرہ کا ہرگز نہ رکھنا چاہیے۔ اگرچہ رشتہ داری و قرابت بھی ہو رشتہ اسلام کے قطع کرنے والے کیساتھ رشتہ قرابت کوئی چیز نہیں۔ (۶) قادیانی مرد عورت کا کسی سے نکاح نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ مرتد ہیں۔ اور مرتد کا نکاح کسی سے منعقد نہیں ہو سکتا قال فی الدر المختار ولا یصلح ان ینکح مرتد او مرتدۃ احدا من الناس مطلقا۔؟

دلالی لینے والے کا حکم۔؟

سوال ۶۸ لم۔ دلالی لینا جائز ہے یا نہیں۔ جبکہ دلالی مشتری سے وصول کی جاتی ہو تو کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔؟ **الجواب۔** اگر دلال یعنی مالک کی اجازت سے خود دلال مال کو فروخت کرے تو اس کی اجرت یعنی دلالی بائع کے ذمہ ہے اور اگر دلالی محض کوشش کرنیوالا اور معاملہ کرنیوالا ہے اور فروخت سوئیو الا خود بائع ہے تو اسمیں عرف اور رواج کا اعتبار رہیگا رواج کے موافق جس کے ذمہ دلالی ہوگی

اس سے لینا جائز ہوگا۔ در مختار میں ہے۔ واما الدلال فان باع العین بنفسه باذن ربها فاجرته علی البائع وان سعی بینهما و باع المالک بنفسه یعتبر العرف فتجب الدلالة علی البائع او المشتری او علیهما بحسب العرف جامع الفصولین شامی۔ لیکن جواز مسئلہ مختلف فیہ ہے احتیاط ترک میں ہے صرح به الشامی فی الاجارات

کتبہ مسعود احمد و الجواب صحیح محمد شفیع۔

سرکاری ملازمتوں کا حکم۔ سوال ۶۹ لم۔ کچھ دنوں سے گمنام اشتہارات اس مضمون کے شائع ہو رہے ہیں کہ جو لوگ سرکاری ملازم ہیں وہ سب آزادی کی حمایت میں اپنی ملازمتیں چھوڑ دیں۔ اور اور جب تک دلی گاندھی کو گورنمنٹ نہ چھوڑے اس وقت تک ضرور ہی گورنمنٹی ملازمتیں ترک کر دیجائیں اس اشتہارات میں مسلمانوں کو بھی خاص طور سے مخاطب کیا گیا ہے۔ کیا مسلمانوں کو اس تحریک پر لبیک کہنا اور بغیر مآل اندیشی کے اپنی ملازمتیں چھوڑ دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ جب تک مسلمان کیلئے اپنے گزارہ کا کوئی قابل اطمینان انتظام نہ ہو جائے ہو وقت تک اس کو اپنی جائز ملازمت کا ترک ہرگز جائز نہیں۔ مسلمانوں اس گمنام پروپیگنڈا سے ہرگز متأثر نہ ہونا چاہئے۔ حدیث میں ہے۔ کاد الفقران یکون کفراً۔ بلاشبہ فقر و فاقہ کی وجہ سے ہزاروں گناہوں میں ابتلاء کا قوی اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی بعید نہیں کہ دو چار مسلمان جو محض سرکاری برائے نام سرکاری عہدیدار ہیں اس بہانے وہ عہدے ان سے خالی کرا کر ہمیشہ کیلئے تنگ پر کر دی جائے اسلئے مسلمان کو اس اشتہارات سے ہرگز متأثر نہ ہونا چاہئے

جمعہ کی تعطیل مستحب ہو۔ سوال ۷۰ لم۔ ان منع التدریس فی یوم الجمعة وتشریق الایام ثابتة فی القرآن المجید او فی الحدیث والفقه او طریقة مبتدعة جاریة مسلوکة بین الانام۔

الجواب۔ المنع عن التدریس یوم الجمعة ان کانت علی سبیل الانکار و بعیة امراً منکراً فهی طریقة مبتدعة لا تجوز اتباعها وان کان الامتناع فیه عن التدریس لورثة مستحباً وسنة مسلوکة للسلف الصالح لتفرد بهم فی هذا الیوم للعبادة ولکونه یوم عید ثابت بالنصوص الواردة فی هذا الباب قال ابن القیم فی زاد المعاد جلد اول ص۱۱۱ مالفظه انه یوم الذی یستحب ان یتفرغ فیه للعبادة وله علی سائر الایام فریة بالنواع العبادات واجبة و مستحبة فالله سبحانه وتعالی جعل لاهل کل ملة یوماً یتفرغون فیه للعبادة ویتخلون فیه عن اشغال الدنیا یوم الجمعة عبادة وهو فی الایام کشهر رمضان

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین کرنیکا حکم۔ سوال ۷۱ لم۔ زید نے حسب ذیل عبارت شائع کی ہے۔ امیر معاویہ ملوکیت پرستی کی صف میں سب سے آگے کھڑا ہوا دنیا کو ملوکیت کی لعنت میں گرفتار کر رہا تھا۔ اس نے جمہوریت کو فنا کر کے ملوکیت کا تاج اس یزید کے سر پر رکھدیا جو شراب کے نشہ میں مدہوش رہتا تھا۔ اور کتوں کا منہ چاٹتا تھا۔"

یہ عبارت حضرت معاویہ کی ہے یا نہیں۔ ۹۰ اور یہ سب و شتم صحابہ ہے یا نہیں۔ اور جو شخص ایسا کہے اور اس کی اشاعت کرے اس کے ساتھ مسلمانوں کو کیا سلوک کرنا چاہیئے۔

الجواب۔ مذکورہ بالا عبارت بلاشبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین اور سب و شتم میں داخل ہے اس کا مرتکب سخت گناہگار فاسق اور اہل سنت والجماعت سے خارج ہے جب تک توبہ نہ کرے۔ مسلمانوں کو اس سے اپنے خصوصی معاملات منقطع کر لینے چاہئیں۔ عقائد نسفیہ میں اہل سنت والجماعت کی خصوصیات کی ذیل میں ہے ونکف عن ذکر الصحابۃ الا بخیر اور شرح عقائد نسفی میں ہے فیہم ان کان مما یخالف الادلۃ القطعیۃ فکفر کقذف عائشۃ رضی اللہ عنہا والا فبدعۃ وفسق وبالجملۃ لم ینقل عن السلف المجتہدین والعلماء الصالحین جواز اللعن علی معاویۃ واحزابہ رضی اللہ عنہم الخ شرح عقائد ص ۳۵۲ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً صحابہ کی برا کہنے کے متعلق نہایت سخت وعیدیں ذکر فرمائی ہیں جن کو دیکھ کر مسلمان کا پتہ پانی ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے متعلق زبان درازی کی جائے جن کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ذیل صادر ہوئے ہیں یبعث اللہ تعالیٰ معاویۃ یوم القیامۃ وعلیہ رداء من نور الایمان ابن عساکر وغیرہ۔ از کنز العمال ص ۱۹۰ ج ۶۔ اللہم علمہ العلم واجعلہ ہادیاً مہدیاً واہدیہ۔ وقال لمعاویۃ اخرجہ احمد والترمذی وقال حسن غریب والطبرانی وابن عساکر وغیرہ۔ اور صحابہ کرام کی شان میں ادنی گستاخی کرنے والے کیلئے حدیث نبوی کا یہ ارشاد ہے اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم من بعدی غرضاً فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن آذاہم فقد آذانی ومن آذانی فقد اذی اللہ تعالیٰ یوشک ان یاخذہ۔ رواہ الترمذی عن عبداللہ بن مغفل۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم محمد شفیع غفر لہ۔

پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کئے بغیر نماز پڑھنے کا حکم۔

سوال ۲۷لم۔ اگر کسی نے مٹی کے ڈھیلے سے استنجا خشک کرنے کے بعد بھول کر یا عجلت کی وجہ سے بغیر پانی سے دھوئے وضو کر کے نماز پڑھ لی تو نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

الجواب۔ اگر نجاست مخرج سے تجاوز نہیں کیا تو نماز صحیح مگر مکروہ تنزیہی ہوگی اور مخرج سے تجاوز کر گئی ہے تو قول مفتی بہ کے موافق بغیر دھوئے مطلقاً نماز نہ ہوگی فی الدر المختار والغسل بالماء بعدہ ای الحجر الی قولہ سنۃ مطلقاً بہ یفتی سراج ویجب ای یفترض غسلہ ان جاوز المخرج وفی الشامی اذا تجاوزت مخرجہا یجب یعنی الاستنجا بالماء عند محمد قل او کثر وہو الاحوط شامی ص ۳۱۴ ج ۱ وعدہ مثلہ صرح فی الہندیہ وصرح الشامی بان ترک السنۃ مکروہ ص ۲۶۲ ج ۱ شامی فقط۔

زندگی کا بیمہ۔ | سوال ۷۳ لم۔ زندگی کا بیمہ کرانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ زندگی وغیرہ کا بیمہ مروجہ شرعاً جائز نہیں۔ کیونکہ اس میں سود بھی ہے اور قمار بھی۔ اور یہ دونوں چیزیں حرام ہیں، لقولہ تعالیٰ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام الآیۃ واحل اللہ البیع وحرم الربوا۔ الآیۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

نابالغہ کی ساتھ خلوت ہو جانے سے عدت واجب ہو جاتی ہے۔ | **سوال ۷۴ لم۔** ایک نابالغہ کا نکاح ہوا۔ اور وہ تین چار سال تک آباد نہ رہ کر پھر چھ سال تک غیر آباد رہی۔ اور اب بالغ ہے غیر آباد ہونے کی حالت میں اس کو شوہر نے طلاق دیدی۔ کیا اس پر عدت ہے؟

الجواب۔ اس صورت میں اس عورت پر عدت طلاق تین حیض گذرنے واجب ہیں اس کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ قال فی رد المحتار وتجب العدۃ بخلوتہ ای الصبی انکانت فاسدۃ لان تصریحہم بوجوبہا بالخلوۃ الفاسدۃ شامل لخلوۃ الصبی کذا فی البحر من باب العدۃ انتہی۔ قلت وخلوت الصغیرۃ التی لاتجامع ایضا فاسدۃ کما صرح فی الدر المختار وغیرہ العدۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

اوقات مکروہہ میں تلاوت قرآن کا حکم۔ | **سوال ۷۵ لم۔** تلاوت قرآن یعنی قبل طلوع و غروب آفتاب یعنی درمیان عصر و مغرب جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ طلوع و غروب کے وقت تلاوت قرآن شریف اگرچہ جائز ہے۔ لیکن اوقات مکروہہ میں بہ نسبت قرأۃ قرآن کی دعا، اور درود و تسبیح افضل ہے۔ قال فی الشامی الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والدعاء والتسبیح افضل من قرأۃ قرآن فی الاوقات التی نہی عن الصلوٰۃ فیہا الخ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

خیر الامور
(فی)
قدر المہور

یعنی مہر کی اس کی شرعی مقدار۔ جانبین میں غلو کی ممانعت سکہ رائجہ کی اعتبار سے مہر شرعی کی تحقیق [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال ۷۶ لم۔ مہر شرعی کیا چیز ہے اسی کو مہر مسنون اور مہر محمدی کہتے ہیں (۲) اسکی تعداد کم از کم کیا ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ کیا۔ بحساب سکہ رائج الوقت معلوم ہونا چاہیے درہم دینار، مثقال اور اوقیہ کی قیمت بحساب سکہ کلدار کیا ہے؟ (۳) ام المومنین حضرت ام حبیبہ اور حضرت فاطمہ کا مہر کس قدر تھا۔ اور کونسا مہر زیادہ تر قابل تقلید ہے؟

(۴) مہر رائج الوقت جس کی تعداد ہزار بارہ ہزار روپیہ ہوتی ہے مناسب ہے یا نہیں؟

الجواب۔ مہر عورت کا ایک حق مالی ہے۔ جو خاوند کے ذمہ بوجہ عقد نکاح کے واجب ہوتا ہے اور مہر مسنون اور مہر محمدی اس مہر کو کہا جاتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عملاً ثابت ہو جس کا ذکر جواب ۳ میں آئے گا۔ (۲) مہر کی تعداد کم از کم دس درہم ہے۔ جس کی مقدار وزن رائج الوقت کے اعتبار سے دو تولہ گیارہ ماشہ چاندی ہوتی ہے اور زائد کیلئے کوئی حد ایسی مقرر نہیں کہ اس سے زائد مہر نہ ہو سکے۔ یہ دوسری بات ہے کہ بہت زائد مقرر کرنا مکروہ و ممنوع ہے۔ اقل مقدار کی دلیل عبارت ہدایہ ہے۔ واقل المہر عشرۃ دراہم۔ نیز حدیث جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لا مہر اقل من عشرۃ دراہم اخرجہ الدارقطنی۔ اور زائد کیلئے کوئی حد شریعت میں مقرر نہیں۔ اور آیت کریمہ اٰتیتم احدٰہن قنطارًا۔ سے زیادہ مہر کا نافذ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ درہم بحساب وزن مروج تقریباً ساڑھے تین ماشہ چاندی کا اور دینار ساڑھے چار ماشہ سونے کا ہوتا ہے۔ مثقال اور دینار کا وزن ایک ہے صرف یہ فرق ہے کہ دینار سونے کا ایک سکہ ہے اور مثقال ایک وزن کا نام ہے جو دینار کے برابر ہے۔ اور اوقیہ چالیس درہم کا ہو۔ والدلیل علیہ مافی الغیاث درہم سہ نیم ماشہ باشد۔ وایضاً قال العلامۃ القاضی ثناء اللہ الپانی پتی فی رسالۃ مالا بد منہ نصاب زر بست مثقال است کہ ہفت و نیم تولہ باشد و نصاب نقرہ دو صد درم است کہ پنجاہ و شش روپیہ سکۂ دہلی وزن آن می شود انتہی گفتم پس بہمیں حساب دینار چہار و نیم ماشہ می شود و درہم سہ نیم تقریباً۔ وفی الہدایۃ والاوقیۃ اربعون درہماً۔ ہدایہ باب زکوٰۃ الاموال ص۱۵۵ ج اوّل ۔

وفی عمدۃ الرعایۃ معزیاً۔ لفتح القدیر قولہ مثقالا ہو لغۃ مایوزن بہ وشرعاً اسم للمقدار المعین الذی یقدر بہ الذہب ونحوہ وہو الدینار الوحدۃ الا ان الدینار اسم للقطعۃ المفروضۃ المقدرۃ بالمثقال وفی شرح المختصر للبرجندی عن الخزانۃ الدینار ہو المثقال الخ اور جب دینار و درہم کا وزن بحساب تولہ و ماشہ معلوم ہو گیا تو سونے چاندی کا وقتی نرخ معلوم کر کے سکۂ رائج الوقت سے اس قیمت نکال لینا کچھ مشکل نہ رہا مثلاً مہر فاطمی کی مقدار پانسو درہم ہے جس کا وزن رائج الوقت ایک سو پینتالیس تولہ دس ماشہ ہوا۔ اور آج کل جبکہ چاندی کا نرخ ۸ر تولہ ہے تو سکہ رائج الوقت کے اعتبار سے پانچ سو درہم کی قیمت تقریباً تہتر روپیہ ہوئی۔ (۳) حضرت ام المومنین ام حبیبہؓ کا مہر چار ہزار درہم تھا۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اور عام ازواج مطہرات

کا ...... مہر پانچ سو درہم لما روی عن ابی سلمۃ قال سالت عائشۃ رض کم کان صداق
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان صداقہ لازواجہ ثنتی عشرۃ اوقیۃ ونش قالت اتدری
ما النش قلت لا قالت نصف اوقیۃ فتلک مائۃ درہم رواہ مسلم (از مشکوۃ) وفی کنز العمال
فی حدیث طویل ما اصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امراۃ من نسائہ ولا اصدقت امراۃ
من بناتہ اکثر من اثنتی عشرۃ اوقیۃ الحدیث کنز ص۲۹۷ ج ۸ ۔

حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت فاطمہؓ دونوں کی مہروں میں سے قابلِ تقلید حضرت فاطمہؓ اور باقی ازواجِ مطہرات کا مہر ہے کیونکہ وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا تھا بخلافِ حضرت ام حبیبہؓ کے کہ ان کا مہر نجاشی بادشاہ حبشہ نے مقرر کیا۔ اور اسی نے ادا کیا تھا۔ عن ام حبیبۃ انہا کانت تحت عبد اللہ بن جحش فمات بارض الحبشۃ فزوجہا النجاشی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومہرہا عنہ اربعۃ آلاف وفی روایۃ اربعۃ آلاف درہم الحدیث رواہ ابوداؤد والنسائی ۔ (لمہ) بالکل نامناسب اور مکروہ اور سیکڑوں دینی ودنیوی مصائب کی بنیاد ہے۔ حضرت فاروقِ اعظم رض نے اس کی متعلق ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے الا لا تغالوا صدقۃ النساء فانہا لو کانت مکرمۃ فی الدنیا وتقوی عند اللہ لکان اولٰکم بہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ما علمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکح شیئاً من نسائہ ولا انکح من بناتہ علی اکثر من اثنتی عشرۃ اوقیۃ رواہ احمد والترمذی وابوداؤد والنسائی حدیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ ہزاروں روپیہ کی تعداد میں مہر مقرر کرنا ہرگز مناسب نہیں علاوہ بریں جب مہر زیادہ مقرر کیا جاتا ہے تو کبھی اس کو ادا کرنے کی نہ ہمت ہو سکتی ہے نہ کبھی اس کا ارادہ ہوتا ہے اور اس صورت کو کہ ادائے مہر کا ارادہ ہی دل میں نہ ہو۔ حدیث میں زنا فرمایا گیا ہے ۔ الحدیث سردہ فی الکنز بطرق مختلفۃ ۔ لیکن اس کی ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ اگر کسی خاندان کی لڑکیوں کا مہر زیادہ تعداد میں رائج ہو تو جب تک سارا خاندان اپنا رواج بدل کر مہر میں کمی نہ کرے اس وقت تک کسی لڑکی کا مہر کم باندھنے کا اختیار اس کی اولیاء کو نہیں ہے۔ لوگ اس میں بہت غفلت کرتے ہیں کہ سارے خاندان کی مہر مثل کے خلاف اپنی لڑکی کا مہر کم کر دیتے ہیں جن کا ان کو حق نہیں ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ بہت سے حضراتِ صحابہ نے زیادہ زیادہ مہر پر نکاح کئے ہیں حالانکہ مہر فاطمی کا مسنون ہونا افضل ہونا ان کو بھی ظاہراً معلوم تھا زیلعی شرح کنز باب الکفاءۃ میں ہے ۔ ان الفاروق تزوج ام کلثوم بنت علی من فاطمۃ علی اربعین الف وکان لہ تزوج بناتہ علی عشرۃ الاف درہم وتزوج ابن عباس رض شمیلۃ علی عشرۃ الاف درہم

وفی روایۃ عن الحسن ابن علی انہ تزوج امراۃ فساق الیہا مائۃ جاریۃ قیمۃ کل واحدۃ من ھن الف درہم

وتزوج انس امرأة علی عشرة آلاف درہم۔ قال الزیلعی ویجوز ان یکون ذلک مہر مثل کل واحدۃ منھن لانہ یختلف باختلاف الزمان ولا یدل ذلک علی الفضیلۃ بل ہو الظاہر لان المال کان قلیلاً فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم اتسع المسلمون بعد ذلک لما حصل لہم من فتوح البلاد زیلعی شرح کنز ص۱۳۸ جلد۲ انتہی۔ عبارت سے معلوم ہوا کہ خود حضرت فاروق اعظم کا چالیس ہزار درہم مقرر کیے جسکی مقدار سکہ رائج الوقت کے اعتبار سے تقریباً پانچ ہزار روپیہ ہوتے ہیں۔ اور جس کی لڑکی کا یہ مہر مقرر ہوا وہ بھی حضرت فاطمہؓ کی صاحبزادی ام کلثوم ہیں۔ اسی طرح حضرت عبد اللہ ابن عمر اور دوسرے حضرات صحابہؓ دس دس ہزار درہم پر اپنا اور اپنی صاحبزادیوں کا نکاح کیا جس کی مقدار آجکل کے سکہ رائجہ کے اعتبار سے تقریباً تیرہ سو روپیہ ہوتے ہیں۔ الغرض مہر میں غلو کرنا اچھا نہیں بلکہ تقلیل حسب سنت و بہتر افضل ہے لیکن اس کے خلاف میں بھی غلو کرنا جائز نہیں کہ مہر مثل کے خلاف لڑکی یا اس کے اولیاء کو مہر فاطمہ پر مجبور کر دیا جاوے یہ غلو اور جبر بھی بالکل خلاف سنت اور خلاف تعامل صحابہ کرام ہے۔ اعتدال کی صورت یہ ہے کہ اپنے اپنے خاندان میں مہر مثل کم کرنے کی کوشش کی جاوے۔ اور سب خاندان والوں ان احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات سیدۃ النساء کے مہر کی تقلید و اتباع کی ترغیب دی جاوے۔ اگر وہ سب قبول کرلیں تو بہتر ورنہ تنہا کسی ایک لڑکی یا اس کے اولیاء کو اس پر مجبور نہ کیا جاوے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

مہر کے متعلق چند ضروری مسائل

سوال ۷۷ لم کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کے نکاح میں علاوہ مہر کے مثلاً سو روپیہ لیکر دیا ہی ہضم کرے اور بوقت نکاح مہر متعین ہو۔ حالانکہ زوجین حر ہیں یہ طریقہ عندا ماسنا الاعظم صحیح ہے یا نہیں۔ (۲) بعض لوگ بیوہ عورتوں کو بوجہ وارث ہونے کے مقبوضہ بنا کر کسی شخص سے فروخت کر دیتے ہیں تو کیا ایسی صورت میں اگر نکاح کرے صحیح ہے یا نہ۔ بصورت جواز مہر اور متعین ہو یا سابقہ دام جو کہ وارثوں کو پاس بھی مکتفی ہو سکتا ہے۔ زوجین حر ہیں۔ بینوا بالدلیل توجروا عند اللہ الجلیل (۳) ایجاب نابالغہ لڑکی کا ولی کرتا ہے مگر قبول نابالغ لڑکا خود ہی کرتا ہے تو شرعاً یہ نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں۔ بصورت عدم جواز دوبارہ نکاح کی کیا صورت ہوگی۔

الجواب ۔ قال فی الدر المختار اخذ اہل المرأۃ شیئاً عند التسلیم فللزوج ان یسترده لانہ رشوۃ (شامی ص۳۷۶) عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ لڑکی والوں نے جو یہ روپیہ علاوہ مہر کے لیا ہے یہ رشوت ہے انکو اس کا لینا جائز نہیں۔ اور خاوند کو حق ہے کہ ان سے واپس لے لے (۲) یہ فروخت کرنا شرعاً کسی طرح معتبر نہیں ظلم محض ہے۔ اور جو روپیہ اس کے عوض میں لیا گیا ہے وہ غصب ہے

اب اس عورت سے نکاح کرنا اسکی رضامندی سے ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس کی کفو ہو اور نکاح کیلئے مستقل باقاعدہ مہر مقرر ہو گا۔ جو روپیہ بطور غصب بیچنے والے نے وصول کر لیا ہے۔ وہ مہر کا قائم مقام نہیں بن سکے گا۔ ورنہ عورت کو نکاح پر مجبور کیا جا سکتا ہے و ہکذا الکلمہ ظاہر

(۳) قال فی العالمگیریۃ اذا زوجت الصغیرۃ نفسہا فاجازہ الاخ الولی جاز ولہا الخیار اذا بلغت کذا فی محیط السرخسی (عالمگیری باب الاولیاء ص۲۶ ج۲) ومثلہ فی البحر وغیرہ وقال محمد فی الدر المختار و نکاح عبد امۃ بغیر اذن السید موقوف علی الاجازۃ قال الشامی والصبی العاقل کالعبد شامی ص۳۳ ج۲ و ینعقد نکاح الصبی الممیز بنفسہ موقوفاً علی اجازۃ الولی (بدائع ص۲۳۲ جزو ۲ فی فصل شرائط جواز النکاح) عبارات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ نابالغ اگر اپنا نکاح خود کرے خواہ ایجاب اس طرف سے ہو یا قبول تو یہ نکاح ولی کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اگر ولی نے اجازت دیدی تو نکاح نافذ و صحیح ہو گیا ورنہ باطل رہا۔ باطل ہونے کی صورت میں از سر نو دو گواہوں کے سامنے ان زوجین نابالغہ اور نابالغ کی اولیاء دوبارہ نکاح کریں فقط۔ بندہ محمد شفیع عفی عنہ

زوجہ کو یہ کہنا کہ تجھ سے میرا نکاح نہیں ہوا اس سے طلاق نہیں پڑتی۔

سوال ۷۰۸ لم۔ زینب اور اس کی والدہ اقرار کرتی ہیں کہ زینب کا محمد شفیع سے ہوا ہے اور محمد شفیع روبرو گواہوں کے اشامپ لکھ دیتا ہے کہ نہ اس نے نکاح زینب سے کیا ہے اور نہ زینب سے کوئی تعلق ہے تو زینب کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اگر بذریعہ گواہانِ شرعی محمد شفیع سے نکاح کا ثبوت ہو جائے تو محمد شفیع کے اس انکار سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ بلکہ زینب بدستور اس کی نکاح رہے گی اور جب تک محمد شفیع طلاق نہ دے اور عدت نہ گزرے دوسری جگہ نکاح صحیح نہ ہو گا۔ البتہ اگر شہادت شرعیہ سے نکاح ہی ثابت نہ ہو تو پھر زینب کو دوسری جگہ نکاح کرنیکا اختیار ہو گا۔ وان قال لم اتزوجک ونوی الطلاق لا یقع الطلاق بالاجماع کذا فی السراجیہ عالمگیری مصری ص۳۶۵ ج۱

مجھ پر سات طلاقیں کہنے سے زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئیں۔

سوال ۷۰۹ لم۔ ایک شخص کی زوجہ گھر میں لڑائی جھگڑا کر رہی تھی اس شخص کے باپ نے کہا اگر تم میرے لڑکے ہوتے تو اپنی زوجہ کو گھر سے نکال دیتے۔ اس جواب میں وہ کہتا ہے کہ مجھ پر سات طلاقیں۔ نہ عورت کا نام لیا نہ اس کے باپ دادا کا تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ اس پر ایک مجیب نے بوجہ نہ ہونے اضافت کے اور بحالتِ غضب کے عدم وقوعِ طلاق کا جواب لکھا تھا۔ احقر کا جواب حسب ذیل ہے۔

الجواب۔ اقول وباللہ التوفیق۔ صورتِ سوال اور قرائن سے صاف ظاہر ہے کہ شوہر بحالتِ غضب اپنی بیوی کو طلاق دینی ہی ہے۔ کیونکہ گھر میں عورت یعنی طلاق دینے والی

کی زوجہ لڑائی جھگڑا کر رہی تھی اسی عورت کے خسر نے اپنے لڑکے کو کہا کہ اگر تم میرے لڑکے ہوتے تو اپنی عورت کو گھر سے نکال دیتے اس کے جواب میں لڑکا کہتا ہے سات طلاقیں۔ اس واقع سے صاف ظاہر ہے کہ شوہر نے اپنی بیوی کو سات طلاقیں دی ہیں۔ اگرچہ اضافتِ صریحہ یہاں نہیں ہے اور نہ عورت سامنے موجود ہے۔ وقوعِ طلاق کیلئے ان دونوں چیزوں کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ شامی میں بحر سے منقول ہے لو قال امرأۃ طلاق او قال طلقت امرأۃ ثلثاً وقال لم اعن امرأتی یصدق اھ ویفھم منہ انہ لو لم یقل ذلک تطلق امرأۃ لان العادۃ ان من لہ امرأۃ انما یحلف بطلاقھا لا بطلاق غیرھا فقولہ انی حلفت بالطلاق ینصرف الیھا ما لم یرد غیرھا الخ وفی الدر المختار ومن الالفاظ المستعملۃ الطلاق یلزمنی والحرام یلزمنی وعلی الطلاق وعلی الحرام فیقع بلا نیۃ للعرف الخ۔ ۵۔

اور جو شخص طلاق دیتا ہے وہ غصہ ہی میں دیتا ہے۔ خوشی اور رضامندی کی حالت نوبت طلاق نہیں آتی۔ پس حالتِ غضب میں عند الحنفیۃ بلا تامل طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ شامی میں ہے ویقع طلاق من غضب خلافاً لابن القیم الخ۔ پس جواب مجیب کا صحیح نہیں ہے۔ اور شخص مذکور کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی اب بدون حلالہ کے وہ دوبارہ مطلقہ عورت سے نکاح نہیں کر سکتا۔ کما قال اللہ تعالیٰ فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہٗ ۔ الآیہ۔ ۵۔

مسجد کی دیواروں پر آیات و اشعار لکھنا

سوال ۵۰۰ لم۔ مسجد کے اندرونی حصہ میں سامنے قبلہ کی دیوار پر قرآن شریف کی ایسی آئیں جس سے اہمیت اور فضیلت نماز کی ظاہر ہوتی ہو نیز بسم اللہ وغیرہ لکھنا جائز ہے یا نہیں اگر لکھدی ہوں تو کیا کیا جائے۔ اور تاریخی اشعار کا حکم ہے۔

الجواب۔ دیوار قبلہ پر اور برابر کی دیواروں پر آیات قرآن وغیرہ لکھنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے مصلی کا خیال منتشر ہوتا ہے اور خشوع وخضوع میں فرق آتا ہے۔ اور نیز اس بے ادبی کا بھی خیال ہے ایسا نہ ہو کہ دیوار مسجد گر جاوے۔ اور آیاتِ قرآنی پامال اور بے حرمت ہوں۔ اس لئے جو آیات لکھی گئی ہیں بہتر یہ ہے کہ ان کو چھلوا دیا جاوے۔ اور اشعار وغیرہ کا بھی لکھنا نہیں چاہیئے اس کا بھی یہی حکم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔ ۵۔

شکار کھیلنا اور اس کا پیشہ بنانا کیسا ہے

سوال ۵۰۱ لم قرآن شریف و حدیث شریف سے شکار کا مباح ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ ۵ (۲) یہ کہنا کہ صرف تین دن فاقہ کے بعد شکار جائز ہے گناہِ صغیرہ ہے یا نہیں۔ ۵ (۳) حلال جانوروں کا شکار کر کے فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ۵

الجواب۔ شکار کھیلنا مباح ہے بشرطیکہ مقصود اس سے لہو ولعب نہ ہو در مختار میں ہے ہو مباح الخ الا للمحرم فی غیر الحرم او للتلہی کما ہو ظاہر الخ (۲) یہ قول غلط ہے اور قائل گنہگار ہے۔ (۳) جائز ہے۔ کما قال فی الدر المختار ونا تحقیق عندی اباحۃ

اتخاذہ حرفۃ لانہ نوع من الاکتساب وکل انواع الکسب فی الاباحۃ سواء علی المذہب الصحیح کما فی البزازیۃ (درمختار)۔

فرقہ آغاخانیہ کا حکم کہ وہ مسلمان ہیں یا کافر۔

سوال ۲۸۲۔ شخصے از فرقہ اسمٰعیلیہ آغاخانیہ با زنِ سنی حنفی مذہب نکاح نمودہ ازاں سہ فرزند متولد شدہ است۔ اکنوں زوجہ مذکورہ شنیدہ کہ نکاح مرد مذکور با من صحیح نہ شدہ است لہذا از قبول کردن مرد آغاخانی انکار ورزیدہ او را بنزد خود نخواہد گذاشت۔ آیا باعتبار شرع نکاح مرد مذکور با زن مذکورہ صحیح شدہ است یا نہ؟ نیز اولادِ ثلٰثہ حوالہ مادر کردہ شود یا نہ؟

الجواب۔ صحیح اور مکمل جواب تو فرقہ آغاخانیہ کی مخصوص عقائد معلوم ہونے پر ہو سکتا ہے۔ جملاً یہ ہے کہ اگر یہ فرقہ ضروریاتِ دین اور اسلام کی مسائل قطعیہ کا منکر ہے تو باتفاق کافر ہے مثلاً حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا قائل ہو۔ یا قرآن کی بارہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کی غلطی کرنیکا قائل ہو۔ یا صدیق اکبرؓ کی صحابی ہونے کا منکر ہو وغیرہ امثالِ ذلک۔ تو یہ شخص بلاشبہ کافر ہے۔ اور مسلمان عورت کا نکاح کافر سے منعقد نہیں ہو سکتا۔ لہذا یہ نکاح باطل ہے۔ اور جو اولاد پیدا ہوئی وہ اپنی والدہ کی حوالہ کر دی جائے گی۔ اور زوجین میں تفریق کر دینا ضروری ہے۔ اور اگر اس فرقہ کی عقائد میں کوئی چیز قطعیاتِ اسلامیہ کی خلاف نہیں تو نکاح درست و صحیح ہو گیا۔ ایسے مجزطلاق کی کوئی مخلص نہیں کما فی الشامی نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ رضؓ او انکر صحبۃ الصدیق رضی اللہ عنہ او اعتقد الالہیۃ فی علی رضؓ او ان جبرائیل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح الخ شامی باب المرتدین ص۳۹۲ ج۳۔

نوٹ۔ بعد میں آغاخانیہ کی عقائد ان کی کتابوں سے بعض لوگوں نے نقل کر بھیجے جن میں ایسے صریح عقائد کفریہ بھرے ہوئے ہیں کہ کسی تاویل کی گنجائش نہیں اسلئے یہ لوگ بلاشبہ کافر ہیں۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم نے انکے متعلق اپنے رسالہ القول الحقانی فی الحزب الآغاخانی میں پوری تحقیق فرمائی ہے۔ یہ رسالہ احقر کی رسالہ وصول الافکار الی اصول الاکفار کا ضمیمہ ہو کر شائع ہوا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ ربیع الثانی ۵۵ھ؁۔

سلام کا مسنون طریقہ، ہاتھ کی اشارہ کا حکم، رواجِ عام کی پابندی کوئی چیز نہیں

سوال ۲۸۳۔ سلام کا مسنون طریقہ کیا ہے۔ (۲) اسلام علیکم کہتے ہوئے ہاتھ کا پیشانی یا سینہ تک اٹھانا سنت ہے یا نہیں عوام بوقتِ سلام ہاتھ اٹھانے کو سنت و تہذیب کہتے ہیں۔ یہ قول صحیح ہے یا نہیں۔ (۳) انکا یہ بھی کہنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرامین گرامی تخلقوا باخلاق الناس اتقوا مواضع التہم ما راٰہ المسلمون حسناً فہو عند اللہ حسن ہے۔ یہ بداہتہً ثابت ہوتا ہے کہ عوام کی موافقت کیلئے ہم بھی سلام کی وقت باہم تواضع و تعظیم کیلئے ضرور ہاتھ اور ہاتھ اٹھائیں یہ اقوال صحیح ہیں یا نہیں۔ اور ہمیں سلام کیوقت ہاتھ اٹھانا چاہیئے یا نہیں۔

(۴) ہر وہ امر جو خیر القرون میں عام طور پر معمول بہ نہ ہو لیکن بعد میں مثل زمانہ ناحضرہ موجودہ کے عوام یا اکثر اہل اسلام میں معمول و مروّج ہو۔ اس کی پابندی و عمل کو عوام ضروری خیال کرتی ہوں تو ہم ایسے عمل کو بپیدا ہر عوام کی موافقت کیلئے پابندی و عمل کریں یا بلحاظ خیر القرون احتراز کریں

الجواب۔ سلام کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ زبان سے السلام علیکم کہے ہاتھ سے اشارہ نہ کرے اور جواب دینے والا وعلیکم السلام کہے۔ یہی طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے مسنون طریق سے منقول ہے۔ (۲) ہاتھ سینہ یا پیشانی تک بوقتِ سلام اٹھانا بلا ضرورت خلاف سنت ہے البتہ اگر ضرورت ہو مثلاً جس کو سلام کیا جائے وہ دور ہو یا بہرا ہو اس وقت ہاتھ سے اشارہ کر کے زبان سے لفظ سلام کہہ دینے میں بھی مضائقہ نہیں۔ لیکن صرف اشارہ ہاتھ سے کر دینا اس وقت بھی سنتِ سلام کرنے کیلئے کافی نہیں۔ (۳و۴) ان ارشاداتِ عالیہ میں تخلقوا باخلاق اللہ تو کوئی حدیث ہی نہیں۔ اس سے حجت پیش کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ بعد اتقوا مواضع التہم حدیث بیشک ہے لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ جو کچھ اچھا یا برا کام لوگ کرنے لگیں وہی سنت ہو جائے اور اسی پر عمل کرنا ہی ہو جائے۔ البتہ ما راٰہ المسلمون حسناً فہو عند اللہ حسن سے کسی کو شبہ ہو جائے تو بعید نہیں۔ لیکن جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو یہ حدیث مرفوع نہیں ایک صحابی کا قول ہے۔ دوسرے اس حدیث میں عام مسلمان مراد نہیں۔ بلکہ خاص قرآن صحابہ و تابعین کے مسلمان مراد ہیں کہ وہ جس چیز کو پسند کریں وہ اللہ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہونے کی علامت ہے۔ ہر زمانہ میں مسلمانوں کا اور بالخصوص ہمارے دور کے مسلمانوں کا یہ حکم نہیں اور نہ حدیث میں وہ مراد ہیں۔ ورنہ آجکل تو جس قدر بری باتیں اور معاصی اور بدعات ہیں عام طور پر مسلمان انہیں کو پسند کرنے لگے ہیں۔ اس قاعدہ کو عام کیا جائے تو سارے معاصی حسنات ہو جائیں گے۔ الغرض لوگوں میں کسی کام کے اندر خلاف سنت رواج پڑ جانے سے وہ کام جائز نہیں ہو جاتا اس لئے سلام کا طریقہ مسنونہ ہرگز نہ چھوڑا جائے (۵) ۳ میں اس کا جواب آچکا کہ رواج عام کی وجہ سے طریقہ سنت کو چھوڑنا جائز نہیں لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انی ترکت فیکم امرین ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وسنتی ولقولہ علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین مشکوٰۃ فقط واللہ اعلم۔

طلاق کی ایک خاص صورت | **سوال ۴۸۴۔** کسی نے غصہ کی حالت میں اپنی بی بی کو اسطرح طلاق دی۔ ایک طلاق۔ دو طلاق۔ بائن طلاق دیا۔ اس صورت میں کتنی طلاق واقع ہو گی اور یہ جو اس نے کہا بائن طلاق یہ پہلی دو طلاقوں کی صفت بن سکتا ہے یا کہ تین ہی طلاق واقع ہوں گی۔؟

الجواب۔ صورت مذکورہ میں اگر طلاق دینے والا یہ کہے کہ تیسرے لفظ بائن طلاق سے میری نیت جداگانہ تیسری طلاق دینے کی نہیں تھی۔ بلکہ پہلی طلاق کی صفت بیان کرتا تھا۔ تو دیانۃً اسکی تصدیق

کی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر معاملہ حکومت یا پنچائت میں پہنچا تو حاکم اور سرپنچ کو اسکی تصدیق کرنیکا حق نہیں بلکہ حاکم و سرپنچ اسکو تین طلاق قرار دیکر حرمت مغلظہ کا حکم کرینگے۔ لما فی العالمگیریہ رجل قال لامرأته انت طالق انت طالق انت طالق فقال عنیت بالاولی الطلاق وبالثانیہ والثالثہ افہامہا صدق دیانۃً وفی القضاء طلقت ثلثاً کذا فی فتاوی قاضی خان۔ انتہی۔ عالمگیری ص ۔۔ ج ۔۔ باب ۲ فقط۔

حکایت کا صادق ہونے کیلئے نفس خبر میں محکی عنہ ۔۔۔۔ کی مطابقت کافی ہے فنون بلاغت کی رعایت کافی نہیں

سوال ۸۵ لم۔ ظاہر ہے کہ قول حکایت کی صدق میں محکی عنہ کی مطابقت ضروری ہے لیکن شبہ یہ ہے کہ اسی مطابقت میں اتحاد فی المضمون کی مانند وجود اور عدم مصاحت، بلاغت، فنون بدیعہ بھی معتبر ہیں یا زبان اور لغت کی مثل غیر معتبر۔ مثلاً زید نے عمرو کو جو بکر کے قیام کا سخت منکر ہے مخاطب بنا کر کہا واللہ ان بکراً لقائم۔ اب ناقل قول زید کے قول کی حکایت اس طرح کی۔ قال زید لعمرو قام بکر یا زید نے عمرو سے جو بکر کے قیام سے خالی الذہن ہے مخاطب ہو کر کہا۔ واللہ ان بکر القائم اور ناقل قول زید کے قول کو اس طرح نقل کیا۔ قال زید لعمرو قام بکر۔ کیا ناقلین اپنے اپنے محکی عنہ کیساتھ مطابق اور صادق ہیں یا نہیں۔

الجواب۔ صدق خبر کیلئے نفس واقعہ میں محکی عنہ کی مطابقت کافی ہے۔ فنون بدیعیہ اور بلاغیہ کا تحفظ ضروری نہیں۔ اسی وجہ سے باتفاق فقہاء اور محدثین روایت بالمعنی جائز ہے حالانکہ تمام وجوہ بلاغت کا تحفظ روایت باللفظ میں ہرگز نہیں رہ سکتا۔ البتہ اگر کہیں رعایت بلاغت نہ کرنے سے متکلم کی مراد بالکل بدل جائے تو وہ صدق خبر کیلئے مانع ہوگا۔ پس اگر ایسا عمداً کیا جائے تو قائل گنہگار ہوگا اور اگر نادانستہ ہوگیا تو گنہگار نہ ہوگا۔ کما ہو مدلول القواعد

حقہ اور نسوار سے روزہ ٹوٹ جانیکی وجہ اور مضمضہ و استنشاق میں فرق۔

سوال ۸۶ لم۔ ظاہر ہے کہ اکل وشرب مفطرات میں سے ہیں حقہ اور نسوار اگر مفطر ہیں تو اکل وشرب کی حیثیت سے نہیں۔ اب شبہ یہ ہے کہ مضمضہ اور استنشاق کی جواز سے معلوم ہوتا ہے کہ اکل وشرب بغیر ابتلاع و وصول الی الجوف ناتمام ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حقہ اور نسوار بغیر مبالغہ کی مضمضہ اور استنشاق کا حکم رکھتے ہیں۔ سعوط اور قطورہ کا بغیر وصول الی الجوف والدماغ غیر مفطر ہونا ان کا مؤید اور شاہد ہے۔ غرضکہ اکل وشرب میری عقل ناقص بموجب دو فعلوں کا مجموعہ ہے۔ وصول الی الفم ولا ابتلاع افطار کا مدار ٹھیرا ہے۔ شرب الدخان کا محاورہ مجاز پر مبنی ہے۔ جیسے ہندی [illegible] بیڑہ کہانا۔

الجواب۔ یہ صحیح ہے کہ کسی چیز کا محض منہ کو اندر پہنچ جانا مفطر نہیں۔ کیونکہ دوسرا جزو یعنی ابتلاع کا فساد صوم کیلئے موقوف علیہ ہونا۔ قابل غور ہے۔ کیونکہ بتصریح فقہاء مدار فساد صوم یہ ہے کہ کوئی مفطر چیز جوف دماغ یا جوف معدہ میں پہنچ جائے خواہ ابتلاع کے ساتھ

یا لنیہ ابتلاع۔ او جبہ ہے اور دوسری میں سعوط۔ ورجوز کو نیز حقنہ کو باجماع مفسد صوم مانا گیا ہے۔ حالانکہ ابتلاع متحقق نہیں۔ اور جب مدار یہ ہوا کہ مفطر کا وصول جوف دماغ یا معدہ میں ہو جائے تو بلا شبہ حقہ بیڑی نسوار وغیرہ ناقص صوم ہو جائیں گی کیونکہ دماغ میں ان کا پہنچ جانا یقینی ہے۔ ہاں اگر حقہ کا دم نہ بھرا جائے۔ بلکہ ویسے ہی خفیف سا دھواں منہ میں آ جائے یا دماغ تک نہ پہنچے یا نسوار کو کوئی نتھنے میں رکھکر ایسی طرح نکال لیا جائے کہ دماغ میں نہ پہنچے تو بیشک وہ مفسد صوم نہیں لیکن عرف و عادت کے اعتبار سے ایسا ہونا بہت بعید بلکہ عادۃً متعذر کہا جائے تو صحیح ہے اس لئے حقہ پینے اور نسوار سونگھنے کو مفسد صوم ہی کہا جائے گا۔ والدلیل علی ما قلنا ان المدار علی الوصول الی الجوف ما صرح بہ الفقہاء قاطبۃ" واللفظ لخلاصۃ الفتاوی وما وصل الی جوف الرأس والبطن من الاذن والانف والدبر فہو مفطر بالاجماع وفیہ القضاء وہی مسائل الافطار فی الاذن والسعوط والوجور لو بحقنۃ انتہی (خلاصہ) نیز عالمگیری میں ہے۔ وفی دواء الجائفۃ والآمۃ اکثر المشائخ علی ان العبرۃ للوصول الی الجوف او الدماغ۔ عالمگیری ہندی ص $\frac{1\text{۳۲}}{\text{ج ۱}}$ فقط کتبہ محمد شفیع غفرلہ

تھیٹر سینما دیکھنا جائز نہیں

سوال ۷۸۰ لم۔ مسلمانوں کو تھیٹر بائسکوپ میں جانا۔ تماشا دیکھنا اس میں کام کرنا یعنی گانا بجانا ناچنا۔ صورت شکل لباس کا تبدیل کرنا۔ اختلاط بالنساء عورتوں کا لباس پہننا وغیرہ۔ اور لوگوں کو اس میں شریک ہونے، ملازمت کرنے کی ترغیب دینا شرعًا کیسا ہے اور ترغیب دینے والے کیلئے کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ بہت گناہ اور بہت سے کبیرہ گناہوں کا مجموعہ ہے۔ اور جو شخص لوگوں کو اس کی طرف رغبت دلاتا ہے وہ اعلیٰ درجہ کا فاسق ہے اور شیطان کا کام کرتا ہے جتنے لوگ اس کی تحریک سے اس گناہ میں مبتلا ہوں گے ان سب کا گناہ اس کو بھی ہوگا اور ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ آئے گی۔ تھیٹر اور بائسکوپ کے تماشے بہت سے گناہوں پر مشتمل ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔ (۱) قطع نظر تمام دوسرے محرمات سے خود یہ لہو و لعب ناجائز ہے۔ لما فی الدر المختار وکرہ کل لہو لقولہ علیہ السلام کل لہو المسلم حرام الا ثلثۃ ملاعبۃ اہلہ وتادیبہ لفرسہ ومناضلتہ بقوسہ قال الشامی ای کل لہو وعبث فالثلاثۃ بمعنی واحد کما فی شرح التاویلات والاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعہ کالرقص والسخریۃ والتصفیق وضرب الاوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فانہا کلہا مکروہۃ لانہا زی الکفار واستماع ضرب الدف والمزمار وغیر ذلک حرام شامی ص $\frac{\text{۲۷۵}}{\text{ج ۵}}$۔ کتاب الحظر والاباحۃ (۲) گانا بجانا مستقل ایک گناہ ہے۔ لقولہ تعالیٰ: ومن الناس من یشتری لہو الحدیث۔ والاحادیث فی ہذا الباب کثیرۃ سردہا فی الروح المعانی تحت ہذہ الآیۃ (۳) ناچنا

بھی مستقل گناہ ہے اور اس کا دیکھنا بھی جیسا کہ عبارت شامی مندرجہ علاوہ معلوم ہوا۔
(۴) صورت و شکل بدل کر تلبیس کرنا بھی گناہ ہے۔ بالخصوص مرد کو عورت کی شکل یا عورت کو مرد کی شکل بنانا سخت گناہ ہے۔ حدیث میں اس پر لعنت وارد ہوئی ہے۔ ارشاد ہے لعن اللہ المتشبہین من الرجال بالنساء ومن النساء بالرجال۔ (۵) اختلاط بالنساء ایک مستقل گناہ ہے اور بہت سے گناہوں کا مقدمہ ہے۔ لقولہ علیہ السلام اذا خرجت استشرفہا الشیطان۔ (۶) اکثر ان تماشوں میں تصاویر سے کام لیا جاتا ہے۔ جن کا بنانا اور استعمال کرنا اور دیکھنا سب گناہ ہیں والاحادیث فی ہذا متواترۃ المعنی اکثرہا مذکورۃ فی الصحاح وقد جمعتہا فی جزء مستقل سمیتہ التصویر لاحکام التصویر من رام التفصیل فلیراجعہ۔ (۷) تصاویر بھی بعض اوقات شرمناک اور حیا سوز ہوتی ہیں جن کے اثرات اخلاق کیلئے نہایت مخرب ہوتے ہیں۔ (۸) بعض تماشوں میں خود عورتیں گاتی بجاتی ہیں اور رقص کرتی ہیں۔ اس علاوہ گانے وغیرہ کے خود بھی ان کی طرف نظر کرنا اور ان کا تماشہ دیکھنا ناجائز ہے۔ (۹) بعض فلم ان تماشوں کے کچھ واقعات کی نقل اتارتی ہیں جن میں بعض اوقات خلاف واقعہ چیزیں بعض لوگوں کی طرف منسوب کرکے دکھائی جاتی ہیں جو افترا اور بہتان ہوتا ہے۔ کیونکہ جس طرح زبان سے افترا ہو سکتا ہے اسی طرح نقل اتارنا بھی نسبت کرنا ہے اور بہتان ہے۔ (۱۰) بعض فلم میں ایسے واقعات دکھائے جاتے ہیں جن میں صاحب واقعہ کی دل آزاری اور توہین ہوتی ہے۔ جو صریح غیبت ہے جس کی حرمت قرآن میں منصوص ہے اور نقل اتارنے کا غیبت ہونا حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں مذکور ہے قالت عائشہ رضی اللہ عنہا دخلت علینا امرأۃ فاومأت بیدی انہا قصیرۃ فقال علیہ الصلوۃ والسلام اغتبتہا۔ وقال فی الدر المختار بعد نقل ہذہ الروایۃ ومن ذلک المحاکاۃ کان یمشی متعارجا او کما یمشی فہو غیبۃ بل اقبح لانہ اعظم فی التصویر والتفہیم۔ اگر پورا تتبع کیا جائے تو اسی قسم کے اور بہت سے گناہ ان تماشوں میں نکلیں گے۔ مسلمان کے لئے اتنے گناہوں کا ہونا ہی بچنے کیلئے کافی ہے اور جن کو خدا تعالیٰ کا خوف نہ ہو اس کیلئے کوئی چیز مانع نہیں

واللہ الموفق وہو سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔

ندائے نذر کے متعلق چند مسائل۔

سوال ۸۸ لم۔ سوال مع جواب متعلق نذر اور تکفینہ وغیرہ۔ برائے تصدیق آیا تھا مفتی صاحب نے اس پر تحریر ذیل لکھی ہے۔

جواب میں دو باتیں قابل اصلاح ہیں باقی سب صحیح ہیں۔ اول یہ کہ حدیث کا انکار جن لفظوں سے کیا گیا ہے ان میں کفر سے بچانے والی تاویل ہو سکتی ہے اس لئے فتویٰ کفر کا نہ دیا جائے گا۔ البتہ شدید گناہ اور خطرہ کفر ہونے میں شبہ نہیں

وذلک لما فی البحر من احکام المرتدین وفی الخلاصۃ اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب التکفیر ووجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الوجہ الذی یمنع التکفیر الخ ثم قال فی البحر وذکر الفاظ التکفیر المذکورۃ لا افتی بالتکفیر بہا وقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئی منہا الخ بحر الرائق ص ۱۲۵ ج ۵۔ دوسرے یہ کہ نذر مطلق میں وفاء نذر کو علی الفور واجب لکھا گیا ہے اگر علی الفور سے مراد یہ ہو کہ کوئی وقت اس کیلئے معین نہیں تو صحیح ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ بلا تاخیر اس کا ادا کرنا واجب ہے تو صحیح نہیں۔ لما فی التوضیح المراد بالمطلق غیر الوقت کالکفارات والنذور المطلقۃ والزکوٰۃ المطلق یعنی التراخی لانہ ای الامر جاء للفور وللتراخی فلا یثبت الفور الا بالقرینۃ وحیث عدمت ثبت التراخی۔ توضیح تلویح مصری ص ۲۲۲ ج ۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

وتر میں بجائے دعاء قنوت کے کوئی اور دعا پڑھنے کا حکم

سوال ۸۹ ۔ وتر میں بجائے دعاء قنوت کے اور کوئی دعا یا سورۃ پڑھ لی جائے تو نماز ہو جائے گی یا نہ؟

الجواب۔ جو دعا کلام الناس کے مشابہ نہ ہو اس کے پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے۔ قال الشامی ومن لا یحسن القنوت یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃً الآیۃ۔ وقال ابو اللیث یقول اللہم اغفر لی یکررہا ثلاثاً وقیل یقول یا رب ثلاثاً ذکرہ فی الذخیرۃ اھ۔ فقط واللہ اعلم۔ محمد شفیع غفرلہٗ

نکاح سے پہلے بلا اضافت الی النکاح تعلیق طلاق لغو ہے

سوال ۹۰ ۔ زید نے قبل از نکاح مسماۃ زینب کی والدہ کو یہ تحریر لکھدی کہ زینب پر دوسری شادی کر دوں تو زینب مجھ پر طلاق ہے۔ ایک سال بعد اس تحریر کے زینب کا نکاح زید سے ہوا اب اگر زید دوسری شادی کرے تو زینب مطلقہ ہوگی یا نہ؟

الجواب۔ اس صورت میں جیسا کہ سوال سے معلوم ہوتا ہے جو تعلیق زید نے کی ہے وہ لغو ہے کیونکہ بوقتِ تعلیق زید مسماۃ زینب نہ اس کے نکاح میں تھی اور نہ زید نے اضافتہ الی النکاح کی لہٰذا یہ تعلیق لغو ہے اگر زید نے بعد زینب کے دوسرا نکاح کیا طلاق زینب پر واقع نہ ہوگی۔ کما فی الدر المختار فلغا قولہ لاجنبیۃ ان زرت زیداً فانت طالق فنکحہا فزارت وکذا کل امرأۃ اجتمع معہا فی فراش فہی طالق فتزوج جہا لم تطلق۔ اگر زید نے نکاح ثانی کیا تو زینب پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

تعزیہ داری کو رد کرنے کیلئے چار پائی وغیرہ کا جلوس نکالنا درست نہیں

سوال ۹۱ ۔ یہاں پہلے سے چار پائی جھنڈا اٹھایا جاتا ہے۔ زید اس کو رد کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور اس طریقہ کو ناجائز بتلاتا ہے۔ عمر نے زید سے کہا کہ اس کو بند کر دینے سے اہل تشیع خوشیاں منائیں گے یہ دینی رسم ہے اس کو نہ رد کرو۔ زید نے جواب دیا کہ شیعوں کو رنجیدہ کرنے کیلئے ناجائز کام نہیں کیا جا سکتا۔ (۱) کیا زید کا قول صحیح ہے۔ (۲) اگر رد سے شرح

چا سیاسی پارٹی جھنڈا اٹھانا جائز ہے یا نہیں۔؟ (۳) یہ جھنڈا اٹھانا موجب خیر و برکت ہے یا نہیں ؟
(۴) رسم و رواج کو شریعت سے تعلق ہے یا نہیں۔؟ (۵) دین کا کسی فعل کو رسم و رواج کہا جا سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب ۔ زید کا قول صحیح اور حق ہے لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق ۔ (۲) یہ شرعاً ناجائز اور ممنوع ہے اور مرتکب اس کا سخت گنہگار اور فاسق ہیں اسکو ترک کرنا لازم ہے۔ حدیث میں ہے کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔ (۳) موجب خسران اور وبال ہے قال اللہ تعالیٰ وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان الایۃ (۴) شریعت مطہرہ کے مقابلہ میں رسم و رواج کی کچھ حقیقت نہیں ہے لا طاعۃ لمخلوق معصیۃ الخالق ۔ (۵) دینی کام کو حکم شریعت کہنا چاہیے۔ رسم و رواج سے اس کو تعبیر کرنا مناسب نہیں ہے۔ فقط مسعود جوابات صحیح ہیں۔ اور خلاصہ یہ ہے کہ ایک گناہ کو مٹانے کیلئے دوسرا مستقل گناہ کرنا عقل و نقل کیخلاف ہے شیعوں کی رسم مٹانے کیلئے ایک نئی بدعت اور اسلام جاری کرنا کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا۔ دوسری جائز تدبیر کی جائیں کہ مسلمان اس میں شریک ہونے سے بچیں۔ مثلاً وعظ و تبلیغ کے ذریعہ یا پنچائت کے ذریعہ لوگوں کو اس سے روکا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ محمد شفیع غفرلہ ۔

طلاق بغیر صریح اضافت الی المراۃ کا حکم

سوال ۹۲ لم ۔ اظہر اللہ نے کسی بات پر غصہ ہو کر اپنی بیوی کو مار پیٹ کیا۔ اسکے چچیرے بھائی دتا ولد اللہ نے جو وہاں موجود تھا یہ کہا کہ جب تو ہمارے سامنے ایسا کر بیٹھا تو میں بھی دیکھوں گا۔ اظہر اللہ نے کہا کہ اگر تو دیکھے گا تو دیکھا دیتا ہوں۔ ایک طلاق دو طلاق تین طلاق، بابت طلاق انیس محمد کی بیٹی لطیفہ بانو۔ اظہر اللہ نے یہ بھی کہا کہ میری نیت طلاق دینے کی نہیں تھی۔ تو اظہر اللہ کی بی بی پر طلاق ہو گئی یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

اس پر ایک مولوی نے حکم عدم وقوع طلاق کا (بوجہ نہ پائے جانے اضافت صریحہ کے) دیا۔ اس پر مسعود احمد نے حسب ذیل جواب لکھا۔

الجواب ۔ وقوع طلاق کیلئے اضافت صریحہ کا ہونا لازمی نہیں ہے اور اس مسئلہ میں اگر اظہر اللہ کی زوجہ کا نام لطیفہ بانو ہے اور وہ انیس محمد کی بیٹی بھی ہے تو اضافت صریحہ بھی موجود ہے اور تین طلاق اظہر اللہ کی زوجہ پر واقع ہو گئی کیونکہ جب اظہر اللہ نے اپنی زوجہ کا نام مع ولدیت لیکر تین دی تو اضافت صریحہ پائی گئی اور طلاق واقع ہو گئی۔ اب شوہر کا یہ کہنا کہ میری نیت طلاق دینے کی نہ تھی۔ غلط اور غیر مسموع ہے۔ کیونکہ صریح الفاظ طلاق میں کچھ اعتبار نیت و عدم نیت کا نہیں ہوتا بناءً علیہ جواب مجیب کا صحیح نہیں فقط۔ بالمسعود صحیح جواب صحیح ہے صورت مسئولہ میں بلا شبہ تین طلاقیں واقع ہو گئیں فقط

زوجہ کو یہ کہنا کہ تجھ کو رکھوں تو اپنی ماں بہن کو رکھوں طلاق نہیں ہے۔

سوال ۹۳ لم ۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ اگر میں تم عورت کو رکھوں تو اپنی ماں و ہمشیرہ کو رکھوں+

اب وہ شخص اپنی زوجہ کو رکھ سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے ولو قال ان دخلتک وطلقت الی ثلاثہ فی علیہ کذا فی عامۃ السرد بیا۔ معلوم ہوا کہ اس صورت میں اس عورت پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ شوہر اسکو رکھ سکتا ہے۔ اور کچھ کفارہ وغیرہ اس پر لازم نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد۔

قومہ اور جلسہ سہواً چھوڑ دے تو مفتی بہ قول یہ ہے کہ سجدہ سہو لازم ہے۔

سوال ۱۴۹۴۔ اگر کسی نے بھول کر قومہ ترک کیا تو سجدہ سہو لازم آئیگا یا نہیں۔

الجواب۔ اگرچہ مشہور مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ قومہ اور جلسہ سنت ہیں اور ان کے ترک سہو اً سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا لیکن متاخرین نے ترجیح اسی کو دی ہے کہ واجب ہیں اور ترک سے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ محقق ابن ہمام وغیرہ حضرات نے اسی کو اختیار فرمایا ہے کما فی رد المحتار والحاصل ان الاصح روایۃ ودرایۃ وجوب تعدیل الارکان واما القومۃ والجلسۃ وتعدیلہما فالمشہور فی المذہب السنیۃ وروی وجوبہا وہو الموافق للادلۃ وعلیہ الکمال ومن بعدہ من المتأخرین وقد علمت قول تلمیذہ انہ الصواب وقال ابو یوسف بفرضیۃ الکل الخ شامی مصری کذا ان

عورتوں کو مردوں کی مثل کپڑے پہننا حرام ہے

سوال ۱۴۹۵۔ کیا پردہ نشین عورت پر مردوں جیسے کپڑے واسکٹ اور کوٹ وغیرہ پہننا جائز ہے یا حرام۔ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ کھانے اور کپڑے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت مستحب ہے اگر کرے تو بہتر ہے ورنہ کوئی گناہ نہیں ہے۔

الجواب۔ عورتوں کو مثل مردوں کے کپڑے پہننا حرام ہے۔ اور مولوی کا یہ کہنا کہ کھانے پینے کے معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت واجب نہیں بلکہ مستحب ہے جس کے ترک سے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ کم علمی پر مبنی ہے صحیح بات یہ ہے کہ کھانے پینے کے معاملہ میں جس کھانے یا لباس یا وضع کی ممانعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اسکا استعمال ناجائز اور گناہ عظیم ہے۔ ہاں جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت نہیں فرمائی ان کا بیشک یہی حکم ہے کہ اسکا اتباع مستحب ہے جیسے مثلاً کدو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تھا۔ اس کو مرغوب رکھنا واجب نہیں مستحب ہے۔ واللہ اعلم اور چونکہ عورتوں کے لئے مردوں کی وضع بنانا بعد پھر بھی غیر مذہب والے اس کی صریح ممانعت حدیث میں وارد ہے اس لئے بلاشبہ عورتوں کے لئے کوٹ وغیرہ کا استعمال کرنا حرام ہے۔

نماز جنازہ قبرستان میں پڑھنے کا حکم۔

سوال ۱۴۹۶۔ زید نے ایک مقبرہ عامہ سے ایک مخصوص قطعہ کو برائے اپنے اموات جدا کر لیا۔ حالت یہ ہے کہ اس قطعہ مخصوصہ میں چند قبریں موجود ہیں بعض شمالاً بعض جنوباً تو نماز جنازہ اس مخصوص قطعہ میں صحیح ہے یا نہیں۔ اور قبر اور مصلی کے درمیان کوئی حائل بھی نہیں۔ پھر میت کی چارپائی مصلی اور قبر کے درمیان سترہ ہو سکتا

یا نہیں۔ اور اس حدیث صحیحہ کو جو کہ صحاح ستہ نے بطور نہی عن الصلوٰۃ فی المقبرہ نقل فرمایا ہے، عام ہے یا مخصوص اگر نماز جنازہ اس سے مستثنیٰ ہو تو مخصص کیا ہو گا؟

الجواب مقبرہ میں نماز پڑھنا جبکہ قبور بجانب قبلہ اور مصلی کے سامنے ہوں مکروہ ہے۔ درمختار میں ہے وکذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبۃ وفی طریق ومزبلۃ ومجزرۃ ومقبرۃ الخ وقد عقد الحدیث العلامۃ نجم الدین الطرسوسی فی منظومۃ الفوائد فقال نہی الرسول احمد عن البشر عن الصلوٰۃ فی بقاع تعتبر فخذا من المعروف ثم مقبرہ ٭ مزبلۃ طریق ثم مجزرہ وفوق بیت اللّٰہ والحمام ٭ والحمد للّٰہ علی التمام۔ جواب صحیح ہے اور حدیث نہی عن الصلوٰۃ فی المقبرہ عام ہے۔ تخصیص کی کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف کی دلیل تعامل سلف ہے کہ نماز جنازہ قرون اولیٰ سے لیکر عہد ائمہ تک اور زمانہ مابعد میں بھی مقابر میں پڑھنے کا دستور نہ تھا اور روایاتِ فقہیہ بھی اس بارہ میں تصریح ہیں کہ مقبرہ میں نماز مطلقاً ممنوع ہے۔ البتہ ایسی صورت میں کہ مقبرہ کی کسی جانب میں جگہ مقابر سے خالی ہو اور قبریں سامنے قبلہ کے نہ ہوں یا اتنی دور رہوں کہ نمازی کی نظر بحالتِ خشوع ان پر نہ پڑے یا کوئی حائل مثل دیوار وغیرہ کے درمیان میں ہو تو پھر نماز مطلقاً خواہ جنازہ کی ہو یا فرض الوقت میں سے جائز ہے۔ لیکن جنازہ کی چارپائی کا سترہ کافی نہیں معلوم ہوتا۔ وذلک لما فی العالمگیریۃ وفی الحاوی وان کانت القبور ما وراء المصلی لایکرہ فانہ ان کان بینہ وبین القبر مقدار ما لو کان فی الصلوٰۃ ویمر انسان لایکرہ فہہنا ایضاً لایکرہ عالمگیری مصری فی مکروہات الصلوٰۃ ص۱۰۲ وصرح بالجواز مع حائل الحائط ونحوہ فی الخلاصۃ۔ فقط واللّٰہ اعلم

زوجہ کو یہ کہنا کہ تجھ کو چھوڑ دیا۔ **سوال ۹۷۱** خلاصہ سوال یہ ہے کہ مسماۃ بلادل جان کا بیان ہے کہ میرے شوہر جاندار خاں نے تین طلاق دی ہیں۔ نقل بیان گواہان ہمرشتہ سوال ہے ایک گواہ محمد اکرام خاں تین طلاق دینا بیان کرتا ہے۔ اور دوسرا گواہ محمد سوار خاں بیان کرتا ہے کہ میرے دریافت کرنے پر کہ عام لوگ اس کا چرچہ کرتے ہیں کہ بلادل جان کو تم نے طلاق دیدی یہ صحیح ہے یا غلط۔ جاندار نے کہا یہ درست ہے۔ اور تیسرا گواہ بھگا خاں بیان کرتا ہے کہ میرے دریافت کرنے پر جاندار نے کہا کہ میں نے چھوڑ دی ہے۔ اور جواب ۱۵۱۲ میں آپ نے طلاق رجعی کا حکم دیا ہے تو طلاق رجعی کیسے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ صرف محمد اکرام خاں تین طلاق بیان کرتا ہے۔ مثل ارسال ہے۔

الجواب مثل مقدمہ مسماۃ بلادل جان وجاندار خاں دوبارہ بغرض تحقیقِ مزید وطلب دلیل موصول ہوئی اس کو دوبارہ دیکھا گیا۔ اور غور کیا گیا۔ صورت مسئولہ کا وہی حکم ہے جو پہلے لکھا جاچکا ہے یعنی مسماۃ بلادل جان پر ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی۔ جو بعد عدت کے یعنی تین حیض آنے کے بعد بائنہ ہو

ہو جاوے گی۔ کیونکہ محمد اکرام خاں گواہ تین طلاق صریح دینا بیان کرتا ہے۔ اور محمد سوار خاں بیان کرتا ہے کہ اس کی دریافت کرنے پر چاندار خاں نے طلاق دینے کی تصدیق کی۔ اور بھگا خان بیان کرتا ہے کہ میرے دریافت کرنے پر چاندار خاں نے کہا کہ میں نے چھوڑ دی ہے۔ اور چھوڑ دی سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ لفظ در اصل کنایہ ہے۔ مگر غلبہ استعمال سے صریح ہو گیا ہے۔ قال الشامی فی باب الکنایات تحت لفظ الحرام فاں سرحتک کنایۃ لکنہ فی عرف الفرس غلب استعمال فی الصریح فاذا قال رہا کردم ای سرحتک یقع بہ الرجعی مع ان اصلہ کنایۃ ایضاً وما ذلک الا لانہ غلب فی عرف الفرس استعمالہ فی الطلاق الخ وصرح بہ مولانا عبد الحی اللکھنوی رحمۃ اللہ فی مجموعۃ الفتاوی فی جلد اول۔

پس جبکہ تین گواہوں کے بیان سے طلاق رجعی کا ثبوت ہو گیا تو وقوع طلاق رجعی میں کیا تردد ہے۔ اور اکرام خاں چونکہ تین طلاق بیان کرنے میں تنہا ہے۔ اسی لئے حکم تین طلاق کا نہیں دیا گیا اور طلاق رجعی میں عدت کے اندر زبان سے رجعت کر لینا اور یہ کہدینا کافی ہے کہ میں نے اپنی زوجہ کو رجوع کر لیا۔ در مختار باب الرجعت میں ہے۔ ہی استدامۃ الملک القائم الخ وتصح مع الکراہۃ فی العدۃ الخ بنحو راجعتک الخ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد۔ الجواب صحیح محمد شفیع۔

مسجد میں جگہ روکنے کیلئے اپنا کپڑا وغیرہ بچھانے کا حکم۔

سوال ۳۹۸۔ اکثر مساجد میں یہ رواج ہو گیا ہے کہ بے وضو لوگ اول صف میں اپنا رومال وغیرہ رکھکر وضو کو باہر چلے جاتے ہیں یا باتیں کرتے رہتے ہیں جماعت کے وقت آجاتے ہیں اور بعض محتاط لوگ صف اول کے شوق میں گھر سے وضو کر کے آتے ہیں اور یہ رومال رکھنے والے ان سے متعارض ہو جاتے ہیں اور رومال رکھنے والوں کا حق ہو جاتا ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب۔ جو شخص پہلے سے آکر مسجد میں نہ بیٹھا ہو وہ اپنا کپڑا کسی جگہ مسجد میں قبضہ کرنیکی غرض سے رکھدے یہ شرعاً ناجائز نہیں ہے اور اس سے اس کا حق بھی قائم نہیں ہوتا۔ خواہ وہ وضو کیلئے جاوے یا اور کسی غرض سے جاوے۔ قال فی الدر المختار فی مکروہات الصلوٰۃ قبیل باب الوتر والنوافل وتخصیص مکان لنفسہ ولیس لہ ازعاج غیرہ منہ الخ قال الشامی فی شرح ہذہ الجملۃ ای لان المسجد لیس ملکاً لاحد بحر عن النہایہ۔ پس جو شخص جگہ قبضہ کیلئے ایسا کرتے ہیں ناجائز ہے۔

فسخ نکاح کی ایک صورت۔

سوال ۴۹۹۔ نبی بخش کا نکاح مسماۃ کرم بنت رسالیا ہے مسماۃ مذکورہ کے بھائی نے کر دیا ہے۔ جبکہ مسماۃ کی عمر ۱۳، ۱۴ سال تھی۔ اب مسماۃ کی عمر ۱۷ سال چھ ماہ کی ہے ملیا ہے بلوغ سے اس وقت تک خاموش رہی ہے۔ اب پانچ ماہ سے عورت نے دعویٰ کیا کہ میرا نکاح فسخ کر دیا جاوے۔ اس صورت میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب۔ قال فی الہدایہ ثم خیار البکر یبطل بالسکوت ولا یبطل خیار الغلام ما لم یقل رضیت الی قولہ خیار البلوغ فی حق البکر لا یمتد الی آخر المجلس انتہی ہدایہ صفحہ ۲۹۵ ج ۲) وفی فتاویٰ قاضی خان واذا بلغت وہی بکر فسکتت ساعۃ بطل خیارہا قاضی خان صفحہ ۱۶۶ ج ومثلہ فی العالمگیریۃ صفحہ ۲۹۴ ج ۲۔ مصری۔ عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر کنواری لڑکی بلوغ ہونے کے بعد ایک گھڑی بھی سکوت کرے تو اختیار فسخ باطل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا صورت مذکورہ میں بلاشبہ اختیار فسخ باطل ہو گیا۔ لیکن اگر یہ لڑکی ابتداءً نکاح سے خاوند ہی کے پاس رہتی ہو اور اس کے گھر میں بالغ ہوئی ہو تو اسکا اختیار محض سکوت سے باطل نہیں ہوتا۔ جب تک رضا کی تصریح زبان سے یا عمل یعنی صحبت یا طلب نفقہ وغیرہ سے نہ کرے۔ کذا فی قاضیخاں۔ سو اگر واقعہ زیر بحث میں دوسری صورت ہو تو اس کو مفصل لکھ کر دوبارہ مسئلہ دریافت کرلیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۵۰۰

کفار کی دعوتوں کی شرکت کا حکم

زید شہر کے معززین میں سے ہے۔ معززین شہر فرداً فرداً ایک مسلمان علیٰ افسر کی الوداع پر دعوتیں کرتے ہیں جن میں ہندو، مسلمان، سکھ تمام معززین ہی عرف شامل ہوتے ہیں۔ ہندو یا سکھ صاحبان کے یہاں دعوت ہو تو مسلمانوں کی خوراک کا علیحدہ انتظام ہوتا ہے ان کو کبھی رسد ملجاتی ہے جس میں مثلاً گوشت بھی ہوتا ہے۔ اور مسلمان کے یہاں دعوت ہو تو اس سے بھی کبھی رسد ہندو سکھ صاحبان کو دینی پڑتی ہے۔ کیا مسلمان کو جائز ہے کہ وہ کبھی رسد میں جھٹکہ کا گوشت دے؟ اور شامل ہونا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ ہندوؤں کی نیز دوسرے کفار کی دعوت قبول کرنا اس شرط سے جائز ہے کہ کھانے کے اندر کوئی حرام چیز شامل نہ ہو اور نہ مجلس طعام میں کوئی راگ باجہ وغیرہ ہو۔ کذا فی الدر المختار ورد الشامی من الحظر والاباحۃ۔ اور پھر بھی بہتر یہی ہے کہ شرکت سے احتراز کرے۔ کفار ومشرکین کے ساتھ بیٹھ کر کھانے کے متعلق فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ کبھی اتفاق سے کہیں گھر جاوے اور ضرورت سمجھے تو مضائقہ نہیں۔ مگر بلا ضرورت شریک ہونا، یا عادت ڈالنا ناجائز ہے لما فی العالمگیریۃ ان ابتلی بہ المسلم مرۃ او مرتین فلا باس بہ اما الدوام علیہ فیکرہ کذا فی المحیط عالمگیری کتاب الکراہیۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

سوال ۵۰۱

پرانی قبریں اگر برابر اور بے نشان کرکے فرش مسجد میں شامل کرلی جاویں تو وہاں نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں۔

قصبہ کہاتولی میں اکبر خاں نے چھوٹی سی مسجد بنوائی تھا بعد انتقال کے اسی مسجد کے احاطہ میں جانب مشرق چار پانچ گز کے فاصلہ پر مدفون ہوئے دفتاً فوقتاً فرش مسجد بڑھتا رہا۔ اب فرش زیادہ بڑھا لیا گیا۔ لہٰذا وہ قبر فرش میں آگئی۔ قبر پر اسکے اردگرد مٹی ڈال کر فرش ہموار کر لیا گیا۔ جس سے قبر لاپتہ ہو گئی۔ اس بارہ میں شرعاً

کیا حکم ہے۔ وہاں اب نماز جائز ہے یا نہیں۔ اور اگر نشانِ قبر باقی رکھا جاوے تو اس وقت نماز جائز ہوگی یا نہیں۔

الجواب۔ جبکہ قبر پرانی ہو جاوے کہ میت بوجہ مرور زمانہ مٹی ہو جاوے تو ایسی پرانی قبر کو ہموار کرنا اور اس پر زراعت وتعمیر کرنا درست ہے بناءً علیہ قبر مذکور جبکہ پرانی ہو گئی تھی اور وہ فرش مسجد کے درمیان میں آ گئی تھی تو یہ بہتر ہوا کہ اس کا نشان باقی نہ رکھا گیا اور اس کا چبوترہ بلند نہیں کیا گیا اور اس کو ہموار کر کے فرش کے برابر کر دیا گیا۔ اگر نشان باقی رکھا جاتا تو باعثِ کراہت ہوتا۔ اب نماز اس جگہ بلا کراہت جائز ہے۔ شامی میں ہے وقال الزیلعی ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ اھ۔ واللہ اعلم اور اگر قبر نمازی کے سامنے ہو تو نماز مکروہ ہوتی ہے صرح بہ الشامی والبحر والخلاصہ وغیرہ۔ ان قبر اسمٰعیل علیہ السلام فی الحجر رواہ الحاکم فی الکنی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا کنز العمال فقبر اسمٰعیل علیہ السلام مع علاوہ نادر ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

فاتحہ اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ مسنون نہیں۔

سوال ۵۰۲ ہر نماز کی ہر رکعت میں قبل شروع کرنے سورہ فاتحہ اور بعد سورہ فاتحہ قبل سورۃ کے بسم اللہ کا پڑھنا جیسا کہ فتاوی نذیریہ جلد اول ص ۳۶۳ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ من ترکہا فقد ترک مائۃ واربع عشرۃ آیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ۔ کذا فی المدارک ضروری معلوم ہوتا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے۔

الجواب۔ فاتحہ اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنا مسنون نہیں ہے۔ البتہ امام اور منفرد کو ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ آہستہ پڑھنی چاہیے۔ درمختار میں ہے۔ وکما تعوذ سمی غیر المؤتم الخ سراً فی اول کل رکعۃ ولو جہریۃ لا تسن بین الفاتحۃ والسورۃ مطلقاً ولو سریۃ الخ۔ معلوم ہوا کہ مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ امام اور منفرد کو ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنی مسنون ہے اور درمیان فاتحہ اور سورۃ کے بسم اللہ پڑھنی مسنون نہیں ہے اور جو حدیث فتاوی نذیریہ سے نقل کی ہے یہ قابلِ عمل نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایک مجلس میں تین طلاقیں حرمت مغلظہ کر دیتی ہیں۔ مخالفین کی شہادت کا جواب اور حلالہ سے بچنے کیلئے غیر مقلد ہو جانے پر وعید شدید۔

سوال ۵۰۳۔ زید نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کے بھائی عمر سے یہ کہا کہ میں نے تمہاری بہن کو ایک طلاق دیا، دو طلاق دیا، تین طلاق دیا۔ مگر وقت طلاق زید اور عمر کے درمیان ایک مکان کی دیوار حائل تھا۔ جس کے باعث عدد طلاق میں یہ فرق پیدا ہو گیا کہ زید تین طلاق کا قائل ہے اور عمر دو کا۔ پھر غصہ رفع ہونے کے بعد زید بے حد نادم ہے اور اب یہ کہتا ہے کہ مطابق حدیث ذیل کے اپنی بیوی مطلقہ سے رجعت کرتے ہیں۔ مسند امام احمد کی روایت ہے عن ابن عباس قال رکانۃ بن عبد یزید اخو بنی المطلب طلق امرأتہ ثلاثاً فی مجلس واحد فحزن حزناً

شدیداً قال فسألہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف طلقتہا فقال طلقتہا ثلاثاً الخ۔ زاد المعاد ص ۲۶۰ ج ۲۔ ایام زید مطابق اس حدیث کے رجعت کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں کر سکتا تو اس حدیث صریحہ کا کیا جواب ہوگا

الجواب۔ جبکہ خود شوہر یعنی زید تین طلاق کا قائل ہے تو اس کی زوجہ پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو گئی۔ اور وہ شوہر پر حرام ہو گئی۔ اب زید اس سے رجعت یا نکاح بدون حلالہ کے نہیں کر سکتا۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ الآیۃ۔ وقال الامام النووی فی شرح مسلم وقد اختلف العلماء فیمن قال لامرأتہ انت طالق ثلاثاً فقال الشافعی ومالک وابو حنیفۃ واحمد وجماہیر العلماء من السلف والخلف یقع الثلث الخ واحتج الجمہور بقولہ تعالیٰ ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ لا تدری لعل اللہ یحدث بعد ذلک امراً قالوا معناہ ان المطلق قد یحدث لہ ندم فلا یمکنہ تدارکہ لوقوع البینونۃ فلو کانت الثلاث لم یقع طلاقہ ہذا الا رجعیاً فلا یندم۔ واحتجوا بحدیث رکانۃ انہ طلق امرأتہ البتۃ فقال لہ صلی اللہ علیہ وسلم آاردت الا واحدۃ قال واللہ ما اردت الا واحدۃ فہذا دلیل علی انہ لو اراد الثلاث لوقعن والا فلم یکن لتحلیفہ معنی واما الروایۃ التی رواہا المخالفون ان رکانۃ طلق ثلاثاً فجعلہا واحدۃ فروایۃ ضعیفۃ عن قوم مجہولین وانما الصحیح منہا ما قدمناہ انہ طلقہا البتۃ ولفظ البتۃ محتمل للواحدۃ وللثلاث ولعل صاحب ہذہ الروایۃ الضعیفۃ اعتقد ان لفظ البتۃ یقتضی الثلاث فرواہ بالمعنی الذی فہمہ وغلط فی ذلک الخ معلوم ہوا کہ رکانہ کی صحیح اور معتبر روایت میں طلاق ثلاث کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ اس میں لفظ البتہ مذکور ہے جس میں دونوں احتمال ہیں یعنی واحدہ کا اور ثلاثہ کا اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے استفسار فرمایا آاردت الا واحدۃ جس کا جواب وہ حلفیہ دیتے ہیں واللہ ما اردت الا واحدۃ جس سے صراحۃً معلوم ہوا کہ رکانہ نے اپنی زوجہ کو طلاق بلفظ البتہ دی تھی جس میں دونوں احتمال ہیں یعنی واحدہ اور ثلاثہ کا اور ان کی مراد اور ارادہ لفظ مذکور سے طلاق واحدہ کا تھا۔ جیسا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر حلفاً عرض کیا واللہ ما اردت الا واحدۃ اور جس روایت میں ثلاث کا لفظ ہے وہ روایت بالمعنی ہے راوی نے غلطی سے یہ سمجھا کہ لفظ البتہ محتمل طلاق ثلاث کو بھی ہے اس لئے رکانہ نے طلاق ثلاثہ مراد لی ہے۔ اور نیز اس روایات کی تضعیف کی گئی ہے اس لئے اس کے رواۃ مجہولین ہیں جیسا کہ نووی میں مصرح ہے قال الشامی وذہب جمہور الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم من ائمۃ المسلمین الی انہ یقع الثلث قال فی الفتح بعد سوق الاحادیث الدالۃ علیہ وہذا یعارض ما تقدم واما امضاء عمر الثلث علیہم مع عدم مخالفۃ الصحابۃ لہ وعلمہ بانہا کانت واحدۃ فلا یمکن الا وقد اطلعوا فی الزمان المتأخر علی وجود ناسخ او لعلمہم بانتہاء

الحکم لذلک باطلۃ بخلاف عملوا انتقارھا فی الزمن المتاخر الی ان قال وقد ثبت النقل عن اکثرہم مریحاً بایقاع الثلث ولم یظہر لہم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال ومن ہذا قلنا لو حکم حاکم بانہا واحدۃ لم ینفذ حکمہ لانہ لا یسوغ الاجتہاد فیہ فہو خلاف لا اختلاف الخ۔ اور تقلید سے رجوع کرنا باطل ہے اور غیر مقلد ہونے سے بھی حلالہ ساقط نہیں ہو سکتا۔ اور بدون حلالہ شوہر اول مطلقہ ثلثہ سے نکاح دوبارہ نہیں کر سکتا وہ مختار میں ہے۔ وان الحکم الملفق باطل بالاجماع وان الرجوع من التقلید بعد العمل باطل اتفاقاً وہو المختار فی المذہب الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد

جواب صحیح ہے اور اس غرض کیلئے غیر مقلد ہونے سے بجائے حلالہ ساقط ہونے کے ایک دوسرا گناہ عظیم سر ہو جائے گا جس سے ایمان کا اندیشہ ہے کما قال الجوزجانی فی رجل ترک مذہبہ الحنیفۃ لنکاح امرأۃ من اہل الحدیث فقال اخاف علیہ ان یذہب ایمانہ وقت النزع لانہ استخف مذہبہ الذی ہو حق عندہ وترکہ لاجل جیفۃ منتنۃ انتہی شامی کتاب التعزیر ص۳/۲۶ فقط۔ محمد شفیع عفی عنہ

مدرسہ قرأت کیلئے جو وقف ہو وہ مدرسہ تجوید پر صرف ہو گا۔ لفظ قرأت کا لغوی معنی معتبر نہ ہوگا۔

سوال نمبر ۵۰ ۔ زید نے اپنی جائداد کو وقف کرتے وقت ایک اسلامی مدرسہ کیلئے اپنے وقفنامہ میں بدیں الفاظ چندہ معین کیا کہ مبلغ ایک بیس روپیہ سالانہ واسطے صرف بمد قرأۃ در مدرسہ جس کو جو متولی نے چند سال تک بعد انتقال واقف ادا کیا۔ اب متولی مذکور یہ دیکھکر کہ مدرسہ کے کاغذات میں اس درجہ کو درجہ تجوید لکھا جا رہا ہے یہ چاہتے ہیں کہ واقف نے جو کہ یہ روپیہ بمد قرأۃ معین کیا ہے۔ لہذا درجہ تجوید میں ادا نہ کیا جائے۔ آیا متولی کا اس بہانے سے چندہ کو روکنا صحیح ہے یا نہیں۔ اور آیا قرأۃ و تجوید متغایر ہیں یا نہیں ؟

الجواب ۔ لفظ قرأۃ اور تجوید اپنے مفہوم لغوی کے اعتبار سے اگرچہ کچھ عام و خاص کا فرق رکھتے ہوں۔ لیکن عرف و محاورات میں دونوں ایک ہی الفاظ مخصوص، اور فن مخصوص کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں بلکہ ہمارے عرف میں فن تجوید کو بیشتر فن قراۃ ہی کہا جاتا ہے۔ اور اسی کا استعمال زیادہ ہے بالخصوص عوام تو فن تجوید کو صرف فن قرأۃ کہی کے نام سے سمجھتے ہیں۔ عرف میں ان دونوں لفظوں کے مفہوم میں کوئی فرق نہیں۔ متولی وقف کیلئے یہ تاویل محض باطل اور غلط اور ناقابل التفات ہے۔ اگر ایسی تاویلوں پر نظر کی گئی تو کوئی وقف اپنی حقیقت و حیثیت پر قائم نہیں رہ سکتا۔ باتفاق فقہاء اس جیسے امور میں عرف کا لحاظ ضروری ہے۔ جیسا کہ علامہ شامی کتاب الوقف میں بالفاظ ذیل تصریح فرماتے ہیں۔ علی انہم صرحوا بان مراعات غرض الواقفین واجبۃ وصرح الاصولیون بان العرف یصلح مخصصاً۔ شامی ص۶۱۱/۳

عورتوں کا ناقص العقل والدین ہونے کی حدیث سے ازواج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابیات کی روایت معتبر نہ ہونے کا شبہ اور اس کا جواب

سوال ۵۰۵ ۔ زید کہتا ہے کہ مطابق حدیث تمام عورتیں ناقصات العقل والدین ہیں اور یہ حدیث جس موقع پر بیان فرمائی گئی اس مجمع میں ازواج مطہرات اور سیدۃ النساء فاطمہ زہرہ بھی موجود تھیں۔ لہذا ان کو بھی ناقص العقل والدین سمجھنا ضرور رہی ہے۔ تو پھر وہ حدیثیں جو حضرت عائشہ سے روایت کی گئی ہیں بہر صورت غیر معتبر ثابت ہونگی یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ یہ حکم جو حدیث میں مذکور ہے عام حالات اور عام افراد نسوانی کے اعتبار پر آیا ہے بعض افراد کا اس سے مستثنیٰ ہونا اس کے خلاف نہیں جیسا کہ مشہور ہے نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد۔ چنانچہ خود قرآن کریم نے ازواج مطہرات کو عام عورتوں سے ممتاز کرنے کیلئے ارشاد فرمایا ہے۔ یا نساء النبی لستن کاحد من النساء الآیۃ۔ جس سے معلوم ہوا کہ امہات المومنین عام عورتوں کی طرح نہیں اس کے علاوہ یہ نقصان عقل اور دین بہ نسبت مردوں کے ہے۔ اور ہر زمانہ اور ہر قرن کی عورتوں کا قیاس اسی زمانہ اور اسی قرن کی مردوں کیساتھ کیا جائے گا۔ تو ازواج مطہرات بہ نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صحابیہ کرام کی عورتیں بہ نسبت صحابہ کرام کی ظاہر ہے کہ اس درجہ کی عقل اور دین نہ رکھتی تھیں۔ جس درجہ کی ان کے مرد رکھتے تھے۔ اور اسی طرح قرون مابعد میں بھی ہر قرن کی عورتیں اس قرن کے مردوں سے عام حالات کے اعتبار سے دین و عقل میں ناقص رہی ہیں۔ اور اسی وجہ سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مردوں کی مشہور روایات کے مقابلہ میں عورت کی روایت کو قبول نہیں فرمایا۔ جیسا کہ کتب صحاح میں منصوب ہے۔۔۔۔ الغرض اول تو حدیث مذکور سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوئی عورت اس سے مستثنیٰ نہ ہو۔ بلکہ آیت مذکورہ سے تصریحاً ازواج مطہرات کا مستثنیٰ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے نقصان عقلی ہر قرن کی عورتوں کا اسی قرن کے مردوں کے اعتبار سے ہوگا۔ اس لیے سلف کرام کی عورتوں کو آجکل مردوں کے مقابلہ میں ناقص العقل کہنے کی بھی کوئی دلیل نہیں۔

لڑکی کی بلوغ کی تحقیق

سوال ۵۰۶ ۔ ایک لڑکی جس کا باپ فوت ہوگیا۔ دادا حقیقی موجود ہی ہے پہلے اس لڑکی کی ماں نے برضامندی دادا حقیقی خود اس لڑکی کا اس بنا پر کہ لڑکی جوان ہے نکاح ہمراہ محمد زمان ولد محمد رمضان کر دیا ہے۔ لڑکی کہتی ہے کہ میں بالغہ ہوں مجھے حیض آتا ہے نکاح خواں منظور دین ہے۔ اس کے بعد دادا حقیقی نے لڑکی مذکورہ کو نابالغہ سمجھکر اس کا دوسرے شخص کے ہمراہ نکاح کر دیا اور دادا کا بیان ہے کہ عمر لڑکی کی ساڑھے تیرہ سال ہے

اس کا نکاح احمد الدین سے۔ بیان گواہان منسلکہ استفتا ہیں۔ اور بیان لڑکی جنت خاتون اور اس کی والدہ اور دادا کا بھی ہمرشتہ سوال ہے۔ کون سا نکاح صحیح ہے۔ اور باوجود علم کے دوسرا نکاح پڑھا گیا تو نکاح خواں اور گواہوں کیلئے کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ کمتر مدت بلوغ کی لڑکی کیلئے نو سال اور لڑکے کیلئے بارہ سال ہیں اس عمر میں اگر دعویٰ بلوغ کا کریں اور ظاہر حال دعوے کا مکذب نہ ہو تو دعویٰ ان کا معتبر ہوتا ہے۔ اور وہ شرعاً بالغ سمجھے جاتے ہیں۔ بنا ءً علیہ دادا کے قول کے مطابق عمر لڑکی مسماۃ جنت خاتون کی ساڑھے تیرہ سال کی ہے اور وہ دعویٰ بلوغ کا کرتی ہے اور حیض آنا بیان کرتی ہے۔ لہذا قول اس کا شرعاً معتبر ہے۔ اور وہ بالغہ ہے اس اجازت سے جو نکاح اس کا والدہ نے ہمراہ محمد زمان ولد رمضان کیا ہے وہ نکاح صحیح منعقد ہو گیا اس کے بعد دادا نے جو نکاح جنت خاتون کا اس کو نابالغہ سمجھکر ہمراہ شیر محمد نابالغ کے کیا وہ شرعاً صحیح نہیں ہوا۔ اور اس کو دوسرے نکاح کی وجہ سے دوسرا نکاح خواں احمد الدین اور لڑکی کا دادا اور گواہ اور شرکائے نکاح وغیرہ سب گنہگار ہوئے توبہ کریں۔ اور اس دوسرے نکاح کے ناجائز ہونے کا اعلان کر دیں۔ فتاویٰ بلوغ الغلام بالاحتلام او الاحبال او الانزال والجارية بالاحتلام او الحيض او الحمل كذا في الدر المختار وادنى مدة البلوغ له بالاحتلام ونحوه في حق الغلام اثنتي عشرة سنة وفي الجارية تسع سنين الخ فان اخبرا به ولم يكذبهما الظاهر قبل قولهما كما قبل قول المرأة في الحيض واذا قبلنا قولهما في ذلك صارت احكامهما احكام البالغين الخ۔ عالمگیری جلد خامس الفصل الثاني في معرفة حد البلوغ اور در مختار میں ہے وادنى مدة له اثنتا عشرة سنة ولها تسع سنين هو المختار كما في احكام الصغار فان راهقا بان بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم يكذبهما الظاهر الخ۔ وهما حينئذ كبالغ حكما۔ نحو وفي الشرنبلالية يقبل قول المراهقين قد بلغنا مع تفسير كل كما ذا بلغ بلا يمين الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ مسعود احمد عفی عنہ۔؟

عورت مرتد ہو جاوے تو فتویٰ اسی پر ہے کہ نکاح فسخ نہ ہوگا۔

سوال ۵۰۷ بعض بد الوار لوگ منکوحہ عورت کو جماع حرام کیلئے اغوا کر کے لیجاتے ہیں جب شوہر قانونی چارہ جوئی کرتا ہے تو عورت کا آشنا اسے فرضی طور پر بطریق حیلہ آریہ یا عیسائی بنا دیتا ہے تاکہ وہ مرتد ہو جائے اور نکاح فسخ ہو جائے اور بعد ازیں اس نکاح کو فسخ شدہ تصور کر لیتی ہے۔ یا عورت کو ایسا کرنے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ موجودہ زمانہ کے حالات کو مد نظر رکھکر مشائخ بلخ کے قول پر فتویٰ ہونا چاہیئے یا نہ۔؟ جب کہ عورت مذکور دل سے مسلمان ہے۔ اور فرضی طور پر مذہب تبدیل کرتی ہے تو اس سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ آج کل ہندوستان میں ضرورت ہے کہ مشائخ بلخ و بخارا کے قول پر فتویٰ دیا جائے کیونکہ بنا بر مذہب حنفیہ کوئی دوسری صورت یہاں متصور نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ مذہب حنفیہ میں اس مسئلہ کے متعلق تین قول ہیں۔ اول یہ کہ نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ لیکن قاضی اس کو

تجدید اسلام اور تجدید نکاح پر مجبور کرے گا اور اسی خاوند کو جبراً دلائے گا۔ یہ ظاہر الروایت ہے کہ جو عامہ متون میں مذکور ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ نکاح ہی فسخ نہیں ہوتا جیسا کہ بہت سے مشائخ بلخ و بخارا کا فتویٰ ہے۔ اور در مختار نے اس پر فتویٰ دینے کو جائز کہا ہے۔ نیز بحر الرائق سے شامی نے بھی اس پر فتویٰ دینا نقل کیا ہے۔ اور فتاویٰ قنیہ میں بھی اس پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ تیسرا قول نوادر کی روایت ہے کہ اس کو بجائے بیوی ہونے کے باندی بنا کر اسی خاوند کے ساتھ رکھا جائے گا صرح بہ فی الدر المختار وغیرہ۔ یہ تینوں قول فتاویٰ قاضی خان، فتح القدیر، بحر، قنیہ، در مختار، شامی میں مفصل منقول ہیں اور یہ تینوں اتنی بات پر متفق ہیں کہ عورت مرتد ہونے کے بعد اپنے سابق خاوند کے قبضہ سے ہرگز نہیں نکل سکتی بلکہ قول اول کی بنا پر اسے تجدید نکاح پر بعد تجدید الاسلام مجبور کیا جائے گا۔ اور قول ثالث کی بنا پر کنیز بنا کر رکھا جائے گا۔ لیکن ہندوستان میں بحالت موجودہ ان دونوں صورتوں پر مسلمانوں کو قدرت نہیں اس لئے ضروری ہے کہ وہی دوسرا قول یعنی عدم فسخ جو مشائخ بخارا کا فتویٰ ہے اسی پر فتویٰ دیا جائے۔ اس لئے صورت مسئولہ میں عورت کا نکاح فسخ نہیں ہوا۔ البتہ احتیاطاً تجدید نکاح کے بغیر اس سے وطی نہ کرنی چاہیے۔ لیکن اپنے قبضہ میں رکھنا بہر حال جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

میت کو لوگوں کے نوحہ کرنے سے تکلیف پہنچتی ہے | **سوال ۵۰۸**۔ اگر میت کے وارث نوحہ کریں تو میت کو عذاب ہوگا یا نہیں

الجواب۔ حدیث شریف میں ہے وعن ابی موسیٰ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من میت یموت فیقوم باکیہم فیقول واجبلاہ واسیداہ ونحو ذلک الا وکل اللہ بہ ملکین یلہزانہ ویقولان اہکذا کنت رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب حسن وعن ابی سعید الخدری قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النائحۃ والمستمعۃ رواہ ابو داؤد اور دوسری حدیث میں ہے۔ ان المیت لیعذب ببکاء اہلہ علیہ (مشکوۃ شریف) ان روایات واحادیث شریف سے معلوم ہوا کہ میت کو بوجہ نوحہ کرنے کے تکلیف ہوتی ہے اور نوحہ کرنے والے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی

بزرگوں کے نام کی نذر و نیاز کرنے کا حکم | **سوال ۵۰۹**۔ جو طریقہ اکثر عوام و مبتدعین میں ہے کہ نیاز رسول، نیاز حسین، یا نیاز غوث، یا نیاز پیر وغیرہ کے نام سے کیا کرتے ہیں یہ فعل جائز ہے یا نہیں اور اس کھانے کا کھانا کیسا ہے اور اگر نیاز اللہ کے نام کیا جاوے تو کیسا ہے اور اس کا کھانا کیسا ہے؟

الجواب۔ اس نیاز کی دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت میں اس کا کرنا حرام اور سخت گناہ ہے اور اس کے کھانے کا بھی یہی حکم ہے۔ اور دوسری صورت میں چند شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ اور اس کا کھانا بھی جائز ہے۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ اگر نیاز انہیں بزرگوں کے نام کی ہو۔ یعنی اس سے ان بزرگوں کا تقرب مقصود ہو تو یہ حرام ہے۔ اور اس کا کھانا بھی حرام۔ کیونکہ یہ نذر غیر اللہ ہے

کی صریح مخالفت ہے احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔ سنن ابی داؤد میں حدیث ہے لا نذر الا فیما ابتغی بہ وجہ اللہ اور بحر الرائق میں ہے النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع حرام الی قولہ لانہ حرام بل سحت ولا یجوز لخادم الشیخ اخذہ الا ان یکون فقیراً الخ اور اگر نذر اللہ تعالیٰ کا نام کی اور اس کی رضا و تقریب کیلئے ہو عرف اتنا کیا جائے کہ ایصال ثواب کسی بزرگ کی روح کو کر دیا جائے تو یہ شرائط ذیل جائز ہیں :—

(۱) کوئی تاریخ ہمیشہ کیلئے مقرر نہ کرے (۲) جو کچھ کہلانا ہو اس میں فقراء کو کہلائے اغنیاء اور صاحب نصاب لوگوں کو کچھ نہ کہلائے (۳) اس کو لازم و واجب کی طرح جان کر نہ کرے اور ان لوگوں پر کوئی طعن نہ کرے جو ایسا نہیں کرتے (۴) قرض لیکر اپنی وسعت سے زیادہ خرچ نہ کرے (۵) اور بھی کوئی خلاف شرع اس کی ساتھ نہ ملائے۔ اس صورت میں یہ نذر جائز بلکہ ثواب ہوگی اور اس کا کہانا بھی فقراء کیلئے جائز ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مہر بہت زیادہ مقرر کرنا اور ادا کرنیکا خیال نہ کرنا گناہ ہے لیکن نکاح پر اس کا کچھ اثر نہیں

سوال ۵۱۰۔ آجکل دیار عام پھیل رہی ہے کہ مقدار مہر پانچ پانچ اور دس دس ہزار روپیہ جو صراحتاً قابل کی حیثیت سے زیادہ ہوتا ہے اور ناکح اس کی ادائیگی سے عاجز ہوتا ہے۔ مقرر کرکے نکاح کیا جاتا ہے اگر ناکح کی نیت ادائیگی کی نہ ہو محض مذاق سمجھا ہو یا نیت دینے کی ہو لیکن کسی طرح ادا نہیں کرسکتا۔ دونوں صورتوں میں نکاح پر تو کوئی اثر نہیں پڑتا۔؟ اور قربت زوجہ جائز طور پر ہوگی یا ناجائز؟

الجواب۔ ان دونوں صورتوں میں نکاح تو جائز اور صحیح ہو جاتا ہے۔ اور قرابت وصحبت بھی جائز ہو جاتی ہے مگر ایسا خیال رکھنے والا سخت گنہگار فاسق ہے اور پہلی صورت میں کہ محض اس کو مذاق و مزاح سمجھے تو خوف کفر کا ہے۔ حدیث میں ایسے شخص کیلئے سخت وعید آئی ہے اور اسکو زانی فرمایا گیا ہے یعنی عذاب و عقاب میں زانیوں کی طرح مبتلا ہوگا۔ الفاظ حدیث یہ ہیں عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل تزوج المرأۃ علی ما قل من مہر او اکثر لیس فی نفسہ ان یؤدی الیہا حقہا خدعہا فمات ولم یؤد الیہا حقہا لقی اللہ یوم القیامۃ وھو زان۔ (ترغیب ترہیب کتاب النکاح) اور اسی بنا پر حدیث میں زیادہ مہر مقرر کرنے کی ممانعت آئی ہے۔ الا لا تغالوا صدقات النساء۔ لیکن بتصریح فقہاء نکاح درست ہو جاتا ہے اگرچہ کوئی شخص مہر کی صراحۃً نفی بھی کر دے اور حدیث وعید کو تہدید پر محمول کیا جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

شوہر نے گھر کے اندر طلاق دی باہر دروازہ پر سننے والے کی شہادت معتبر ہوگی یا نہیں۔؟

سوال ۵۱۱۔ زید نے بوقتِ عشاء جبکہ اس کی عورت پلنگ پر بیٹھی ہوئی تھی پلنگ کی پاس ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے یوں کہا تو طلاق تو طلاق تو طلاق۔ اس وقت تین عورتیں

اندر موجود تھیں اور ایک مرد دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ بعد ازاں والدہ وغیرہ کو یہ بھی کہا کہ میں اسکو یعنی اپنی عورت کو طلاق دی ہے۔ میرے پاس نہ آجائے اور میرے سے بات نہ کرے۔ اور دو تین برس قطع تعلق نہ رہا۔ اب چند روز سے زید اسکو اپنے پاس بلاتا ہے اور نہ کام کراتا ہے آیا زید کی طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔؟

الجواب۔ جبکہ زید نے اپنی زبان سے تین مرتبہ اپنی زوجہ کو طلاق دیدی تو زید کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی۔ اب زید بدون حلالہ کے دوبارہ اسکو اپنے نکاح میں نہیں لاسکتا۔ کما قال اللہ تعالیٰ فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ۔ لیکن اگر زید طلاق دینے سے منکر ہو۔ اور عورت دعویٰ طلاق کا کرے تو محض عورتوں کی گواہی سے عدالت میں طلاق ثابت نہ ہوگی اور حاکم حکم طلاق نہ کرے گا۔ اور جو شخص باہر دروازے پہ بیٹھا ہے اس کی گواہی بدون شرائط مخصوصہ معتبر نہ ہوگی۔ قال فی الہدایۃ کتاب الشہادۃ ولو سمع من وراء الحجاب لایجوز لہ ان یشہد الخ لان النغمۃ تشبہ النغمۃ فلم یحصل العلم الا اذا کان دخل البیت وعلم انہ لیس فیہ احد سواہ ثم جلس علی الباب ولیس فی البیت مسلک غیرہ فسمع اقرار الداخل ولا یراہ ان یشہد لانہ حصل العلم فی ہذہ الصورۃ الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔؟

سبقت لسانی سے کلمہ کفر زبان سے نکل گیا تو کچھ گناہ ہے یا کفر نہیں؟

سوال ۵۱۲۔ زید کی زبان سے سبقت لسانی سے اللہ تعالیٰ کی نسبت اشرف المخلوقات نکل گیا اور کہنا چاہتا تھا اشرف الحاکمین فوراً عمر نے حکم لگا دیا کہ یہ کافر ہو گیا اور اس کو تجدید اسلام ضروری ہے۔ یہ حکم صحیح ہے یا غلط دعمر نے سبقت لسانی کی بجائے آیۃ انما المشرکون نجس کے انما الکافرون نجس کہا۔ حالانکہ یہ لفظ قرآن شریف میں نہیں ہے، اس کا کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ سبقت لسانی اور غلطی سے اگر کوئی کلمہ کفر زبان سے نکل جائے تو اس سے کہنے والا گناہ گار بھی نہیں ہوتا کافر ہونا تو بہت بعید ہے۔ صرح فی البحر الرائق وغیرہ جس نے کفر کا حکم کیا محض غلطی کی حدیث صحیح میں ایک ایسے مداح بندہ کی تعریف و مدح وارد ہوئی ہے جس نے فرط مسرت کے وقت بوجہ سبقت لسانی کے یہ کہدیا تھا انت عبدی وانا ربک تعرض غیر اختیاری چیز دل پر شرعاً مواخذہ نہیں لایکلف اللہ نفساً الا وسعہا۔ البتہ استغفار کرے اور آئندہ ایسی بے پرواہی سے بچے۔ (۲) اگر غیر اختیاری طور پر سبقت لسانی سے ایسا سرزد ہوا ہے تو اسکا بھی وہی حکم ہے جو اول نمبر میں گذرا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ؟

بحالت جماع کلام کرنا مکروہ ہے

سوال ۵۱۳۔ مرد اپنی منکوحہ سے حالت جماع میں کسی قسم کی گفتگو کر سکتا ہے یا نہیں

الجواب۔ حالت جماع میں کلام کرنا مکروہ ہے لما فی الدر المختار ویکرہ الکلام فی المسجد خلف الجنازۃ وفی الخلاء وفی حالۃ الجماع۔ (در مختار حظر واباحت صفحہ ۲۳۳) لیکن یہ جب ہے کہ کسی دوسرے کے کلام کرے اور خود زوجہ سے کلام

شب برات کے بعض احکام

سوال ۵۱۴۔ مسلمانوں کا ایک طبقہ خاص شب برات کے موقع پر آتشبازی فروخت کرتا ہے اور خود بھی چھوڑتا ہے جس سے عام لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ کسی کے گھر میں آگ لگتی ہے کسی کا چھپر پھکتا ہے۔ اور کوئی خود جلتا ہے۔ غرضیکہ نقصان ہوتا ہے۔ ایسے اشخاص کیلئے کیا حکم ہے اور ان کی امداد کرنا کیسا ہے۔؟

الجواب۔ ایسا آدمی سخت گناہ گار اور فاسق ہے اور بہت سے گناہوں کا مرتکب ہے اول تو اسراف و تبذیر ہے جس کے کرنے والے کو قرآن شریف میں شیطان کا بھائی فرمایا ہے۔ دوسرے اپنے اور دوسرے مسلمانوں کی جان و مال کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ تیسرے مشابہت ہے کفار کی رسوم کے ساتھ چوتھے یہ خیال کرنا کہ یہ شب برات کے آداب میں سے ہے عقیدہ کا فساد ہے۔ الغرض بہت سے گناہوں پر مشتمل ہے اور شب برات جیسی مبارک رات میں گناہ کرنا اور بھی زیادہ بدنصیبی کی بات ہے۔ اگر مسئلہ کی تفصیل معلوم کرنا ہو تو احقر کا رسالہ شب برات ملاحظہ فرمایا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اسلامی طریقہ کے خلاف عبادت کرنیوالا کافر ہے۔

سوال ۵۱۵۔ قانون فطرت کا متبع خدا کی وحدانیت کا قائل اور اسکی ہستی کا مقر، برگزیدہ مرسلان ایزدی کا معترف۔ محض اس بنا پر کہ وہ اپنا طریقہ عبادت طریقہ عبادت اسلامیہ سے جدا رکھتا ہے۔ مشرک کافر، دوزخی گناہ گار کہا جا سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ جو شخص اپنا عبادت طریقہ عبادت اسلامیہ سے جدا رکھتا ہے وہ معترف رسالت کا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ دعویٰ کرے تو محض نفاق اور جھوٹ ہو گا۔ کیونکہ رسالت کا اعتراف جو شرعاً معتبر ہے وہ یہ ہے کہ رسول کے احکام کو واجب الاطاعت سمجھے، اور جب اس نے اس کے احکام و تعلیمات کو واجب الاطاعت نہ جانا تو وہ ہرگز رسول کا معترف نہیں۔ قرآن شریف کا صاف ارشاد ہے فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجاً مما قضیت الآیۃ لہذا ایسے شخص کو جو اپنا طریقہ عبادت اسلامی طریقہ سے علیحدہ رکھتا ہو کافر دوزخی وغیرہ کہنا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

کیا کافر کو بخشا جا سکتا ہے

سوال ۵۱۶۔ کافر اور مشرک کو اگر خدا چاہے تو بخشدے یہ کہنا درست ہے یا نہیں

الجواب یہ کہنا اس معنی کے اعتبار سے تو درست ہے کہ حق تعالیٰ کی قدرت میں یہ بات داخل ہے کہ سخت سے سخت کافر کو بخشدے لیکن چونکہ اس نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر اور مشرک کو ہرگز نہیں بخشیں گے اس لئے اب اس خبر کا صحیح ہونا ضروری ہے اور جب یہ ہی ہو سکتا ہے۔ جبکہ لوگوں کو بخشا نہ جائے

خلع کا جواز۔؟

سوال ۵۱۷۔ خلع کن کن صورتوں میں کیا جا سکتا ہے، اور اس کا کیا طریقہ ہے، کیا ایسا کسی میں ہو سکتا ہے۔؟

الجواب۔ جبکہ زوجین میں باہمی نباہ و توافق دشوار ہو جائے اور حق تلفی کا خطرہ ہو اس وقت کیا جا سکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فان خفتم ان لا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیہما فیما افتدت بہ فقط واللہ اعلم

کسی مسلمان فنڈ کی امداد کیلئے سود لینا جائز نہیں۔

سوال ۵۱۸۔ بخوف سرقہ کوئی شخص بخیال تحفظ اپنی بیشتر رقم بنک یا ڈاکخانہ میں جمع کر کے

اور کیا سود کا وصول نہ کرنا درست ہے۔ جبکہ اس سے غیر مسلم عیسائیوں کو فائدہ پہنچتا ہے، اور کیا سود حاصل کر کے رفاہ عام میں خرچ کر دینا درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ بغرض تحفظ ایسے فنڈ میں روپیہ جمع کرنا جائز ہے جس میں سود نہیں لگایا جاتا۔ اور سود کو اس لئے حاصل کرنا کہ اس کو کسی رفاہ عام میں خرچ کیا جائیگا جائز نہیں۔ جیسے اسی غرض کیلئے چوری اور ڈاکہ جائز نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر نادانستگی یا غفلت سے کسی نے بنک میں روپیہ جمع کر دیا تھا تو اس کا سود وہاں نہ چھوڑنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے عیسائیت کی تبلیغ کی جاتی ہے۔ بلکہ وہاں سے لیکر فقرا و مساکین پر صدقہ کر دینا چاہیئے۔ اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں۔ کذا فی کتب المذہب۔ فقط

شارع اور کوچہ گلی کوچے کے احکام میں فرق۔ اور یہ کہ ان میں تصرف کرنے کا کسکو اور کس طرح حق ہے

سوال ۵۱۹۔ ایک شخص نے مختلف شرکا کا وکیل بنکر ایک باغ کو محلہ کی صورت میں آباد کرنے کیلئے خریدا۔ اور پھر اس میں ایسے وسیع سڑکیں اور کوچے قائم کئے جس پر تانگے ٹھیلے وغیرہ بخوبی چل سکیں اور جملہ باغ کو قطعات کی شکل میں کیا اور مختلف خریداران کو ہاتھ فروخت کر دیا اور سڑکوں وکوچوں کو شارع قرار دیکر میونسپلٹی کے قبضہ میں دیدیا جس نے ساکنان محلہ کی آسائش کیلئے جن میں بعض خود خریداران آباد ہیں۔ نالیاں پانی کا نل بجلی اور پختہ سڑکیں بنوا دیں۔ اندریں صورت اگر اصحاب جائداد کرایہ داران اور اس میونسپلٹی کے خلاف جس کے قبضہ میں تمام سڑکیں اور کوچے رفاہ عام کیلئے دیئے گئے تھے محلہ کی شارع عام پر جس پر کرایہ داران اور اصحاب جائداد یکساں طور پر آمد و رفت رکھتے ہیں کسی ایسی قسم کی پابندی عائد کرنا چاہیں جس کی وجہ سے تانگے ٹھیلے اندر نہ جاسکیں جن کے لئے جانے سے بوجہ چند سخت ضرورت ہوتی ہے، تو کیا ان کے حقوق عامہ میں یہ مداخلت بروئے شرع جائز ہوگی یا نہیں۔؟

الجواب۔ گلی کوچے دو قسم کے ہوتے ہیں اور دونوں میں احکام کا تفاوت ہے ایک وہ کوچہ جو محلہ کی مخصوص ملک ہے۔ شارع عام نہیں۔ اس کو فقہا سکۂ خاص کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اور اس قسم کے کوچے غیر نافذہ ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جو شارع عام ہیں۔ خواہ ابتدائے آبادی سے ہی حکومت کی جانب سے اس کو شارع عام قرار دیا گیا ہو۔ یا کسی شخص کی ملک تھا۔ مگر اس نے رفاہ عام کیلئے وقف کر دیا اور شارع عام بنا دیا۔ قسم اول کا حکم یہ ہے کہ اجازت جمیع شرکا کوچہ اس میں ہر قسم کا تصرف ہے۔ خواہ اس تصرف سے گذرنے والوں اور رہنے والوں کو تنگی ہو یا نہ ہو اور بلا اجازت شرکا، اس میں کسی قسم کا تصرف جائز نہیں اگرچہ اس میں گذرنے والوں اور رہنے والوں کا کوئی ضرر بھی نہ ہو۔ اور اس معاملہ میں عام آدمی اور شریک سب برابر ہیں۔ اس لئے کوئی شریک بھی بغیر دوسرے شرکا کی اجازت کے اس میں کوئی

تصرف نہیں کرسکتا۔ اور قسم دوم کا حکم یہ ہے کہ اس میں تصرف کرنے کیلئے قاضی یا حاکم کی اجازت ضروری ہے اور حاکم کو بھی اجازت دینے کا حق اس وقت ہے جبکہ وہ دیکھ لے کہ اس میں عام لوگوں کا کوئی نقصان نہیں۔ وذلک لما فی العالمگیریۃ من الباب التاسع والعشرین من الکراہیۃ فان ارادوا احداث الظلۃ فی سکۃ غیر نافذۃ لایعتبر فیہ الضرر وعدمہ بل تعتبر فیہ الاذن من الشرکاء انتہٰی والمراد بغیر النافذۃ السکۃ الخاصۃ المشترکۃ کما الیستفاد من عبارتہ بعد ذلک باسطر وفیہا بعد ذلک واما اذا کانت السکۃ فی الاصل احیطت بان بنوا وارادوا ترکوا ہذا الطریق للمرور وفالجواب فیہ کالجواب فی طریق العامۃ یبقی علی ملک العامۃ انتہٰی۔ عالمگیری مصری ص۳ ج ۵ وفیہا قبل ذلک فی امر طریق العامۃ قال ابو یوسف ومحمد یباح لہ الانتفاع ای بالظلۃ اذا کان لایضر ذلک بالعامۃ کذا فی المحیط۔ ؟

خلاصہ یہ ہے کہ باغ اور راستے ابتداءً مملوک تھے پھر شارع عام بنا دیئے گئے۔ اب یہ امر تنقیح طلب ہے کہ شارع عام بنانے سے شرکاء کی غرض وقف عام کرنا تھا یا محض اجازت مرور دیتے ہوئے اپنے ملک میں رکھنا پہلی صورت میں اب ان کو راستہ بند کرنے یا کسی قسم کی پابندی جو گذرگاہ عام کیلئے مضر ہو عائد کرنے کا کوئی حق نہیں رہا۔ اگرچہ تمام شرکاء اس پر متفق ہوں۔ اور دوسری صورت میں اگر تمام شرکاء متفق ہو کر بند کرنا چاہیں تو جائز ہے اگرچہ گذرنے والوں کو تکلیف ہو اور کرایہ داران کا بھی یہی حکم ہے۔ اور جس صورت میں کہ یہ جگہ مملوک اور سکنہ خاصہ ثابت ہو تو کرایہ داران اگر سب مالکان کو فلاں کوئی چارہ جوئی کریں۔ تو یہ جائز نہیں۔ البتہ ان کو یہ حق ہوگا کہ وہ اپنے عہد کرایہ کو فسخ کردیں۔ فقط

چند آدمی مجتمع ہو کر باآواز قرآن مجید پڑھ سکتے ہیں

سوال ۵۲۰۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اس مسئلہ ذیل میں کہ بہت سے لوگ مجتمع ہو کر ختم کلام مجید کرتے وقت۔ پانچ چھ آدمی حجرہ میں بیٹھکر بلند آواز کے ساتھ بوجہ علی وجہ التلاوۃ قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ جس میں نہ استماع مقصود ہوتا ہے اور نہ کوئی سنتا ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس طریقہ سے جو لوگ قرآن خوانی کرتے ہیں شرعاً جائز ہے یا ناجائز۔ ؟

الجواب۔ فی کراہیۃ العالمگیریۃ من القنیۃ یحرم للقوم ان یقرؤا القرآن جملۃ لتضمنہا ترک الاستماع والانصات المامور بہما ص۳۱۳ ج ۶ فی شرح المنیۃ الکبیر للحلبی وقیل لاباس الکل فی القنیۃ والاصل ان الاستماع للقرآن اذا قرأ فرض کفایۃ لانہ اقامۃ حقہ بان یکون ملتفا الیہ غیر مضیع وذلک یحصل بانصات البعض کما فی رد السلام حین کان لرعایۃ حق المسلم کفی فیہ البعض عن الکل الا انہ یجب علی القاری احترامہ بان لایقرأ فی السواق ومواضع الاشتغال فاذا قرأ کان ہو المضیع لحرمتہ فیکون الاثم علیہ دون اہل الاشتغال دفعاً للحرج فی الزامہم ترک اسبابہم المحتاج الیہا۔ ص۴۹۷ ۔ عبارات مرقومہ بالا سے معلوم ہوا کہ بہتر تو باتفاق یہ ہے کہ ہر شخص قرآن مجید

علیحدہ علیحدہ ایسی طرح پڑھے کہ دوسرے لوگوں کو جو کاروبار میں مشغول ہوں کانوں میں نہ پڑے۔ لیکن ضرورت و بقدر ضرورت اس کی اجازت دی گئی ہے کہ چند آدمی جمع ہو کر قرآن شریف پڑھیں جیسا کہ مکاتب و تعلیم و تعلم کے وقت جس کی جس کی اجازت عالمگیری کتاب الکراہیۃ میں مذکور ہے اسی طرح چند طالب علم اگر ایک حجرہ میں یا چند آدمی ایک مسجد میں قرآن مجید باآواز پڑھیں تو یہ بھی جائز ہے۔ لیکن جس جگہ لوگ دوسرے کام میں مشغول ہوں وہاں پڑھنا باآواز بلند جائز نہیں ہے اور اگر اس نے پڑھا تو گناہ گار ہوگا۔ کاروبار والے اس کی وجہ سے گناہ گار نہ ہونگے

قراءت میں کوئی غلطی مفسد صلوٰۃ ہو گئی پھر اس کو صحیح کر لیا تو نماز درست ہو گئی

سوال ۵۲۱۔ تراویح میں قراءت کے اندر ایسی غلطی ہو گئی جس سے معنی بدل گئے۔ سامع کے بتلانے سے صحیح ہو گیا وہ نماز جس میں غلطی واقع ہوئی فاسد تو نہیں ہوئی۔ یہ سنا ہے کہ مولانا گنگوہیؒ کے یہاں ایسا مسئلہ پیش ہوا تھا۔ اس پر یہ فرمایا تھا کہ جب فاسد ہو گئی پھر سامع کے بتلانے سے صحیح نہیں ہو سکتی۔ ۵

الجواب۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے ذکر فی الفوائد لو قرأ فی الصلوٰۃ بخطاء فاحش ثم رجع وقرأ صحیحاً قال عندی صلوٰتہ جائزۃ الخ۔ روایت کی بناء پر جب سامع کے بتلانے سے صحیح پڑھ لیا تو نماز صحیح ہو گئی۔ اور حضرت گنگوہی قدس سرہ نے اگر اعادہ کرایا ہو تو وہ احتیاط او راولویت کا درجہ ہے چنانچہ بہتر تو یہی ہے کہ نماز کا اعادہ کر لیا جائے بشرطیکہ غلطی ایسی ہوئی ہو جس سے معنی قرآن کے غلط ہو گئے ہوں

تحیۃ المسجد بیٹھنے سے پہلے پڑھنا مستحب ہے

سوال ۵۲۲۔ اکثر نمازی مسجد میں داخل ہو کر دو چار سکنڈ بیٹھنے کے بعد سنت یا نفل پڑھنا شروع کرتے ہیں اور بعض حضرات بیٹھتے نہیں۔ آتے ہی نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ بہتر طریقہ کونسا ہے۔ ۵

الجواب۔ دو چار سکنڈ بیٹھنے کے بعد نماز شروع کرنا۔ اسکی کچھ اصل شریعت میں نہیں ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی نوافل و سنن میں مشغول ہو جائے۔ علاوہ ازیں حضرات اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کا عمل اسی پر رہا ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی نماز میں مشغول ہو جاتے تھے۔ یہ جواب صحیح ہے اور خود حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ تحیۃ المسجد بیٹھنے سے پہلے پڑھنا چاہیئے قبل ان المجلس کی تصریح ہے اس کے خلاف کرنا زیادتی ثواب سے محرومی کا سبب ہے فقط

عید کی نماز میں جنازہ آجاوے تو نماز کے بعد یا خطبہ سے پہلے نماز جنازہ پڑھی جاوے

سوال ۵۲۳۔ اگر عید کی نماز کے وقت جنازہ آوے تو اسکی نماز خطبہ کے بعد پڑھی جاوے یا پہلے۔ ۹

الجواب۔ عید کی نماز کے بعد خطبہ سے پہلے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے کما قال فی الدر المختار وتقدم صلاتہا علی صلوٰۃ الجنازۃ اذا اجتمعا لانہ واجب عینا والجنازۃ کفایۃ وتقدم صلوٰۃ الجنازۃ علی خطبۃ وعلی سنۃ المغرب وغیرہا الخ۔ فقط

بعد وفات والد ایک لڑکے کے نسب کا والد سے نفی کرنا اور اسکی تحریر ثبوت میں پیش کرنا شرعاً معتبر نہیں۔

سوال نمبر ۵۲۔ زید کے دو فرزند عمرو بکر مختلف البطن ہے۔ ہندہ کی بطن سے عمر اور حمیدہ کی بطن سے بکر۔ زید ہر دو فرزندان مذکورین کی تعلیم و تربیت و جملہ ضروریات زندگی کا کفیل تھا۔ اور جس طرح اولاد کا حق شرعی والد کے ذمہ ہے۔ ادا کرتا رہا۔ عمر فوت ہو گیا۔ بکر موجود ہے۔ اب فرزندان عمر بکر کے نسب کی نفی کرتے ہیں اور اپنے اس دعوی کے ثبوت پر زید کی ایک تحریر بطور ذیل پیش کرتے ہیں۔ جس میں زید کا بکر اپنے فرزند ہونے سے انکار کرنا مرقوم ہے۔ حالانکہ برادرانِ زید وغیرہم اس امر کے شاہد موجود ہیں کہ بکر زید کا فرزند حقیقی صلبی ہے۔ زید نے بکر کو اپنا فرزند صلبی ہونے کا اقرار کیا اور مثل فرزندگی پرورش کرتا رہا۔ پس ایسی صورت میں جبکہ زید نے بکر کو اپنا فرزند حقیقی صلبی ہونا تسلیم کیا اور اقرار و اعتراف کیا ہو۔ زید کے فوت ہونے بعد بکر کو میراث پدری سے محروم کرنے کی غرض سے بکر کے نسب نفی کی تحریر زید کی طرف منسوب کرکے جو پیش کی گئی ہے اگر وہ تحریر فی الحقیقت زید کی ثابت ہو جائے تو کیا مجرد اس تحریر سے بکر فرزند زید ہونے کی نفی قبول و معتبر قرار دی جا کر بکر کو اسکے والد زید کی ملک معاش سے محروم کر دیا جائے گا۔ کیا اقرار بالنسب کے بعد نفی سے نسب منتفی ہو جائیگا زید کا اپنی زبان سے بکر کو اپنا فرزند ہونے کا اقرار کرنا دو گواہوں سے ثابت ہونا ثبوت اقرار بالنسب کیلئے کافی ہے۔ یا تحریر ہونا ضروری ہے۔؟

الجواب۔ اگر حمیدہ کا نکاح زید کیساتھ شہادت شرعیہ سے ثابت ہے تو خواہ زید بکر کے نسب کا اپنے ساتھ اقرار کرے یا نہ کرے اور اقرار پر گواہ ہوں یا نہ ہو بہر حال بکر کا نسب زید سے ثابت ہوگا بلکہ اگر زید خود موجود ہو کر بھی بکر کے نسب کی زبانی نفی کرے تو اب یہ نفی ہرگز معتبر نہیں۔ کیونکہ نسب کی نفی بغیر لعان کے نہیں ہو سکتی اور زید نے بوقت ولادت لعان نہیں کیا۔ اور اب لعان کا اختیار نہیں رہا۔ الغرض اب بکر کے نسب کی نفی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اگر زید خود زبانی بھی نفی کرے۔ بالخصوص جبکہ وہ نفی بھی زبانی نہیں بلکہ محض تحریر سے جو شرعاً حجت نہیں۔ اور دلیل احکام مذکورہ کی عبارت ذیل ہے جو بر نمبر ترتیب احکام مذکورہ کے لکھدیئے گئے ہیں۔ (۱) فی الباب الخامس من طلاق العالمگیریۃ ما اصلہا لثبوت النسب ثلاث مراتب الاولی النکاح الصحیح وما ہو فی معناہ من النکاح الفاسد والحکم فیہ انہ یثبت النسب من غیر دعوۃ ولا ینتفی بمجرد النفی وانما ینتفی باللعان فان کان ممن لا لعان بینہما لا ینتفی نسب الولد عالمگیری مصری کلاں صفحہ جلد ۱)، (۲) وفی الدر المختار باب القضاء عن الاستاد لا العمل بالخط واقرہ الشامی واقی علیہ بحث نفیس و لبعض الفاظہ فیہ قال البیری المراد من قولہ لا یعتمد علی الخط ای لا یقضی القاضی بذلک عند المنازعۃ لان الخط مما یزور و یفتعل کما فی مختصر الظہیریۃ شامی مصری جز ۴ ص)، واوضح منہ ما ذکرہ الشامی فی تنقیح الفتاوی۔ حاصل یہ کہ اگر حمیدہ کا نکاح شہادت شرعیہ سے ثابت ہو جائے تو پھر زید کا انکار نسب شرعاً

ہرگز معتبر نہیں اور شہادت نکاح کیلئے یہ بھی ضروری نہیں کہ مجلس نکاح دیکھنے گواہ موجود ہوں بلکہ نکاح اور نسب وغیرہ میں محض شہادت تسامع ہی کافی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک مرد کو دیکھے کہ کسی عورت کے پاس آیا جاتا ہے اور لوگوں سے سنے کہ یہ عورت اس کی بیوی ہے تو محض اتنی سی بات نکاح کی شہادت دے سکتا ہے اور وہ شہادت قبول ہو سکتی ہے۔ کما فی الباب الثانی من شہادۃ العالمگیریۃ الشہادۃ بالشہرۃ والتسامع تقبل فی اربعۃ اشیاء بالاجماع وہی النکاح والنسب والموت والقضاء کذا فی محیط السرخسی فاذا سمع لرجل من الناس انہ فلان من فلان او رأی رجلا یدخل علی المرأۃ وسمع من الناس انہ فلانۃ زوجۃ فلان والی قولہ وسعہ ان یشہد وان لم یعاین الولادۃ علی فراشہ او عقد نکاح عالمگیری مصری ع۳ ص۶۱ ج۳) اور صورت مذکورہ میں جبکہ نسب کا اقرار اور اس کا گواہ بھی موجود ہیں تو اگر نکاح پر بالتسامع بھی موجود نہ ہو جب بھی نسب بکر کا زید سے ثابت ہو جائیگا، اور بکر اسکا وارث ہوگا۔ کما فی الباب السابع عشر من اقرار العالمگیریۃ اذا اقر بابن مثلاً فالابن المقر لہ یرث سائر ورثۃ المقر وان انکر سائر الورثۃ نسبہ الخ۔ خلاصہ فتاوی یہ ہے کہ صورت مرقومہ میں بلا شبہ بکر کا نسب زید سے ثابت اور وہ اسکا وارث شرعی مثل دوسری اولاد کے ہے۔ نفی نسب کی تحریر شرعاً محض بے کار و لغو ہے

کسی عالم کو گالی دینا مطلقاً کفر نہیں بلکہ تفصیل ہے **سوال ۵۲۵.** باہر سے لکھا ہوا فتویٰ برائے تصدیق جواب آیا جس میں عالم کو گالی دینے پر کفر کا حکم عائد کیا گیا تھا۔

الجواب. عالم کی اہانت اگر کسی دنیوی بغض و عداوت کی وجہ سے نہ ہو بلکہ محض علم دین ہی کی وجہ سے ہو تو بلا شبہ اہانت کفر ہے۔ اور کتب فقہ میں اسی اہانت کو کفر قرار دیا گیا ہے۔ لیکن عام طور پر جو واقعات سے تجربہ ہوتا ہے عوام جو کسی عالم کی اہانت کرتے ہیں وہ محض علم کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ اسباب زائدہ کی بناء پر ہوتی۔ اور یہ اہانت بھی اس میں شبہ نہیں کہ سخت کبیرہ گناہ ہے مگر اسکو کفر نہیں کہا جا سکتا۔ تکفیر مسلم کا معاملہ سخت اہم ہے۔ اس میں اتنی عجلت اور جرأت مناسب نہیں۔ کما صرح بہ البحر من کتاب المرتدین وبمثلہ صرح فی جامع الفصولین۔ اور علامت اسکی یہ ہے سب علماء کی اہانت نہیں کرتے ہیں جس کی ساتھ کوئی واقعہ پیش آتا ہو۔ ورنہ اگر محض علم کی وجہ سے اہانت کرتے سب کی کرتے

باپ بیٹے یا چند بھائی مشترک طور پر کسب کرتے ہیں اور کھانا پینا بھی مشترک ہو تو جو مال مشترک کسب سے حاصل ہو وہ کس کی ملک ہے اور تقسیم اسکی کس طرح

سوال ۵۲۶. میرے والد زندہ ہیں اور کاروبار کچھ نہیں کرتے بوجہ مریض ہونے کے بیکار رہتے ہیں۔ اور ہم دو بھائی ہیں۔ ذریعۂ معاش کیلئے کوئی کام کرتے ہیں۔ اب اور کھانا پینا سب کا شامل ہے تو سامان زیور وغیرہ کا مالک کون ہے۔ اور ترجمانی کس ہو اجتک بعض جگہ کئی برادر شاملات کاروبار کرتے ہیں۔ بعض جگہ تو کھانا پینا سب کا شامل ہوتا ہے۔ اور بعض جگہ علیحدہ ہوتا ہے اور کاروبار ذریعہ معاش میں سب شامل ہوتے ہیں۔ اپنے حصہ کو تقسیم نہیں کرتے نہ خرچ

لیئے برابر نکالتے ہیں۔ بلکہ ہر شخص اپنے خرچ کے مطابق لیتا ہے۔ تو قربانی ایک حصہ کافی ہے یا ہر ایک کی طرف سے علیحدہ ہونی چاہیئے۔

الجواب ۔ فی رد المحتار من فصل الشرکۃ الفاسدۃ صفحہ ۳۸۳ ج ۳ عن القنیۃ الاب و الابن یکتسبان فی صنعۃ واحدۃ ولم یکن لہما شئی فالکسب کلہ للاب الخ صورت مذکورہ میں مشترکہ سرمایہ کا مالک والد ہے اور اسی کے ذمہ قربانی ہے البتہ جو نقد یا زیور والد نے کسی بھائی کی ملک کر کے اسکو دیدیا ہے وہ اگر بقدر نصاب ہے تو اس پر علیحدہ قربانی واجب ہوگی۔ اس طرح اگر کسی بھائی کی زوجہ کی ملک میں بقدر نصاب مال زائد از حاجت اصلیہ موجود ہے تو زوجہ کے ذمہ قربانی علیحدہ واجب ہوگی۔ (۲) وکذلک لو اجتمع اخوۃ یعملون فی ترکۃ ابیہم ونما المال فہو بینہم سویۃ ولو اختلفوا فی العمل والرای شامی صفحہ ۳۸۳ ج ۳۔ اس عبارت شامی سے ثابت ہوا کہ اس صورت میں جو کچھ مال موجود ہے اس میں سب بھائیوں کا حصہ برابر ہوگا۔ اب اگر ہر بھائی کے حصہ میں بقدر نصاب نقد روپیہ یا مال تجارت آجائے تو ہر ایک کے ذمہ قربانی جداجدا وغیرہ واجب ہوگی۔ ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

| دوسرے شخص کی طرف سے بغیر اسکی اجازت کے۔۔ قربانی کرنے سے اسکی قربانی واجب ادا نہ ہوگی۔ |

سوال ۵۲۷ ۔ کئی اشخاص کی طرف سے قربانی کی جائے۔ ان میں سے ایک شخص یا کوئی اور شخص حصہ دار ان کے غیر وہاں قربانی کی جگہ موجود ہو اور وہ غیر حاضر صاحبان کی طرف سے نیت کرلے تو قربانی ہو جائے گی یا نہیں۔ (۲) چند حصہ دار اگر بغیر وزن لئے باہم رضامندی سے کم و بیش گوشت لیں تو جائز ہے یا نہیں

الجواب ۔ ایک شخص دوسرے کی طرف بغیر اجازت و اطلاع قربانی نہیں کر سکتا اور اگر دے تو اس شخص کے ذمہ سے واجب ادا نہ ہوگا۔ اور کسی شریک کی بھی قربانی درست نہ ہوگی۔ لما فی العالمگیریۃ ولو ضحی ببدنۃ عن نفسہ وعرسہ واولادہ لیس ہذا فی ظاہر الروایۃ وقال الحسن بن زیاد فی کتاب الاضحیۃ ان کان اولادہ صغارا جاز عنہ وعنہم جمیعا فی قول ابی حنیفۃ وابی یوسف رح وان فعل بغیر امرہم او بغیر امر بعضہم لا تجوز عنہ ولا عنہم فی قولہم جمیعا لان نصیب من لم یامر صار لحما فصار الکل لحما عالمگیری صفحہ ۳ ج ۵۔ قربانی کا گوشت اندازہ سے یا باہمی تراضی کی بنا پر کم و بیش لینا یا دینا جائز نہیں اسمیں جو زیادتی کسی کی طرف جائے گی وہ سود کے حکم میں ہو جائے گی۔ اور کلہ ل اور سری پائے وغیرہ کو کسی حصہ میں لگانے کا جزئیہ جو شامی نے لکھا ہے وہ ہمارے دیار میں مروج نہیں۔ فقط

| دوکین تجارت سے حاصل شدہ روپیہ۔۔ مسجد میں خرچ کیا جا سکتا ہے یا نہیں |

سوال ۵۲۸ ۔ ایک دوکین کی کمائی سے خریدا ہوا مکان مسجد میں دیا گیا ہو اسکی آمدنی مسجد کے کسی کام میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں

الجواب ۔ قال فی الدر المختار من کتاب الاشربۃ وصح بیع غیر الخمر مما مر ومفادہ صحۃ بیع الحشیشۃ والافیون وفی رد المحتار للشامی ثم ان البیع وان صح لکنہ یکرہ کما فی الغایۃ شامی صفحہ ۳۱۱ ج ۵ ثم قال فی الدر المختار ویحرم اکل البنج والحشیشۃ والافیون لانہ مفسد للعقل ویصد عن ذکر

لکن دون حرمۃ الخمر قال الشامی نقلاً عن البحر وقد اتفق علی وقوع طلاقہ ای اکل الحشیشۃ فتوی مشائخ المذہبین الشافعیۃ والحنفیۃ لفتواہم بحرمتہ وتادیب باعتہ (شامی ص۲۲۳ جلد ۵) عبارت مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ شراب کے علاوہ دوسری مسکرات منجمدہ مثل بھنگ۔ افیون۔ کوکین وغیرہ کے ان کا حکم شرعی یہ ہے کہ ان کا استعمال بقدر مسکر باتفاق علماء حرام ہے اور فروخت کرنا ان اشیاء کا مکروہ ہے لیکن جب فروخت کردے تو بیع صحیح ہوگئی یعنی زر ثمن پر قبضہ کر لینے سے بائع اس زر ثمن کا مالک ہوگیا گو اس کا یہ فعل مکروہ ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ کوکین فروش کا پیشہ اگرچہ مکروہ ہے۔ لیکن اس کی کمائی اس کی ملک میں داخل ہے۔ اور وہ اس میں ہر قسم کی تصرفات کر سکتا ہے۔ اور اس سے خریدی ہوئی جائداد کو وقف بھی کر سکتا ہے۔ اگرچہ مناسب اس کیلئے یہ ہے کہ مسجد یا دیگر اوقاف میں ایسی کمائی صرف نہ کرے۔ کما صرح بہ الشامی فی کتاب الصلاۃ، لیکن اگر کسی نے اسی کمائی کی جائداد کو مسجد بنا دیا۔ یا وقف کر دیا تو اس وقف کی صحت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ لما صرح بہ فی الاسعاف ص۱۱ اذا وقف الحر العاقل البالغ ارضہ او دارہ او ما جری التعارف بوقفہ من المنقولات وہو غیر محجور علیہ والامر تدلیصح لازماً عند عامۃ العلماء انتہی اور وہ مسجد بلاشبہ مسجد ہے۔ اسکے تمام آداب و احکام مثل دیگر مساجد کے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نمازی کسی اونچی یا نیچی زمین پر نماز پڑھتا ہو تو سامنے گذرنے کا حکم۔

سوال ۵۲۹۔ ایک شخص ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہے جو سطح زمین سے ایک ہاتھ نیچی ہے پس زمین پر چلنے والا شخص مار بین یدی المصلی ہو کر گنہگار نہ ہوگا۔ علیٰ ہذا اگر اس کا برعکس ہو تو تب کیا حکم ہے۔ کیا سطح سترہ کے حکم میں ہو جائے گی مسجد اور صحرا میں اس کا ایک حکم ہے۔ یا جدا۔

الجواب۔ مسجد میں تو مطلقاً یہ حکم ہے کہ اگر کوئی شخص نمازی کے آگے کو گذر گیا تو وہ گنہگار ہوگا اور یہ فعل مکروہ ہے۔ البتہ صحرا کا یہ حکم ہے کہ اگر کوئی شخص سطح مستوی پر نماز پڑھ رہا ہے تو مار وراء موضع سجود کے آگے گذرنا جائز ہے۔ اور اگر کوئی شخص بلند یا پست جگہ نماز پڑھتا ہے تو بقدر ایک ہاتھ کے بلندی اور پستی کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ اس صورت میں محاذاۃ اعضاء کا اعتبار ہے یعنی اگر گذرنے والے کے اعضاء مصلی کے اعضاء کے محاذی ہوں تو گذرنا مکروہ ہے ورنہ نہیں۔ شرح منیہ میں اس مسئلہ کو خوب مفصل لکھا ہے۔ اور بہت سے اقوال نقل کرکے بنا یہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔ عبارت اسکی یہ ہے وفی النہایۃ الاصح انہ ان کان بحال لو صلی صلاۃ الخاشعین بان یکون بصرہ حال قیامہ الی موضع سجودہ لا یقع بصرہ علی المار لا یکرہ وما صحح فی النہایۃ مختار فخر الاسلام ورجحہ فی النہایۃ بانہ اذا صلی علی الدکان وحاذی اعضاءہ اعضاء المار یکرہ المرور علی ما نذکرہ فی الہدایۃ وغیرہ وان کان المار اسفل وہو لیس موضع سجودہ

یعنی انہ لوکان علی الارض لم یکن سجودہ فیہ لان الفرض انہ یسجد علی الدکان فکان موضع سجودہ دون محل المؤتم ضرورۃ ومع ذلک یثبت الکراہۃ اتفاقاً الخ ولذی یظہر ترجیح ما اختارہ فی النہایۃ من سحاو فخر الاسلام الخ فقط مسعود احمد۔ الجواب صحیح۔ وتعمیم المسجد مبنی علی الاحتیاط والا فالکبیر منہ فی حکم الصحراء

حلق کر بال منڈوانے کا حکم اور سفید بال اکھاڑنے کی کراہیت

سوال ۵۳۰۔ حلق کے بالوں کو استرے سے صاف کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ (۲) سفید بالوں کو اکھاڑنا برائے تزیین کیسا ہے ؟ (۳) سر کے بالوں کو حلق کرنا مسنون ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ حلق کے بالوں کو منڈوانا علامہ شامی رحمۃ اللہ نے مسنون لکھا ہے قال العلامۃ الشامی فی کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ولا یحلق شعر حلقہ الخ شامی جلد خامس ص۲۷۱ مطبوعہ مصر (۲) مکروہ ہے قال فی الدر المختار ولا بأس بنتف الشیب. قیدہ فی البزازیۃ بان لا یکون علی وجہ التزیین۔ (۳) سنت ہے۔ کما قال العلامۃ الشامی وذکر الطحاوی ان الحلق سنۃ ونسب ذلک الی العلماء الثلاثۃ الخ فقط۔ کتبہ مسعود احمد الجواب صحیح حلق کے بالوں کو منڈوانے میں امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف ہے شامی سے جو قول منقول ہوا ہے وہ امام صاحب کا مذہب ہے اور اس میں احتیاط ہے لیکن امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے جواز منقول ہے کما فی العالمگیریۃ عن ابی یوسف لا بأس بذلک انتہیٰ

جبراً طلاق لکھوائی گئی تو طلاق نہیں پڑی جبکہ زبان سے لفظ طلاق نہ کہا ہو

سوال ۵۳۱۔ خلاصہ سوال یہ ہے کہ زید اپنی سسرال گیا اسکی سسرال والوں نے اپنی زوجہ کو طلاق دینے پر مجبور کیا اور طلاق نامہ لکھکر اس پر زید سے انگوٹھا جبراً لگوا لیا۔ لیکن زید نے زبان سے الفاظ طلاق نہیں کہے اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں ؟

الجواب۔ شامی جلد ثانی طلاق مکرہ کے بیان میں ہے وفی البحران المراد الاکراہ علی التلفظ بالطلاق فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امرأتہ فکتب لا تطلق لان الکتابۃ اقیمت مقام العبارۃ باعتبار الحاجۃ ولا حاجۃ ہنا کذا فی الخانیۃ الخ بناءً علیہ زید کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں الجواب صحیح۔ فقط مسعود احمد

تمت الحصۃ الرابعۃ من امداد المفتین

وبہا تم المجلد الاول منہ

وستتلوہ الحصۃ الاولیٰ المجلد الثانی
انشاء اللہ تعالیٰ والحمد للہ الذی
بعزتہ وجلالہ
تتم الصالحات

اختیار الصواب فی مختلف الابواب

بعد الحمد والصلوٰۃ

احقر کے فتاویٰ اور دوسرے مؤلفات کے متعلق کبھی خود نظرِ ثانی کے وقت اور کبھی کسی بزرگ یا دوست کے متنبہ کرنے سے جہاں کہیں حذف و اضافہ یا رجوع تغییر کی ضرورت محسوس ہوئی اس کو اختیار الصواب کے عنوان سے امداد المفتین کا جزو قرار دیتا ہوں۔ اور اس سلسلہ میں اس وقت مندرجہ ذیل فتویٰ درج ہوتا ہے:—

متعلقہ امداد المفتین چہارم ص۳۳۳

رسالہ المفتی بابت ماہ رجب ۵۵ھ امداد المفتین کے صفحہ ۳۳۳ پر مقبرہ میں نماز جنازہ پڑھنے کے متعلق ارقام ہے کہ :- حدیث نہی من الصلوٰۃ فی المقبرۃ عام ہے۔ تخصیص کی کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف کی دلیل تعامل سلف ہے کہ نماز جنازہ قرون اولیٰ سے لیکر عہد ائمہ تک اور زمانہ ما بعد میں بھی مقابر میں پڑھنے کا دستور نہ تھا اور روایاتِ فقہیہ بھی اس بارہ میں صریح ہیں کہ مقبرہ میں نماز مطلقاً ممنوع ہے۔ البتہ ایسی صورت میں کہ مقبرۃ کی کسی جانب میں جگہ مقابر سے خالی ہو۔ اور قبریں سامنے قبلہ کے نہ ہوں یا اتنی دور ہوں کہ نمازی کی نظر بحالت خشوع ان پر نہ پڑے۔ یا کوئی حائل مثل دیوار وغیرہ کے درمیان میں ہو تو پھر نماز مطلقاً خواہ جنازہ کی یا فرائض الوقت میں سے ہو جائز ہے۔ کذلک لمافی عالمگیریۃ وفی الکبریٰ وان کانت القبور ما ورار المصلی لایکرہ فانہ ان کان بینہ وبین القبر مقدار مالو کان فی الصلوٰۃ ویمر انسان لایکرہ انتہی :- اس پر اشکال یہ ہے کہ جس میت کو بغیر نماز جنازہ پڑھے دفن کیا ہو اس پر تین روز تک اسکی قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کو فقہاء جائز لکھتے ہیں تو آیا وہاں بھی سترہ کی ضرورت ہوگی یا نہ۔ اگر چند قبروں کی بیچ میں ہو تو اس وقت کس طرح نماز پڑھی جائے گی۔؟ تتمہ جلد اول فتاویٰ امدادیہ صفحہ ۹۴ پر مولانا سلمہٗ فرماتے ہیں کہ

جائز ہے۔ کیونکہ قبر نفس نعش سے زیادہ نہیں اور نعش کے سامنے ہونا جائز ہے۔ تو قبر کے بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔ ۹۔ مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہٗ کے فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۲۱۸ پر ہے کہ قبر درمیں اگر نماز جنازہ کی پڑھ دیوے تو درست ہے مگر خارج از قبور ہونا بہتر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جائز۔ اور امداد المفتین کی عبارت سے کراہت معلوم ہوئی اور عالمگیری کی عبارت میں نماز غیر جنازہ معلوم ہوتی ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب نے فقط غیر اولیٰ فرمایا ہے اس میں تو کسی کا خلاف نہیں ہے۔ البتہ یہ بات کچھ کھٹکی ہے کہ مولانا تھانوی سلمہٗ نے جو فرمایا ہے کہ قبر نفس نعش سے زیادہ نہیں۔ قبر کو نعش کی مساوی جاننا محل تامل معلوم ہوتا ہے کیونکہ نعش مردہ مثل نائم کے ہے اور نائم کے سامنے پڑے رہنے سے نماز جائز ہے بخلاف قبر کے وہ قبر پرستی کے مشابہ ہے جو تحقیق ہوا ہو تام فرمادیں براہ عنایت عبارات فقہیہ نقل فرمادیں۔

الجواب۔ اصل جواب وہی ہے جو حضرت حکیم الامت نے تحریر فرمایا ہے۔ کیونکہ صلوٰۃ جنازہ صلوٰۃ نہیں بلکہ دعا ہے۔ اس لئے نعش پر اور قبر پر جائز ہے تو قبرستان میں بھی جائز ہے نہی من الصلوٰۃ فی المقابر سے مراد نہی عن الصلوٰۃ الحقیقیۃ ہے۔ مگر مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے میں نہی عن الصلوٰۃ فی المقبرۃ کے ظاہری عموم کی بھی رعایت کر لی گئی ہے کہ صلوٰۃ سے گو مراد حقیقیہ ہے۔ مگر لفظ بظاہر عام ہے جو صلوٰۃ جنازہ کو بھی فی الجملہ شامل ہے اس لیے احتیاط اولیٰ ہے۔ باقی حضرت مولانا کے فتوے پر جو آپ نے شبہ کیا ہے اس سے بڑھ کر شبہ صلوٰۃ علی القبر پر واقع ہوگا۔ حالانکہ بالاجماع جائز ہے۔ دوسرے نعش مردہ کو مثل نائم کے کہنا غلطی ہے نماز سجدہ درکوع کیسا تھ نعش مردہ کو آگے رکھکر مکروہ ہے اور نائم کے سامنے جائز ہے دونوں کی مساوات غیر مسلم ہے۔ اور نماز جنازہ میں قبر پرستی کا شبہ ہی نہیں فقط واللہ اعلم

الجواب۔ جناب کا سوال اور امداد الفتاویٰ اور فتاویٰ رشیدیہ کے جوابات اور مولانا ظفر احمد صاحب کا جواب دیکھا۔ ان سب کو دیکھکر اب یہی صواب معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازہ قبور کے درمیان بھی جائز ہے اور کراہت صلوٰۃ بین المقابر صلوٰۃ حقیقیہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ صلوٰۃ جنازہ عام صلوٰۃ کے مفہوم میں درحقیقت داخل نہیں اسکے لئے مستقل دلیل کی ضرورت ہے۔ اور مستقل دلیل اس کی کراہت بین القبور پر کوئی ہے نہیں۔ بلکہ صلوٰۃ القبر کا جواز اسکے جواز کی دلیل ہے اس لیے پہلے جواز سے رجوع کرتا ہوں۔ فقط محمد شفیع عفی عنہٗ

ایضاً متعلقہ امداد المفتین حصہ چہارم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ معروض یہ کہ المفتی بابت جمادی الاول سنہ امداد المفتین

(صفحہ ۱۱ جواب پر سوال و جواب بچھڑے وکٹڑے کو ذبح کرنے کے متعلق مسئلہ درج ہے اس کی مزید تحقیق کیلئے جناب کو تکلیف دیتا ہوں۔ چونکہ یہ مسئلہ ہمارے یہاں کثیر الوقوع ہے اور اس سوا آج تک کسی علماء نے اس کی نفی نہیں کی۔ سائل نے کٹڑے بچھڑے ذبح کرنے کی نفی میں ایک تو امام صاحب کا قول پیش کیا ہے۔ یجوز للمکلف ان یذبح الفصلان والحملان والعجاجیل حین ولدت من الشاۃ والجاموس والناقۃ۔ فصلان وحملان وعجاجیل کی کیا تعریف اور کتنی عمر ہونے تک اس کا ذبح ممنوع ہے یعنی ولادۃ سے لیکر کتنی عمر تک ممنوع۔ دوسرے سائل نے نفی میں حدیث دارمی ابن قاسم فرمائی ہے۔ قالت امرأۃ ان لا یذبح له لانه صغیر عاجز۔۔۔ فاتیا الرجل والمرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقص ذلک الامر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا من ذبح الفصلان والحملان والعجاجیل لیس لہم شفاعتہ ولہم جب الحزن ولہم خزی فی الدنیا وعوقب فی النار لانه ظلم عظیم وایا صغیر عاجز کو کہاں تک کھلایا جائے گا۔ اس کی حد کیا ہے۔ اور حدیث کس درجہ کی ہے یہ جو مشہور ہے کہ حدیث موضوع کی علامت میں سے یہ بھی ایک علامت ہے کہ فعل تھوڑا ہو عقوبت سخت اس میں درج ہو۔ اس حدیث میں یہ علامت درج ہے۔ کیونکہ اپنی ملکیت جائز طریق سے تصرف کرتا ہے۔ اگر یہ حدیث ثابت اور صحیح ہے تو بس نفی ذبح میں سائل کی یہ دونو دلیل صریح نص ہیں۔ اور جواب میں جو فصلان وحملان کو ذبح کی نفی میں حدیث ابن عباس پیش کی گئی ہے۔ قال لا تتخذوا شیئا فیہ الروح غرضا رواہ مسلم، اس پر جو نووی نے غرض کی شرح میں فرمایا ہذا النہی للتحریم لعن اللہ من فعل ہذا ولانه تعذیب للحیوان وتلاف لنفسہ وتضییع لمالیتہ۔ یہ حدیث فصلان وحملان کو ذبح کی نفی پر چسپاں نہیں ہوتی بلکہ ہر اس جانور پر صادق آتی ہے جس کو ایذا دیکر نقطہ مارا جاوے۔ اور پھر پھینک دیا جاوے کسی کام میں نہ لایا جاوے۔ اس لئے ایذاء و تضییع کی نفی ہوئی۔ جیسے شکاری تیر و بندوق سے کسی جانور کو بے ضرورت مار کر پھینک دیتے ہیں۔ اگر ضرورت لاحق ہو تو ممنوع نہیں۔ اور ضرورتیں دو ہیں ایک جانور کا موذی ہونا۔ دوسرا حلال ہونا پس اگر موذی کو مارا جاوے پھر مارنے کے بعد اگر وہ ایسا جانور ہے کہ قابل کھانے کے ہے تو کھا لیا جاوے۔ اور اگر حرام ہے لیکن اس کا کوئی جزو قابل نفع ہے جیسا چمڑا وغیرہ۔ تو وہ دباغت سے کام میں لایا جاوے اسی لئے امام صاحب کے نزدیک شکار حرام و حلال جائز ہے با مرنا معطلا ولا۔ دیکھو اس جواب میں دوسری حدیث عن عبد اللہ ابن عمر میں صریح تضییع کی نفی کی گئی ہے۔ قال ان یذبح فیأکلہا ولا یقطع راسہا فیرمی بہا فصلان وحملان کو تو ذبح کر کے کھایا جاتا ہے:

شب برات کے بعض احکام

سوال ۵۱۴۔ مسلمانوں کا ایک طبقہ خاص شب برات کے موقع پر آتشبازی فروخت کرتا ہے اور خود بھی چھوڑتا ہے جس سے عام لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ کسی کے گھر میں آگ لگتی ہے کسی کا چھپر پھکتا ہے۔ اور کوئی خود جلتا ہے۔ غرضیکہ نقصان ہوتا ہے۔ ایسے اشخاص کیلئے کیا حکم ہے اور انکی امداد کرنا کیسا ہے۔؟

الجواب۔ ایسا آدمی سخت گناہ گار اور فاسق ہے اور بہت سے گناہوں کا مرتکب ہے اول تو اسراف و تبذیر ہے جس کے کرنے والے کو قرآن شریف میں شیطان کا بھائی فرمایا ہے۔ دوسرے اپنے اور دوسرے مسلمانوں کی جان و مال کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ تیسرے مشابہت ہے کفار کی رسوم کے ساتھ چوتھے یہ خیال کرنا کہ یہ شب برات کے آداب میں سے ہے عقیدہ کا فساد ہے۔ الغرض بہت سے گناہوں پر مشتمل ہے اور شب برات جیسی مبارک رات میں گناہ کرنا اور بھی زیادہ بدنصیبی کی بات ہے۔ اگر مسئلہ کی تفصیل معلوم کرنا ہو تو احقر کا رسالہ شب برات ملاحظہ فرمایا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اسلامی طریقہ کے خلاف عبادت کرنیوالا کافر ہے۔

سوال ۵۱۵۔ قانون فطرت کا متبع خدا کی وحدانیت کا قائل اور اسکی ہستی کا مقر، برگزیدہ مرسلان ایزدی کا معترف۔ محض اس بنا پر کہ وہ اپنا طریقہ عبادت طریقہ عبادت اسلامیہ سے جدا رکھتا ہے۔ مشرک کافر، دوزخی گناہ گار کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جو شخص اپنا عبادت طریقہ عبادت اسلامیہ سے جدا رکھتا ہے وہ معترف رسالت کا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ دعویٰ کرے تو محض نفاق اور جھوٹ ہوگا۔ کیونکہ رسالت کا اعتراف جو شرعاً معتبر ہے وہ یہ ہے کہ رسول کے احکام کو واجب الاطاعت سمجھے، اور جب اس نے اس کے احکام و تعلیمات کو واجب الاطاعت نہ جانا تو وہ ہرگز رسول کا معترف نہیں۔ قرآن شریف کا صاف ارشاد ہے فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجاً مما قضیت الآیۃ لہذا ایسے شخص کو جو اپنا طریقہ عبادت اسلامی طریقہ سے علیحدہ رکھتا ہو کافر دوزخی وغیرہ کہنا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

کیا کافر کو بخشا جا سکتا ہے

سوال ۵۱۶۔ کافر اور مشرک کو اگر خدا چاہے تو بخشدے یہ کہنا درست ہے یا نہیں

الجواب یہ کہنا اس معنی کے اعتبار سے تو درست ہے کہ حق تعالیٰ کی قدرت میں یہ بات داخل ہے کہ سخت سے سخت کافر کو بخشدے لیکن چونکہ اس نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر اور مشرک کو ہرگز نہیں بخشیں گے اس لئے اب اس خبر کا صحیح ہونا ضروری ہے اور جب یہ ہی ہو سکتا ہے۔ جبکہ لوگوں کو بخشا نہ جائے

خلع کا جواز۔؟

سوال ۵۱۷۔ خلع کن کن صورتوں میں کیا جا سکتا ہے، اور اس کا کیا طریقہ ہے، کیا ایسا کسی میں ہو سکتا ہے۔

الجواب۔ جبکہ زوجین میں باہمی نباہ توافق دشوار ہو جائے اور حق تلفی کا خطرہ ہو اس وقت کیا جا سکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فان خفتم ان لا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیہما فیما افتدت بہ فقط واللہ اعلم

کسی مسلمان فنڈ کی امداد کیلئے سود لینا جائز نہیں۔

سوال ۵۱۸۔ بخوف سرقہ کوئی شخص بخیال تحفظ اپنی بیشتر رقم بنک یا ڈاکخانہ میں جمع کرکے

شد الزنار ثم ذهب يتأول بانه لم يفعل ذلك عبادة بل تحية و تعظيما فقد كذب به الظاهر وان اُعتُبرت امثال هذه التاويلات اعذارًا لم يبق كافر كافرًا فان عبادة الاصنام كلهم يزعمون انهم انما يعبدونها ليقربوهم الى الله زلفى۔ نعم كان هذا الحكم مقصورًا على الظاهر واحكام الدنيا وامر الباطن و الحقيقة فهو مفوض الى عالم السرائر والضمائر۔

وذلك لما فى الاعلام بقواطع الاسلام للعلامة ابن حجر الهيثمى عن المواقف وشرحها ان من صدق بما جاء به النبى صلى الله عليه وسلم ومع ذلك سجد للشمس كان غير مؤمن بالاجماع لان سجوده لها يدل بظاهره انه ليس بمصدق ونحن نحكم بالظاهر فلذلك حكمنا بعدم ايمانه الى قوله حتى لو علم انه لم يسجد لها على سبيل العبادة واعتقاد الالٰهية بل سجد لها وقلبه مطمئن بالتصديق لم نحكم بكفره فيما بينه وبين الله و ان اُجرى عليه حكم الكافر فى الظاهر انتهى[له] ومثله فى كتاب[له] الزواجر لابن حجر حيث قال وفى معنى ذلك

ترجمۃ المقالۃ المرضیۃ فی حکم سجدۃ التحیۃ

مسمّٰی

اعدل التعلیم فی حکم سجدۃ التعظیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ جاننا چاہیئے کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنے کی چند صورتیں ہیں اور ہر صورت کا حکم جدا ہے۔

سجدۂ عبادت امت مسلمہ کا قرنًا بعد قرن اس بات پر اتفاق رہا اور ہے کہ خدا تعالیٰ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا خواہ وہ انسان زندہ ہو یا مُردہ خواہ وہ از قبیل جمادات ہو یا حیوانات الغرض کوئی بھی خدا تعالےٰ کے سوا ہو اس کو سجدہ عبادت و بندگی کی نیت و ارادہ سے کیا جاوے اور اس کو معبود قرار دیکر سجدہ کریں تو یہ سجدہ صریح کفر اور خروجِ عن الایمان ہوگا اور اس کا مرتکب یقینًا کافر مرتد ہو جاوے گا (حق تعالیٰ ہم کو اس سے محفوظ رکھے آمین) اور یہ سجدۃ العبادت کبھی کسی مذہب حق اور دین الٰہی میں مشروع اور مباح نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے اور نہ کسی اہل علم نے علماء اہل السنۃ والجماعۃ میں سے اس کو کسی وقت جائز قرار دیا ہے بلکہ تمام علماء سلف و خلف کا اجماع کفر و ارتداد ہونے پر رہا ہے۔

سجدۂ تعظیم البتہ سجدۂ تعظیم یعنی حق تعالیٰ کے غیر کو سجدۂ بندگی و عبادت کے قصد سے تو نہ کریں بلکہ محض ادب و تعظیم کے طور پر جیسے قیام تعظیم کیا جاتا ہے اسی طرح سجدۂ تعظیمی کیا جاوے اس کے حکم میں

[له] اعلام علی ہامش الزواجر ص ۳۳ ج ۲ ۱۲ منہ [له] زواجر ص ۲۴ جلد ۱۔ ۱۲ منہ

كل من فعل فعلاً اجمع المسلمون على انه لا يصدر الا من كافر وان كان مصرحاً بالاسلام كالمشي الى الكنائس[1]
مع اهلها بزيهم من الزنانير وغيرها - والحاصل ان السجود لغير الله تعالى ان كان بقصد العبادة
او على وجه يكون شعار الكفرة ويعلم بظاهره انه للعبادة وان انكر قصد العبادة فهو كفر اجماعاً[2]
بقي ما لو يقصد فيه العبادة لغير الله ولو يقع لمسجود الكفرة فاختلفوا في كونه كفراً وارتداداً بعد ما اتفقوا
على انه حرام ومعصية كبيرة يخشى عليه الكفر كما في الاعلام[2] عن الروضة للنووي وليس من هذا ما
يفعله كثيرون من الجهلة الظالمين من السجود بين يدي المشائخ فان ذلك حرام قطعاً بكل حال سواء
كان للقبلة او لغيرها وسواء قصد السجود لله او غفل وفي بعض صوره ما يقتضي الكفر اعاذنا الله
تعالى من ذلك انتهى وكما في خطر رد المحتار[3] عن الزيلعي وذكر الصدر الشهيد انه لا يكفر بهذا السجود
لانه يريد به التحية وقال شمس الائمة السرخسي ان كان لغير الله تعالى على وجه التعظيم كفر وفي النظم[4]
يكفر بالسجدة مطلقاً اهـ وفي كراهية الهندية[5] من سجد للسلطان على وجه التحية او قبل الارض بين
يديه لا يكفر ولكن يأثم لارتكابه الكبيرة هو المختار - قال الفقيه ابو جعفر[6] وان سجد للسلطان بنية العبادة
او لم تحضره النية فقد كفر كذا في جواهر الاخلاطي انتهى ثم من ذهب انه كفر مطلقاً قال انه لا فارق
بين السجود للصنم والشمس وبين الآباء والمشائخ وغيرهم من المخلوقين ومن فرق بينهما قال ان
مشروعية التعظيم والتكريم في حق الآباء والمشائخ وامثالهم وجواز السجود لهم في الشرائع السابقة

تفصیل ہے اگر یہ سجدہ تعظیم ان چیزوں کو کیا جاوے جن کو سجدہ کرنا خاص کفر کی علامت اور کفار کا شعار ہے
جیسے بت یا پیپل کا درخت یا گنگا، جمنا یا چاند سورج وغیرہ تو یہ سجدہ تعظیم بھی باجماع امت اور باتفاق
علماء کفر و شرک ہے اس کا کرنے والا کافر مرتد ہے اگرچہ اس کا مرتکب نیت عبادت کی نہ رکھتا
ہو کیونکہ احکام شریعت ظاہر عقل سے متعلق ہیں نہ نیابت سے۔

البتہ ممکن ہے کہ عند اللہ سبحانہ وتعالیٰ وہ مومن ہو مگر احکام دنیا کے لحاظ سے اس کا مرتکب
کافر شمار ہوگا اور اس کی دلیل یہ ہے علامہ ابن حجر ہیتمی اپنی کتاب الاعلام بقواطع الاسلام میں شرح
المواقف سے نقل فرماتے ہیں۔ جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو تسلیم کرے اور اس پر ایمان لائے
اور باایں ہمہ آفتاب کو سجدہ کرے تو وہ بالاجماع مومن نہیں اس لئے شمس کو سجدہ کرنے سے بظاہر معلوم
ہوتا ہے کہ وہ مومن نہیں (ورنہ ایسی حرکت جو کہ بظاہر کفر ہے اختیار نہ کرتا) اور ہمارا حکم باعتبار
ظاہر کے ہوتا ہے اسی وجہ سے اس کے مومن نہ ہونے کا حکم دیا گیا۔ ہاں اگر ہم کو یہ امر محقق ہو جائے

[1] نعم ان ثبت عذره من الاكراه وامثاله او علم باليقين انه فعله استهزاءً او سخرية فلا نحكم بكفره كما في الرد
ص۲۲۳ ج۱ او مثله في الاعلام ص۲۲ ج۲ [2] اعلام بقواطع الاسلام ص۳۲ ج۲ ۱۲ منہ [3] رد المحتار استنبولی ص۳۲۸ ج۵ ۱۲ منہ
[4] عالمگیری کتاب الکراهیة الباب الثامن والعشرون ص۳۲۷ ج۵ طبع مصر ۱۲

کما فی قصۃ یوسف للابوین وفی قصۃ آدم علیہ السلام للعالم والاکبر منہم قامت شبہۃ دارئۃ خبران ۱۲
لکفر من سجد لھم عند وقوع الشبہۃ لخکم بالکفر وان کان علی شفا حفرۃ منہ لخطر الحکم بکفر مسلم
ھذا ملخصا مافی الاعلام بعد ما ذکر استشکال العز بن عبد السلام الفرق بینھما وبعض الفاظہ علی ھذا
فرہذا الجنس (یعنی سجود التعظیم) قد ثبت للوالد ولو فی زمن من الازمان وشریعۃ من الشرائع فکان
شبہۃ دارئۃ لکفر فاعلہ بخلاف السجود لنحو الصنم او الشمس فانہ لم یرد ھو ولا ما یشابہہ فی التعظیم
فی شریعۃ من الشرائع فلم یکن لفاعل ذلک شبہۃ لا قویۃ ولا ضعیفۃ فکان کافراً ولا نظر لقصد
التقریب فیما لم ترد الشریعۃ بتعظیمہ بخلاف ما وردت بتعظیمہ فاندفع الاستشکال واتضح الجواب عنہ
ھذا بیان مذاھب الامۃ فی السجود لغیر اللہ تعالیٰ وتفصیل احکامہ ویستشکل علیھا قولہ
تعالیٰ۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا۔ الآیۃ
والجواب عنہ مافی احکام القرآن[۱] للجصاص وقد کان السجود جائزاً فی شریعۃ آدم علیہ السلام
للمخلوقین ویشبہ ان یکون قد کان باقیاً الی زمان یوسف علیہ السلام فکان فیمان بینہم لمن یستحق
ضرباً من التعظیم ویراد اکرامہ وتبجیلہ بمنزلۃ المصافحۃ والمعانقۃ فیما بیننا وبمنزلۃ تقبیل الید وقد
روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اباحۃ تقبیل الید اخبار وقد روی الکراھۃ الا ان السجود

کہ وہ سجدہ عبادت کے خیال سے نہیں کرتا اور اس کا اعتقاد یہ نہیں کہ آفتاب اس کا رب ہے اور اس کا دل ایمان سے پُر ہے تو دیانۃً اس کو کافر نہیں کہا جائے گا لیکن قضاءً اس کو کافر کہیں گے (اور تمام معاملات اس کے ساتھ وہی کئے جائیں گے جو کفار کے ساتھ کئے جاتے ہیں)

نیز کتاب الزواجر مصنفہ ابن حجرؒ میں ہے کہ جو شخص کوئی ایسے کام کرے کہ جو سوائے کافر کے کسی دوسرے سے صادر نہیں ہو سکتا تو وہ شخص کافر کہا جائے گا (یعنی قضاءً نہ دیانۃً) اگرچہ وہ علانیہ اپنے اسلام کو ظاہر کر رہا ہو جیسے یہودیوں کی کنیۃ میں یہود کی ساتھ اُن کے طریقہ پر زنار وغیرہ پہن کر جانا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ خدا کے غیر کو سجدہ کرنا عبادت کی نیت وارادہ سے یا ایسی نیت وکیفیت سے کہ یہ معلوم ہو کہ عبادت کے طور پر سجدہ کر رہا ہے اگرچہ وہ نیت عبادت کا منکر ہو تب بھی اس کا مرتکب بالاجماع کافر ہے۔

سجدۂ تعظیم کی دوسری صورت

دوسرا سجدۃ التحیۃ وہ ہے کہ اس میں قصد غیر اللہ کی عبادت کا نہ ہو اور سجدہ بھی ان اشیاء کی طرف نہ ہو جن کو کفار سجدہ کیا کرتے ہیں اور جن کی طرف سجدہ کرنا شعار کافروں کا سمجھا جاتا ہے اس میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض نے کہا کہ وہ بھی کفر ہے اور بعض نے اس کا انکار کیا لیکن اس پر اتفاق ہے کہ یہ حرام قطعی اور گناہ کبیرہ ہے اور اس کا مرتکب قریب بالکفر

[۱] اعلام صفحہ ۳۳ جلد ۲ - ۱۲ منہ [۱۵۲] احکام القرآن للجصاص ص۳۵ جلد ۱ - ۱۲ منہ

لغیر اللہ تعالیٰ علی وجہ التکرمۃ والتحیۃ منسوخ بما روت عائشۃ وجابر بن عبد اللہ وانس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان النبی صلی اللہ وسلم قال ما ینبغی لبشر ان یسجد لبشر ولو صلح لبشر ان تسجد لبشر۔ لامرات المرأۃ ان تسجد لزوجہا من عزم حقہ علیہا لفظ حدیث انس بن مالک رض

قال العبد الضعیف غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ ان ملاحظۃ ما اختصت بہ الامۃ الامیۃ من المزایا فی الاحکام واحکامہا وما تکفل الحق سبحانہ وتعالیٰ لہا من حفظ ہذہ الشریعۃ واعلامہا انہا قد حمیت عن اسباب الشرک ودواعیہ کما جنبت عن عینہ ودواھیہ فان من حام حول حمی او شک ان یقع فیہ بخلاف الامم السابقۃ فانہا قد حرم علیہا عین الکفر والشرک ولم یحرم علیہم کل ما عسی ان یکون سبباً للابتلاء بہ۔ الا تری ان انصاب روالتماثیل وصنعتہا کانت مباحۃ فی الشرائع السابقۃ کما فی قولہ تعالیٰ وَيَعْمَلُونَ لَهُ مَحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ الآیۃ وقولہ تعالیٰ واخلق لکم کہیئۃ الطیر وامثالہ ولکن استعمالہا بالتعظیم والتکریم صار ذریعۃ الی الابتلاء بالشرک فنہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہذہ الامۃ عنہ۔

ومن ہذا القبیل نہیہ علیہ السلام عن الصلوٰۃ وقت الطلوع والغروب واستواء الشمس فی ظہیرۃ کما رواہ الستۃ ونہیہ علیہ السلام للعبید ان ینادو سیدھم بیارب وللسید ان ینادی عبدہ بیا عبد کما اخرجہ مسلم فی الصحیح حذراً ان یکون ذلک فی مدی الدہر ذریعۃ الی الشرک وعبادۃ المخلوقین فتہلک الامۃ کما ہلک من قبلہا من الامم۔

ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ردالمحتار میں امام زیلعیؒ سے منقول ہے کہ اس سجدہ کی وجہ سے کافر نہ ہوگا کیونکہ اس کی نیت عبادت کی نہیں بلکہ تعظیم و تحیۃ مقصود ہے۔ اور امام شمس الائمۃ السرخسی فرماتے ہیں کہ اس سجدہ کی وجہ سے بھی کافر ہو جاوے گا کیونکہ سجدہ غیر اللہ کو بہ نیت تعظیم کرنا کفر ہے اور فتاویٰ ظہیریہ میں لکھا ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنے سے خواہ کسی نیت و قصد سے ہو انسان کافر ہو جاتا ہے اور فقیہ ابو جعفرؒ فرماتے ہیں کہ جو سلطان اور بادشاہ کو سجدہ عبادت کی نیت سے اور عبادت سمجھ کر کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے اسی طرح وہ شخص جس نے سجدہ کرتے وقت کوئی نیت نہ کی ہو (یہ قول جواہر اخلاطی میں منقول ہے) عالمگیری کتاب الکراہۃ میں لکھا ہے کہ جو بادشاہ کو سجدہ بہ نیت تعظیم کرے اور زمین کو بادشاہ کے سامنے چومے کافر نہیں ہوتا مگر گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے اور یہ قول مفتی بہ ہے۔

جو لوگ کہ سجدہ غیر اللہ کو مطلقاً کفر کہتے ہیں تو اس میں ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جیسے سجدہ آفتاب اور بت وغیرہ کو کرنا کفر ہے اسی طرح اپنے آباء و مشائخ کو مخلوقات میں سے (اور اولیاء اللہ کے مزارات کو) سجدہ کرنا بھی کفر ہے (خواہ کسی نیت و ارادہ سے ہو)

اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ آباء و مشائخ کے لئے سجدہ کرنا پہلی امتوں کے لئے جائز

فاذا تقرر هذا فقد حصحص الحق فی سجود التحیۃ انہ لیس بکفر ولا شرک فی نفسہ ولہذا اُبیح فی الشرائع السابقۃ الا انہ صار ذریعۃ الی الشرک فی القرون الخالیۃ فضلوا وھلکوا۔ فاقتضت العنایۃ الالٰھیۃ لہذہ الامۃ ان یحرم علیھا السجود لغیر اللہ مطلقا وان کان من قصد العبادۃ علی بون بعید فنسخ ما کان علیہ الامم السابقۃ من جواز السجود بقصد التحیۃ والتکریم ھذا۔

لا یقال کیف نسخت ایۃ القرآن المبین بخبر الواحد لانا نقول ان الروایۃ التی قالت الامۃ بکونھا ناسخۃ قد بلغت حد الشھرۃ بل التواتر کما بینہ حجۃ اللہ فی الارض شیخنا اشرف المشائخ فی ھوامش تفسیرہ بیان القرآن وھذہ عبارتہ بلفظہ سجدۃ التحیۃ کان مشروعًا فی شرع من قبلنا ونسخ فی شرعنا والناسخ مارواہ الترمذی عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو کنت اٰمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرءۃ ان تسجد لزوجھا وفی العزیزی قال الشیخ حدیث صحیح

تھا جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے سجدہ کیا (تو چونکہ یہ امر مسلّم ہے کہ کفر اور اس کے افعال کی اجازت کبھی کسی مذہب سماوی میں نہیں ہوئی) تو آباء و مشائخ عظام کو سجدہ بطور تعظیم کے کرنا مماثل سجدہ آفتاب و بُت وغیرہ کے نہیں کیونکہ آفتاب و بُت و درخت وغیرہ جن کو سجدہ کرنا کفار کا شعار ہے اُن کی تعظیم کا امر اور ثبوت اُمم اسلامیہ اور ملل حقہ اور ادیان سماویہ میں کہیں بھی نہیں۔ الغرض چونکہ سجدۂ تعظیمی آباء و مشائخ عظام کے لئے ہم سے پہلی شریعتوں میں مشروع تھا اگرچہ ہماری امت کے لئے حرام قطعی ہوگیا مگر جواز سابق کی بنا پر اس کا فعل کفر ہونا مشتبہ ہوگیا اور یہ اصول مسلّم ہے کہ اگر کوئی شبہ کسی کے کافر ہونے میں واقع ہو جائے تو اس پر حکم کفر جاری نہیں کیا جائے گا لہٰذا جو آباء یا مشائخ کو سجدۂ تعظیمی کرے اس پر حکم کفر کا نہیں لگایا جائے گا اگرچہ وہ شخص کافر ہونے کے قریب ہو جاتا ہے (کتاب الاعلام صـ۳۱ جـ۳)

چنانچہ کتاب الاعلام میں لکھا ہے چونکہ سجدۂ تعظیمی آباء و مشائخ کے لئے پہلی شریعتوں میں جائز اور مشروع تھا تو اب سجدۂ تعظیمی جو کہ آباء یا مشائخ کو کرے اس کے مرتکب کو کافر قرار نہیں دیا جائیگا کیونکہ اب اس کے فعل کفر ہونے میں جزم باقی نہ رہا (کیونکہ جب وہ کسی شرع میں مشروع ہے تو معلوم ہوا کہ وہ فعل کفر نہیں) اور سجدہ آفتاب اور سجدہ بت وغیرہ کو کرنا یہ ایسا نہیں کیونکہ یہ کبھی جائز نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے تو اس کا مرتکب ضرور کافر ہوگا کیونکہ یہاں پر اس کے جائز ہونے کا شبہ بھی نہیں ہو سکتا اور پہلی صورت میں جائز ہونے کا شبہ ممکن تھا اور جن امور کی تعظیم اسلام میں مشروع نہیں ان کو سجدہ کرنے کی نیت کا اعتبار بالکل نہ ہوگا کہ وہ یہ کہے کہ میں نے سجدہ تعظیم کے لئے کیا ہے نہ عبادت کے لئے اور مشائخ کو جو سجدہ کرے اس میں نیت کا اعتبار ہوگا۔ اگر نیت عبادت کی سجدہ مشائخ میں ہو تو اس کا فاعل کافر ورنہ عاصی ہوگا۔ اور یہ فعل

اھ وقال الترمذی وفی الباب عن معاذ بن جبل و سراقہ بن مالك و صھیب و عقبۃ بن مالك بن جعشو و عائشۃ و ابن عباس و عبد اللہ بن ابی اوفی و طلق بن علی و ام سلمۃ و انس و ابن عمر اھ وفی نیل الاوطار و قد روی حدیث ابی ھریرۃ المذکور البزار باسناد فیہ سلیمان بن داؤد الیمامی وھو ضعیف و اخرج قصۃ معاذ المذکورۃ فی الباب (التی عزاھا المات الی احمد و ابن ماجہ عن عبد اللہ بن ابی اوفی) البزار باسناد رجالہ رجال الصحیح و اخرجھا ایضاً البزار و الطبرانی... باسناد اٰخر و فیہ النحاس بن قہو وھو ضعیف و اخرجھا ایضاً البزار و الطبرانی باسناد اٰخر رجالہ ثقات وقضیۃ السجود ثانیۃ عن حدیث ابن عباس عند البزار ومن حدیث سراقۃ عند الطبرانی ومن حدیث عائشۃ عند احمد و ابن ماجہ ومن حدیث عصمۃ عند الطبرانی و عن غیر ھؤلاء وحدیث عائشۃ الذی ذکرہ المصنف ساقہ ابن ماجہ باسناد فیہ علی بن زید بن جدعان وفیہ مقال ضعفہ کثیرون و وثقہ بعضہم و اخرج لہ مسلم مقرونا بغیرہ کما فی التھذیب

تو گناہ کبیرہ ہوگا۔ یہاں تک بیان تھا مذاہب کا۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

قرآن کریم میں وارد ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام کو ملائکۃ اللہ علیہم الصّلوٰۃ والسّلام نے سجدہ کیا اور تمام مقرب بارگاہ احد فرشتے جن میں حضرت جبرئیلؑ و میکائیلؑ جیسے مقرب بھی شامل تھے تمام ملائکہ کے ساتھ سجدہ میں گر گئے اور یہ بحکم خداوند تعالیٰ ہوا اور سجدہ نہ کرنے سے شیطان ذلیل و کافر اور شقی ازلی ہوا تو اس تمام تر واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو سجدہ کرنا نہ فقط جائز ہے بلکہ مامور بہ ہے۔

جواب شبہ

امام ابو بکر جصاص حنفی اپنی کتاب احکام القرآن میں فرماتے ہیں کہ سجدہ تعظیمی حضرت آدم علیہ السلام کے لئے بحکم الٰہی جاری کیا گیا تھا اور سب سے پہلے ان کے لئے مشروع ہوا پھر ان کی امت میں بھی مشروع رہا اور غالباً یہ سجدہ تعظیمی کی مشروعیت برابر باقی رہی یہاں تک کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ان کے بھائیوں نے ان کو سجدہ کیا اور اس زمانہ میں سجدہ غایت تعظیم کے لئے کیا جاتا تھا جیسے کہ ہماری شریعت میں معانقہ تعظیماً مشروع ہے اسی طرح دست بوسی بھی بعض علماء کے نزدیک بلا کراہت مشروع اور بعض مکروہ فرماتے ہیں مگر سجدہ کو شرع شریف نے کبھی کسی حالت میں کسی ذات کے لئے جائز نہیں کیا اور نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہے اور سجدہ تعظیمی کی مطلقاً ممانعت احادیث صحیحہ و صریحہ سے قطعی طور سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے جب چاہا کہ حضور علیہ السّلام کو سجدہ کریں

وبقية اسناده من رجال الصحيح (واورد هذا الحديث ابن الجارود فی المنتقی فهو صحيح عنده فانه لا
يأتی الا بالصحيح كما صرح به السيوطی فی ديباجة جمع الجوامع)، وحديث عبد الله بن اوفی ساقه
ابن ماجه باسناد صالح اهـ مختصرا وفی الترغيب للمنذری بعد روايت انس بن مالك مع قصة الجمل
رواه احمد باسناد جيد رواته ثقات مشهورون والبزار بنحوه ورواه النسائی مختصرا وابن حبان
فی صحيحه من حديث ابی هريرة بنحوه باختصار وفيه بعد روايت قيس بن سعد رواه ابوداؤد و
فی اسناده شريك وقد اخرج له مسلم ووثق (قلت لما سكت عنه ابوداؤد فهو حجة عنده) وفيه بعد
حديث ابن ابی اوفی رواه ابن ماجه وابن حبان فی صحيحه اهـ وساق فی كنز العمال بهذا الحديث
متونا عديدة وطرقا كثيرة نسرد منها سوی التی ذكرناها آنفا كو عن بريدة وقيس ابن سعد
(ولو يتعقب عليهما السيوطی بل صححهما فی الصغير صريحا فهما حديثان صريحان) والترمذی
عن انس والطبرانی فی الكبير عن ابن عباس والبيهقی عن ابی هريرة وعبد بن حميد عن جابر
والطبرانی فی الكبير وسعيد ابن منصور عن زيد ابن ارقم اهـ وفی الخصائص الكبری روايات

تو آپ نے اُن کو روک دیا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔ سجدہ کی مستحق فقط ذاتِ حق جل وعلا شانہ ہے نہ اور کوئی۔ خواہ ولی ہو یا پیر یا نبی ہو یا کسی بزرگ کا مزار وغیرہ۔

الغرض کوئی بھی ہو اس کو سجدہ کرنا قطعی حرام ہے جیسے کہ روایات سے ثابت ہے اور اس کے راوی حضرت عائشہ صدیقہ رض حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں کہ سب کا ماحصل یہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کسی انسان کو سزاوار نہیں کہ کسی بشر اور آدمی کو سجدہ کرے اور اگر یہ زیبا ہوتا تو میں حکم کرتا کہ عورتیں اپنے ازواج اور خاوندوں کو سجدہ کریں اس لئے کہ خاوند کے حقوق زوجہ پر بہت زیادہ ہیں۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ سجدۂ تعظیمی شرعاً قطعی حرام ہے اور اس کا مرتکب عاصی ہے اور یہ فعل گناہ کبیرہ

فائدہ

جہاں حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس امت مرحومہ کو طرح طرح کی نعمتیں اور فضیلتیں عطا فرمائی ہیں اور كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ فرما کر اس امت کی شان کو دوبالا کیا ہے اسی طرح اس کی ساتھ معاملہ بھی غایت رحمت کا فرمایا ہے اسی وجہ سے اس اُمت پر اس قسم کے احکام نازل فرمائے گئے ہیں جن سے کہ امت کی پوری طرح گمراہی سے حفاظت ہو اور جب ایک چیز کو ممنوع کرنا منظور ہوا تو اس شے کے لوازمات اور وہ تمام چیزیں حرام قرار دی گئیں جو کہ ذریعہ ہو سکتی تھی اس شے تک پہنچنے کا مثلاً زنا حرام کیا تو اس کے ساتھ دواعی بھی حرام کیے گئے، بُت پرستی حرام کی گئی تو ساتھ جاندار کی تصاویر کا بنانا اور رکھنا یہاں تک کہ دیکھنا بھی حرام قرار دیا گیا اور چونکہ آفتاب پرست سورج کو صبح شام پوجتے ہیں۔ لہذا اس وقت خاص میں

كثيرة منها رواية لثعلبة بن ابي مالك عند ابي نعيم وروايت يعلى بن مرة عند الطبراني وابي نعيم وجدت في قرطاس عتيق بخطي ولو يحضرني الآن من اين كنت اخذته ان الحديث رواه ابوداؤد والطبراني والحاكم والبيهقي عن قيس بن سعد والترمذي عن ابي هريرة والدارمي والحاكم عن بريدة واحمد عن معاذ والطبراني عن سراقه بن مالك وصهيب وعقبه بن مالك وغيلان بن مسلم ورواه ابن ابي شيبه عن عائشة والبيهقي ايضاً عن ابي هريرة كذا في جمع الجوامع للسيوطي انتهى ما في القرطاس فهذه اسانيد جديدة بعضها صحيح وبعضها حسن وبعضها ضعيف يقوى بآخر ومنتهى هذه الاسانيد الى عشرين صحابياً

نماز فجر و عصر ممنوع قرار دی گئی محض اس وجہ سے کہ آئندہ کہیں لوگ یہ خیال نہ کرنے لگیں کہ یہ نمازیں تعظیم شمس کے لئے مشروع ہیں اور شرک کی بری بلا میں گرفتار ہو جائیں اور شریعت غرا میں اس کا بھی پورا لحاظ رکھا گیا ہے کہ الفاظ میں بھی اہل شرک سے ادنیٰ سی مشابہت پیدا نہ ہو تاکہ کبھی ایک عرصہ دراز کے بعد یہ سبب شرک نہ ہو جائے اور امم سابقوں کی طرح یہ اُمّت بھی ہلاک نہ ہو جائے۔

چنانچہ فرمایا کہ غلام اپنے آقا کو یا رب کہہ کر آواز نہ دیا کرے ادہر آقا کو بھی روک دیا کہ وہ اپنے غلام کو یا عبدی کہکر نہ پکارے۔ اس کی ہی برکت سے یہ امّت مرحومۂ اسلام باوجودیکہ اپنی عمر کی تیرہویں صدی ختم کر چکی ہے مگر دین میں زیادتی و نقصان اور شرک و کفر میں بفضلہ تعالیٰ ایسی مبتلا نہیں ہوئی جیسی پہلی اُمتیں اور بوعدہٗ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ حفاظت میں رہے گی اور یہ نعمت حفاظت تامّہ خاصہ امت اُمیہ کا ہے اور امم سابقہ میں یہ نعمت علی وجہ الکمل بحسب الاحکام نہ تھی کیونکہ ان کے لئے حرام صرف وہ اشیاء تھیں جن کا حرام کرنا منظور تھا اور ان کے دواعی حرام نہ تھے چنانچہ امم سابقہ کے لئے تماثیل و تصاویر کا استعمال مباح تھا انھوں نے اس میں غلو کیا اور اصد جو کوئی نامور انسان ہوتا اس کی تصویر کی تعظیم کرنے لگتے یہاں تک کہ شرک و کفر کی مصیبت میں مبتلا ہو گئے اس کے علاوہ ہزارہا نظائر اس کے موجود ہیں۔

الغرض اس تمام تقریر سے واضح ہو گیا کہ تحقیق اور امر حق سجدۃ التحیۃ کے بارے میں یہ ہے کہ سجدہ تعظیمی فی نفسہ کفر و شرک نہیں ہے اسی وجہ سے پہلی امتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا البتہ ذریعہ کفر و شرک ضرور ہے اور صورت بھی فعل کفر ہے اور اسی وجہ سے یہ سجدۂ تعظیمی امم سابقہ اور قرون ماضیہ میں ذریعہ شرک بن گیا تھا اور وہ کفر میں اس کی وجہ سے مبتلا ہو گئے تھے جس کی وجہ سے وہ دنیا میں عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگئے اور آخرت میں عذاب ابدی کے مستحق ہوئے تو اس بناء پر خداوند قدوس کی رحمت بے پایاں اور لطف و کرم عمیم کا تقاضہ ہوا کہ اس امت خیر الامم پر انعام کیا جائے اور بقاء ہدایۃ اور نجات عن الضلالت کے لئے مناسب یہ ہے کہ ذریعہ کفر و شرک کو بھی حرام قرار دیا جائے اگرچہ وہ ذریعہ بہت

لو اقتصرنا علی الطرق المارۃ والحدیث اذا روی من عشرۃ فہو متواتر علی القول المختار کما فی تدریب الراوی؛ فہذا الحدیث متواتر بالاولی وان اختلف احد فی تواترہ للاختلاف فی العدد الذی یحصل بہ التواتر فلا یمکنہ ان ینکر من کونہ مشہورا او یکفی المشہور لنسخ المتواتر علی ما تقرر فی الاصول واطلنا الکلام فیہ للضرورۃ الداعیۃ فی ہذا الزمان والا یکفینا اجماع الامۃ ولو تراحد من السلف ولا من الخلف اختلف فی حرمۃ سجدۃ التحیۃ مع تصفح کثیر من کتب التفسیر والحدیث والفقہ وما نقل عن بعض الصوفیہ فی کتب تواریخہم لو یثبت عنہم وان ثبت فلا

دُور کا تعلق کفر و شرک کے ساتھ رکھتا ہو جیسے کہ تصاویر کا تعلق شرک سے) اسی وجہ سے سجدۂ تعظیمی کا جواز منسوخ ہو گیا اور امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام کے لئے ہمیشہ کے لئے سجدۂ تعظیم ممنوع قرار دیا گیا۔ اس پر یہ شبہ ہے۔

شبہ

سجدۂ تعظیمی جبکہ کفر و شرک کی مذکورہ صورتوں میں داخل نہ ہوا تو اس کا جواز پہلی امتوں کیلئے آیات قرآنیہ سے ثابت ہے جیسے آدم علیہ السلام کے لئے فرشتوں سے سجدہ کرانا اور حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے صاحبزادوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنا وغیرہ تو اس حکم قرآنی کو اس امت کے لئے منسوخ قرار دینا اُس وقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ یا خود قرآن کریم میں اُس کا نسخ وارد ہوا ہو یا احادیث متواترہ سے نسخ ثابت ہو۔ اور مسئلہ مذکورہ میں بظاہر ایک خبر واحد حدیث کی ایک اصطلاحی قسم ہے، کے سوا کوئی چیز ناسخ معلوم نہیں ہوتی تو یہ نسخ کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔

جواب

اول تو آیات جو سجدۂ تعظیمی کے جواز کے متعلق نقل کی گئی سجدۂ تعظیمی کے لئے صریح نہیں بلکہ دوسرے احتمالات بھی اُن میں ہیں جو اکابر مفسرین سے اُن کی تفسیر میں منقول ہیں جو آخر میں بضمن فائدہ نقل کئے گئے لہذا جواز سجدہ کا حکم بوجہ ظنی الدلالۃ ہونے کے قطعی نہ رہا بلکہ ظنی ہو گیا اور اس کا نسخ خبر واحد سے بھی ہو سکتا ہے علاوہ ازیں جس حدیث کی وجہ سے ہم ان آیات کو منسوخ قرار دیتے ہیں وہ خبر آحاد سے نہیں بلکہ حدیث مشہور ہے بلکہ حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہے اور اس قسم کی حدیث سے آیت کریمہ کا نسخ باعتبار علم الوصول صحیح اور درست اور واقع ہے اور اس حدیث کا مشہور اور حد تواتر کو پہنچنا بوضاحت ثابت ہے جس کی تفصیل حاشیہ بیان القرآن میں مذکور ہے۔

چنانچہ ترمذی شریف میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور حضرت سراقہ بن مالک

عبرة بقولهم لانهم ليسوا ممن يعتد بقولهم فی الاجماع وان سلم انهم ممن يعتد بقوله فی الاجماع فلا يعتد به ايضا فی هذا المقام لان الاجماع السابق لا يرتفع بالاختلاف اللاحق نعم لا يلام عليهم لعدم اشتغالهم بالتحقيقات العلمية ومع ذلك لا يحتج بقولهم وضعهم لا سيما اذا ثبت النكير عن بعض اكابرهم ويحتاج الی هذا الكلام اذا سلم ان سجود الملئكة لآدم و سجود اخوة يوسف وابيه له كان سجودا حقيقيا و كان تحية لهما والحال انه مختلف فيه فقال

اور حضرت صہیب رض اور حضرت عقبہ بن مالک بن جشم اور حضرت صدیقہ عائشہ رض اور حضرت ابن عباس اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفی اور حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ام سلمۃ، حضرت انس، حضرت ابن عمر۔ تو ثابت ہوگیا کہ یہ حدیث مشہور ہے نہ کہ خبر واحد۔ لہذا نسخ جائز ہے اور بعض اکابر نے کثرت رواۃ کی بنا پر اس حدیث کو متواتر کہا ہے

الغرض حدیث ما ینبغی لبشر ان یسجد لبشر ولو صلح لبشر ان یسجد لبشر لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا من عظم حقہ علیہا۔ حدیث مشہور بلکہ متواتر۔ لہذا اس کے ناسخ ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ یہ حدیث میں ۲۰ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہے اور جو حدیث دس ۱۰ صحابہ سے منقول ہو وہ موافق قول راجح و مختار متواتر ہے لہذا یہ حدیث بھی علی وجہ اتم متواتر ہوگئی اور اگر کوئی متواتر بھی تسلیم نہ کرے تو مشہور ہونے سے منکر نہیں ہو سکتا اور حدیث مشہور سے نسخ آیت کریمہ جائز ہے جیسے کتب اصول میں مصرح ہے۔

علاوہ ازیں اجماع امت یہی ہے کہ سجدہ تعظیمی حرام ہے اور کسی امام یا مجتہد یا فقیہ کا زمانہ سلف اور خلف میں اس بارے میں اختلاف مذکور نہیں بلکہ اجماع تام اس کی حرمت پر ہے۔ رہا یہ امر کہ بعض صوفیہ سے کتب تواریخ میں جواز منقول ہے اول تو یہ نقل صحیح نہیں اور اگر اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو ان کے قول کا اعتبار بمقابلہ اجماع امت کے نہیں ہو سکتا جبکہ اجماع خلف و سلف اس کے خلاف پر قرنا بعد قرن رہا اور ہے۔ ساتھ ہی یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ صوفیاء پر اس باب میں طعن بھی مناسب نہیں کیونکہ وہ تحقیقات علمیہ میں مشغول نہیں رہتے تھے وہ معذور ہیں لہذا ان کے فعل سے حجت پکڑنا درست نہیں خصوصاً جبکہ اکابر صوفیہ سے بھی حرمت سجدہ تعظیمی منقول ہے۔

فائدہ

معترض نے جو حجت قرآن کریم سے پکڑی ہے وہ مختلف فیہ ہے کیونکہ بعض مفسرین فرماتے ہیں خروا لہ اور فسجد الملائکۃ کلہم اجمعون اس کے امثال کے معنی سجدہ حقیقی کے نہیں بلکہ یہ کنایہ تعظیم سے ہے اور اس کی تائید میں فقہ عرب سے کلام شعراء پیش کرتے ہیں اور بعض

بعضہم لو یکن سجودا حقیقا بل ھو کنایۃ عن التعظیم وقال بعضہم کان آدم و ابو یوسف بمنزلۃ الکعبۃ لنا فاللام بمعنی الی وقال بعضہم اللام للسبب ای کانت السجدۃ للّٰہ تعالی شکرا علی ما انعم اللّٰہ علیہم لاجل یوسف و آدم علی نبینا وعلیہما السلام و اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال وحینئذٍ لا یحتاج الی اثبات النسخ و یثبت الحرمۃ بخبر الواحد ایضا و نقول ایضا ان الآیۃ و ان کانت قطعی الثبوت ولکنہا ظنی الدلالۃ فلا بعد فی نسخہا بحدیث ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ کما لا یخفی۔ واللّٰہ اعلم بالصواب۔

مفسرین کا یہ قول ہے معنی خرواله اور اسجدوا لادم کے یہ ہیں کہ پہلی آیت میں اخوۃ یوسف حضرت یوسف کو جہت سجدہ قرار دیا اور لآدم کے معنی ہیں الی آدم کے ہے اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ انھوں نے حق تعالیٰ کو سجدہ کیا اس طور سے کہ اُن کے سجدہ کا رخ حضرت یوسف علیہ السلام کی جانب تھا اور ان کو بمنزلہ قبلہ بنائے ہوئے تھے اور اس طرح اسجدوا لادم کے معنی کہ آدم کی طرف رُخ کر کے حق تعالیٰ کو سجدہ کیا۔

اور بعض مفسرین کا قول یہ ہے کہ لام کے معنی سبب کے ہیں تو معنی خروا له سجدا کے یہ ہیں کہ اخوۃ یوسف نے حق تعالیٰ کو سجدہ کیا حضرت یوسف کی وجہ سے کیونکہ حق تعالیٰ کی بڑی نعمت یعنی حکومت ان کے خاندان میں آگئی بذریعہ حضرت یوسف علیہ السلام کے اور معنی اسجدوا لادم یہ ہیں کہ حکم ہوا حق تعالیٰ شانہ کا کہ ہم کو سجدہ کرو اس نعمت کی وجہ سے جو تم پر آدم کی وجہ سے کی گئی ہیں۔

الغرض ان اقوال کو اگر تسلیم کیا جائے تو پھر اس جواب کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ یہ آیتیں منسوخ ہیں بلکہ اس صورت میں کسی آیت سے سجدۂ تعظیم کا جواز مستفاد ہی نہیں ہوتا و ہو المرام۔

خلاصہ

تمام رسالہ کا یہ ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا اگر بقصد عبادت ہو یا بصورت عبادت خواہ نیت عبادت کی نہ ہو یہ دونوں صورتیں باجماع کفر و شرک میں داخل ہیں اس کے علاوہ جتنی صورتیں ہیں بعض علماء تو ان کو بھی کفر و شرک قرار دیتے ہیں اور بعض اس میں احتیاط کرتے ہیں مگر اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حرام و ناجائز اور قریب بکفر ہے حق تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے آمین وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم۔

حررہٗ

سید حسن صین عن الحوادث والفتن فی سبع مضین من شعبان المعظم ۱۳۵۶ہجری

فہرست مضامین عزیز الفتاوے جلد چہارم

باب فی الجمعۃ والعیدین والجنائز

تمت بالخیر

فہرست مضامین امداد المفتین حصہ چہارم